

تاریخ ہندوستان

سلطنت اسلامیہ کا بیان

جلد نہم

زوال سلطنت تیموریہ

جلد دہم

مضامین مختلفہ

مصنفہ

خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاءاللہ فیلو الہ آباد یونیورسٹی سابق پروفیسر
ورنیکولر سائنس اینڈ لٹریچر میور سنٹرل کالج الہ آباد

۱۸۹۸ء
شمس المطابع دہلی میں باہتمام منشی محمد عطاءاللہ مطبوع ہوئی

جلد ۹ و ۱۰

تاریخ

اشتہار

قیمت عہ — **جلد نہم و دہم** — صفحہ لہہ — محصول ۲ر

جلد نہم مین زوال سلطنت تیموریہ کا بیان بہادر شاہ شاہ عالم جانشین عالمگیر سے آخر بادشاہ بہادر شاہ تک بیان کیا گیا ہے - تاریخ مظفری - تاریخ لب التواریخ خافی خان - سیر المتاخرین شاہ عالم نامہ - سکھون کی تاریخ جو خود سکھون کی تصنیف سے ہین اور مرہٹون کی تاریخون سے جو خود مرہٹون کی تصنیف سے ہین - اور بہت سی ہندوستانی انگریزی تاریخون سے مرتب کی گئی - اس مین ایام غدر ۱۸۵۷ع کا حال نہین لکھا - باقی اور سب حالات لکھے ہین زوال سلطنت کے اسباب کو بیان کیا ہے اور خاتمہ مین یہ لکھا ہے کہ اب مسلمانون کی سلطنت ایشیا مین کہان کہان ہین اور اونکا حال کیا ہے +

جلد دہم

اس جلد مین صرف تین مضمون ہین اول مل صاحب کی برٹش انڈیا کے جلد دوم کے باب پنجم کا ترجمہ ہے جس مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہندوستان اور ہندوون کو مسلمانون کی سلطنت سے فائدہ ہوا یا نقصان پہنچا - دوم شاہان دہلی کی دار السلطنتون کا بدلنا اور تعمیر عمارات - سوم سکھون کا مختصر بیان +

شام سلطنت تیموریہ

یعنی

زوال سلطنت تیموریہ

دیباچہ

	صفحہ
رانا لچ سنگھ کا خط اورنگزیب کے نام	۳
محمد اعظم شاہ کا سکہ لگانا اور خطبہ پڑھوانا اور دلی طرف پر نہ پہنچنا اور شاہ عالم کا بادشاہ ہونا۔	۱۳
محمد کام بخش کا کچھ حال	۱۴
اعظم شاہ کا کوچ	۱۵
شاہ عالم بہادر شاہ کا حال	〃
بہادر شاہ کی سلطنت کا استقلال ہونا	۲۳
امیر الامرا اسد خان اور دواب کا خرچ	۲۴
بادشاہ کا سید بننا	۲۶
جلوس سال اول ۱۱۱۹ھ اجیت سنگھ اور راجپوت	۲۷
جشن سال دوم ۱۱۱۹ ۱۷۰۷ شاہزادہ کام بخش۔	۲۸
کام بخش کا حال۔	۲۸
سیف خان کی کارستانی۔	۳۱
مرہٹوں کے ساتھ بادشاہ کے تعلقات	۳۳
بیناجی سیندھیا۔	۳۴
راجہ ساہو کا چھوٹنا	۳۵
سردیس مکھی کے باب میں ذوالفقار خان اور منعم الملک کا اختلاف آرا ہونا۔	۳۵
خطابات بہادر شاہ کی دریادلی و نرمی	۳۶
بہادر شاہ کے خصائل اور دربار کا حال جو ارادت خان نے لکھا۔	۳۹
بابپ رائے لیٹرے کا ذکر۔	۴۰
قمر ہمارے کا معاملہ۔	۴۴
سوانح سال سوم ۱۱۲۰ھ	۴۵
بادشاہ کا سفر۔	۴۵

گورو نانک شاہ ۔	۴۶
گورو انگد ۔	۴۸
گورو امرداس صاحب بادشاہی سوم ۔	؍؍
گورو رام داس بادشاہی چہارم ۔	۴۹
گورو ارجن بادشاہی پنجم ۔	۵۰
گورو ہرگوبند بادشاہی ششم ۔	۵۴
گورو ہر رائے بادشاہی ہفتم ۔	۵۵
ہرکرشن بادشاہی ہشتم ۔	؍؍
گورو تیغ بہادر بادشاہی نہم	؍؍
بابا بندہ بہادر	۵۷
سکھوں کے حال کا خلاصہ سوین گورو تک	؍؍
بہادر شاہ اور بابا بندہ کی لڑائیاں	۵۹
راجپوتوں سے لڑائیاں	۶۴
سوانح سال چہارم ۱۱۲۱ھ	
	۶۶
مرہٹوں کی برہانپور پر لڑائی ۔	۶۷
سکھ ۔	۶۸
چاین قلیج خان ۔	۷۰
منعم خانخانان کی وفات اور خصائل ۔	؍؍
وزارت کے باب میں اختلاف رائے ۔	۷۲
غازی الدین خان فیروز جنگ کی وفات	؍؍
خطبہ	
سوانح سال پنجم ۱۱۲۲ھ	۷۳
	۷۴
اعظم شاہ ۔	۷۵

شاہ عالم بہادر شاہ کا سفر	۸۳
حکایت ۔	۸۵
بہادر شاہ کے بیٹے ۔	۸۶
ذکر سلطنت جہاندار شاہ بن بہادر شاہ بادشاہ	۸۷
عظیم الشان کی شکست و موت ۔	۸۷
رفیع الشان کا مرنا ۔	۸۹
معز الدین کا بادشاہ ہونا	؍؍
فرخ سیر کا بنگالہ سے کوچ کرنا	۹۱
عبداللہ خان اور سید عبدالغفار خان کا محاربہ اور سادات بارہ سے سید عبدالغفار خان کی شکست ۔	۹۳
امانت خان صوبہ دار مالوہ اور اسلام خان عرف رتن سنگھ کی لڑائی ۔	۹۴
فرخ سیر کا سفر ۔	۹۵
ذکر سلطنت محمد فرخ سیر	۱۰۰
فرخ سیر کی ولادت سے تخت نشینی تک	؍؍
محمد رضا علی قلعہ دار رہتاس پر فرخ سیر کی فتح	۱۰۰
سوانح سال اول فرخ سیر	۱۰۷
وزرا و امرا کا تقرر ۔	۱۰۷
بادشاہ و وزیر کی ناموافقت ۔	۱۰۸
قتل اور سزائیں ۔	۱۱۰

مضمون	صفحہ
حکم شاہی	۱۱۱
نظام الملک بہادر فتح جنگ۔	۔۔
ذکر سوانح سال دوم جلوس بادشاہ فرخ سیر ۱۱۲۶ھ ۱۷۱۴ء	۱۱۲
سید حسین علیخان کا مہاراجہ اجیت سنگھ راٹھور سے لڑنے کے لئے جانا اور اوسکا فی الفور اطاعت کرنا۔	۱۱۲
فرخ سیر اور سادات کے درمیان افزائش منازعات۔	۱۱۲
شاہزادون کا مکحول ہونا۔	۱۱۳
بادشاہ کی سادات کیساتھ تجدید عہود	۱۱۴
نظام الملک بہادر فتح جنگ کی صوبداری دکن لینا۔	۱۱۵
نظام الملک کا حال	۱۱۸
حسین علی خان کی صوبہ داری دکن و داود خان پر فتحیابی +	۱۱۹
سوانح سال سوم جلوس ۱۱۲۵ھ ۱۷۱۳ء	۱۲۰
ہندو مسلمانون اور شیعہ سنیون کا جھگڑا +	۔۔
ذکر سوانح سال چہارم جلوس ۱۱۲۶ھ	۱۲۲
عبدالصمد خان دلیر جنگ کا سکھون پر فتح پانا اور انکے سردار بابا بندہ کا قتل ہونا	۔۔
سوانح سال پنجم ۱۱۲۷ھ ۱۷۱۵ء	۱۲۴
فرخ سیر کی شادی راجہ جیت سنگھ کی بیٹی سے	۔۔
عیسیٰ خان کی سرکشی۔	۱۲۷
دھیر کی سرکشی	۔۔
سوانح سال ششم ۱۱۲۹ھ ۱۷۱۶ء	۱۳۰
بادشاہ کی کدورت کا وزیر سے زیادہ ہونا۔	۱۳۲
جزیہ و عنایت اللہ خان و رتن چند کی رنجشین۔	۱۳۲
چورامن جاٹ سے صلح	۱۳۱
سوانح سال ہفتم ۱۱۲۹ھ ۱۷۱۷ء	۱۳۳
ذکر سوانح سال ہشتم ۱۱۳۰ھ ۱۷۱۸ء	۱۳۴
رکن الدولہ اعتقاد خان کا اقتدار اور امراء عظام کا اجتماع۔	۱۳۹
حسین علی خان کا دہلی مین آنا	۱۴۳
ذکر سلطنت محمد شمس الدین ابوالبرکات رفیع الدرجات	۱۴۹
ابوالبرکات کا بادشاہ ہونا۔	۔۔
جزیہ کی موقوفی اور امرا ارگھو کی ضبطی۔	۱۵۰
فرخ سیر کا مارا جانا اور دفن ہونا۔	۱۵۱
بھائی بھائیون مین نا اتفاقی	۱۵۲
اکبرآباد مین نیکوسیر کا بادشاہ ہونا۔	۱۵۴
رفیع الدرجات کا مرنا	۱۵۴

ذکر سلطنت رفیع الدولہ ملقب بہ شاہجہان ثانی ۱۵۴

ذکر سلطنت مرزا روشن اختر ابو الفتح ناصر الدین محمد شاہ ۱۵۶

چھبیلہ رام نائب صوبہ الہ آباد کا مرنا اور اوسکے بھتیجے گردھر بہادر کا سیدون سے لڑنا اور اس مہم کا آخری فیصلہ ۱۵۹

سادات کا تنزل اور نظام الملک بہادر فتح جنگ کی ترقی ۔ ۱۶۴

نظام الملک کا حسن اخلاق ۱۶۸

عبد الصمد خان دلیر جنگ کی حسین خان افغان سے لڑائی اور حسین خان کا کشتہ ہونا ۱۶۹

نظام الملک کی خبرون کا سیدون کے پاس آنا ۔ ۱۷۰

کشمیر کا مذہبی فساد ۔ ۱۷۱

نظام الملک اور دلاور علی خان بخشی امیر الامرا کی لڑائی ۔ ۱۷۴

زلزلہ ۔ ۱۷۵

بادشاہ اور سید حسین کا ارادہ ۔ //

عالم علی خان کی شکست اور کشتہ ہونا ۔ ۱۷۶

تدابیر وزرا ۔ ۱۷۹

امیر الامرا سید حسین علی خان کا مارا جانا ۔ ۱۸۱

عزت خان کا بادشاہ پر چڑھنا اور مارا جانا ۱۸۴

امرا کے خطاب ۔ ۱۸۷

سید عبد اللہ خان کے مرنے کی خبر پہنچنا اور سلطان ابراہیم کا بادشاہ بننا ۱۸۸

سلطان ابراہیم کی چند روزہ سلطنت اور اوسکی لڑائی محمد شاہ سے اور اوسکا شکست پانا اور سید عبد اللہ کا قید ہونا ۔ ۱۸۹

بادشاہ کا شاہجہان آباد مین آنا ۔ ۱۹۷

جزیہ کی معافی ۔ //

راجہ اجیت سنگھ کی سرکشی ۔ ۱۹۸

بزم آرائی ۔ ۲۰۱

نظام الملک کی وزارت //

سید عبد اللہ خان کی وفات ۔ ۲۰۲

سید عبد اللہ خان و سید حسین علیخان کے خصائل ۔ ۲۰۲

جاٹون سے لڑائی ۔ ۲۰۳

میر محمد حسین معروف بہ منود و و امنود کا مذہب جدید ۔ ۲۰۴

حیدر قلی خان ۔ ۲۰۶

نظام الملک کا دوبارہ دکن جانا ۔ ۲۰۸

مبارز خان اور نظام الملک بہادر کی لڑائی ۔ ۲۰۹

احمد نگر کا ذکر ۔ ۲۱۳

سربلند خان کا احمد آباد کا صوبہ ہونا ۔ ۲۱۶

حیدرآباد مین آصف جاہ کے بندوبست کا بنیان ۲۱۷

آصف جاہ کی تدبیر مرہٹون کے باب مین ۲۱۸

مرہٹون کی سلطنت کے استقلال کی حالت ۲۱۸

بالاجی وسوناتھ پیشوا ۔ ״

ساہو کی خصلت اور پیشوا کی لیاقت ۲۲۲

مسلمانون کا مرہٹون سے مدد طلب کرنا اور چوتھ دینا ۔ ۲۲۴

دربار شاہی کی کیفیت اور راجہ ابھے سنگہ کا صوبہ گجرات مین مقرر ہونا ۔ ۲۲۵

آصف جاہ کا مرہٹون مین فساد ڈلوانا اور راجہ کی سلطنت جمانا ۔ ۲۲۶

ترمبک راؤ ۲۲۹

سربلند خان اور مرہٹون کی شرائط صلح اور اُن کا نتیجہ ۔ ۲۳۰

آصف جاہ اور باجی راؤ کی مصالحت ۔ ۲۳۱

ہولکر اور سیندھیا ۔ ۲۳۱

راجہ ابھی سنگہ کا حال اور اوسکی صوبہ داری گجرات ״

مالوہ کی صوبہ داری پر باجی راؤ کا مقرر ہونا ۔ ۲۳۳

محمد غضنفر اور بندیلونکی لڑائی اور مرہٹون کا دخل ۔ ۲۳۴

غضنفر پر بادشاہ کا عتاب ۲۳۵

متفرقات حالات ۔ ۲۳۵

بادشاہ کا سیر و شکار کو جانا ۲۳۶

مظفر خان کا مرہٹون کی تنبیہ کے لئے جانا ۔ ״

نواب امان الملک کی جنگ راجہ بھگونت کھچار سے ۔ ۲۳۷

امیر الامرا صمصام الدولہ وزیر الممالک اعتماد الدولہ کا باجی راؤ مرہٹہ کے لئے جانا اور اس مہم کا انجام ۔ ۲۳۹

برہان الملک کا مرہٹون سے لڑنا اور انکو شکست دینا ۲۴۱

برہان الملک کو صمصام الدولہ کا باجی راؤ سے لڑنے کے لئے منع کرنا اور شاہجہان آباد پر باجی راؤ کا تاخت کرنا ۔ ۲۴۳

نادر شاہ کا دور ۔ ۲۴۷

ایران پر افغانون کا قبضہ ״

نادر شاہ کا حملہ ہندوستان پر ۲۵۱

محمد علی وردی خان اور شجاع الدولہ ناظم جعفر کا بیان ۔ ۲۶۲

شجاع الدولہ کا مرنا اور محمد علی وردی خان کی لڑائی سرفراز خان سے اور اوسکا انجام ۲۶۳

مرہٹون کا ملک بنگال مین غدر مچانا ۔ ۲۶۵

مصطفےٰ خان سے مہابت جنگ علی وردی خان کا بگاڑ اور اوسکا انجام ۔ ۲۶۶

ہیبت جنگ اور مصطفیٰ خان کی لڑائی اور اوسکا انجام ۲۶۷

علی وردی خان کی مرہٹون سے لڑائی ۲۶۸

علی وردی خان کے برخلاف سرکشیان ۔ ۲۶۹

محمد علی وردی کی وفات و خصائل ۔ ۲۷۱

نادر شاہ کے جانے کے بعد شاہجہان آباد کا حال ۲۷۳

مرہٹون کے معاملات ۔ ۲۷۳

آصف جاہ کے ملک پر باجے راؤ کا حملہ کرنا اور شکست کھانا اور اوس کے مصائب ۔ ۲۷۳

کانکن کی لڑائیان ״

باجے راؤ کے دشمن ۲۷۴

بالاجی کی جانشینی کے خلاف سازشین ۲۷۵

متفرقات حالات ۔ ״

بالاجی کا مالوہ پر قبضہ ہونا اور بعض اور معاملات ۔ ۲۷۶

مرہٹون کا ملکی انتظام ״

آصف جاہ کی وفات ۲۷۷

آصف جاہ اور باجے راؤ پیشوا ۔ ״

راجہ ساہو کا مرنا اور جانشینی کے لئے جھگڑا ہونا ۔ ۲۷۸

تارا بائی کا فساد ۔ ۲۷۸

دلی کا حال ۔ ۲۸۰

روہیلون کا عروج ۲۸۱

احمد شاہ درانی کا حملہ ہندوستان پر ۔ ۲۸۳

احمد شاہ کی سلطنت ۲۸۵

روہیلون کی لڑائیان ۔ ۲۸۶

حاکم اجمیر کا شکست پانا ۔ ۲۸۸

احمد شاہ درانی کا حملہ ۔ ״

صفدر جنگ کی ناراضی ۔ ۲۸۹

صفدر جنگ اور غازی الدین خان عماد الملک کا حال اور خاص دار الخلافہ کے فساد ۔ ״

غازی الدین خان کی لڑائی جاٹون سے ۔ ۲۹۱

احمد شاہ کا قید ہونا ۔ ۲۹۳

عالمگیر ثانی کی سلطنت کا بیان ۲۹۴

غازی الدین خان کی مہم لاہور پر ۔ ۲۹۵

احمد شاہ ابدالی کا شاہجہان آباد مین آنا ۲۹۶

وزیر کا دلی مین آنا اور مرہٹونکا ساتھ لانا ۔ ۲۹۸

شاہزادہ ولیعہد عالی گوہر کا حال ۔ ۲۹۸

ملک پنجاب پر رگھوناتھ کا قبضہ ۔ ۲۹۹

مرہٹون کا ارادہ کل ہندوستان کے فتح کرنے کا مسلمانون کا متفق ہوکر اونکا مقابلہ کرنا ۔ ۳۰۰

احمد شاہ درانی کا ہندوستان مین آنا ۔ ۳۰۱

عالمگیر ثانی کا قتل ۔ ۳۰۱

ہندوستان خاص مین مرہٹونکی فوج کا ۳۰۲

مضمون	صفحہ
احمدشاہ کے ہاتھہ سے پراگندہ ہونا۔	
احمدشاہ اور شجاع الدولہ کا ملنا۔	۳۰۲
مرہٹون کا حال۔	۳۰۳
سداشیو راو معروف بھاو اور لبسواس راو کا لشکر لیکر دکہن سے آنا اور شاہ ابدالی سے شکست پانا	۳۰۴
احمدشاہ درانی کا واپس جانا +	۳۰۹
عماد الملک کا حال	۳۱۱

شاہ عالم کی سلطنت کا بیان ۳۱۰

مضمون	صفحہ
بادشاہ کی خصلت ولیاقت۔	۳۱۱
بہار کی لڑائی۔	۳۱۲
شجاع الدولہ وزیر کا دلی سے آنا اور بادشاہ سے ملنا +	۳۱۳
شاہ عالم اور انگریزون کی صلح۔	۳۱۴
بادشاہ کا الہ آباد مین رہنا۔	۳۱۵
دہلی مین نجیب الدولہ کے معاملات۔	۱۱
جاٹون کے ساتھہ نجیب الدولہ کی لڑائی	۳۱۶
شاہ ابدالی کا آنا اور سکہون کو شکست دینا +	۳۱۸
مرہٹونکا پھر تیور اور دوآبہ کا لینا۔	۳۱۹
ضابطہ خان کا دلی سے مرہٹون کا نکالنا	۳۲۰
شاہ عالم کا دلی مین آنا۔	۱۱
مرزا نجف خان کا حملہ ضابطہ خان پر	۳۲۱
مرزا نجف خان کا حال۔	۱۱
روہیلون اور شجاع الدولہ کی صلح۔	۳۲۲
دلی کے قریب لڑائی اور ضابطہ خان کا امیر الامرا ہونا۔	۱۱
مرہٹون اور نجف خان کا ملاپ۔	۳۲۳
روہیلون سے لڑائیان۔	۱۱
مرزا نجف خان کا دلی مین چلا آنا	۳۲۳
جاٹون سے مرزا نجف خان کی لڑائیان	۳۲۴
عبد الاحد خان کی سازشین اور سکہون سے لڑائی۔	۳۲۷
نجف خان کا دلی مین آنا اور سکہون کو شکست دینا۔	۳۲۸
شمرو کا مرنا اور اوس کی بیگم کو ریاست ملنا۔	۱۱
مرزا نجف کی وفات اور مرزا شفیع اور افراسیاب خان کا آپس مین لڑنا	۳۲۸
مرزا جوان بخت کا دلی سے انگریزون پاس جانا۔	۳۳۰
مادہوجی سیندہیا کا دلی پر قابض ہونا۔	۳۳۱
غلام قادر کا باپ کی جگہہ بیٹھنا۔	۳۳۲
مرزا جوان بخت کا لکھنو چھوڑنا اور انگریزونکو اپنا اختیار جتلانا۔	۱۱
سیندھیا کے ملکی اور جنگی انتظام۔	۳۳۲

مضمون	صفحہ
رجپوتون کا اتفاق اور لالسوٹ کی لڑائی	۳۴۴
رجپوتون کی امداد کے لئے بادشاہ کا جانا۔	۳۴۵
مرزا جوان بخت کا دلی مین آنا اور اور بنارس مین مرنا +	۳۴۶
رانا خان اور اسمعیل بیگ کی لڑائی۔	۳۴۸
مغلون کی سرکشی اور ہندو فوج کا بھاگنا اور غلام قادر کا تسلط ۔	〃
غلام قادر کا شاہ عالم کی آنکھین نکالنی	۳۴۹
مرہٹون کا غلام قادر سے لڑنا اور اوسکو پکڑ کر مارنا ۔	۳۴۱
محمد سراج الدین ابو ظفر بہادر شاہ	۳۴۶

مضمون	صفحہ
خاتمہ	۳۴۸
مسلمانونکی سلطنتین ایشیا مین کہان کہان ہین اور بالفعل انکا کیا حال ہے ۔	۳۴۸
سلطان روم کی فرمانروائی ایشیا میں	۳۵۱
سلطنت ایران ۔	۳۵۵
افغانستان او بلوچستان	۳۵۸

فہرست مضامین جلد دہم

مضامین مختلف

مضمون	صفحہ
ہندوستان اور ہندوؤں کو مسلمانون کی سلطنت سے فائدہ پہنچا یا نقصان ہوا ۔	۱-۲۰
دہلی مین مسلمانون بادشاہون کا پایہ تخت کا بدلنا اور اونکی عمارت کا بننا ۔	۲۰-۲۵
سکول کا بیان ۔	۲۵-۳۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شام سلطنت تیموریہ

یعنی

زوال سلطنت تیموریہ

دیباچہ

تم روز دیکھتے ہو کہ صبح - دوپہر - شام ہوتی ہے کچھ وقت فجر اور دوپہر کے درمیان اور کچھ وقت دوپہر اور شام کے مابین گذرتا ہے اسی طرح سلطنت تیموریہ کی صبح و دوپہر و شام ہوئی - یگانہ روزگار دانشور فرزانہ شہریار بابر فرغانہ سے ہندوستان میں آیا یہ سلطنت تیموریہ کی صبح ہوئی یعنے آفتاب اوسکا مشرق سے طلوع ہوا - اور اونچا ہوتا گیا اور اپنی گرمی کو بڑھاتا اور روشنی کو پھیلاتا گیا - اہل فرنگ کے نزدیک شاہجہان کے عہد میں اور اہل اسلام کے نزدیک اورنگزیب کے عہد مین وہ اپنے نصف النہار پر پہنچا اور پھر وہ مغرب کی طرف ڈھلنا شروع ہوا اپنی تیزی اور روشنی کو کم کرتا گیا - یہانتک کہ نابینا شہنشاہ شاہ عالم کے زمانہ مین شام ہوگئی وہ غروب ہوگیا اوسکی روشنی باقی نہین رہی ایک زمانہ اوسکا ابتدا سے انتہاے عروج تک گذرا جسکا حال کئی جلدون میں مرقوم ہوا دوسرا زمانہ انتہاے عروج سے انتہاے زوال تک گذرا اوسکا حال اس جلد مین تحریر ہوتا ہے +

زمانہ کا دستور چلا آتا ہے کہ جن اقوام اور سلطنتون کی ترقی ہوئی اون کا تنزل ہوا -

اس اقبال اور زوال کے اسباب کو مسبب الاسباب ہی خوب جانتا ہے مسلمان یہ یقین کرتے ہین کہ یہ خدائی کارخانے ہیں اُن کو کون سمجھ اور جان سکتا ہے یہ محض خدا کی مرضی پر موقوف ہے کہ قوموں کی ترقی و تنزل کا تار بندھا رہتا ہے کہ ایک دوسرے کے آگے پیچھے آتے جاتے رہتے ہیں

یہاں ہر ترقی کی غایت یہی ہے	پس	سرانجام ہر قوم و ملت یہی ہے
سدا سے زمانہ کی عادت یہی ہے		طلسم جہان کی حقیقت یہی ہے

بہت یہاں ہوئے خشک چشمے اُبل کر
بہت باغ چھانٹے گئے پھول پھل کر

ابھی بشر کی عقل و دانش کی ایسی ترقی نہیں ہوئی کہ وہ ان اسباب کو بالکل صحیح صحیح دریافت کرلے۔ مگر دانشمند ارباب الرائے ان اسباب کی عالمانہ تحقیق اور حکیمانہ تدقیق کرتے ہین اور دلچسپ خرد افروز مباحثے اور دل آویز دانش آموز گفتگوئیں ارقام فرماتے ہیں۔ اسلئے میں اونکو باقی شاہان تیموریہ کے عہدوں میں بیان کرونگا کہ کیوں ہند کی سلطنت مغلیہ کے کاخ بلند کی بنیادیں اندر ہی اندر ایسی ہل گئیں کہ وہ دھڑام سے گر پڑا جسکے برج و مینار آسمان سے باتیں کرتے تھے اور اوس کے سونے اور چاندی کے روپہلی سنہری کلس اپنی چمک دمک سے عالم کو دکھلاتے تھے اور جسکے ستونوں میں ساری دنیا کے جواہر جڑے جاتے تھے کیوں اسکے کلس اور جواہر اس خاک کے ملبے پر بھی کہیں کہیں اپنی درخشانی دکھاتے رہے اور کیوں اورنگزیب کے مرنے کے بعد سلطنت مغلیہ کی آنکھیں اندھی کان بہرے دانت ٹوٹے اور پیٹ بڑا اور ٹانگیں لنگڑی لولی ہاتھ لنجے ہوگئے کوئی کل سیدھی نہ رہی جیتے جی مرگئی کیون اسکا حال یہ ہوگیا جیسے کوئی مردہ زمین سے نکل آئے کہ زیور پہنے ہوئے اور ہتیار لگائے ہوئے ہو مگر اسکا حال یہ ہو کہ اوسپر پھونک مارو تو اوسکی خاک اوڑنے لگے۔ اگرچہ شہنشاہی کا سرچشمہ بزرگی دہلی بنی رہی مگر اس سے میلا گدلا پانی ان باغوں میں جاری رہا جو خس وخاشاک سے پر تھے۔ سلطنت مغلیہ کے زمانہ تنزل کی ابتدا مقرر کرنی بڑی مشکل بات ہے جو مورخ کہ اورنگ زیب کے عہد کو اسکی ابتدا ٹھیراتے ہیں وہ اپنے فرض کو نہیں ادا کرتے بہت سی تہیں

اورنگ زیب پر بغیر تحقیق و تفتیش کے تھوپتے ہیں میں اس بادشاہ کی ان باتون کو بہ ترتیب
بیان کرتا ہون جسکو اسباب تنزل سلطنت مغلیہ ٹھیراتے ہین بتاتا ہون کہ وہ کیسی اصل ہین
زوال سلطنت مغلیہ کے تنزل کا سبب اسلمانون کے اورسب اورنگ زیب کے تعصب
مذہبی بتلاتے ہین اورنگ زیب نہایت متشرع بادشاہ تھا وہ ساری عمر مین ایک کام بھی ایسا
کرنا نہیں چاہتا تھا جسکو شریعت مصطفوی عدالت کے خلاف بتلائے وہ شریعت اسلام کا
پورا پابند تھا۔ بہت سے عیسائی جو اپنے مذہب کے تعصب کی بلا مین گرفتار ہین وہ شریعت
مصطفوی کی نسبت یہ رائے رکھتے ہین کہ اس مین صلاحیت و قابلیت ہی نہیں ہے کہ اس کی
پابندی سے کوئی قوم مہذب و شائستہ ہو یا کوئی سلطنت اسپر عمل کر کے ظلم و ستم سے خالی ہو
مسلمانون مین انھین بادشاہون کی سلطنت کا عروج ہوا جنھون نے اپنی شریعت اسلامی
کو بالائے طاق رکھا۔ اکبر اور عالمگیر کا مقابلہ اس طرح کر کے اپنے دعوی کی دلیل پیش کرتے
ہین۔ اکبر شریعت اسلام کا پابند نہ تھا اسکے عہد مین سلطنت کا عروج ہوا۔ اورنگ زیب شریعت
اسلام کا پابند تھا۔ اوسکی سلطنت کا زوال شروع ہوا۔ اکبر نے شریعت کے برخلاف جزیہ
ہندوؤن کو معاف کیا۔ عالمگیر نے شریعت کے موافق جزیہ غیر اسلام قومون پر مقرر کیا اس
جزیہ کے باب مین ٹوڈ راجستان مین اورنگ زیب کے نام کے خط کا ذکر ہے جسکو اورم صاحب
نے تحقیق کیا تھا کہ وہ مارواڑ کے راجہ جی سنگھ نے اورنگ زیب کو لکھا ہے مگر یہ راجہ جزیہ کے
حکم سے پہلے مر چکا تھا ٹوڈ صاحب نے تحقیق کیا کہ وہ رانا راج سنگھ نے اورنگ زیب کو
لکھا تھا۔ اور سے پورے انکا منشی اصل کی نقل ان پاس لایا تھا اونھون نے اسکا
انگریزی ترجمہ لکھا ہے مین اس انگریزی ترجمہ کا ماحصل ترجمہ کر کے لکھتا ہون +

رانا راج سنگھ کا خط اورنگ زیب کے نام

ساری حمد قادر مطلق کے لئے ہے اور تمام ستائش بادشاہ کے لئے ہے جو
شمس و قمر کی طرح تابان و درخشان ہے بندہ گو حضور پرنور سے دور ہے مگر دل سے خیر خواہ
ہے حضور کی اطاعت اور دولت خواہی کے کامون کے کرنے مین ساعی اور مصروف رہا

میری عین تمنا، دلی یہ ہے کہ میں ایسی خدمات بجا لاؤن کہ جنسے بادشاہون امیرون مرزاؤن راجاؤن رائیوں اور ایران توران شام کے امیرون اور ہفت اقلیم کے باشندون اور تری و خشکی کے مسافرون کی بہبودی اور فلاح ہو۔ یہ میرا ایملان خاطر مشہور ہے حضور کو بہی اس مین ذرا اشک نہ ہوگا مین اپنی خدمات سابقہ پر اور حضور کے تحمل پر نظر کرکے جناب عالی کی خدمت مبارک مین حضور کے اور خاص و عام کی صلاح و فلاح کے لئے چند التماسین کرتا ہون۔

مجھے اطلاع ہوئی ہے کہ اس بندہ خیر خواہ کے استیصال کے لئے اتنی دولت خرچ ہو چکی ہے کہ خزانہ شاہی خالی ہوگیا ہے اوسکے معمور کرنے کے لئے جزیہ لینا قرار پایا ہے

حضور کے جد اعلے محمد جلال الدین اکبر عرش آشیانی نے باون برس سلطنت عدالت اور شفقت کے ساتھہ کی جس سے رعیت نے آسایش اور آرام پایا اور وہ خوش و خرم رہی اونسے عیسائی۔ موسوی۔ داؤدی۔ محمدی برہمن لا مذہب دہریہ کو ایک ہی نگاہ سے دیکھا سب پر دیا مہربانی شفقت عاطفت فرمائی۔ اس لطف و کرم کا معاوضہ یہ ملا کہ جگت گرو اسکا خطاب و لقب ہوا۔ اسی طرح نور الدین جہانگیر جنت مکانی نے بائیس برس تک شاہنشاہی کی اور رعیت کو اپنے ظل عاطفت مین رکھا اور اپنے دوستون کی نیک خواہی اور خیر خواہی کی وجہ سے فتحمند رہا +

شاہجہان نے بھی اپنی ۳۲ برس کی فرمان روائی مین کچھ پہلے بادشاہون سے نیکنامی کم نہین حاصل کی رحم دلی اور نکوکاری سے نیک نامی دوام پائی

یہ حضور کے باپ دادا کے رافت و کرم و عدالت کا حال تھا جب وہ ان اصول عدالت و بزرگی کے پیرو ہوئے تو جہان انہون نے قدم رکھا وہان فتح و ظفر ہمرکاب ہیں۔ بہت قلعے اور ملک ونکے قبضہ و تصرف مین آئے۔ مگر حضور عالی کے ممالکت مین سے بہت سا ملک نکل گیا اور آیندہ اور نکلنے والا ہے سارے ملک مین تباہی اور غارت گری قزاقی کا بازار گرم ہے اور کوئی اوسکی روک ٹوک نہین۔ رعایا ویران و برباد ہوگئی۔ سارا ملک بھوکا مرتا ہے۔ روز بروز دشواریان اور مشکلات جمع ہوتی ہین جب بادشاہ اور بادشاہزادون

کے گھر دن میں افلاس آگیا ہو تو وا ے برحال امیران سپاہ واویلا مچا رہی ہے سوداگر شکایت کر رہے ہین مسلمان ناراض بیٹھے ہیں ہندو بے نوا بے دست و پا ہو رہے ہیں۔ بدنصیب خلقت کو رات کو روٹی میسر نہیں ہوتی دن کو وہ غصہ کھاتے ہین اور رنج کے مارے سر کو دے دے مارتے ہیں +

کس طرح اس بادشاہ کا جاہ و حشم باقی رہ سکتا ہے کہ وہ ایسی رعایا سے جسکا افلاس حد غایت کو پہنچ گیا ہو سخت محصول وصول کرے - اس زمانہ مین مشرق سے مغرب تک یہ شہرت ہو رہی ہے کہ بادشاہ ہندوؤن سے جلکر برہمنون - سنارون جوگیون - بیراگیون سناسیون سے جزیہ لے گا - اپنے خاندان تیموریہ کے ننگ و نام و عزت و احتشام کا خیال کچھ نہیں کرے گا بے گناہ تارک الدنیا آدمیون پر زبردستی کریگا - اگر جناب عالی کو کتب الہامی پر ایمان و اعتقاد ہو تو آپ کو یہ ہدایت ہو سکتی ہے کہ خدا رب العالمین ہے فقط رب المسلمین نہین ہے ہندو مسلمان خدا کے نزدیک سب برابر ہیں اور اُنکے رنگ اپنے حکم سے مختلف بنائے ہین - وہی سب کو پیدا کرتا ہے - مساجد مین اذان ہوتی ہے بت خانون میں گھنٹہ بجتا ہے مگر دونو جگہ ایک ہی خدا کی عبادت ہوتی ہے کسی غیر کے مذہب و رسم و رواج میں دست اندازی کرنا اور اسکو بے عزت کرنا خدا کو ناراض کرنا ہے اگر کسی تصویر کو بگاڑئے تو مصور کے دل میں کینہ خود بخود بے اختیار پیدا ہوتا ہے کسی شاعر نے سچ کہا ہے کہ قدرت کے مختلف کامون کی عیب جوئی نہ کرو +

القصہ جو ہندوؤن سے جزیہ مانگا جاتا ہے وہ عدالت کے برخلاف ہے اور حضور کی صلاح دولت کے لئے مضر ہے - وہ ملک کو مفلس بنائے گا وہ ایک بدعت ہے اور ہندوستان کے قوانین و آئین کے خلاف اگر حضور کو اپنی شریعت کی پابندی اس جزیہ لینے پر مجبور کرتی تھی تو عدالت کا مقتضا یہ تھا کہ اول رام سنگہ سے جو سارے ہندوؤن کا سرگروہ ہے جزیہ طلب کرتے بعد اسکے اس خیرخواہ سے مانگتے جسکا مقابلہ حضور آسانی سے کر سکتے ہین - بہادر جوانمردون کو چیونٹون اور مکھیون کا ستانا زیبا نہین - یہ تعجب کی بات ہے کہ ارکین سلطنت نے غفلت کی کہ حضور کو

ضوابطِ بزرگی کے قواعد پر ہدایت نہیں کی +

کوئی تاریخ اور سنہ اس خط پر نہیں لکھا معلوم نہیں کہ اورنگ زیب کی زندگی میں وہ لکھا گیا یا اوسکے مرنے کے بعد اگر مان لیا جائے کہ وہ اوسکی زندگی میں تحریر ہوا تو یقینی اس پاس نہیں بھیجا گیا۔ اگر یہ عرضداشت اس پاس جاتی تو اسکا جواب ضرور دیتا۔ اس کے فرامین و خطوط و رقعات میں کہیں اس کا جواب نہیں اور مسلمانوں کی تاریخوں میں مذکور نہیں ہندوستان میں قاعدہ ہے کہ کسی معزز و محترم انگریز کو کسی چیز کا شوق ہوتا ہے تو بہت سا ہندوستانی اسباب اصلی اور غیر اصلی اسکے میلان خاطر کے موافق جمع کر دیتے ہیں مثلاً بعض انگریزوں کو قدیم سکوں کے جمع کرنے کا شوق ہوا ہزاروں جعلی سکے بنا کر اسکو لا دیئے ایسے ہی ٹود صاحب کو یہ خط اور بہت سے نوشتے ہندوستانیوں نے جعلی بنا بنا کے دے دیئے ہونگے وہ راجپوتوں کے بڑے سرپرست تھے جب تک کسی نوشتہ کی سند معتبر نہ ہو وہ پایۂ اعتبار سے ساقط ہوتا ہے +

مسلمانوں کا جزیہ مذہب قوموں میں ایک وحشیانہ ٹیکس سمجھی جاتی ہے اور ان کو اور غیر قوموں کو یہ خیال ہے کہ اسلام یہ ٹیکس متعصبانہ اسلئے مقرر کرتا ہے کہ مسلمانوں کی عزت عظمت اور تسلط غیر قوموں پر ظاہر ہوا اور یہ بھی وہ خیال کرتے ہیں کہ جزیہ مسلمان بنانے کا ذریعہ جبراً ہے جب جزیہ دینے والا یہ جانتا ہے کہ اگر میں مسلمان ہو جاؤنگا تو اس محصول سے بچ جاؤنگا وہ لالچ میں آن کر مسلمان ہو جاتا ہے مگر اس جزیہ کو ایسا خیال کرنا اور مسلمانوں کو ایسا سمجھنا جیسا اوپر بیان ہوا غیر قوموں کا تعصب ہی ہے میں ان مباحثوں کو یہاں نہیں لکھتا جسکو دیکھنا منظور ہو سر سید احمد خان اور مولوی چراغ علی مرحوم اور نواب محسن الملک اور شمس العلما مولوی شبلی اور شمس العلما حافظ مولوی نذیر احمد کی تصنیفات میں دیکھے کہ کن براہین متین سے عیسائی متعصبین کے ان خیالات کو غلط و باطل ثابت کیا ہے عالمگیر نامہ میں لکھا ہے کہ جب شریعت اسلام کے موافق ہندوؤں پر جزیہ لگایا ہے تو مسلمانوں پر زکوۃ بھی لگائی تھی شہاب الدین طالش تاریخ آشام میں لکھتا ہے

کہ ہنگاموں میں قحط میں اس زکوٰۃ نے افلاس کی مصیبت کو اور بڑھا دیا تھا - دنیا میں یہ قاعدہ ہے کہ جب
بادشاہ کوئی نیا ٹیکس رعایا پر لگاتا ہے تو وہ ناراض ہوتی ہے اور واویلا مچاتی ہے کہ ہم پہلے ہی بھوکے
مرے جاتے تھے یہ ٹیکس کس گھر سے دینگے۔ اس سے سارے ملک میں فتور برپا ہوگا خلقت برباد ہو جائیگی
اورنگ زیب نے جب جزیہ لگایا تو ہندو اوس کے پاس واویلا کرتے ہوئے جیسے ایسے موقعوں پر بادشاہوں
پاس جایا کرتے ہیں دہلی میں قلعہ کے نیچے گئے۔ بادشاہ کو گھیر لیا بھیڑ بھاڑ میں دو ایک آدمی بھی
پس گئے - یہ ایسا واقعہ عظیم نہ تھا جیسا ڈراونا دکھایا جاتا ہے +

دوم بعض مورخ مسلمانوں کی تذلیل کے لئے اس بات کے دکھانے کا قصد کرتے ہیں کہ سلطنت
مغلیہ کا تخت سلطنت راجپوتوں کے کندھے پر قائم تھا - اکبر نے راجپوتوں سے ناتے رشتے پیدا
کر کے ان کے دل میں وہ مسلمانوں کی محبت و موانست پیدا کی کہ اس خاندان کے بادشاہوں
پر راجپوت جان و مال اور اولاد کو قربان کرنے لگے - ان کے ساتھ ہو کر اپنی قوم سے
لڑنے لگے - عالمگیر نے اسکے برخلاف عمل کیا تو وہ اوسکے دشمنوں کے معاون ہو گئے اس لئے
سلطنت کا زوال ہوا - یہ بیان غلط ہے۔ اول تو خود عالمگیر نے راجپوتوں سے رشتے کئے اپنے
بیٹے کو راجپوتوں میں بیاہا - دوم مسلمان اس طرح کی رشتہ مندی کو اپنے حق میں مضر جانتے تھے
کہ کیا راجپوت محکوم تھے یا اس رشتہ مندی کے سبب برابری کا دعویٰ کرنے لگے اور گستاخ ہوگئے
سوم ان راجپوتوں کی معاونت کو اپنی سلطنت کا استحکام نہیں جانتے اور اکبر کی رشتہ مندی
کو پسند نہیں کرتے - ٹوڈ صاحب لکھتے ہیں کہ عالمگیر نے جودھپور میں آدمی بھیجکر بتخانے ڈھوائے اور
بت تڑوا کر منگائے - اودے پور میں پجاریوں کا خون کیا غرض سارے راجپوتانہ میں
تین سو بتخانے و مندر عالمگیر نے مسمار کرائے - یہ تعداد کا تعین تو صاحب ممدوح کی تحقیق کا نتیجہ
ہوگا مگر اس میں شک نہیں کہ اوس نے راجپوتانہ میں بت خانے ڈھوائے اور ان کے سوا
ہندوؤں کے مقدس شہر بنارس میں بشیشور اور بندمادھو کے مندر توڑے متھرا کا مندر کیشو رائے
کو مسمار کرایا اور اوس کی جگہ مسجد بنوائی - ملتان میں بھی ایک مندر توڑا - ہند میں تین
دریا جمنا گنگا سندھ ہندوؤں کی بڑی پرستش گاہیں ہیں جن کے کناروں پر یہ مندر اس نے

مسمار کرائے ۔

دنیا کا یہ دستور چلا آتا ہے کہ جب کوئی فاتح کسی شہر و ملک کو اپنی جان پر کھیل کر تسخیر کرتا ہے تو وہ اوس کی جان و مال کا مالک ہوتا ہے وہ انتقام کو اس طرح بھی دکھاتا ہے کہ مفتوح جن چیزون کو مقدس جان کر اون کے آگے سر جھکاتا ہے وہ اون کو ناپاک و نجس سمجھ کر پامال کرتا ہے - ان بتون کا توڑنا اور بتخانون کا ڈھانا ہندؤن کی سرکشی کی سزا تھی - قاعدہ ہے کہ رعایا کے دل مین بادشاہ کے سو ظلم و ستم وہ نفرت و عداوت نہین پیدا کرتے جو ذرا سا مذہبی بغض قلبی عداوت اور دلی نفرت پیدا کرتا ہے - اسلئے ہندو راجپوتون کے دل ناراض ہوئے مگر یہ کہنا کہ راجپوتون کی اس ناراضی سے مسلمانون کی سلطنت مین زوال آیا غلط ہے — کوئی مہم اسکی ایسی نہ تھی جس مین راجپوت اسکے ساتھ شریک نہون - مآثر عالمگیری مین ہر سال کے جشن مین دیکھو کہ کتنے راجپوت راجہ و رائے اور منصب ارتقائے جاتے تھے - رقعات عالمگیری کو پڑھو کہ اوسنے اپنے بیٹون سے کتنے ہندؤنکی سفارش کی - اصل حال یہ ہے کہ اورنگ زیب کی یہ پابندی مذہبی تھی جسنے اوس کے سر پر تاج رکھا اور پاؤن تلے تخت سلطنت بچھایا - اوسکی کئی پیڑھی سے سلطنت مین ہندؤنکا عروج ہوتا جاتا تھا - تورانی - ایرانی - افغانی - ماورالنہری اور غیر ملکون کے مسلمان اپنے تنزل سے اور ہندؤن کی ترقی سے زہر کھائے ہوئے بیٹھے تھے - اونھون نے اورنگ زیب کو دیکھا کہ وہ سچا و پکا دیندار مسلمان ہے - سارے مسلمان امرا اوس کے دلی خیر خواہ بنے اوسکو بادشاہ بنایا - شاہجہان جیسا بادشاہ سات برس تک قیدخانہ مین پڑا رہا کسی نے اوسکی رہائی کی پیروی نہ کی - دارا - شجاع - مراد برابر کے مدعیان سلطنت کو خاک مین ملا دیا وہ سچا دیندار تھا اپنے دین کی پابندی سے خواہ اوسکا دنیا کا نقصان کیسا ہی ہو اوس کو وہ فائدہ سمجھتا تھا - وہ مسلمانون کی خاطرداری کے لئے جنکی عنایت سے اوسکو بادشاہی میسر ہوئی تھی ایسے احکام جاری کرتا تھا کہ ہندو اہل قلم موقوف ہون اور اون کی جگہ مسلمان مقرر ہون گو ایسے احکام پر اوسکی تعمیل نہین ہوتی تھی مگر مسلمان خوش اور ہندو ناخوش ہوتے تھے

عیسائی مورخ اوسکو متعصب کہتے ہین اور جو کام اوسکے ایسے ہین کہ بالکل تعصب سے خالی ہیں اون کو
مکر و ریا سے منسوب کرتے ہیں اور شیعہ مورخ عالمگیر کو سراپا مکر و تزویر و با تدبیر بتلاتے ہیں اور
اور عیسائی مورخ بھی اون کی اس تحریر کو زیادہ پسند کرتے ہیں اور یہی جانتے ہیں
عیسائی مورخون کو سنی مسلمانون کی تذلیل و تضحیک کے واسطے ہمیشہ شیعہ مورخون کی تاریخون سے
بہت دلائل و شہادتین ملجاتی ہین وہ محض بے اصل ہوتی ہین وہ صرف باہمی عداوت و مذہبی
کی وجہ سے گھڑی ہوئی ہوتی ہین - وہ کہتے ہیں کہ اورنگ زیب جو لمبی چوڑی نمازین پڑھتا
تھا اور رمضان مین روزے رکھتا تھا تراویح پڑھتا تھا اور اعتکاف مین بیٹھتا تھا اس کا
سبب یہ تھا کہ وہ عابد تھا جو عبادت الہی کرتا تھا بلکہ وہ اس مذہب کی آڑ مین شکار کھیلنا
چاہتا تھا - بھائیون کے خون کو اور باپ کی قید کو مذہبی چادر مین چھپانا چاہتا تھا - دنیا
پرستون کے نزدیک تو نماز نچگانہ ہی ایک ہنسی کی بات ہے وہ اورنگ زیب کی
حق پرستی اور خدا شناسی کو ریاکاری سے کب خالی گنتے ہیں وہ اس زاہد بادشاہی کو زہد
کے سبب سلطنت کی قابلیت سے خالی سمجھتے ہیں اہل فرنگ جو اس بادشاہ کی نسبت برے خیالات
ظاہر کرتے ہیں اسکے کئی سبب ہین انہین سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ یہان کے عیب و صواب و نیک و
بد کو اپنے ملک کے عیب و صواب کے پیمانے سے ناپتے ہین مثلاً وہ اورنگ زیب کو غاصب سلطنت
کہتے ہین کیونکہ انکے دستور کے موافق پسر اکبر مستحق سلطنت ہوتا ہے یہان کچھ پسر اکبر کی قید
نہین باپ کے مرنے کے بعد جو بیٹا لڑ بھڑ کر کامیاب ہوا وہ سلطنت کا مستحق سمجھا گیا - دوسرا سبب
یہ ہے کہ وہ یہان کی بعض تحریرون کی طرز کو پوری طرح سمجھتے نہین اور جو سمجھتے ہین وہ غلط سمجھتے ہیں
اورنگ زیب نے جو اپنے آخری وقت میں شاہزادون اعظم اور کام بخش و معظم شاہ کو خطوط لکھے ہین
وہ سمجھتے ہین کہ اورنگ زیب ایسی حالت مین مرا جیسے بد آدمی مرا کرتے ہیں
مگر جو انکو سمجھتے ہیں وہ اوسی سے جانتے ہیں کہ اورنگ زیب خدا پرست ولی اللہ کی موت مرا - وہ
وہ اپنے افعال پر بھروسہ نہین رکھتا تھا بلکہ خدا کے لطف و کرم پر - اوس کو کہتے ہیں کہ وہ ہر دل عزیز نہ تھا
دنیا مین نیک نیت بادشاہ تھوڑے ہوتے ہین اور اونمین بھی جو سب سے زیادہ نیک ہوتے ہوں کچھ ضرور

نہین کہ ہر دل عزیز بھی ہون یعنے یہ کہ بادشاہ جن کامون کو حق جانتا ہوا ونکو رعایا بھی اسلئے حق
جانے کہ بادشاہ انکو حق جانتا ہے - اورنگ زیب جس کام کو اپنے مذہب کے موافق حق جانتا تھا
اوسکو کرتا تھا خواہ اسے کسی کا دل دکھے یا خوش ہو - گو بادشاہ کو یہ بات کرنی لازم نہین ہے اوسکو
جیسا کہ ملک پر حکومت کرنے کا خیال ہو ایسا ہی اوسکو رعایا کے دل مین محبت پیدا کرنے کا بھی
خیال ہونا چاہئے - یہ سچ ہے اُسنے اپنے مذہب کی پیروی کرکے ملک پر سلطنت کی لیکن جو لوگون
پر حکمرانی کرنے کی پروا نہیں کی جو مورخ اوسکو یہ کہتے ہیں کہ وہ زبردستی مسلمان کرتا تھا بڑا جھوٹ بولتے ہیں

پروفیسر ارنلڈ نے اپنی کتاب دعوت اسلام مین لکھا ہے کہ اورنگ زیب کے فرامین اور خطوط
رقعات کا مجموعہ جو طبع نہیں ہوا ایک صاحب کے پاس موجود ہے اس مجموعہ کو مین نے دیکھا ہے
اور اوس مین ایک فرمان مین مذہبی آزادی کا وہ جامع اصول درج ہے جو ہر بادشاہ کو
غیر مذہب رعایا کے ساتھہ برتنا لازم ہے واقعہ یہ تھا کہ ایک دفعہ ایک شخص نے بادشاہ کو اس
مضمون کی عرضی دی کہ دو شاہی ملازمون کو جو تنخواہ تقسیم کرنے پر مقرر ہیں بادشاہ اس بنا پر
برخاست کردے کہ وہ آتش پرست پارسی ہیں اور اونکی جگہہ تجربہ کار معتمد مسلمانون کو
مقرر کردے کیونکہ قرآن شریف مین آیا ہے + یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ
عَدُوَّکُمْ اَوْلِیَاءَ (ای مومنو مت سمجھو میرے اور اپنے دشمن کو دوست) عالمگیر نے
جواب لکھا کہ مذہب کو دنیا کے کاروبار مین دخل نہ دینا چاہئے اور ان مین معاملات تعصب
کو جگہہ نہیں مل سکتی - اور مین اپنی قوم کی تائید مین - لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ (تم کو تمھاری راہ اور
مجھہ کو میری راہ) نقل کرتا ہون اور لکھتا ہون کہ جو آیت عرضی نویس نے نقل کی ہے اگر وہی
سلطنت کا دستورالعمل بنایا جائے تو ہم کو اس ملت کے سب راجاؤن اور اونکی رعیت کو غارت
کردینا چاہئے تھا - لیکن یہ کب ہو سکتا ہے - بادشاہی نوکریان لوگون کو ان کی لیاقت اور
قابلیت کے موافق ملینگے اور کسی طرح کا لحاظ نہیں ہو سکتا فقط اسکی نسبت یہ کہا جاتا ہے
کہ وہ اس شریعت پر عمل کرکے رعیت کا انصاف کرتا تھا جسکو رعایا مانتی نہ تھی - ایسی عدالت کو
رعیت اپنے حق مین ظلم و ستم سمجھتی ہے - یہ بات بھی اوسکی عدالت کے بیان مین دیکھو کہ وہ

بعض معاملات کو تو شریعت کے موافق اور بعض کو آئین و قوانین سلطنت کے موافق فیصلہ کیا کرتا تھا +
اسکی ساری تاریخ شہادت دیتی ہے کہ کبھی اوسنے کسی ہندو کو اس کی مذہب کی وجہ سے تاراض ہو یا بگڑا
جکڑا لوٹا کھسوٹا ہو کسی اسکی آبائی رسوم علانیہ عبادت کی روک ٹوک کی ہو۔ اسکا سبب یہ بین کہتے
ہیں کہ اوسکی دادی ہندنی تھی اوسکا اخر یہ تھا کہ کسی ہندو کو نہیں مارا۔ مار اگھونٹا پھوٹی آنکھہ۔
وہ اپنے اس اصول کا پابند تھا جسکو فرمان مذکور مین خود اوسنے بیان کیا۔
اسکے ذمہ یہ بھی الزام لگایا جاتا ہہا کہ اوسکی سلطنت بدگمانیون کا ایک متواتر سلسلہ تھا۔
ہر عہدہ دار کے پیچھے جاسوس لگے رہتے تھے۔ ایک مہم مین کئی شریک کئے جاتے تھے۔
یا اوسکی بدظنی نہ تھی بلکہ یہ اوسکے پردادا اکبر کا ضابطہ تھا کہ ایک مہم مین دو مہتمم کا اس سبب سے
جایا کریں کہ اگر ایک مرجائے یا بیمار ہوجائے تو اوسکی جگہہ دوسرا مہتمم موجود ہو۔ اور یہ بھی کہ اگر
ایک کی نیت مین فساد آئے تو دوسرا اوسکا علاج کردے۔ اسپر اسکا عمل تھا +
عالمگیر مین ایک ملکہ خداداد تھا کہ وہ مردم شناس بڑا تھا وہ خوب سمجھتا تھا کہ سیمائے آدم
آئینہ حال باطن است جب وہ کسی نوکر کی نیت بگڑتی ہوئی دیکھتا اوسی وقت تاڑ جاتا اور اسکا
علاج کرتا۔ وہ معتمد آدمیون کا قدر شناس بڑا تھا عبدالرزاق لاری کی کیسی خاطر داری فقط
اس سبب سے کی کہ وہ قابل اعتماد تھا جو مورخ یہ کہتا ہے کہ نوکرون نے اس سبب سے کہ اورنگزیب
پورا اعتبار کسی پر نہیں کرتا تھا۔ اوسکی بری طرح خدمت گزاری کی وہ اپنے اوپر ہنسواتا ہے
اگر اوس کے نوکر خدمت گزار نہ ہوتے تو کیسے اوسکو بادشاہ بناتے اور سلطنت کی وسعت
ایسی بڑہاتے جو کسی بادشاہ کو میسر نہیں ہوئی۔ انسان کے اعتماد اور اعتبار کی تکمیل کا اندازہ
پیمانہ عالمگیر کے ذہن مین تھا اسلئے وہ آدمیون کے اعتبار کو ناپتا تھا اسلئے وہ انکو بتاتا تھا اور
لکھتا تھا۔ آدم خوب النادر کالمعدوم ہے

انچہ بر جستیم و کم دیدیم و بسیار است و نیست نیست جز انسان درین عالم کہ بسیار و نیست

اوسنے لکھا ہے کہ ہر چند جوہر دیانت و امانت در خلقت انسانی جبلی است بہر کہ حق تعالی
کرامت کردہ باشد اما ہمت و انصاف آفا را نیز دخلے ہست کہ نوکر را مرفہ الحال و از وجہ معاش

بمقدار احوال فارغ البال دارد تا ضروریات عالم تعلق خلل انداز اعتقاد او نشود + ع
کہ مزدور خوش دل کند کار بیش +

اورنگ زیب صاحب لکھتا ہے کہ اورنگ زیب جلالت کا سمندر تھا ذلیل سے ذلیل آدمی کی فریاد اس طرح سنتا جسطرح کہ ایک بڑے امیر کی۔ سب امیر اوس سے خائف رہتے ہیں کہ وہ اپنے کامون کو احتیاط سے کرتے ہین اور اونکو جس کسی کا دینا ہوا دا کرتے ہیں +

خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانون کی نزدیک تو اورنگ زیب بادشاہ کے افعال زوال سلطنت مغلیہ کا سبب نہین ہوسکتے - وہ تو اوسکو سب بادشاہون مین اعلی اور اکبر سے بہتر جانتے ہین ولی سمجھتے ہین اب بھی وہ خلد آباد اورنگ آباد مین قبر مین ایسا پڑا ہے جیسا کہ تخت سلطنت پر بیٹھا ہے اوسکی زندگی مین جو لوازم تسلیم و کورنش تخت کے آگے ادا کئے جاتے تھے اب اوس کی قبر پر ادا کئے جاتے ہیں باقی انگریزی و شیعہ مورخ اپنے خیال کے موافق اوسکی نسبت جو باتین بیان کرتے ہیں وہ اوپر کے بیان سے ثابت ہوا ہوگا کہ صحیح استناد و شہادت پر مبنی نہین ہین اصل سبب سلطنت مغلیہ کے زوال کا یہ تھا کہ کوئی بادشاہ خاندان تیموریہ کا اوسکے بعد سلطنت کے لائق نہین پیدا ہوا - اسکے بعد جو شاہ عالم جانشین ہوا اول تو تعجب ہے کہ ایسے سنی باپ کا بیٹا شیعہ ہو پھر اوسکی عقل و لیاقت باوجود دیکہ اوسنے باپ دادا کی سلطنت کا زمانہ دیکھا تھا ایسی نہ تھی کہ وہ اس سلطنت وسیع کا انتظام کرتا جسکو اکبر - جہانگیر - شاہجہان - عالمگیر جیسے دانشمند بادشاہون اور اوسکے عاقل فرزانہ امیرون و وزیرون نے قائم کیا ہو سلطنت عالمگیری کا انتظام تو وہی بادشاہ کرسکتا تھا جو دوسرا عالمگیر ہوتا - اوس کے نالائق دیوانے بیٹون سے سلطنت نہ سنبھل سکی جسکا ناحق الزام باپ پر لوگ لگاتے ہیں عالمگیر کے مرنے کے بعد خاندان تیموریہ مین ایک متنفس بھی ایسا نہ پیدا ہوا کہ اوسکی طبیعت امور سلطنت سے مناسبت رکھتی اور دل و دماغ شاہانہ رکھتا شاہی کے اعتبار سے وہ بالکل بانجھ ہوگیا +



محمد اعظم شاہ کا سکہ لگانا اور خطبہ پڑھوانا اور دکنی مراد پر پہنچنا اور شاہ عالم کا بادشاہ ہونا

ہم نے بیان کیا ہے کہ محمد اعظم شاہ مالوہ کی صوبہ داری پر بادشاہ سے رخصت لیکر گیا تھا
وہ بتیں کوس پر پہنچا تھا کہ باپ کا انتقال ہوا اسکی سگی بہن زیب النسا نے قاصد کو دوڑا کر
شہزادہ کو بادشاہ کے انتقال کی خبر دی شاہزادہ یہ خبر سنتے ہی راتوں رات لشکر میں آیا۔
امرانے مراسم تہنیت و تعزیت کو ادا کیا جب کفن دفن سے فراغت ہوئی تو شاہزادہ نے امراء حاضرین
و خادمئہ محل کی تسلی اور تالیف قلوب کی۔ اور کمیت خزانہ و جواہر خانہ و توپخانہ اور اور کارخانجات
کی خبر کی۔ باربردار اور مایحتاج سفر کے سرانجام کرنے کا حکم دیا منجموں کے کہنے سے جلوس کے
لئے۔ دہم ذی الحجہ ۱۱۱۸ھ مقرر ہوئی۔ شاہزادہ بیدار بخت جو احمد آباد میں تھا اوسکو اپنی نیابت
میں مقرر کیا اور جب ابراہیم خان صوبہ دار گجرات آگیا تو شاہزادہ کو یہ حکم ہوا کہ سرحد مالوہ پر
پہنچکر حکم کا منتظر رہے۔ ابراہیم خان نے احمد آباد میں پہنچکر مراد خان کی معرفت محمد اعظم کا حکم بیدار بخت
پاس پہنچایا تو اوسنے کہا کہ محمد مراد خان تم تحقیق جانو کہ ہندوستان کی سلطنت کا کام ابتر ہو گیا
عالمگیر بادشاہ کی قدر خلقت نہیں جانتی تھی اب اوس سے زیادہ کچھہ نہیں ہے کہ چند روز
میرے باپ کو سلطنت نصیب ہو اور خون ریزی ہو۔ اب عید الضحےٰ آئی ابراہیم خان
ناظم کو یہ فکر ہوئی کہ خطبہ کس کے نام کا پڑھوایا جائے۔ مگر آخر کو یہ فیصلہ ہوا کہ اس سبب سے
کہ عالمگیر کے واقعہ کی خبر عالمگیر نہیں اسی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ ابراہیم خان اعظم خانی
کہلاتا تہا وہ چاہتا تہا کہ بیدار بخت کو حکم ہو کہ وہ آگرہ جائے تو میں اوسکے ساتھہ
جاؤں۔ اگر اعظم شاہ کو بیدار بخت سے دل میں وسوسہ ہوتا اور اوس کو اکبر آباد بھیجتا
جہاں بیدار بخت کا خسر ممتاز خان صوبہ دار تھا اور وہاں نوکروڑ روپیہ سوا اشرفی
و روپیہ غریب نواز کے کہ پانسو تولہ وزن میں تھا وطلا و نقرہ آلات غیر مسکوک کے
موجود تھا وہ ہاتھہ آتا۔ قلعہ دار منتظر تھا کہ وارثان ملک میں سے جو پیشتر آئے اوسکو
خزانہ و قلعہ حوالہ کرے۔ یہ کام مصلحت عقل اور رائے صائب کے موافق تھا مگر تقدیر الہی میں کچھہ اور تہا

کام بخش باپ سے رخصت ہوکر قلعہ پرینڈہ میں کہ چالیس پچاس کوس کی مسافت پر تھا پہنچا کہ بادشاہ
کے واقعہ ناگزیر کی خبر اوسکو ہوئی - محمد امین خان ایک جماعت کو ہمراہ لیکر اعظم شاہ کی خدمت
میں آیا - اس سے کام بخش کے لشکر میں تفرقہ و فساد پیدا ہوا احسن خان باقی ہمراہی لشکر کو تسلی دیکر
قلعہ بیجاپور پر تصرف کرنے کے لئے روانہ ہوا جب قلعہ کے پاس آیا تو نیاز خاں قلعہ دار نے احسن خان
کی حسن سعی و تدبیر سے قلعہ کی کنجیاں بھیجدیں اور کام بخش کی خدمت میں آیا - دو مہینے بعد یہاں
کے بندوبست سے خاطر جمع کرکے احسن خان کو منصب پنجہزاری سے سربلند کیا اور بخشیگری پر مستقل
اور حکیم محمد محسن کو قلمدان وزارت عطا کیا اور تقرب خان کا خطاب دیا اور اور امرا کو خطاب
و منصب عطا کئے اور جشن جلوس کیا خطبہ مین اپنا لقب دین پناہ پڑھوایا اور سکہ بیت بشعر مسکوک کرایا

در دکن زد سکہ بر خورشید و ماہ   بادشاہ کام بخش دین پناہ

جب سات آٹھ ہزار سوار جمع ہو گئے تو قلعہ واکنکیرہ کی تسخیر کی طرف کام بخش متوجہ ہوا - سید
نیاز خان ایک دو منزل ساتھ گیا اور بعد ازان وہ اعظم شاہ کی خدمت مین چلا گیا تو کام بخش گلبرگہ
مین آیا اور قلعہ پر تصرف کیا گیا اور سید جعفر کو قلعہ دار کیا - اور پھر قلعہ واکنکیرہ پر متوجہ ہوا جو
عالمگیر کی وفات کے بعد پریا نایک کے قبضہ مین آگیا تھا - احسن خان نے قلعہ کا پندرہ بیس
روز تک محاصرہ رکھا اور اوسکو تسخیر کر لیا قلعہ دار قلعہ چھوڑ کر ملک گیری مین مصروف ہوا
تقرب خان اور احسن خان مین چشمک کے سبب سوء مزاج باہم ہوا تقرب خان نے
گلبرگہ کی قلعہ داری پر سید جعفر کی جگہ جو احسن خان کی تجویز سے ہوا تھا دوسرا آدمی بھیجا
اوس نے عمل دخل نہ دیا کام بخش یہاں گلبرگہ مین آیا تو جعفر خان نے قلعہ کے حوالہ کرنے مین
چند روز ایستادگی کی جسکے سبب سے احسن خان کی بدنامی ہوئی گنج احسن خان ایک بازار
تھا جسمین محصول کی معافی کا قول دیکر رسد جمع ہوتی تھی تقرب خان نے کام بخش سے کہا کہ بازار
گنج احسن خان سے بازار شاہ گنج بادشاہی کی کساد بازاری ہوتی ہے تو کام بخش بازار احسن خان
کی آبادی کا مانع ہوا تو احسن خان نے اپنے بازار کا جھنڈا توڑ کے تقرب خان [illegible]
کام بخش نے احسن خان کی تسلی کرکے قلعہ کرنول کی تسخیر کے لئے بھیجا یہان یوسف خان [illegible]

کام بخش کی بادشاہی کا حال +

فوجدار اور قلعہ دار تھا اور اپنے چھوٹے بیٹے کو بطور تورہ کے اوسکے ہمراہ کیا۔ یوسف خان نے
احسن خان کو سرکار کے لئے تین لاکھ روپیہ دیکر راضی کیا۔ اور بلا کو سر پر سے ٹالا۔ پھر وہ ارکات
کی طرف ملک گیری کے لئے تعین ہوا اس ضلع کا داؤد خان افغان فوجدار تھا مگر
احسن خان نے یہان بڑی جان فشانی کی گو لشکر عسرت کے سبب فاقہ کی نوبت تھی باقی
حال کام بخش کا اپنے محل پر بیان ہوگا + اعظم شاہ نے تخت پر جلوس کیا اور سکہ کو
اس شعر سے رونق دی۔ ے

سکہ زد در جہان بدولت و جاہ   بادشاہ ممالک اعظم شاہ

امرای بادشاہی اور اکثر امیران ہمرکاب کی خلعت و جواہر و اضافہ وعدہ وعید لطف آمیز
سے نوازش کی گئی۔ وسط ذی الحجہ مین عمدۃ الملک امیر الامرا اسد خان و ذوالفقار خان
بہادر نصرت جنگ اور اور امرای نامی جو بادشاہ مغفور کے رکاب مین تھے ان سب کو اعظم شاہ
ہمراہ لیکر شاہ عالم کے مقابلہ کے قصد سے چلا محمد امین خان اور چین قلیچ خان مخاطب بہ
خاندوران خان نے اعظم شاہ کے بعض وضع و سلوک سے افسردہ خاطر ہوکر ترک رفاقت کی
اور اورنگ آباد میں وہ آئے اور اکثر پرگنات پر قابض و متصرف ہوئے +

شاہ عالم پاس منعم خان کو بادشاہ مرحوم نے بھیجا تھا اسنے شاہزادہ کی خدمت مین ایسی
رسوخیت بہم پہنچائی کہ شاہزادہ نے لاہور مین اپنی جاگیرات کی دیوانی بھی اوسکو عنایت کی
جب عالمگیر کی علالت و امتداد کی خبر منعم خان کو معلوم ہوئی تو اوسنے باربرداری اسباب سفر مہیا
کیا اور جنگ سلطانی کے لئے اونٹوں کی قطارین اور توپ کشی کے لئے بیل اور ضروری یحتاج
براہ لاہور اور پشاور میں چھپے چھپے جمع کئے کہ بروقت کام آئیں پشاور میں ۲ ذی الحجہ کو
بادشاہ کے مرنے کی خبر شاہ عالم کو معلوم ہوئی۔ وہ اوسی روز کوچ کی فکر مین ہوا۔ اور بہ
امیرون اور تابعین کی طلب مین فرمان جاری کئے اور کوچ کیا۔ لاہور کے نزدیک منعم خان چار
لاکھ روپیہ لیکر شاہ عالم کی خدمت مین آیا۔ اور تسلیمات سلطنت بجالایا شاہ عالم نے بھی اوسکو
وزارت کی مبارکباد دی۔ سلخ محرم یا غرہ صفر کو نواح لاہور میں مقام کرکے اپنے خطبہ اور سکہ کا

+ اعظم شاہ کا جلوس +

شاہ عالم بہادر شاہ کا حال +

حکم دیا اور امرا نذر نیاز کے ساتھ تسلیمات مبارکباد بجالائے شاہ عالم نے حکم دیا کہ روپے کے وزن مین نیم ماشہ بڑھا کر میرے نام کا سکہ لگایا جائے۔ مگر ارباب طلب کی تنخواہ مین داد و ستد پہلے ہی سکے کے وزن کے موافق ہوتی تھی اسلیئے یہ سکہ رائج نہ ہوا یہان اسکا بیٹا محمد معز الدین صوبہ دار ملتان بھی آگیا اور اس کو بیست وپنجہزاری پانزدہ سوار کا منصب عنایت ہوا۔ اور محمد عظیم کی ہجدہ ہزاری پانزدہ سوار کا منصب غایبانہ عطا کیا اور اوسکو حکم دیا کہ وہ اکبرآباد مین بنگالہ سے آئے۔ بہت امیرون کو منصب عنایت کئے اور خزانہ لاہور سے چالیس لاکھ روپیہ لیکر کوچ کیا سہرند مین اٹھائیس لاکھ روپیہ وزیر خان صاحب صوبہ سرہند نے پیشکش مین دیے شاہ عالم اواخر صفر مین شاہجہان آباد کے حوالی مین آیا۔ بادشاہزادہ محمد عظیم الشان بیس ہزار سوار لیکر محمد بیدار بخت کے پہنچنے سے پہلے اکبرآباد مین آگیا۔ اوسنے مختار خان صوبہ دار کو مغلوب بیدخل و محصور کرکے اسکا مال ضبط کیا۔ باقی خان قلعہ دار کو خزانون کی کنجیون کے سپرد کرنے کا حکم دیا۔ قلعہ دار نے خزانہ کے سپرد کرنے مین یہ عذر کیا کہ اگرچہ قلعہ اور خزانے دونو وارث تاج و تخت سے تعلق رکھتے ہیں لیکن جو پہلے آجائیگا اوسکو خزانے کی کنجیان اور قلعہ سپرد کر دونگا +

جب شہزادہ کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ مختار خان قید ہوا اور باقی خان مطیع اور اکبرآباد تسخیر تو شاہ عالم نے شادیانے بجانے کا حکم دیا۔ شاہجہان آباد سے تیس لاکھ روپیہ لیکر اوائل ربیع الاول میں اکبرآباد کی طرف کوچ کیا اور وسط ماہ مذکور مین وہ باغ دہرہ نواح اکبرآباد مین آگیا۔ باقی خان قلعہ دار نے قلعہ اور خزانون کی کنجیان۔ بادشاہ کی خدمت مین بھیجدین۔ شاہجہان نے خزانہ مین یہان جو بائیس کروڑ روپیہ جمع کیا تھا جسمین سے مہم دکن مین اور نگزیب نے بہت روپیہ خرچ کیا بعد اس خرچ کے نو کروڑ روپیہ سواء طلا آلات و نقرہ غیر مسکوک کے باقی تھا ایک روایت یہ بھی ہے کہ تیرہ کروڑ روپیہ تھا اس میں اشرفی و روپیہ غریب نواز کہ سو تولہ سے پانچسو تولہ تک مخصوص انعام مسکوک سے تھا اور بارہ و تیرہ ماشی اشرفیان محمد اکبر شاہ کی بھی موجود تھین۔ شاہ عالم نے حکم دیا کہ چار کروڑ کے

روپئے اشرفیان خزانہ سے نکالی جائیں - تین شاہزادون مین سے ہر ایک کو جو ہم رکاب ہین تین
لاکھ روپیہ دیا جائے - تین لاکھ روپیہ خان زمان بہادر کو مع پسرون کے اور ایک لاکھ روپیہ
سادات بارہ کو اور ایک لاکھ روپیہ آغر خان اور اوسکے ہمراہی مغلوں کو اور اسی طرح
اور بندہ ہاے بادشاہی کو جو ہم رکاب ہین اور نوکران سابق کو آٹھ نو مہینہ کی طلب اور
نئے ملازمون کو دو ماہہ اور توپخانہ اور تمام کارخانون کے ملازمون اور خدمۃ محل کو سہ ماہہ
دیا جائے اور ایسے ارباب طلب اور صاحب یا صنعت درویشون کو بہت روپیہ دیا گیا - یعنی
دو کروڑ روپیہ تقسیم کیا گیا - خان زمان کو پنج ہزاری پنج ہزار سوار کا منصب ملا اور وزارت حوالہ کی
اور صاحب السیف والقلم وزیر با فرہنگ جملۃ الملک بہادر ظفر جنگ کا خطاب دیا - فوج کا ہراول
مقرر کیا - اور فوج بندی کی ترتیب دی - جرانغار و برانغار و التمش و قول و چنداول مین
امراے کارزار نامور مقرر کئے - آغر خان کو قراول مقرر کیا - بادشاہزادہ محمد عظیم آٹھ نو کروڑ
روپیہ اور ایک قول کے موافق گیارہ کروڑ روپیہ صوبہ بنگالہ کا زر فراہم شدہ ساتھ لایا تھا
اوسنے تیس ہزار سوار کی موجودات باپ کو دکھائی - قیاساً اسی ہزار سوار تھے +

محمد اعظم شاہ توپخانہ اور پینتیس ہزار سوار موجودی کہ بحساب فوج بندی انکی نوے
ہزار سوار ہوگئے ہین ہمراہ لیکر بھائی سے لڑنے چلا - اگرچہ وہ عطاے اضافہ و ترقی مراتب اور
اور عنایات سے امرا کا جذب قلوب کرتا تھا لیکن تقسیم دادنی و طلب سپاہ و عطاے مساعدہ
و انعام نقد مین بسبب خزانہ کی قلت کے امساک کو کار فرما ہوتا - اسکو اپنی بہادری کا غرور
اتنا تھا کہ وہ عدم احتیاج لشکر اور طرف ثانی کی نامردی کے باب مین کلمات درشت
زبان پر لاتا تھا - فی الحقیقت اس قدر خزانہ بھی اس پاس نہ تھا کہ وہ کشادہ پیشانی سے
خرچ کرتا - علاوہ اسکے درشت گوئی اور کج خلقی کا رویہ اسکا ایسا تھا کہ جس سے ہمراہیون کی خراش
خاطر اور دل افسردگی ہوتی - محمد اعظم گوالیار مین آیا - یہان اوس کو معلوم ہوا کہ شاہ عالم اور
محمد عظیم بڑے لشکر کے ساتھ اکبرآباد مین موجود رہین - اپنی سگی بہن زیب النسا بیگم اور فضول
اسباب کو قلعہ گوالیار مین چھوڑا - کچھ روپیہ سپاہ مین تقسیم کیا اور شاہزادہ بیدار بخت کو ہراول کیا

اور پچیس ہزار سوار لیکر اکبرآباد کی طرف متوجہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ محمد اعظم کے ساتھ پچاس ہزار سوار تھے۔ لیکن یہان خزانہ کی تنگی کے سبب سپاہیون کے زر دینے مین امساک ہوتا تھا اور طرفانی مین تدرباشی اور گنج بخشی کی شہرت تھی اکثر سپاہ اور تمن داربانام ونشان متفرق ہو کر شاہزادہ محمد عظیم الشان کی طرف چلے گئے۔ کہتے ہیں کہ محمد اعظم شاہ کے گوالیار مین آنے کی خبر جب شاہ عالم کو ہوئی اوسنے بھائی پاس یہ نامہ نصیحت آمیز بھیجا کہ پدر بزرگوار نے اپنے خط مبارک سے وصیت نامہ تقسیم ملک کے باب مین لکھا ہے کہ دکن کے کل چھہ صوبون مین چار صوبے مع صوبہ احمدآباد کے تم کو دئے جائین انکے سوا مین ایک دو اور صوبے تمھاری تواضع کرتا ہون اور یہ نہیں چاہتا کہ مسلمانون کی خون ریزی ہو۔ اہل اسلام کے نزدیک ایک مسلمان کے ناحق خون کے کفارہ مین خراج ملکی دین تو اوسکی تلافی نہیں ہوسکتی باپ کی وصیت کے موافق راضی ہو کر فساد و آشوب کے دفع مین کوشش کرو اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اوسنے یہ پیغام دیا کہ اگر زیادہ طلبی اور بے انصافی سے ہاتھ نہ اوٹھاؤ گے اور باپ کے ارشاد کے موافق جو خداوند مجازی ہے اور جس نے خداوند حقیقی کے حکم کے موافق وصیت کی ہے اوسپر راضی نہوگے اور اپنی شجاعت وتہوری کے اظہار کے لیے شمشیر خلاف غلاف سے نکالوگے تو کیا لازم ہے کہ ملک فانی کے لیے جسپر باہم نزاع ہے ہم تم اپنی شامت سے ایک عالم کو زیر تیغ لائیں۔ بہتر یہ ہے کہ ہم تم بنفس واحد میدان معین میں مقابلہ مین آئیں ع + بہ بینیم کز ما بلندی کرا ہست + بادشاہ حقیقی کسکی اعانت کرتا ہے۔ تم اپنی تلوار سے مقابل کین کسی دوسرے کی حقیقت نہیں سمجھتے تمھارے نزدیک اس کارزار مین فائدہ ہے۔ پھر دیکھئے واہب منت کسکی یاوری کرے +

محمد اعظم کی شجاعت مشہور تھی۔ شاہ عالم تا مقدور جنگ مین اقدام نہیں کرتا تھا اور مسلمانون کی خونریزی پر راضی نہیں ہوتا تھا۔ لیکن دشمن کے ساتھ کارزار اور مقابلہ میں اوسکی استقامت اور حوصلہ مین خلل نہیں پڑتا تھا۔ کبھی کبھی وہ یہ کہا کرتا تھا کہ ہمارا بھائی شجاعت وپردلی مین ایسا غرہ رکھتا ہے کہ شاید حملۂ اول مین تیز جلوی سے

اپنے تئیں تہلکہ میں ڈالے اور اغلب ہے کہ اپنے غرور کی وجہ سے آرزوے سلطنت اپنی ساتھ لے جائے۔ غرض جب بڑے بھائی کا یہ نامہ و پیغام اعظم شاہ پاس پہنچا تو بہ آشفتہ ہوکر اوسنے کہا کہ اس عقل و ہوش باختہ نے گلستان بھی نہیں پڑھی ہے جس میں شیخ سعدی شیرازی نے لکھا ہے کہ دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند و دہ درویش در گلیمے بخسپند اور آستین چڑھا کر یہ شعر پڑھا + بیت +

چو فردا بر آید بلند آفتاب　　　من و گرز و میدان و افراسیاب

جب بہادر شاہ کے جاسوسوں نے خبر دی کہ محمد اعظم شاہ کی فوج کا ہراول آب چنبل پر جو اکبر آباد سے اٹھارہ کوس ہے آگیا ہے اور وہ اس دریا پر تصرف کرنا چاہتا ہے تو اوس نے حکم دیا کہ خانہ زاد خان و صف شکن خان داروغہ توپخانہ اور آغر خان قراول جاکر معبر آب پر تصرف کریں اور دشمن کی فوج کو دریا سے نہ اُترنے دیں۔ ان دنوں میں شاہ عالم سے عرض ہوا کہ محمد اعظم شاہ چاہتا ہے کہ سموگڈہ کی طرف کے گھاٹ سے اُتر کر آئے اور اکبر آباد کو پشت کی طرف چھوڑ کر مقابلہ کرے شاہ عالم نے حکم دیا کہ سراے جاجو کے نزدیک پیش خیمہ کھڑا کیا جائے۔ رستم دل خان اور دو تین امیروں کو مقرر کیا کہ غنیم کی فوج کی خبر متواتر پہنچاتے رہیں اور آپ شکار کے لئے سوار ہوا۔ شاہزادہ محمد عظیم کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ مستعد جنگ ہے اور فوج خصم کے ساتھ مقابلہ میں مشغول ہو۔ خان زمان کو مامور کیا کہ فوج بندی میں مشغول ہو اور ہر وقت محمد عظیم کی کمک کرے اور ایسی باقی تین شاہزادوں کو جبرانغار و برانغار و التمش مقرر کیا۔ اور ہر ایک کو ایک ایک طرف بھیجدیا کہ وہ فوج خصم سے کارزار کے لئے مستعد رہے۔ محمد اعظم نے اپنی فوج کی آرایش کی اور از راہ تہوری جیسے شیر غران گوسفندوں کے گلہ کی طرف جاتا ہے وہ شاہ عالم کی فوج کی طرف چلا۔ شاہزادہ بیدار بخت نے سبقت کر کے پیش خانہ بہادر شاہی پر حملہ کیا اور اوس کو آگ لگا کے جلا دیا۔ تھوڑی سی فوج جو مقابل آئی اوسکو ہزیمت دی عظیم الشان کہ مقدمۃ الجیش بہادر تھا وہ کچھ آگے چلا اور باپ کا انتظار کیا جو شکار افگنی میں مشغول تھا۔

جب باپ کو یہ خبر ہوئی تو وہ مع شاہزادہ محمد معزالدین اور تمام ارکان دولت کے ساتھ اپنے فرزند کی
مدد کو آیا۔ مخالفون کے دفع کرنے مین جرأت کی۔ اعظم شاہ نے بڑے بیٹے بیدار بخت کو
مقدمۃ الجیش بنایا اور بادشاہزادہ والاجاہ کو دست راست پہ تعین کیا۔ شاہزادہ عالی تبار
کو کہ خرد سال تھا اپنے ساتھ ہاتھی پر بٹھایا مقدر یہی تھا کہ ہندوستان کی سلطنت بہادر شاہ
کو نصیب ہو۔ اس اثنا مین ایسی تند ہوا اعظم شاہ کی فوج کے منہ پر اور مخالف کی پشت پر چلنی شروع
ہوئی کہ باد عاد کو یاد دلائی تھی۔ ذوالفقار خان نصرت جنگ نے ازراہ دولتخواہی عرض کیا
کہ اب دوپہر ہوگئی اور ہوا بھی تند چل رہی ہے اور آصف الدولہ اسد خان اور آتشخانہ
گران گوالیار مین ہیں اس صورت مین جنگ مین قدم رکھنا صلاح وقت نہین ہے اور اسی قدر
غلبہ کو کہ خصم کے پیش خیمہ کو جلا دیا ہے اور آدمی کو منہزم کیا ہے فتح سمجھ کر اپنے خیمہ میں
نزول فرماوین کہ کل لشکر اور اسباب آ جائیگا خاطر جمع سے مخالف پر تاخت کرینگے
اعظم شاہ کو شجاعت اور رفقائے قدیم پر ایسا تکیہ تھا کہ وہ اوسکے جواب پر ملتفت نہیں ہوا
اور جب دوبارہ اوسنے کہا تو خشونت سے یہ جواب دیا کہ بہادر جی تم اپنی جان بچا کر جہان
چاہو چلے جاؤ ہم تو اس گل زمین سے ہل نہیں سکتے۔ بادشاہون کے لئے تخت ہے
یا تختہ سپہ سالار نے کہا کہ جب حضور بندہ کی سنتے نہیں تو میں رخصت ہوتا ہون اعظم شاہ
نے اوسکی طرف سے منہ پھیر لیا۔ ذوالفقار خان اپنے باپ آصف الدولہ اسد خان
پاس جو بنگاہ مین پیچھے تھا چلا گیا۔ اعظم شاہ نے اپنی پہلی طرح ستیز و آویز مین اصرار کیا
دوڑتا ہوا دشمن پر چڑھا مقابلہ سے مقاتلہ پر نوبت آئی طرفین کے بہادرون نے مردی
اور مردانگی کی داد دی لیکن مقابل کی ہوا کی شدت نے اور گرد و غبار کی کثرت نے عرصہ
کارزار کو آدمیون کی آنکھون میں ایسا تیرہ و تاریک کیا کہ قریب کے بھی حریف و رفیق
مین تمیز نہیں ہوتی تھی۔ جو تیر اعظم شاہ کے لشکر سے آتا تھا وہ ہوا کی مدد سے محمد معظم
کے لشکر کے زرہ و بکتر کے پار جاتا تھا اور سنگریزہ جو باد صرصر سے اڑکر اس لشکر
مین آتا تھا وہ چھرہ کی طرح چہرہ پر لگتا تھا اور برخلاف اسکے بان و تیر و گولہ لشکر محمد اعظم شاہ

سے پھینکا جاتا تھا ہوا کی مخالفت سے فوج خصم میں پہنچتا ہی نہ تھا چند قدم چلکر زمین پر گر پڑتا
تھا - اس گرد و باد نے اعظم شاہ کے لشکر کی آنکھوں کے آگے جہان کو سیاہ کر دیا تھا
با وجود شاہ عالم کی فوج کے غلبہ کے اولاد غلبہ میں محمد اعظم شاہ کے حملہ آور رستمانہ کارنامہ
بہادری پر زخمہائے کاری سے سکہ و مہر ختم بہادری کو لگایا - ایسی کوشش کی کہ
آج کے دن تک یہہ جنگ ہندوستان میں بہت عظمت کے ساتھ مشہور ہے - اس
اثنا میں منور خان بہادر اور خان عالم بہادر دکھنی نے کہ اپنے قوم کے رئیس اور شجاعت
و قوت میں جمہور میں مشہور تھے یہ کہا کہ ہم میدان رزم کو مجلس شادی اور بزم کتخدائی
جانتے ہیں اور لباس زرتار پہنتے ہیں ہمارے پانچہزار سوار اپنے سرداروں کے
اتباع سے دستار زرتار بادلہ سر پر پہنے ہوئے اپنی خون فشانی پر اور اعدا کی جانستانی
پر مستعد ہو رہے ہیں - اعظم شاہ پاس آن کر اونھوں نے عرض کیا کہ ہمکو سواری اسپ کا
حکم ہو کہ ہم اپنے ہمراہیوں کو لے جاکر میدان داری کی راہ و رسم اور گھوڑوں کی جولانی اور
اعدا کی جانستانی اور ولی نعمت کی راہ میں سربازی دوست دشمن کو دکھلائیں
اعظم اونکے مخالفوں کی بدگوئی کے سبب سے اونکی طرف بدگمان تھا اوس نے قبول نہیں کیا
اوس نے اونکو ہاتھیوں پر جنکے فیلبان سرکاری مقرر تھے بٹھائے رکھا مجبور سواری فیل
مع ہمراہیوں کے لشکر محمد عظیم کے ہراول سے لڑے حسین علی خان وغیرہ اولاد سید میاں مخاطب
عبد اللہ خان اپنی جمعیت کے ساتھ اونکے روبرو آئے - خانعالم کے بہت رفیق کشتہ
و زخمی ہوئے حسن علیخان اور اوسکے بھائی اور اکثر ملازم زخمہائے کاری اٹھاکر خاک و خون
میں غلطان ہوئے - خانعالم چند آدمیوں کے ساتھ عظیم الشان کے ہاتھی کے مقابل پہنچا اور نیزہ
جسکو ہند میں بلم کہتے ہیں ایسا مارا کہ اوسکی انی ہاتھی کے ہودہ کے پیچھے کے تختہ کے پار
ہوئی عظیم الشان پہلو تہی کرکے بچ گیا - خان عالم کو عظیم الشان کے رفقا نے مار ڈالا
اس حال میں سید ار بخت جو اعظم شاہ کا مقدمۃ الجیش تھا اس جہان فانی سے گذرا اور اوسکے
بعد والاجاہ بھی عالم جاودانی کو دوڑا - اعظم شاہ نے اپنے بیٹیوں کے مرنے کی خبر سن کر

علی الخصوص بیدار بخت کی جسکو وہ بہت ہی عزیز رکھتا تھا آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا کہ اب مجھے زندگی و فتح درکار نہیں ہے میرے ہاتھی کو بھائی کے ہاتھی کے مقابل لاؤ دوسری طرف سے کماندار اعظم شاہ تیراندازی کیا کرتے تھے مینہ برساتے تھے اس سبب سے اعظم شاہ کے اکثر ملازم مقتول و مجروح ہوئے - باوجود اسکے اعظم شاہ اپنی شجاعت و استقلال کو نہیں چھوڑتا تھا - مخالف کے سر پر حملہ آور تھا - اور بڑی جراءت سے تیر چھوڑتا تھا اور شاہزادہ عالی تبار کو کہ ہمراہ تہا شفقت اور مہربانی سے سپر کے نیچے سلا رکھا تھا - ڈیڑھ گھنٹہ دن سے کم دن باقی تھا کہ اعظم شاہ کے رفقاے معتبر مثل امان اللہ خان و قطب خان و تربیت خان و منور خان و راجہ رام سنگہ و راجہ دلیپ سنگہ وغیرہ کشتہ ہوئے اور اعظم شاہ کے لشکر کو شکست فاش ہوئی اور وہ خود بھی زخموں سے چور رہا اسکرات کی حالت مین گرفتار تھا کہ رستم دل خان نے اعظم شاہ کے ہاتھی پر سوار ہو کر اوسکا سر جدا کیا -

جب رستم علی خان محمد اعظم کا سر بہادر شاہ پاس لایا تو اوسکو اپنے دامن سے نکال کر اوسکے رخسارہ خون آلود پر غضب سے چکنتہ بھرا - اور شاہ عالم کے ہاتھی کے پاؤں تلے ڈالدیا - اور مبارکباد دی - بہادر شاہ نے اوسکی طرف تند نگاہ سے دیکھا اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے پیچھے چاروں شاہزادے و خان خانان مع بیٹوں اور امیروں کے دست و زبان سے تہنیت فتح بجا لائے آصف الدولہ اور اوسکے بیٹے ذوالفقار خان کے ہاتھ دستار سے بندھے ہوئے تھے - بہادر شاہ نے مہربانی کرکے آگے بلایا اور خود اپنی جگہ سے اٹھکر آصف الدولہ کے دست بستہ اپنے ہاتھ سے کھولے اور ذوالفقار کے ہاتھ اپنے بیٹے معزالدین سے کھلوائے - پدر اور پسر کی تسلی خاطر کی خلعت ملبوس خاص عنایت کیا آصف الدولہ اسد خان سے معانقہ کیا بیٹھنے کی اجازت دی منصب ہزاری ہفت ہزار سوار دیا - اور اجازت دی کہ اوسکی سواری کی پالکی غسلخانہ کے دروازہ تک وہان آیا کرے جہان شاہزادہ کی نالکی آتی ہے اور حضور کے روبرو وہ اپنی نوبت بجوائی - اور وکالت کل کا عہدہ جلیل القدر عنایت کیا منعم خان نے خطاب جملۃ الملک اور وزارت اعظم کا عہدہ پایا - اور اکبر آباد کی صوبہ داری

بہادر شاہ کی سلطنت کا استقلال ہونا +

ضمیمۂ وزارت ہوئی۔ اور حکم ہوا کہ وہ کچہری مین آصف الدولہ کے دائین طرف بیٹھا کرے اور کاغذات مین اپنی مہر آصف الدولہ کی مہر کے نیچے لگایا کرے +

شاہزادہ عالی تبار پر ترحم کیا اور مادام الحیات اپنے بیٹون کی طرح رکھا اور عزت واحترام کے ساتھہ مطلق العنان کیا بیٹون نے مصلحتاً ممانعت کی تو جواب دیا کہ اگر سلطنت کے لئے اندیشہ دشمنی ہے تو تم میرے بڑے دشمن ہو اور وہ میری سلامتی کا خواہان ہے +

شاہ عالم نے ایک مختصر سا خیمہ کھڑا کیا۔ اور دو رکعت نماز شکر ادا کی۔ پھر عالی تبار اور محمد بیدار بخت کے بیٹون بیدار دل وغیرہ کو بلایا اور سب کو گلے لگایا پدرانہ دست شفقت اونکے سر پر رکھا اور فرزندون کی طرح پالنے کا مژدہ اونکو سنایا۔ پردگیان مغموم کو پیغام تسلی دیا و پرسہ ماتم کیا۔ خانخانان کو گلے لگایا اور فرمایا کہ جو کچھہ مجھکو ملا وہ آپ کی سعی و تردد و جان فشانی سے ہاتھہ آیا۔ حکم دیا کہ محمد اعظم اور بیدار بخت اور والا جاہ کی لاشون کو غسل وکفن کے بعد ہمایون کے مقبرہ مین مدفون کرین۔ دوسرے روز خان خانان کی عیادت کو جسکے زخم لگا تھا تشریف لے گیا اور اوسکو خانخانان بہادر ظفر جنگ یار وفادار سے مخاطب کیا۔ ایک کروڑ روپیہ نقد و جنس انعام دیا کہ ابتداء عہد تیموریہ سے کسی بادشاہ نے کسی امیر کے ساتھہ ایسی رعایت بخشش نہین کی اور ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب دیا خانخانان نے جو دس لاکھہ روپیہ کی پیش کش دی تھی اس مین سے ایک لاکھہ روپیہ نقد جلیس قبول کیا اور منعم خان پسر کلان خانخانان کو خان زمان بہادر سے مخاطب کیا پنج ہزاری پنج ہزار سوار کا منصب و بخشی سوم کا خلعت دیا۔ اور چھوٹے بیٹے کو خانہ زاد خان بہادر کا خطاب دیا اور چار ہزاری سہ ہزار سوار کا منصب دیا۔ اور چارون شاہزادون مین ہر ایک کو سی ہزاری ہشت ہزار سوار کا منصب دیا محمد معز الدین سب سے بڑے بیٹے کو جہاندار شاہ کا اور محمد عظیم کو عظیم الشان بہادر اور رفیع القدر کو رفیع الشان اور خجستہ اختر کو جہان شاہ بہادر کا خطاب دیا +

بہادر شاہ کی فتح کی اور محمد اعظم شاہ کے کشتہ ہونے کی خبر جب گوالیار مین آئی تو

خیمے خیمے مین ایک ماتم حشر برپا ہوا اسامیر الامرا اسد خان نے اعظم شاہ کی سگی بہن زیب النسا بیگم کی خدمت مین جا کر تعزیت کی مراسم ادا کین۔ اور اوسکو اور سب کارخانون کو لیکر گوالیار سے بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ زیب النسا بھائی کے ماتم کا لباس پہنے رہی اور آداب تہنیت نہین بجالائی۔ یہ امر بادشاہ کو ناگوار تو ہوا مگر چشم پوشی کی اور بیگم کا سالیانہ مقرر مضاعف کیا اور خدمہ محل محمد اعظم مین سے ہر ایک کے فراخور حال یومیہ مقرر ہوا۔ اور شاہجہان آباد روانہ کیا۔ بہادر شاہ نے عہد کیا تہا کہ اگر خدا اوسکو بادشاہی دیگا تو وہ کسی سائل کا سوال نہین رد کریگا۔ اوسنے چہوٹے بڑے نالائقون کو لاکہون روپیون کے انعام سے اور بڑے بڑے وظیفون سے اور مراتب سہ چند و چہار چند کرنے سے اور جواہر و فیل کے عطا سے کام روا کیا۔ اوسنے منعم خان کو مامور اور مختار کیا تہا کہ ہر کام کے حسن و قبح کو سمجہہ کر انتظام سلطنت کے لئے جو بہتر جانے وہ عمل مین لائے۔ اوسکے عہد مین عمدہ خطاب مناصب عظیمہ مبتذل ہوگئے اور ہر کس و ناکس کو ملنے لگے انکا اعتبار جاتا رہا۔

ایک نقل دل لگی کی مشہور ہے کہ کسی پیشکار نے داروغہ کی معرفت رائی کی درخواست کی عظیم الشان کی طرف سے صاحب دستخط تھا اوس نے توقیع کیا کہ خانی بہ خانہ زائی در سر بازار بیانش خاطر شما این گیدی ہم رائے باشد۔ اسکا خطاب گیدی رائے مشہور ہوگیا جسکے سبب سے وہ بڑا جز بز ہوا پیشکش مین روپیہ دیکر اس فضیحت سے رستگاری چاہتا تہا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا مرتے دم تک یہی خطاب رہا +

ہم پہلے لکہہ چکے ہین کہ بادشاہ نے اسد خان کو وکیل مطلق اور منعم خان کو وزیر مقرر کیا پہلے بادشاہون کے زمانہ مین وکیل مطلق کو وزیر کے عزل و نصب کا اختیار ہوتا تہا اور ارکان سلطنت وکیل کے قبضہ اقتدار مین ہوتے تہے بعض چند پیشیہ مفتریون نے خلوت مین بادشاہ کی خاطر نشان کیا کہ اعظم شاہ کا رفیق شفیق اور مصاحب مین شریک امیر الامرا تہا تو اوسکے جواب مین بادشاہ نے فرمایا کہ اگر وہ کن مین میرے بیٹے بھی ہوتے تو انکا منصب یہ تہا کہ اپنے عموی کی رفاقت کرتے +

گو اسد خان وکیل اور منعم خان وزیر تھا مگر ان دونوں میں مراتب وکالت اور وزارت کے تعلقات
بجھے نہیں چاہیئے تھا کہ آصف الدولہ جب دیوان کرتا تو خان خانان اور امرا کے دستور
کے موافق آنکر مجرا کرتا اور کھڑے ہو کر کاغذون پر دستخط کراتا۔ ایسا کرنا منعم خان کو ناگوار
تھا۔ آصف الدولہ عیش و آرام طلب تھا اور عالمگیر کے سفر دائمی سے زندگانی کی لذات
سے متمتع نہیں ہوتا تھا۔ تو مصلحت یہ ٹھیری کہ پدر کی نیابت وکالت صمصام الدولہ سرانجام
دے اور آصف الدولہ نواب بادشاہ بیگم کو اپنے ساتھ لے کر دار الخلافہ شاہجہان آباد
کو جائے اور ایام پیرانہ سالی کو بغیر سفر دائمی کے حرج کے فراغ خاطر سے بسر کرے۔
آصف الدولہ کی مہر پر والدولت اسنا دمالی وملکی پر مہر وزارت کے بعد لگتی تھی مگر اس کے
سوا کوئی اور دخل امور سلطنت میں اسکو مطلق صلا نہ تھا۔ خان خانان نے خدمت وزارت کو بہت
نیک نامی اور نیک نفسی و بے طمعی و استقلال سے سرانجام دیا۔ اجرائے کار خلق میں اس
مرتبہ کوشش کی کہ دیوان میں بیٹھنے کے وقت سزاول تعین کئے کہ آج کے ارباب حاجت
کے کاغذ اور دستخط دوسرے روز کے لئے باقی نہ رہیں اوسنے بڑی نیکنامی اور ثواب
عظیم یہ حاصل کیا کہ اورنگزیب کے عہد میں اختہ بیگی اور متصدیون نے یہ مقرر کر رکھا تھا
کہ خوراک دواب کا سرانجام کرنا منصبداروں کے ذمے لازمی تھا منصبداروں کا
حال یہ تھا کہ مشکل سے انکو روٹی ملتی تھی۔ ایک نار صد بیچارہ بادشاہ نے خود اونکے لئے دستخط
کئے تھے جب اونکے وکیلون کو مقید کر کے خرچ دواب طلب کرتے تھے تو وہ بادشاہ سے
فریاد کرتے تھے تو داروغہ فیلخانہ اور اختہ بیگی بادشاہ سے ایسی باتین بنا دیتے تھے کہ وہ
اونکی سنتا نہ تھا۔ اس بدعت سے یہانتک نوبت آئی کہ وکیل وکالت سے استعفا دینے لگے
شاہ عالم عہد میں خانخانان نے یہ مقرر کیا کہ تنخواہ (النقد) جاگیر کے منصبداروں کو دیجائے
اور دواب کی خوراک کے دام جاگیر کی کل آمدنی میں سے منہا کئے جائے اور باقی کو
تنخواہ میں محسوب کرین۔ اس صورت میں دواب کا کسالہ منصبداروں کے سر سے اٹھہ گیا
فی الحقیقت خوراک دواب کے معاف ہونے کا حکم ہو گیا +

خان خانان کے مزاج مین تصوف غالب تھا علم سے بھی بہرہ تھا اوس نے ایک کتاب علم سلوک اور تصوف مین تالیف کی اوسکا نام الہامیہ رکھا بعض مقدمات و فقرات اوسکے متکلمین کے نزدیک شرع کے خلاف تھے +

خافی خان لکھتا ہے کہ بادشاہ نے حکم دیا کہ روپیہ واشرفی کے سکہ مین نظم نہ ہو نثر عبارت مین شاہ عالم بادشاہ اور نام بلدہ لکھا جائے اور خطبہ مین حکم دیا کہ نام نامی شاہ عالم لفظ سید کے ساتھہ پڑھا جائے - اگرچہ از روئے تاریخ ابتداء سلسلہ صاحبقران سے ملکہ شروع سلطنت غوریون سے اسم سیادت بادشاہان سلف مین سے کسی کے نام کے ساتھہ خطبہ میں اور حسب و نسب کے ذکر مین ثابت نہین ہوا ہان خضر خان جب وہ دہلی کی سلطنت پر کامروا ہوا تو روایت ضعیف کی دلیل سے اوسکے عہد کے مورخون نے اوس کو سید بنایا مگر اوسکے جد و آباے کی اصل اور اونکی اسم ملک سے اوسکی قوم افغان معلوم ہوتی - اس مورخ کے نزدیک خضر خان سید نہ تھا - لیکن بہادر شاہ نے ایک اور ہی دلیل سے اپنے تئین سید بنایا - اگرچہ اس مین اختلاف اقوال سنا گیا لیکن حاصل کلام مجمل خامہ صدق بیان کرتا ہے کہ سید میر حضرت غوث الاعظم کی اولاد میں تھا اور جد مادری کے ملک و پہاڑون مین جو تو ابع کشمیر سے تھے گوشہ نشین ہوا تھا - راجہ کشمیر اوسکا مرید معتقد ہوا اپنی بیٹی کو سید شاہ میر کی خدمت مین بھیجا سید نے اوسکو مسلمان کر کے نکاح کیا - اوس سے ایک بیٹی اور ایک بیٹا پیدا ہوا سید بیت اللہ چلا گیا - پھر اوسکا کچھہ پتا نہ لگا کہ کیا ہوا - اسی بہانہ مین اوسکی اولاد کی پرورش مین راجہ نے بھی کوشش کی - اہل اسلام سے اونکو پیوند نہ دیا جب شاہجہان نے راجہ سے اوسکی لڑکی کی باج و خراج کے ساتھہ درخواست کی تو راجہ نے اوسی سید کی دختر کو کہ حسن صورت و سیرت و ذکاوت میں موصوف تھی تحف و پیشکش کو اوسکا جہیز بنا کے روانہ کیا - شاہجہان نے معلم اور ادب دان مغلانیان اوسکے واسطے مقرر کین اور زبانون سے آشنا کیا - اور شاہزادہ اورنگ زیب سے اوس کا نکاح کیا - نواب بائی بیگم اوسکا خطاب ہوا - اوسکے بطن سے شاہ عالم بہادر شاہ پیدا ہوا - اس بیگم میں

+ نواب بائی بیگم

طرح طرح کی خوبیان اور وصف تھی اور سراسے فردا پور وسط سرحد خاندیس مین کہ پاس کتل مین واقع ہے اوسکو جاگیر ملی تھی۔ اورنگ آباد مین بائی جی پورہ اوسکا آباد کیا ہوا ہے پس اس صورت سے شاہ عالم کی سیاوت مان کی طرف سے ثابت ہوتی ہے۔

اکبر آباد مین ۱۱۱۹ھ مین سلخ رجب کو بادشاہ کا وزن قمری ہوا

بادشاہ نے اودے پور جودھپور کی طرف کوچ کیا صوبہ اجمیر و پرگنات و اطراف جودہ پور کے اخبار نویسون کی تحریر سے معلوم ہوا کہ راجہ اجیت سنگہ پسر راجہ جسونت سنگہ جو درگاداس کے بہکانے سے اورنگ زیب سے برگشتہ ہوگیا تھا اوس نے بادشاہ کے مرنے کے بعد از سر نو نافرمانی اور سرکشی کا طریقہ اختیار کیا مسلمانون کو ایذا پہنچائی اور گاؤ کشی کو منع کیا اذان دینے کی ممانعت کی۔ اُن مساجد کو ڈھادیا جو اورنگ زیب کے عہد مین بت خانون کو مسمار کرکے بنی تھیں اور اپنے نئے نئے معبد خانے بنانے شروع کئے۔ رانا ے اودیپور کی فوج اور اپنے خسر جے سنگہ راجہ کی رفاقت کے زور رون سے ایسا مغرور ہوا کہ قبل از فتح اور بعد از جلوس بادشاہ پاس نہ آیا۔ اسلئے شعبان ۱۱۱۹ھ راجپوتون کی گوشمالی پر بادشاہ متوجہ ہوا اور انبیر وطن جے سنگہ کی راہ سے منزل پیما ہوا۔ اجمیر اور چتوڑ کے درمیان خیمہ زن ہوا کہ رمضان شریف آگیا مقامات کا حکم دیا۔ راجپوتانہ پایمال و غارت کرنے کے لئے فوج کو بسرفوجی شاہزادہ عظیم الشان اور ہراولی جمدۃ الملک خانخانان بہادر و صمصام الدولہ مقرر کیا جب لشکر شاہی نے ملک و مال وجان و عیال کی خرابی بہت کی اور راجپوتون اور رعایا کے زن و فرزند کو اسیر کیا اور آباد قصبات و دہات کو جلایا لوٹا کھسوٹا تو راجپوتون کے صاحب فوج سردار مال و عیال و اطفال کے ساتھ دشوار گذار پہاڑون مین داخل ہوئے جو انجار خار دار سے پُر تھے۔ اجیت سنگہ اور اوسکے معاونون نے جانا کہ جان کی سلامتی اور مال و عیال کی امان انقیاد اور اطاعت مین ہے تو اونھون نے خان خانان اور اوسکے بیٹے خان زمان کی طرف رجوع کی اپنی عاجزی ظاہر کرکے امان چاہی اور عبودیت قبول کی اور پیغام دیا کہ خان زمان و قاضی القضات قاضی خان جودہپور مین آکر مساجد کی تعمیر

جلوس سال اول ۱۱۱۹ھ رجب ۱۱۱۹ھ وزن و دورہ راجپوتانہ +

اور بتخانون کی تخریب اور احکام شرعی کا اجرا کرین نمازین پڑھین اذانین دین گائین
ذبح کرین ارباب عدالت کو تعین کرین جزیہ کے احکام مقرر کرین اور ہمارے اعمال کو معاف
کرین اور جودہ پور اور اوسکے اطراف کے معمورون مین ارباب عدالت قاضی و مفتی اور
مساجد مین امام و موذن مقرر کرین اجیت سنگہ و جے سنگہ باتفاق درگاداس بادشاہ پاس
آئے اونکے قصور معاف ہوئے خلعت و فیل و شمشیر و علم عنایت ہوئے +

۱۸ ذی الحجہ کو جلوس کے سال دوم کا جشن بڑی دہوم دہام سے ہوا - بادشاہ نے
فرمایا کہ محمد کام بخش کو نامہ محبت افزا اور فرمان نصیحت و تسلی آمیز اس مضمون کا لکھا جائے
کہ پدر بزرگوار نے صوبہ بیجاپور کی حکومت تم کو دی تھی ہم برادر عالی قدر کو دونو صوبون بیجاپور اور
حیدرآباد کو مع انکے کل توابع و لواحق کے دیتے ہین بشرطیکہ فرمانروایان سابق دکن کے دستور کے
موافق ہمارا سکہ اور خطبہ جاری کرو اور زمان قدیم سے ان دونو صوبون کے حکام جو پیشکش سرکار
شاہی میں داخل کرتے تھے وہ بھی نور الابصار کو معاف کرتے ہیں چاہئے کہ اس رعایت اور
عنایت کا شکریہ دل اور زبان سے ادا کرو اور طریقہ سلوک و عدالت پروری و داد گستری اپنے
باپ دادا کے رویہ کے موافق رعایا و ضعفا و کافہ انام کے لئے جاری رکھو اور سرکشون
کی تنبیہ اور راہ زنون اور ظالمون کا اخراج پیش نہاد خاطر رکھو - حافظ محمد مفتی مخاطب
بہ معتبر خان کو یہ خط دیا گیا - بادشاہ اواخر ذی الحجہ مین اجمیر کو چلا +

کام بخش کا حال کچھہ بیان کیا جاتا ہے کہ احسن خان عرف میر ملنگ کے حق مین بدعملی
بادشاہ سے باتین لگاتے رہتے تھے جس سے بادشاہ کی توجہ اوسکی طرف کم ہوتی جاتی تھی
اور وہ خفیف ہوتا جاتا تھا مگر وہ سواء طریقہ فدویت و خیر خواہی کے کوئی اور ارادہ نہ
کرتا تھا - وہ گولکنڈہ اور حیدرآباد کی تسخیر کی طرف متوجہ ہوا - حیدرآباد سے تین چار منزل
پر پہنچکر رستم دل خان صوبہ دار حیدرآباد سے نامہ بپیغام التیام افزا اور قلعہ گولکنڈہ
کے حوالہ کرنے مین رسل و رسائل بھیجے قلعہ دار نے بادشاہ کے فرمان کا عذر کر کے قلعہ سپرد کیا
مگر رستم دل خان چار پانچ ہزار سوار لیکر کام بخش پاس آیا اور احسن خان اور اوسنے اتفاق کر کے

جشن سال دوم جلوس ۱۱۲۰ و نامہ بہادر شاہ بنام کام بخش +

حال کام بخش

یہ ٹھیرائی کہ قلعہ کی تسخیر مین صرف اوقات نہ کی جائے حکام وعمال مقرر کر کے ملک کا بندوبست و محصولِ اطراف کی گردآوری کی جائے اور مداخل جاگیر کی راہ اور رسد غلہ قلعہ وار پر مسدود کی جائے کام بخش کے تمام کامون کا مدار احسن خان پر تھا حکیم محمد حسن وزیر اور امرا اوسکے اکھیڑنے کے درپے تھے مگر احسن خان اپنی مدد طالع کے بھروسہ اور نشہ جوانی اور آقا کے کار مین تردد جانفشانی کی وجوہ سے مدعیون کے حسد کی اصلاح پر اصلا خیال نہ کرتا تھا کبھی کبھی احسن خان و یوسف خان جو کام بخش کا تیر اندازی مین استاد تھا اور ارشد خان و ناصر خان و احمد خان و رستم دل خان ہمداستان اور ہمدم ہو کر کار سرکار کے مشورت کے لئے خلوت کرتے تھے اور آپس مین ضیافتین اور تحفہ تحائف کی تواضع کرتے +

محمد کام بخش کے مزاج مین ابتدا سے سودا کا اثر تھا - بدخواہون کے افسون کے پھونکنے سے اسقدر اوسکا سودا بڑہ گیا کہ اوسنے اپنے پاؤن مین آپ کلھاڑی ماری جسکی تفصیل یہ ہے کہ تقرب خان و اسد خان و میر احمد نے محمد کام بخش کے دل نشین کر دیا کہ رستم دل خان و احسن خان و سیف خان و احمد خان اتفاق کر کے بادشاہ دین پناہ کو مسجد جامع مین جمعہ کے دن دستگیر کرینگے آپ اونکا علاج جلد کیجئے محمد کام بخش نے صاحب غرض کی باتون پر غور نہ کی کہ اوسکی تحقیقات کرتا - اپنے ہاتھ سے شقہ لکھ کر رستم دل خان کو بلایا جب وہ آیا تو اوسکو مع بیٹون کے کام بخش کے آدمیون نے قید کر لیا تین روز قید رکھ کر اوسکو مار ڈالا اور اوسکی بیوی سیدہ معصومہ کو بھی جو لڑنے کو تیار ہوئی تھی ہلاک کیا اور سیف خان کے ہاتھ کٹوائے جنہون نے اوسکو تیر اندازی سکھائی تھی احمد خان کو لٹا کر اوسپر گھوڑے دوڑائے مظلوم مانہ اوسنے جان دی - ارشد خان کی زبان کٹوائی اور مظلومون کو مارا - احسن خان کو لوگون نے سمجھایا کہ بھاگ کر بہادر شاہ کی عملداری مین چلا جا مگر احسن خان اپنی عقیدت اور دولت کے سبب خواب غفلت سے نہ بیدار ہوا - کام بخش نے اوسکا گھربار ضبط کیا دو تین مہینے تک اوسکو طرح طرح سے شکنجہ عذاب مین کھینچا - پاؤ سیر کھچڑی جس مین نمک زیادہ ہوتا کھانے کو دیتا وہ بھی مرگیا - اس کا غلبہ سودا اور وسوسہ سفاکی اور بڑہا - جب بہادر شاہ کا ایلچی احسن سرایا

تو بعض بد سرشت ہرزہ گو ہمراہیون نے اوسکی خاطر نشان کیا کہ معتمد خان ایک جماعت سرہنگون کی ساتھہ لایا ہے اور قصد فاسد رکھتا ہے کہ انکو دین پناہ تک لائے ۔ کام بخش نے بے سوچے سمجھے حکم دیدیا کہ ایلچی کے ساتھہ جتنے ہمراہی آئے ہیں اونکے نام لکھہ کر لائین کہ مین ہر ایک کا یومیہ نقد و خوراک مقرر کرون اس یومیہ کی شہرت سے حافظون اور طالب العلمون نے ایلچی پاس آمد و رفت کر کے اپنا نام ایلچی کے ہمراہیون مین لکھا دیا ۔ ان سب کو جو چھہ سو آدمیون کے قریب تھے دعوت مین بلایا ۔ اُن مین سے دس دس آدمیوں کی جماعت کو دست بستہ ہر محلہ اور بازار مین بھیجا کر تیغ سے بیدریغ قتل کرایا ہر چند لوگون نے واویلا مچائی کہ ہم ایلچی کے ہمراہیون مین سے نہیں ہیں لیکن کسی نے کچھہ نہ سنا ۔ ملا سعد الدین مفتی حیدر آباد سے جو ایک فاضل متدین تھا مظلوم مقتولون کے باب مین فتوی مانگا تو اس خدا پرست حق گو نے بے باکانہ و بے محابا جواب مین کہا کہ موافق شرع محمدی محض از راہ سوء ظن و گفتۂ مدعیان جرات اندیش قوم بر خونریزی مسلمانان شدن باعث ندامت باز خواست روز جزا است

کام بخش کی خونریزی اور ظلم کے سبب سے اکثر فضلا و شرفا نے حیدر آباد کا رہنا چھوڑ دیا مال و عیال لیکر جہان جان بچا سکے چلے گئے جب کام بخش کو انکے فرار ہونے کی اطلاع ہوئی تو اطراف شہر مین چوکی مقرر کی ایلچی کو ذلیل کر کے مقید کیا ۔ بہادر شاہ کے نامہ لطف آمیز کے جواب مین کلمات خصومت انگیز لکھے ۔ جو بہادر شاہ نے اپنی مہربانی کا جواب نامہربانی سنا تو وہ مہم کام بخش کے لئے چلا اور جب دکھن کے قریب آیا تو راجہ جے سنگھ اور راجہ چھتر سال جو اکبر آباد مین آنکر بادشاہ کے ہمرکاب ہوئے تھے ۔ بادشاہ کے قریب شکار کے بہانے سے سوار ہوئے اور جو اسباب وہ اٹھا سکے اوسکو اٹھایا پرانے خیمون کو چھوڑا بعض خیمون کو آگ لگائی اور اپنے وطن کی راہ لی ۔ بادشاہ نے اونکے اسطرح چلے جانے پر کچھہ خیال نہ کیا ۔ اوائل جمادی الاولی مین برہانپور مین وہ آیا ۔ تمام رات مینہ برستا رہا اور دریا ، تاپتی کہ قلعہ کے نیچے بہتی ہے ایسی طغیانی مین آئی کہ تین چار روز مجبوری مقام کرنا پڑا ۔ جب دریا کا پانی اُتر گیا کہ وہ پایاب ہوئی تو برہانپور سے ایک کوچ ایک مقام کر کے آخر شوال مین حیدر آباد کے

دو تین منزل پر بہادر شاہ آیا باوجودیکہ محمد کام بخش کا لشکر اوسکی سفاکی اور غلبہ سودا سے متفرق
ہو گیا تھا اور پانچ چھ سو سواروں سے زیادہ سپاہ اس پاس نہ تھی وہ بھی بدسلوکی و خونریزی اور
گرسنگی سے اور ایک سال کی تنخواہ نہ ملنے سے نالان اور رنجیدہ خاطر تھی اور شاہ عالم
بادشاہ کے ساتھ اسی ہزار سوار جمع تھے مگر اونکے دل میں دشمن کے شب خون مارنے کا
خوف و ہراس ایسا آیا کہ رات بھر سوئے نہیں۔ انہی ایام میں سیف خان عرف میر اسد اللہ
کہ عالمگیر کے خانہ زادوں میں سے تھا اور ایسا جنون کا نشہ رکھتا تھا کہ بادشاہ نے اوس کو
لشکر سے خارج کر کے کعبۃ اللہ بھجوا دیا تھا وہاں سے وہ آ کر کل صوبجات ہندوستان کا میر بحری
مقرر ہوا۔ ان دنوں میں پھر جنون کی شورش ہوئی۔ ذوالفقار نصرت جنگ و آصف الدولہ
سے برہم ہو کر بادشاہ کے لشکر سے فرار ہوا اور راجہ جی سنگھ و اجیت سنگھ پاس پہنچا اور
با نام و نشان راجپوتوں سے موافقت کی اور محمد کام بخش کی وکالت و حجابت کرنے لگا
اور یہ عہد و پیمان ٹھیرائے کہ محمد کام بخش راہ برار سے سرحد متعلقہ راجپوتوں میں آجائے
تو پچاس ہزار سوار راجپوت اوسکو شاہجہان آباد میں اوس سے پہلے تخت پر بٹھا دیں
کہ دکن سے بہادر شاہ مراجعت کرے اور ایک دستاویز پر اس جماعت کی مہر لگوائی جو
بہادر شاہ سے غبار خاطر رکھتے تھے حسن خدمت و فدویت کے اظہار کے لئے راہ گونڈوانہ
و برار و چاندہ سے حیدرآباد میں وہ آیا اور محمد کام بخش کو پیغام دیا کہ میں راجپوتوں
میں اوسکو بالا بالا پہنچا دونگا۔ اور سترہ اٹھارہ ہزار سوار راجپوتوں کے نربدا تک استقبال
کو آئینگے پھر حضور راجپوتوں کی فوج سنگین کے ساتھ دار السلطنت میں پہنچکر سکہ و خطبہ جاری
کیجئے اور امراء غائب و حاضر کی تالیف قلوب فرمایئے۔ بہادر شاہ کو خبر بھی نہ ہوگی اور اوسکی
مراجعت سے پہلے یہ کام ہو جائینگے پھر بہادر شاہ کے مقابلہ میں آئیے۔ کام بخش کو ہراس اور
سودا اور وسواس نے مغلوب کر رکھا تھا اوسنے سیف اللہ خان کے آنے کو اور پیغام کے
اظہار کو محض بہادر شاہ کے تہید اور ساختگی جانا اصلا اسکی بات پر کان نہ لگایا اور اوسکے
احوال پر متوجہ نہ ہوا اور اوسکو اپنے پاس نہ بلایا۔ اور پیغام کا جواب دیا۔ کہ یہان سوا

سیف خان کی کارستانی +

زبان کاٹنے اور اقسام سیاست سے مارنے کی تدبیر حسن تردد و تحقیقات کا شجر کوئی اور پھل لائیگا بار بار اوسنے درخواست کی مگر اوسکو کام بخش نے اپنے پاس نہ آنے دیا کچھ یومیہ مقرر کردیا باوجود اس بے بضاعت ہونے کے کہ اصلا لشکر و خزانہ پاس نہ تھا۔ فقیرون اور مجنون کے فالون نے اوسکی فتحمندی کی شہرت اڑا رکھی تھی وہ دو تین کوس حیدر آباد سے تین چار سو سوارون کے ساتھ بہادر شاہ کے لشکر کے انتظار مین بیٹھا۔ دہم ذی القعدہ سنہ ۱۱۲۰ کو بادشاہ کا خیمہ حیدر آباد سے تین کروہ پر لگا۔ بادشاہ نے رفیع الشان و جہان شاہ اور خانخانان اور امیرون کو بھیجا اور فرمایا کہ تا مقدور جنگ مین سبقت نہ کرین اور کام بخش کو گھیر لین ایسا نہ ہو کہ وہ مارا جائے اور مسلمانون کی خونریزی ہو غرض دونو لشکرون مین محاربہ صعب ہوا محمد کام بخش مغلوب ہوا اور میدان دار و گیر مین اکثر اوسکے معتبر و عمدہ رفیق کشتہ و زخمی ہوئے اور باقی ماندہ بھاگ گئے۔ محمد کام بخش ایسا مردانہ لڑا جیسا سلاطین تیموریہ و بابریہ کو سزاوار ہے اور زخمی ہو کر بیخود ہوا۔ ملازمان بہادر شاہی اوسکو جس حال مین تھا مع بیٹو کے بادشاہ پاس لائے۔ بادشاہ اوسکو دیکھ کر رویا اور اوسکو اپنے خیمہ کے متصل احترام و اکرام کے ساتھ جگہ دی اور یونانی اور فرنگی جراح اوسکے علاج کے لئے بھیجے مگر کام بخش علاج کا مانع ہوا۔ اوسکو کچھ ہوش آیا اور آنکھین کھولین۔ اوسکی حقیقت حال کو جب بادشاہ سے بیان کیا تو شاہزادہ جہان شاہ کو اوسنے عیادت کے لئے بھیجا۔ بھتیجے نے چچا سے کہا کہ ابا جان کا دل نہ چاہتا تھا کہ جناب ایسے زخمی ہون تو چچا نے آشفتہ ہو کر کہا کہ تمکو بھی باپ مرنے کے بعد یہی معاملہ بھائیوں سے پیش ہونے والا ہے تم اپنی فکر کرو پھر بادشاہ خود بھائی کو دیکھنے آیا۔ اور اوسنے یہ کہا کہ نمیخواستم کہ باین حالت شمارا بہ بینم۔ اما مقدر چنین بود۔ محمد کام بخش نے اس بے طاقتی کی حالت مین کہا کہ آن قبلہ بکدام صورت مرا میخواستید کہ بہ بینید بار التخت است و یا تختہ۔ بعض یہ لکھتے ہیں کہ اوسنے یہ کہا کہ من ہم نمی خواستیم کہ بشہرت ہیچ بہری و بے عزتی اولاد تیمور دستگیر گردد۔ شاہ عالم نے اوسکو دیکھے شوربہ پلایا اور وہ بہت رویا۔ کام بخش ایسا غصہ مین آیا کہ تمام زخمون کا

بعد اوسکے وہ ذات الجنب کی طرح بادشاہی اضلاع کے ہمسایہ بد ہو گئے۔ پھر اپنے مذہب و قوم کے آزاد کرنے والے اور مسلمانون کی پیش قدمی کے پیچھے ہٹانے والے آخر کو سلطنت مغلیہ سے چوتھ لینے والے یا مالک ہو گئے۔ سلطنت مغلیہ کمزور ہو کر قریب المرگ تھی مگر مرتے دم تک اپنی نخوت و تکبر سے ہاتھ نہین اوٹھایا۔ اور مرہٹون کو اپنے آگے کچھ نہ گنا۔ عالمگیر کے مرنے کے بعد کسی مسلمان بادشاہ نے اس قوم کے مطیع کرنیکا ارادہ نہین کیا۔ مرہٹے بادشاہون کی اولاد کو آپس مین لڑا لڑا کر اپنی قوت اور سلطنت کو بڑھاتے رہے اور بادشاہی فوجون کے سامنے اپنی بہادرانہ کوششین دکھاتے رہے۔ مرہٹون کو خواہ لٹیرا سمجھو خواہ قزاق جانو اور کوئی بُرا نام رکھو مگر جو اونہون نے اپنی قوم اور مذہب کے آزاد کرنے مین بہادرانہ اور مردانہ کوشش و سعی کی اور قومی ہمدردی کے جوش و ولولے ہندوون مین پیدا کئے وہ ایک کارنامہ اونکا تاریخ مین ہمیشہ قابل ستایش و یادگار رہے گا۔ اب آیندہ حال جو مرہٹون کا لکھا جائے گا وہ اس بیان کی تصدیق کریگا +

نیما سیندھیا

نیما سیندھیا (نیاجی سیندھیا) کہ مرہٹون کے سردارون مین نامور سرفوج تھا۔ اور اونے تاخت و تاراج سے صوبہ مالوہ تک خرابی پھیلائی تھی۔ اس زمانہ مین ذوالفقار خان کی تجویز اور دستگیری سے اوسنے توبہ کی اور بادشاہ کی درگاہ مین آیا اور محمد کام بخش کی جنگ مین شریک ہوا اور اس وسیلہ سے اوسکی مع بیٹون اور اوسکی اقوام کے شفاعت ہوئی اوسکو ہفت ہزاری پنج ہزار سوار کا منصب اور دو لاکھ روپیہ نقد اور خلعت وغیرہ مرحمت ہوا اور اوسکے بیٹون اور پوتون مین ہر ایک کو منصب پنج ہزاری اور چہار ہزاری عنایت کیا جسکا مجموعہ چالیس ہزار اور پچیس ہزار سوار ہوتے ہین۔ اور اوسکی درخواست اور بخشی الممالک کی التماس سے پہلے کہ اسناد منصب تیار ہون بلکہ پہلے اس سے کہ عرض مکرر ہو حکم فرمایا کہ صوبہ اورنگ آباد اوسکی تنخواہ مین مقرر ہو جہان ہزار کے قریب چھوٹے بڑے منصبدار بدلے گئے +

راجہ ساہو نبیرہ سیواجی کا پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اورنگ زیب اسپر بہت عنایت کرتا تھا
اور یہ نام بھی اوسی کا رکھا ہوا تھا۔ ذوالفقار خان نصرت جنگ اوس سے رابطہ خاص
رکھتا تھا۔ اور قدیم سے اوسکے احوال پر متوجہ تھا۔ اوسنے اعظم شاہ سے جب وہ سرحد دور آ
پہر آیا سفارش کرکے اوسکو مطلق العنان کرا دیا۔ وہ پچاس ساٹھ آدمیون کے ساتھ جو اوسکی
رفاقت کرسکے موہن سنگہ زمیندار پاس آیا۔ یہ زمیندار سرکار بیجاگڈہ و پرگنہ سلطان پور ندربار
مین مشہور مفسد پیشہ تہا۔ اوسنے راجہ ساہو کا کچھہ سرانجام کار کیا۔ اور اپنے تعلقہ
اور سلطان پور سے عزت کے ساتھہ باہر کر دیا۔ یہانسے وہ اہنوتا مرہٹہ معروف بانڈا
پاس گیا وہ ایک مشہور مفسد پیشہ تھا پرگنہ سلطان پور مین گدھی کو کرمندہ اسکے تصرف مین تھی
بندر سورت سے وہ برہانپور تک تاخت و تاراج کرتا تھا سلطنت کی افراتفری مین۔
اورنگ زیب کے فتح کئے ہوئے موروثی قلعے اوسکے ہاتھہ آگئے تھے بعض مرہٹون کے سردار
راجہ ساہو کے ساتھہ اس سبب سے متفق ہوئے کہ وہ راجا رام کی بیوی تارا بائی سے نفاق
رکھتے تھے۔ راجہ ساہو نے فوج عظیم فراہم کی اول نواح احمد نگر مین آیا۔ ایک روایت ہے کہ
وطن کے چلنے کے وقت اس گل زمین کی جہان اورنگ زیب کا واقعہ ہوا تھا جاکر زیارت کی
نقد و طعام وافر فقرا کو تقسیم کیا تیس ہزار سوار مرہٹہ فراہم ہوئے۔ اوسنے اورنگ زیب
کی قبر کی زیارت کا ارادہ کیا۔ خلد آباد کی طرف چلا جب اسکی فوج پیش آہنگ اورنگ آباد
کے قریب آئی ہرچند راجہ ساہو اور اوسکے ہمراہی بھائی بند تاخت و تاراج کا ارادہ نہیں
رکھتے تھے لیکن مرہٹون کو لوٹ کا چسکا البا سنہ کو لگا ہوا تھا کہ وہ کب دست اندازی سے
باز رہ سکتے تھے۔ اورنگ آباد سے منصور خان اور اور متعینہ نکلے اور اونہون نے برج دبارہ
کا بندوبست کیا اور اس جماعت کے رفع شر مین کوشش کی اور راجہ ساہو نے بھی اپنے آدمیونکو
منع کیا۔ راجہ ساہو بزرگون کے مزارون اور اورنگ زیب کی قبر کی زیارت کرکے
اپنے قلعون مین چلا گیا +
ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ کل دکن کا صوبہ دار تھا اور اوسکی میر بخشی گری بھی

راجہ ساہو کا ہوشیار ہونا +

[illegible] +

سر دیس مکھی کے باب مین ذوالفقار خان اور جملۃ الملک کا اختلاف رائے ہونا +

اوسکو سپرد تھی اوسکی وساطت سے راجہ ساہو کے وکیل نے درخواست کی کہ چھہ صوبون کی
سر دیس مکھی کا فرمان مجھہ کو اس شرط سے مل جائے کہ وہ ویران ملک کو آباد کرے - اس
سبب سے کہ جملۃ الملک معظم خان خانان نے صوبہ برہان پور اور نصف صوبہ برار کو جو دفاتر
مین برار پایان گھاٹ کے نام سے موسوم تھا اور یہی نام اوسکا لوگ لیتے تھے موافق
سر رشتہ قدیم فاروقی و محمد اکبر بادشاہ کے دکن کے چھہ صوبون سے نکالکر شاہجہان آباد
کے توابع صوبون مین داخل کیا تھا جو اصل ہندوستان زبان زد خاص و عام ہے وہ
چاہتا تھا کہ امور ملکی و مالی کا اختیار عزل و نصب حکام اپنے بڑے بیٹے مہابت خان کو
سپرد کرے - اس سبب سے ذوالفقار خان اور معظم خان کے درمیان لوگون مین مشہور ہوگیا
کہ آپسمین سوء مزاجی ہوگئی اور بخشی الملک نہین چاہتا تھا کہ کل مقدمات ملکی و مالی دکن میں
کوئی دوسرا شخص دخیل اور صاحب اقتدار ہو - راجا رام عموی راجہ ساہو کی زوجہ تارا بائی
تھی اوسکے بطن سے دو بیٹے راجا رام کے خرد سال تھے - عالمگیر کے عہد مین لشکر کشی و سرکشی
دس سال تک رہی اوسکے بعد اوسنے صلح کی التماس اس شرط سے کی کہ نو روپیہ فیصدی
سر دیسمکھی اوسکو عطا کی جائے - یہ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ عالمگیر نے بسبب بعض شرطون کے
اس درخواست کو قبول نہین کیا تھا - ان دنون میں اوس نے جملۃ الملک کی وساطت سے یہی درخواست
پھر کی کہ نو روپیہ سر دیس مکھی کا فرمان اوس کے بیٹے کے نام عطا ہو جسمیں جوتھہ کا کچھہ نام نہ ہو
تاکہ وہ مفسدون کو دفع کر کے ملک کا بندوبست کرے - اس سبب سے کہ صمصام الدولہ ذوالفقار خان
بہادر راجہ ساہو کا طرفدار تھا اس بارہ میں گفتگو مخالفانہ دونو امیرون کے درمیان واقع ہوئی - بادشاہ نے
اپنی وسعت خلق سے دل مین یہ مقرر کر رکھا تھا کہ ادنی اعلی مین کسی ایک شخص کی التماس کو رد
نہ کریگا چنانچہ مدعی و مدعا علیہ اپنے مقصد و مدعا عرض کرتے جسمین صبح و شام کا سا تفاوت ہوتا تھا
دونو کی التماس قبول ہوتی حکم ناطق فرمایا جاتا - مقدمہ سر دیس مکھی میں بھی جملۃ الملک اور
میر بخشی دونو کی درخواست کے موافق عطائے فرمان کا حکم دیا - مگر آپس کی پرخاش کے موافق
مقدمہ سر دیس مکھی دونو کے نام ملتوی رہا +

خطابات و بہادر شاہ کی دریا دلی و رزق +

ابتدا عہد خاندان تیموریہ سے یہ مقرر تھا کہ ایک خطاب دو آدمیون کو نہ عطا کیا جاتا تھا ایک دو لفظ کا فرق اس مین کیا جاتا تھا۔ اس عہد مین صفدر خان بابی متعینہ احمد آباد کا یہ خطاب موروثی تھا وہ دوسرے شخص کو عطا ہوا تو صفدر خان بابی نے اپنے خطاب کی بحالی کے لئے عرضی بھیجی تو اوسکے اوپر یہ دستخط ہوئے کہ بحال بحال بحال گو دیگرے ہم داشتہ باشد۔ اس روز سے ایک خطاب کا دو تین آدمیون کے ملنے کا عیب جاتا رہا اور اسی طرح منصب و نوبت و نقارہ و فیل جیغہ و سرپیچ کے ملنے مین پایہ و مراتب کا اعتبار نہین رہا ان دنون مین اخلاص خان جدید الاسلام کہ حلیہ فضیلت و دیانت سے آراستہ تھا اور متصدی گری مین اور حساب مین بڑی سختی کرنے مین مشہور تھا۔ وہ عرض مکرر کی خدمت مین معزز ہوا۔ بادشاہ دریادل بدون مراتب کے ملاحظہ کے عطاے منصب و اضافہ مین آب سیل کی طرح الیسا رائگان ہوا تھا کہ اخلاص خان اجراء عرض مکرر کا متحمل نہ ہوا۔ اوسنے جملۃ الملک سے التماس کی کہ بادشاہ اقلیم بخش کی ہمت کی موافق دولت سلطنت ہفت اقلیم کا وفا کرنا خیال محال اور دور از عقل ہے تمام عالم بیش طلب ہے اس صورت مین بادشاہ عالم نواز کی شجر فیض بخشی کا ثمر یہ ہوگا کہ تمام منصب دار و خانہ زاد با نام و نشان بے جاگیر ہونگے اور قلمرو ہندوستان کی دولت عشر عشیر بادشاہ کی اس ہمت کے لئے وفا نکریگی صلاح دولت و تقاضاے مصلحت یہ ہے کہ اس بارہ مین تدبیر و بندوبست کیا جائے کہ آب سیل کا سد راہ ہو کہ وسعت ہندوستان کے مداخل کا سر بسر ہونا بخشش خرچ کے لئے کم و بیش ہو سکے۔ اگرچہ کافہ انام کے نزدیک اخلاص خان کے بخل و شرارت و حسد کی شہرت ہوئی اور فی الواقع مانع خیر و نافی رزق خلق اللہ کا ہونا بدترین صفت مذموم ہے لیکن بعض نکتہ سنج منصف پیشیون کے نزدیک اوسکا سخن راست تلخی آمیز تھا۔ اخلاص خان چاہتا تھا کہ جس وقت یادداشت منصب وزیر کے نزدیک عرض مکرر کے دستخط کے واسطے آئے تو چاہئے کہ بعد تحقیق و غور اصل و نسل و پایہ و مراتب صاحب منصب کے دستخط کرے۔ خانخانان نے اسوقت اس رزق خلق کی اسناد کے بند کرنے کی بدنامی اپنے لئے پسند نہین کی اور اخلاص خان کو تحقیقات کی تکلیف دی

اخلاص خان نے ملامت وطعنون کے خیال سے اس بات کو قبول نہین کیا اور خدمت سے استعفا دیا اور اوسکی جگہہ مستعد خان عرف محمد ساقی مقرر ہوا اور یہ انتظام ہوا کہ جسوقت یاد داشت منصب عرض مکرر کے لیے آئے تو مستعد خان کی طرف رجوع کی جائے کہ وہ یہ تحقیق کرے کہ صاحب منصب ملازم بادشاہ کی بندگی کی قابلیت رکہتا ہے یا نہین اور کس سبب اور وسیلہ سے اوسنے منصب اضافہ پایا ہے۔ کوئی شخص پایہ و مراتب سے زیادہ اور قبل از ایام میعاد مقرری کے اضافہ نہ پائے اور اسی طرح یومیہ وجہ معاش کی تحقیق کی جائے ان امور کے تجسس و تفحص کے بعد جنمین بہت دیر لگے گی۔ لفظ صحیح کا نشان مستعد خان یادداشت منصب و اضافہ و یومیہ و وجہ معاش پر کردے۔ زیادہ تر بادشاہ کو محل مہر پرور اور امتہ الحبیب اور مقربان حضور سزاول تندید مقرر کرتے کہ یادداشت بغیر تحقیق کی کاوش کے بدون مستعد خان کے دستخط ہو جاتے مگر باضابطہ و بے ضابطہ اجراء کار مین فوراً تفاوت ہوتا اور بادشاہ کے دستخط کا اعتبار نہین رہا۔ بادشاہ اپنے متصدیون سے فرمایا کرتا کہ عسیٰ اہل کار آپس مین مل گئے ہین جو بہتر جانتے ہین عمل مین لاتے ہین ہمارا فقط اعتبار رہ گیا ہے خلق کے مطلب قبول کرنے کے سوا ہم کو کوئی اور چارہ نہین ہے وہ صائب کا شعر وردزبان رکھتا تھا۔ بیت

ہر کہ اینجا دست رو بر سینہ سائل زند + حاجب جنت گذارد جوب پیشش روز بار

ہرچند سخاوت و ہمت و وسعت خلق و عیب پوشی خلق و خطا بخشی مین ایسا بادشاہ زمانہ ماضی مین از روے تواریخ خصوص خاندان تیموریہ مین کمتر نظر آتا ہے مگر بے عیب خدا کی ذات ہے وہ کاروبار سلطنت اور ملک کی خبرگیری اور امور ملکی کے بندوبست مین مستغنی و بے خبر و بے پروا تھا کہ ظریف شوخ طبعون نے اوسکی تاریخ جلوس (شہ بے خبر) کہی۔ راتون کو جاگتا۔ دو پہر دن چڑھے تک سوتا جس کے سبب سے خلق اللہ کو سفر کے دن تکلیف ہوتی کہ اونکو اپنے خیمون کے شل نہ ملتی اور دربار معلے کے نقارخانے اور کچہریوں اور بازارون مین رات بسر کرتے +

ارادت خان نے بادشاہ کی خصائل اور اوسکے دربار کا حال یہ لکھا ہے +

بادشاہ کے خصائل اور دربار کا حال جو ارادت خاں نے لکھا +

شاہ عالم سخی رحم دل عالی دماغ خوش اخلاق و جوہر شناس تھا۔ وہ اپنے باپ دادا کی
سلطنتونکو دیکھ چکا تہا کہ سیاست و قدرت شاہانہ کس طرح صحیح صحیح طور پر استعمال مین لانی چاہی
آخر پچاس سال سے وہ خود بھی حکومت کرتا تھا جبکہ وہ بادشاہ ہوا تو زمانہ نے ایک نئی رونق
پائی سب درجے کے آدمی علی قدر حال اوسکی مہربانی سے مستفید ہوئے۔ اوسکی فیاضی اور
دریا دلی نے غلفت کے دل سے اورنگ زیب کی ساری خوبیون کو محو کر دیا بعض
تنگ دل بخیل حسد اور احسان فراموشی کے سبب سے اوسکی سخاوت و دریا دلی کو کہتے ہیں وہ بیجا
اسراف اور دولت کا رائگاں کرنا تھا۔ لیکن حقیقت میں ہر فرقہ اور سب درجہ کی لیاقت کے
آدمیون اور وضیع و شریف عالم و سخنور نے بادشاہ کے تخت سے ایسا فیض پایا جو اس عہد سے
پہلے زمانہ کی آنکھ نے نہ دیکھا تھا اور نہ کان نے سنا تھا۔ جو کمالات و صفات اوسکی ذات مین تہے
وہ بیان نہین ہو سکتے۔ وہ بہادر ایسا تھا کہ جنگ مین اعظم شاہ سے جسکی شجاعت کی دھاک
تھی تن تنہا لڑنے کو مستعد تھا۔ اسکے چارون بیٹے بڑے صاحب قدرت تھے اور بہت
فوج اپنے پاس رکھتے تھے وہ اونکو اپنے پاس رکھتا تھا۔ ایک لمحہ اون پر بدظن نہ ہوا۔
اور اونکو وزرا اعظم کے اختلاط و تعلقات پیدا کرنے سے منع نہین کیا۔ خاکسار نے جیسا کہ
اورنگ زیب سے اپنا فرض سمجھ کر عرض کیا کرتا تھا بادشاہ سے بھی معروض کیا کہ ان صاحبزادون سے
احتیاط کرنی اور خبردار رہنا ضرور ہے تو اونسے مجھے جواب باصواب یہ دیا کہ مین نے ان شاہزادون
کے بیٹون کو جو باپ کے ساتھ معرکہ جنگ مین مقتول ہوئے اجازت دی کہ وہ اوس کے حضور
مین مکمل مسلح حاضر ہوا کرین چھوٹے بچون کو مین نے اونکے ماؤن پاس رکھا اور اونکو
کچھ نہین ستایا اور جب وہ بالغ ہوئے تو میرے ساتھ شکار مین اور میری سیر و تفریح
مین بے روک ٹوک شریک ہوئے جب دورون کی اولاد کے ساتھ میرا یہ نیک سلوک تھا
تو اپنی اولاد کے ساتھ کیون نہ ہو شاہ عالم کا دربار شاہجہان کے دربار سے بھی ایک
درجہ بڑھا ہوا تھا۔ سترہ شاہزادے جنمین اوسکے بیٹے پوتے بھتیجے ہوتے اوسکے تخت
کے گرد اس طرح بیٹھتے اوس کے دائیں طرف بڑا بیٹا جہاندار شاہ مع اپنے تین بیٹون کے

اور اوسکا تیسرا بیٹا رفیع الشان مع اپنے تین بیٹون کے اور بیدار دل جو اوس کے بھتیجے
بیدار بخت کا بیٹا تھا اوسکے بائیں طرف عظیم الشان مع اپنے دو بیٹون کے - جہان شاہ مع
اپنے بیٹے کے اور اعظم شاہ کا صرف ایک بیٹا عالی تبار جو زندہ رہا تھا وہ عظیم الشان کے بائیں
طرف اور کچھہ دائیں طرف سے آگے کام بخش کے دو بیٹے - ان شاہزادون کے پیچھے سکندر
عادل شاہ بیجاپور اور قطب شاہ گولکنڈہ کے بیٹے بیٹھتے - یہ بادشاہ وہ تھے جنکو اورنگ زیب نے
مغلوب کیا تھا - چاندی کے کٹہرہ میں ہفت ہزاری سے سہ ہزاری تک امرا کھڑے رہتے اس
دربار کی شان وشکوہ بیان مین نہیں آسکتی عیدین اور اور جشنون مین بادشاہ اپنے ہاتھہ سے
امیرون کو اونکے درجے کے موافق عطر و پان دیتا - اوسکے عطیات و انعامات شاہانہ ہوتے جب وہ
اپنے گھر میں ہوتا تو دینداروں کی طرح سادہ لباس میں ہوتا اور جماعت کے ساتھہ نماز کبھی قضا نہ کرتا
سفر کے اندر اکثر تعطیلون اور جمعون میں وہ خود نماز دربار کے خیمہ میں پڑھاتا - اور قرآن کی
سورتین ایسے خوش لہجے اور قرأت میں پڑھتا کہ بڑے فصیح اہل عرب بھی اوسپر فریفتہ ہوجاتے
وہ آخر شب کی عبادت کو کبھی ترک نہیں کرتا اور بعض دفعہ ساری رات نمازین پڑھا کرتا اور دعائیں
مانگتا - اول شب مین اوسکے پاس فضلا و علماء دینی کی ایک جماعت جمع ہوتی - وہ حدیثون کو
خود بیان کرتا اوس کو بہت حدیثیں یاد تھیں اور علم فقہ خوب جانتا تھا - اوسنے تمام فرقون کے
مذہبون کی تحقیقات کی تہی اور آزاد خیالون کی کتابین پڑھی تھین اور ہر ایک فرقہ کے عقائد سے
واقف تھا - اس سبب سے متعصب دینداروں نے اوسکے مذہبی رایون پر بدعتی ہونے کا الزام
لگایا - اسکا سبب یہ تھا کہ اوسکی قابلیت پر وہ حسد کرتے تھے - اوسکے اوصاف لکھنے کے لئے تو
کتابین چاہئیں اسلئے مین نے اوسکا ایک جزو بیان کر دیا +

بغاوت پاپ رائے +

پاپ رائے سیندھی فروشون کی نسل میں تھا - اوسکی بہن بیوہ صاحب مایہ تھی اوس سے ملنے وہ
گیا پانچ چار روز اوسکے گھر مین رہا - اوسکی نقد و جنس کی مالیت کو تاکا چند پیادے اپنے رفیق کئے
اور اپنی بہن کو پکڑ کر طرح طرح کے ظلم و سیاست سے اوسکے تمام اعضا کو جلا کر جو نقد و زیور اوس کے پاس
تھا لے لیا - اور بہت سے پیادے نوکر رکھہ لئے اور ایک پارچہ کو پر جا کر اوسکو اپنا ملجاء و پناہ بنایا اور

مسافرون اور رعایائے اطراف سے رہزنی و دست اندازی شروع کی +

فوجدار اور زمیندار اوسکے پکڑنے کی فکر مین ہوئے پاپ رائے کو اوسکی خبر ہوئی تو وہ ذنکت رائے زمیندار پرگنہ کولاس سرکار ایلکندل پاس چلا گیا اور جماعہ داری کی نوکری اوسکی کر لی چند روز بعد وہ چنا ہنونت ایک اور زمیندار کے جماعہ دار کا ہم مصلحت ہوا اور اوسکو اپنا شفیق رفیق بنایا - پھر ان دونون نے اس ضلع کے مسافرون پر دست اندازی شروع کی ذنکت رائو کو جب اوسکی خبر ہوئی تو اوسنے دونو کو مقید کر کے شکنجہ سیاست مین رکھا ایک دو مہینے کے بعد ذنکت رائو کا بیٹا بیمار ہوا - اوسکی بیوی نے اپنے بیٹے کی شفا کے لئے تمام قیدیون کو چھوڑ دیا پاپ رائے بھی قید سے خلاص ہوا موضع شاہ پور پرگنہ پر گنڈا سرکار بھونگری (بھونگیر) اس خط پر واقع ہے جو حیدر آباد اور ورنگل کے درمیان کھینچا جائے اور اور مقامات جنکا ذکر آئیگا وہ اس خط کے شمال مین واقع ہیں) میں چلا گیا اور یہان ایک بڑے مشہور مفسد سردار کے ساتھ انباز و دمساز ہوا اور اپنے پاس بڑی جمعیت فراہم کی اور شاہ پور مین ایک پارچہ زمین سنگلاخ پر گڈھی بنائی اور اطراف کو تاخت و تاراج کیا - جہان کسی مقبول زن و مال ہنود و مسلمین کو سنتا او پر تعدی کر کے متصرف ہوتا اشرافون اور بیوپاریون کی ایک جماعت بادشاہ پاس استغاثہ کے لئے آئی اور رستم دل خان پاس اسکی تنبیہ کا حکم لائی حکم پہنچنے کے بعد پرگنہ کلپاک میں جو شاہ پور سے سات آٹھ کوس ہے رستم دل خان فوجدار نے قاسم خان افغان کو شائستہ جمعیت کے ساتھ بھیجا کہ پاپ رائے کو پکڑ لے - وہ پاپ رائے کی تادیب او استیصال کی فکر مین رہتا تھا - وہ اوس کے ساتھ کبھی کبھی شوخی کرتا تھا - ایک دن اوسنے پرگنہ کلپاک کے ایک موضع پر تاخت کی قاسم خان اوسکی تنبیہ کو آیا اور ان دونو کے درمیان ایک جنگ واقع ہوئی جب پاپ رائے کے بہت ادمی مارے گئے تو وہ بھاگ گیا اور پارچہ کوہ قلب مین چلا گیا - قاسم خان اوسکے پیچھے گیا کہ ایک گولی اوسکے ایسی لگی کہ وہ مر گیا - باقی فوج نے ہزیمت پائی پھر رستم دل خان

نے ایک فوج بھیجی مگر فائدہ مرتب ہوا۔ تو خود اوسنے آنگر شاہ پور کا محاصرہ کیا۔ باپ اے اور سردا دو مہینے محاصرہ میں رہے اور جنگ کرتے رہے آخر کو بھاگ گئے۔ رستم دل خان نے گڈھی کو مسمار کیا اور مراجعت کی تو باپ راے اور سرد انے آنکر خام گڈھی کی جگہ پختہ گڈھی بنالی اور اس مین مصالح جنگ فراہم کیا۔ اس گڈھی کے بننے سے عوام مین مشہور ہوا کہ رستم دل خان اپنی گرمی بازار کے لئے باپ راے کی تنبیہ و استیصال مین واقعی تن دہی نہین کرتا غرض مقدمہ فساد کو طول ہوا اور نوبت یہ آئی کہ شاہ پور سے بیدر و بیس کوس تک کوئی شخص ات کو آرام سے نہیں ہوتا تھا۔ سردا اور پہ دل خان جماعہ دار مین سے ہر ایک کو فن سپہ گری کا دعوی تھا او نمین یکیکی ہوئی اور اوسکا انجام یہ ہوا کہ دونو آپس مین لڑکر فنا ہوئے سردا کے مرنے کے بعد باپ راے کو اور زیادہ استقلال ہوا۔ فوج اور ذخیرہ کو بڑھایا اور اطراف کے قلعون کی تسخیر مین کوشش کی اور رستم دل خان نے اسپر چڑھائی کی اور شاہ پور کا محاصرہ کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ دارو مدار کر کے کچھ روپیہ لے لیا اور مراجعت کی۔ اب باپ راے قلعہ ورنگل کی تسخیر کے فکر مین ہوا وہ شاہ پور سے سولہ سترہ کروہ تھا قصبہ مذکور میں بہت تجار مایہ دار رہتے تھے لاکھون روپیہ کے اقمشہ اور بیش بہا قالین تھین۔

بست و دہم محرم ۱۱۲۵ کو مسلمان اور ہندو دونا بوتون کے گشت مین معروف تھے کہ باپ راے دو تین ہزار پیادے اور چار پانچسو سوار لیکر قلعہ ورنگل پہنچا۔ اور اوس نے قلعہ کو لے لیا اور قصبہ کو لوٹ لیا لاکھون روپیہ نقد و جنس اوسکو ہاتھ لگا اور سنگین بیش بہا قالینون کو کاٹ کر دست بدست لٹیری لیگئے بارہ نیندہ ہزار مرد و زن و اطفال اوسنے قید کئے۔ اور قصبہ کو ایسا لوٹ لیا کہ اسمیں آدمیون کو خاک پہ بٹھا دیا قاضی کی بیوی کو اپنی بیوی بنا یا اور اور اوسکی بیٹی کو رقاصون کو تعلیم کے لیے دیا۔ قاضی کو کچھہ دنون قید رکھہ کے چھوڑ دیا اب اوسکی سواری کے ساتھہ سات سو بندوقچی چلتے تھے اور بندوق مین دو خزانے تھے دس بارہ ہزار بیل غلہ کے بنجارون کے پکڑ کر قلعہ مین اونکا غلہ ذخیرہ کیا اور ملیون کو قلعہ رانی کے لئے بھیجدیا کہ اوسکے واسطے زراعت کو سرسبز کرین پھر اوسنے قلعہ بھونگری پہ جو حیدر آباد

سولہ گروہ بد ہے ۱۱۔ ربیع الاول کو کہ لوگ فاتحہ درود مین مشغول تھے حملہ کیا اور اوسکو فتح کر لیا
ہوتا مگر وہ ہاتھ نہ آیا قصبہ اوریٹھہ کو لوٹ لیا اور دو تین ہزار عورت مرد کو پکڑ کر لے گیا اور
اوسنے یہ مقرر کیا تھا کہ جو کوئی مسلمان عورت کو پکڑ کر لائے تو پانچ روپیہ انعام پاوے اور
کسی مشہور خاندان قضات و مشائخ کی عورت کو گرفتار کرکے لائے تو پانچ سو انعام
پائے۔ مارکنڈا کے قریب شاہ پور سے چار کوس پر ایک قلعہ بنایا اور ذخیرہ وافر اور
مایحتاج اوسمین جمع کیا۔ جب اوسکے فساد کو امتداد ہوا اس ضلع کے پاس و دور کے
رہنے والون کو خواب و خور کا آرام حرام ہوا اور عروس و شادی کی رسم اوٹھ گئی جہان
وہ کسی بالغ نابالغ دلھن کو سنتا تو اوسکو راہ مین میانہ سے یا خانہ سے بلوا لیتا۔
قاضی جنکی جورو اوسنے چھین لی تھی اور مظلوم بہادر شاہ پاس آئے روزانہ مشعلین روشن
کرکے عرض کیا کہ بادشاہ خود جاکر اس کا فورا استیصال کرے بادشاہ نے فرمایا کہ مناسب
نہین ہے کہ مین ایک سینڈھی فروش کی تنبیہ کے لئے جاؤن یوسف خان صوبہ دار مقرر
ہوا کہ اس مفسد کا استیصال کرے۔ پاپڑے نے فوج آنے سے پہلے قصبہ کلپاک کا محاصرہ
کیا جو شاہ پور سے آٹھ کوس تھا جب سپاہ آئی تو وہ شاہ پور کو بھاگ گیا اور اوس مین بہت
آدمی مارے گئے قلعہ شاہ پور مین اسکا خسر مقید تھا فقط اوسکی بیوی کو اجازت تھی کہ
آٹھ پہر مین اوسکو ایک دفعہ کھانا کھلاوے اوسنے اپنی بیوی سے تین چار سو ہن
کھانے مین چھپا کر منگائے اور اوسنے اپنی اور چند اور قیدیون کی بیڑیان کاٹین
پاپ رائے مچھلی کے شکار کو دو کوس پر گیا تھا کہ ان قیدیون نے قلعہ کے نگہبانون کو مارا
اور کلپاک کے زمیندار کو پہلے سے کہلا بھجوایا تھا کہ جب ہم توپ چھوڑین تو تم آجانا۔
پاپ رائے یہ خبر سنکر شاہ پور کے دروازہ پر آیا اور اوسکو جلایا مگر دروازہ اس حکمت سے
بنایا گیا تھا کہ دروازہ چوبی جل جائے تو ایک پارچہ تختہ آہن و سنگ اوپر سے گر کر
اوسکا قایم مقام ہو جائے۔ اسلئے دروازہ کے جلانے سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اس عرصہ
مین دلاور خان کلپاک سے سپاہ لیکر آیا۔ پاپ رائے سے لڑائی ہوئی۔ دلاور خان قلعہ مین داخل ہوا

باپ رائے کی فوج متفرق ہوئی وہ قلعہ کے ریگنڈامین آیا - نو مہینے اس قلعہ کا محاصرہ لشکر شاہی نے کیا - یوسف خان نے قلعہ کے اندر باپ رائے کے آدمیون کے ساتھہ سازش کی - وہ جوق جوق قلعہ سے نکل کر یوسف خان کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوئے - یوسف خان بیٹھہ بیٹھہ برکوتہ و بارہ و برج اطراف قلعہ کو اپنے تصرف مین لایا - باپ رائے قلعہ سے باہر موضع حسن آباد مین جو اسکا آباد کیا ہوا تھا چلا گیا - وہان ایک تاڑی فروش نے پہچانکر اوسکو پکڑوا دیا وہ یوسف خان کے روبرو لایا - اوسکے بند بند جدا کئے گئے - اوسکے اعضا حیدر آباد کے دروازہ پر لٹکائے گئے اور سر اوسکا بادشاہ پاس بھیجا گیا +

دہقان سال خوردہ چہ خوش گفت با پسر کاے نور چشم من بجز از کشتہ نہ دروی

اس سال کا آخر سانحہ یہ ہوا کہ قلعہ قندہار کا قلعدار ضابط سلطان حسین شاہ ایران کی طرف سے گرگین خان تھا - اسکا نہایت معتمد نوکر میر اویس افغان تھا قلعہ کے ایک دروازہ کا بند و بست اوس کے سپرد تھا کبھی کبھی قلعہ دار اور میر اویس کے درمیان ناخوشی ملال افزا ہوتی تھی پھر حسب ظاہر رفع کدورت ہو جاتی تھی - اسکا ذخیرہ افغان کے دل میں جمع ہوتا جاتا تھا اسلئے دغا دیکر گرگین خان کو مار ڈالا اور قلعہ پر اپنا عمل دخل کر لیا - مصلحۃً خطبہ بہادر شاہ کے نام کا پڑھوا دیا کہ بدنامی رفع ہو اور بند و بست کا استحکام ہو - اور کلید طلائی اور عرضداشت بادشاہ پاس بھیجدی - بہادر شاہ نے شاہ ایران کے ساتھہ نامہ و پیغام و تحفہ تحائف بھیجکر موروثی اتحاد از سر نو پیدا کر لیا تھا - فی الحال تقاضائے مصلحت وقت یہ جانا کہ خلعت و فرمان - آفرین باد - اور سند قلعہ داری مع عطائے منصب پنجہزاری میر اویس پاس ارسال کیا اور خفیہ تجار کی زبانی پیغام سلطان حسین شاہ ایران کو کہلا بھیجا کہ افغان نے جو نمک حرامی پر جرأت کی ہے اوس سے مجھے ملال خاطر ہوا اور اوس نے بہت برا کیا - آپ کو اسکے فساد کے رفع کرنے کے لئے جلد کوشش کرنی چاہیے - ہم اوسکی کمک نہیں کرینگے اسلئے آپ خاطر جمع رکھیں - شاہ ایران بھی بند و بست مملکت سے بے خبر تھا - اصلاح و تعین لشکر و مردم کشی پر راضی نہ ہوا قلعہ قندہار کی تسخیر کی کچھ تلافی نہ ہوئی - دو برس جب

سنہ ۱۱۲۰ھ

لشکر بھیجا جسکا نتیجہ کچھ نہ ہوا محمد شاہ کی تاریخ مین اسکا بیان ہوگا +

سوانح سال سوم ۱۱۲۰ھ

۱۸ - ماہ ذی الحجہ کو سال سوم جلوس کا آغاز ہوا جس کے انعامات کی تفصیل بیان نہین ہو سکتی شاہزادون کو فرمایا کہ نالکیون مین جو تخت وان کی طرح مرتب ہوئیں تھیں سوار ہون اور محمد اعظم شاہ و بیدار بخت و کام بخش کے بیٹون کو خلعت دئے اور دربار مین بیٹھنے کا اور سواری مین گھوڑون پر سوار ہوکر ساتھ چلنے کا حکم دیا - جملۃ الملک خان خانان اور بخشی الملک ذوالفقار خان کو حکم دیا کہ وہ حضور مین اپنے آگے نوبت بجوائیں ذوالفقار خان نے عرض کیا کہ ہم خانہ زادون اور شاہزادونمین یہی فرق نقارہ بجانے کا ولی نعمت کی رکاب مین ہے اسلئے مین اوسکے قبول کرنیسے انکار کرتا ہون خانخانان کو حضور مین نقارہ بجوانے کی آرزو تھی اور اوسکی جملۃ الملک سے سوء مزاجی تھی اسلئے یہ انکار ہوا +

بادشاہ نے اول ربیع الاول ۱۱۲۱ھ مین دار الخلافہ کے قصد سے کوچ کیا - وسط جمادی الاول ۱۱۲۱ھ کو اورنگ آباد مین آیا اور آخر مہینے مین یہان سے کوچ کیا - آخر رجب مین بادشاہ برہانپور مین آیا مشہور شکارگاہ اور سیرگاہ ہے یہان رہنے کا ارادہ تھا کہ راجپوتون کے فساد کی خبر آئی کہ جب وہ کام بخش کی مہم مین معروف ہوا تو نواح اجمیر مین راجپوت اور اونہون نے شورش کی اور صوبہ اجمیر سے تھانون اور فوجدارون کو اوٹھا دیا سید حسین خان بارھہ صوبہ دار اجمیر اونکی تادیب مین مشغول ہوا - رجپوتون نے اطراف سے ہجوم کرکے مقابلہ کیا سید حسین خان نے کارزار صعب کے بعد بہت رجپوتون کو مارا اور کئی ہزار زن و فرزند راجپوتون کے پکڑ لئے - سب خانے مسمار کئے چارون طرف سے راجپوت مور و ملخ کی طرح جمع ہوئے سید حسین خان مع احمد سعید خان فوجدار میرٹھ سنگھلانہ و غیرت خان فوجدار نارنول جو حسین خان کے برادر حقیقی تھے اور اور فرزندون و خویشون و ہمراہیان اور بندہ ہائے بادشاہی مین سے مارے گئے جب بہادر شاہ نے یہ سنا تو برہانپور مین اوسنے توقف مناسب نہ جانا اوائل شعبان ۱۱۲۱ھ کو یہان سے کوچ کیا - آب نربدا پر بادشاہ

خزانہ سال سوم +

بادشاہ کا سفر اجمیر +

مین آیا۔ گذر اکبر پور پر مقام کیا عید فطر کے بعد آب نربدا سے عبور کیا جب سرحد جین
پر پہنچا تو اوسنے خبر سنی کہ اطراف نواح دار الخلافۃ اور پنجاب مین سکھون نے فساد مچایا ہے
مین نے التزام کیا کہ اگر کوئی شاذ و نادر ہندؤن کی تصنیف کی ہوئی تاریخ ہاتھہ آجائے تو اس مین سے
بعض واقعات تاریخی کو نقل کرتا ہون کہ جس سے مسلمانون کے بیان سے اونکا مقابلہ
ہو جائے۔ اختلاف اور اتفاق اون کا کھل جائے سکھون کی کتابین بہت سی ہین جنمین
اونھون نے مسلمانون سے اپنی لڑائیون کا حال لکھا ہے شمشیر خالصہ ان سب کی جامع ہے
مصنف بھائی گیانی سنگہ گیانی نے مسلمانون کے ساتھہ جو سکھون کو معاملات پیش آئے
مذہبی پیرایہ مین بیان کئے ہین اور کشف خرق عادت کو دخل دیا ہے جنکو مذہب سے تعلق ہے
تاریخ سے تعلق نہین ہے غرض اسمین سے بعض مضامین ان چند صفحون مین اکٹھا کر کے لکھتا ہون

سکھون کا بیان

سلطان بہلول لودہی کے زمانہ مین کاتک سدی پورنماشی سمت ۱۵۲۶ مطابق سنہ ۱۴۶۹ع کو
موضع تلونڈی تحصیل شرقپور ضلع لاہور مین گورونانک پیدا ہوئے + انکی پیدائش کی
جگہہ ایک پختہ عمارت نانکانہ ہی بنی ہوئی ہے جہان میلا ہوتا ہے اونکے باپکا نام کالو چند
بیدی تھا جو قوم کا کھتری تھا اسکے سلسلے راجہ رام چندر سے سلسلہ ملاتے ہین۔
اونکے لڑکپن کی حکایات معجزات اور کرامات سکھہ بہت بیان کرتے ہین اور اونکو اوتار
مانتے ہین یہ باتین تو اعتقادات کی ہین مگر یہ سب مانتے ہین کہ وہ لڑکپن مین وجاہت
اور لیاقت رکھتے تھے۔ ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات مسلمان یہ کہتے ہین کہ
سید حسن درویش نے کہ صاحب کشف وکرامات تھے گورو پر نظر توجہ کی اور اونکی صحبت کی
برکت سے گورو جی باپ دادا کے آئین و مذہب سے برگشتہ ہوئے اور فقرا صوفیہ کے زمرہ
مین آئے اور مسلمان فقرا کے اقوال سے اپنی پنجابی زبان میں گرنتھہ کتاب بنائی سکھہ
یہ کہتے ہین کہ وہ ہندو مسلمان فقرا کی صحبت مین رہے اور بعض سے وہ خود مستفیض ہوئے
اور بعض کو اپنے سے مستفید کیا مگر گورونانک موحد صوفی تھے اور فرقہ صوفیہ مین مسلمان و

و ہندو کی باہم کچھ تمیز نہین اس مین دونو ایک ہین - انکا مذہب ایسا ہی تھا جیسا کہ
سائین کبیر کا - اونکے مذہب کا خاص مطلب صلح کل تھا - وہ دو ہندو مسلمانون کو متحد کرنا
چاہتے تھے - وہ توحید کے معتقد تھے - اونکے نزدیک جیسا کہ وید و پران ایسا ہی قرآن
وہ کسی مذہب سے پرخاش کرنا اپنے مذہب مین کفر جانتے تھے - انکا یہ قول تھا کہ انسان
پر خدا کی پرستش فرض ہے مگر پرستش الہی کی ظاہری صورت کی پابندی کی چندان ضرورت
نہین - ان فقرا کے کلمات خواہ ہندو ہون یا مسلمان ہون ایسے ہوتے ہین کہ مذہبی عناد و
فساد کو بالکل دور کرتے ہین - معراج کے باب مین گورو کا یہ دوہرہ ہے ۵

نانک تجھ مین در نہین نبی گیو کس بار ✤ جیسے چھچھے اچھچھ - نکس جات ہے پار

ترجمہ اے نانک آسمان مین دروازہ نہین نبی کیونکر چلا گیا + جیسے عینک سے نگاہ
پار جاتی ہے + نانک نے مذہب مین کوئی حصہ مسلمانون کے مذہب سے اخذ کیا ہے - کوئی
ہندوؤن کے مذہب سے + مسائل توحید قرآن و وید سے اخذ کئے ہین - اور گائے کی تعظیم اور تبون
کی تکریم یہ ہندوؤن کے پرانون سے استنباط کی - مذہب مین کوئی بات ایجاد نہین ہوتی +

گرو نانک نے چار بڑے بڑے سفر کئے ہیں اور ان مین فقرا و صوفیہ سے تحقیقات
مذہب کی ہے ۶۹ برس ۱۰ مہینے ۱۰ دن کی عمر مین اسوج بدی دسمی سمت ۱۵۹۶ بکرمی مطابق
سنہ ۹۴۳ / ۱۵۳۹ کو اونھون نے دنیا سے سفر کیا - اونکی پاکبازی اور راستبازی مین ہندو مسلمانونکو
اتفاق ہے - سیتم سمبر خالصہ مین لکھا ہے کہ جب بابر سے گرو نانک ملے تو اونھون نے اوس کو
ہندوستان فتح کرنے کی اور اوسکی سات پشت تک ہندوستان میں فرمانروائی کرنے
کی دعا دی تھی - بابر نے اونکی بھنگ کے قدح اور جواہر وغیرہ کی تواضع کی انکو قبول کرنے سے
اونھون نے انکار کیا - بابر نے اونکی بڑی تعظیم و تکریم کی +

نانک شاہ کے دو بیٹے تھے ایک سری چند جسنے اپنی زندگی درویشی مین گذاری
اور نہ جورو کی نہ باپ کی جانشینی کی - دوسرا لکھمی چند تھا وہ دنیا کے مال و عزت کو عزیز
رکھتا تھا - کرتارپور مین اوسکی زمینداری تھی - ہمیشہ حکمرانی و شکار انگنی اور باغ و راغ کی سیر

مشغول رہتا - ابتک وسکی اولاد کو صاحب زادہ کہتے ہیں +

گورو نانک کے جانشین گورو انگد ہوئے - وہ سکندر لودھی کے زمانہ میں سمت ۱۵۰۴ میں
ضلع فیروزپور میں پیدا ہوئے - سمت ۱۵۸۸ میں گورو نانک کے چیلے ہوئے - اونھوں نے اپنے
گورو کی پوری پیروی کی گورمکھی حرفون کو ایجاد کیا - اور جنم ساکھی کتاب لکھی - ہمایون
بادشاہ جب شیرشاہ سے شکست پاکر بھاگا ہے تو وہ اس گورو سے ملنے گیا - اونسے تعظیم نہ کی
تو ہمایون نے اوسکے تلوار مارنے کا ارادہ کیا تو گورو نے کہا کہ یہ شمشیر شیرشاہ پر کیون نہ چلائی
وہان سے بھاگ آئے اب فقیرون پر تلوار چلاتے ہو تو بادشاہ نے اونسے معافی مانگی
تو گورو نے کہا کہ چند سال بعد پھر تم ہندوستان کے بادشاہ ہو جاؤ گے - اور اکبر کے
پیدا ہونے کا مژدہ سنایا

گورو انگد +

یہ گورو سمت ۱۶۰۹ مطابق ۱۵۵۲ء میں بمقام کھنڈور سے ۳۵ سال ۳ ماہ ۹ یوم کی عمر میں
گدی نشین ہوا - ۱۳ سال ۹ ماہ ۲ یوم گدی نشینی کی اور ۴۷ سال ۱۱ ماہ ۱۵ یوم کی عمر
میں سفر آخرت کیا +

یہ گورو سکندر لودھی کے وقت میں ۹ بیساکھ بدی سمت ۱۵۳۶ مطابق ۸۹۸ھ ۱۴۶۹ء کو
موضع باصر پرگنہ امرتسر میں تیج بھان بھلے کھتری کے گھر میں پیدا ہوا - سمت ۱۶۰۹ میں
گورو انگد نے امرداس کو گوروائی کی گدی پر سرفراز کیا - اس گورو نے قصبہ
گوئندوال کو آباد کیا +

گورو امرداس جی تیسرے گورو +

ایک دفعہ گوندا مرداسے کھتری کے بیٹے نے حاکم لاہور کے روبرو گوروجی پر یہ نالش
کی کہ گورو کو فقیر سمجھ کر اس گانو میں ٹھیرنے کو مکان دیا تھا مگر اب وہ مالک بن کر بیٹھا ہے اور
نکالنے سے نکلتا نہیں - گوروجی نے اپنے داماد کو جوابدہی کے لیے بھیجا مرزا جعفر بیگ
حاکم نے گورو کو لاہور میں طلب کے ثبوت طلب کیا - گورو نے غصہ میں آنکر کہا کہ گردن
ٹوٹے زمین سے گواہی لے - حاکم گوئندوال گیا اور تحقیق سے مدعی کا دعوی باطل ٹھیرا -
وہ اولٹا جاتا تھا کہ گھوڑے سے گرکر گردن ٹوٹ گئی - اسکا بیٹا مرزا طاہر بیگ اس واقعہ کو

گوروکی بددعا سمجھ کر اس پاس گیا اور عرض کیا کہ مین آپ کا خادم ہون مجھہ پر نظر کرم رکھئے
گورو جو گوبندوال مین باولی کھدواتے تھے اس مین طاہر بیگ نے بڑی مدد دی اور جب وہ
قلعہ چتوڑ کے محاصرہ مین گیا تو اکبر کو صلاح دی کہ آپ گورو کی منت مانینگے تو قلعہ فتح ہوجائیگا
اکبر بادشاہ نے جیسے بائیس صوبے مقرر کئے تھے۔ گورو جی نے بائیس منجے یعنے گدیان مقرر
کین سمت ۱۶۲۱ مین گنگا اشنان کے لئے جمنا کے عبور کر کے گورو سے محصل نے حسب دستور سوار و پیدل
کی کس محصول مانگا۔ گورو جی نے محصول دینے سے انکار کیا۔ اور کہا کہ ہم فقراء سے تو
دہرم راج بھی محصول نہین مانگتا تم کیونکر لے سکتے ہو جب اسکی خبر اکبر بادشاہ کو ہوئی
تو اوسنے فوراً معافی محصول کا حکم بھیجدیا۔ جاتری سردار کا اشنان کر کے چلے گئے نہ آنے
مین محصول دیا نہ جاتے مین۔ بہت لوگ اونکے ساتھ سکھ بن کر بے محصول چلے گئے
اکبر بادشاہ نے بھگوانداس کھتری کو گورو جی پاس چتوڑ کی دعا کے لئے بھیجا۔ اوٹھون
نے کہا کہ جب ہماری باولی کا کڑہ پھوٹے گا تو قلعہ چتوڑ گڈہ ٹوٹیگا۔ اکبر نے کاریگرون کو
بھیجکر سنہ ۱۶۲۱ مین باولی کا کڑہ توڑوا دیا تو اوسی وقت چتوڑ گڈہ فتح ہو گیا۔ تو بادشاہ نے
اس پاس تحائف اور نذر نیاز بھیجی +

جب اکبر بادشاہ سمت ۱۶۲۳ مین لاہور آیا تو قصبہ گوبندوال مین گورو امرداس جی
پاس گیا بلکہ پرگنہ جھبال کے بارہ ہات کی آمدنی گورو جی کو دینی چاہی مگر وہ اُنھون
نے لینی نامنظور کی +

یہ گورو ۶۲ برس کی عمر مین گورو انگد کی خدمت مین آئے۔ بارہ برس اونکی خدمت
کی پھر اونکے انتقال کے بعد ۲۲ برس گدی نشین رہے۔ ۹۵ سال ۳ ماہ ۱۳ یوم کی عمر
مین انتقال کیا +

گورو رامداس ۔ کاتک بدی دوج سمت ۱۵۹۱ مطابق سنہ ۱۵۳۳ مین لاہور مین شیر شاہ کے
زمانہ مین ہرداس سوڈہی کے گھر مین پیدا ہوئے۔ گورو امرداس نے اپنی
بیٹی کا بیاہ اون سے کیا +

سمت ۱۶۳۲ مین جب اکبر بادشاہ لاہور کو جاتا تھا تو گورو سے ملنے آیا۔ اور موضع سلطان ونڈ وتونگ وغیرہ قصبات گرد و نواح کی زمین گوروچک کے ساتھہ شامل کرکے گوروجی کو دیدی اور سند معافی لکھہ دی۔ امرت سر اسی زمین پر گوروجی نے آباد کیا +

گورو رام داس کے تین بیٹے پرتھی چند و مہا دیو اور ارجن تھے۔ گورو جی ارجن کو گدی پر بٹھا کے ساون سمت ۱۶۳۸ مین دنیا سے چل بسے۔ عمر ۴۹ برس ۱ ماہ ۱۴ دن کی تھی +

گورو ارجن بیساکھہ سدی ستمی سمت ۱۶ مطابق ۱۶۲۰ سنہ اکو اکبر بادشاہ کے عہد مین موضع گوئندوال مین گورو رام داس کے گھر مین پیدا ہوئے۔

گورو بنید وال مین پیدا ہوئے +

سمت ۱۶۳۸ کو گورپائی کی گدی میں اونھون نے اپنے فرقہ کو بہت ترقی دی اور ہزارہا لوگون کو اپنے فرقہ مین شامل کیا۔ اس گورو کے عہد سے سکھون مین فقیری کے ساتھ دنیاداری شروع ہوئی۔ گورو رام داس کی اولاد مین مسند گورپائی کے لئے ہمیشہ جھگڑے و فساد ہوتے رہے دولت کی محبت بھی پیدا ہوگئی سکھون کی پوتھیون مین لکھا ہے کہ دنیا کی دولت گورو نانک سے بارہ کوس کے فاصلہ پر اور گورو انگد سے چھہ کوس پر اور گورو امر داس کے دروازہ پر۔ اور گورو رام داس کے قدمون پر اور گورو ارجن کے گھر مین تھی +

گورو ارجن سے پہلے کسی گورو کے عہد مین گورون کے خرچ کے لئے سالانہ یا ششماہی روپیہ وصول نہین ہوتا تھا۔ گورو ارجن نے ہر تعلقہ مین ایک مسند یعنی کارکن مقرر کیا کہ وہ دسوندھ (دسوان حصہ) جمع کیا کرے۔ جب سال ختم ہوتا تو یہ مسند (کارکن) اپنے اپنے علاقہ کے سکھون سے کارھبیٹ (چندہ مذہبی) لاکھون روپیہ گورو ارجن پاس لاتے اور سکھون کے گروہا گروہ گورو ارجن کی زیارت کو آتے اور نقد و جنس نذر مین دیتے اور گورو اونکو خلعت و دستار رخصت کے وقت دیتے۔ یہ طریقہ دسوین گورو تک جاری رہا +

گورو ارجن نے امرت سر مین تالاب کے اندر جو مندر بنایا اوسکی بنیاد میان میر فقیر سے رکھوائی۔ اوسی مندر کو احمد شاہ بادشاہ کابل نے سمت ۱۸۱۸ مین ڈھایا تھا۔ شہر امرت سر کو

اس گورو کے زمانہ میں بڑی رونق ہوئی - سالھوجی نے ۲۲ ذاتوں کے آدمیوں کو لاکر اسمیں بسایا سمت ۱۶۴۹ میں قصبہ ترنتارن میں گورو ارجن نے ایک تالاب کھدوایا اوسکی اینٹوں کے پزاوے پرتھی چند گورو کے بڑے بھائی کے بہکانے سے امیرالدین پسر نورالدین حاکم وقت اپنے مکان کے بنانے کے کام میں لایا - گوروارجن لاہور میں آیا تو حسن خان حاکم شہر اسکی خدمت میں آیا اور معتقد ہوا - اس نے اس باولی کے کھدوانے میں بڑی امداد کی جو گوروجی لاہور میں دلی بازار میں کھدوائی تھی - پرتھی چند بڑا بیٹا گورو رامداس کا گدی کے نہ ملنے سے اپنے بھائی گوروارجن کا بڑا دشمن تھا - موضع ہنھیر میں جا کر آباد ہوا - یہ موضع اوسکے دوست خلجی خان نے آباد کیا تھا - یہاں اوسنے امرتسر کے تالاب کی نقل اوتاری اور کہا کہ یہی تیرتھ نجات دیگا - پرتھی چند نے خلجی خان کو جو اس ملک کا حاکم تھا بہت کچھ رشوت دیکر اپنا مددگار بنایا اور گوروارجن پر دعوی دائر کیا جسکا اکبر شہنشاہ نے یہ فیصلہ کیا کہ باپ جسکو جو رتبہ دے گیا ہے وہ منسوخ نہیں ہو سکتا پرتھی چند ہمیشہ خلجی خان کی امداد سے گوروارجن کو ستاتا رہتا - اس اثناء میں وزیرخان حاکم لاہور جلندر کے مرض میں مبتلا ہوا تو وہ حضرت میان کے ارشاد سے گوروارجن پاس آیا - اور اوس کے علاج سے وہ اچھا ہوگیا - اس سبب سے وہ ان کا معتقد ہوگیا +

آخر میں خلجی خان نے پرتھی چند و گوروارجن کا آپسمیں یہ فیصلہ کیا کہ تمام سکھی سیوکی کا مالک تو گوروارجن کو بنایا اور باقی گوروچک کے کل زمینداره وغیره کی وراثت مع کچھ حصہ اس شہر کے جو اکبر شاہ دے گیا تھا پرتھی چند کو دیا - اس اکبر شاہ کی سند میں جو دہ ہزار بیگہ غیرمزروعہ اراضی ستلج کے کنارہ پر مندرج تھی - پرتھی چند نے اپنی دشمنی نہ چھوڑی - وہ چندو لال قوم کھتری بادشاہی دیوان پاس گیا - اوسکی اور گوروارجن کی اس بات پر عداوت ہوگئی تھی کہ دیوان اپنی بیٹی کی سگائی گوروارجن کے بیٹے ہرگوبند سے چاہتا تھا اور گوروارجن نے کسی خاص وجہ سے اوسکو نامنظور کیا تھا - اس دیوان کے ذریعہ سے اکبر بادشاہ کو یہ شک گذرا کہ گوروارجن ڈاکوؤں اور رہزنوں کو اپنے پاس رکھتا ہے ہمیشہ ڈاکہ زنی کے مال سے گذارہ کرتا ہے جس کے

سبب سے سمت ۱۶۵۰ مین صلہی خان تعینات کیا گیا۔ مگر اوسکو گوبند دال مین ایک نوکر نے مار ڈالا تو دیوان چندو لال نے اکبر بادشاہ کو یہ سمجھایا کہ گورو ارجن نے سازش کرکے اوسکو قتل کرایا ہے تو بادشاہ نے غصہ مین آنکر صلہی خان حاکم لاہور کو گورو ارجن کی تنبیہ کے لئے فرمان لکھا صلہی خان بھیہ مین برہمی چند پاس آیا۔ دونو شکار کھیلنے گئے کہ صلہی خان کا گھوڑا ایک جانور کے اڑنے سے بھڑک کر جلتی آگ مین جا پڑا اور صلہی خان مرگیا +

سمت ۱۶۶۱ مین اکبر بادشاہ لاہور مین آیا۔ تو قصبہ بٹالہ ضلع گورداسپور مین دیوان چندو لال نے بادشاہ سے یہ کہا کہ گورو ارجن نے گرنتھ کو مرتب کیا ہے اور اوسکو کہتا ہے کہ مین نے الہام الہی سے لکھا ہے۔ اسمین مذہب اسلام کی تحقیر کی ہے اور پیغمبران خدا کی تضحیک اور بت پرستی کی تعریف۔ بادشاہ نے گورو ارجن کو بلایا کہ وہ گرنتھ لیکر آئے مگر گورو کسی سبب سے خود نہ گئے مگر اپنے سیوکون بھائی گورداس جی اور بابا بدہا کو گرنتھ کے ساتھ بھیجدیا۔ اکبر نے کئی جگہ سے گرنتھ کو سنا۔ اور چندو لال کے بیان کو جھوٹا جانا اور اکیاون اشرفیان گرنتھ پر چڑہائین اور گورو ارجن کے پاس جانے کا وعدہ کیا۔ اور اوسکو خلعت بھیجا سمت ۱۶۶۱ مین تو وہ گورو ارجن پاس گیا اور اوسکے کلام سے مستفید ہوا۔ گورو جی کی سفارش سے کل پنجاب کا لگان بوجہ قحط سالی اس سال کے لئے معاف کردیا۔ بلکہ بہت سا غلہ و کپڑا غریبون کو تقسیم کرنے کا حکم دیدیا۔ شہنشاہ اکبر کی اس مہربانی سے گورو ارجن کی بزرگی کا بڑا شہرہ ہوگیا +

جب نورالدین جہانگیر بادشاہ ہوا اور اوس کا سرکش بیٹا خسرو ترن تارن مین آیا تو وہ گورو سے امداد کا خواہان ہوا تو گورو نے پانچہزار روپیہ اوس کو دیا جسکو دشمنون نے پچاس ہزار روپیہ بنا کر بادشاہ سے شکایت کی۔ جب خسرو پکڑا آیا اور قتل ہوا تو دیوان چندو لال نے گورو جی کو بھی اوسکے معاونون مین بیان کیا۔ تو بادشاہ نے گورو جی کو بھی طلب کیا تو وہ اوسکو پیغام اجل سمجھکر اپنے بیٹے گورو ہرگوبند کو گدی نشین کرکے لاہور آئے۔ اور چندو لال نے گورو کو بادشاہ پاس پہنچایا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ تم نے خسرو کو پچاس ہزار روپیہ دیا تھا اس جرم کا جرمانہ

دو لاکھ روپیہ خزانہ مین داخل کرو ورنہ جان سے مارے جاؤگے۔ اوسکے جواب مین گورو نے کہا کہ
کہ ہم فقرا و پاس سوا خدا کے نام کے کوئی اور دولت نہین ہے۔ اور نہ خسرو کو پچاس ہزار روپیہ
مین نے دیا ہے۔ یہ کسی دشمن نے خلاف واقعہ بیان کیا ہے۔ بادشاہ نے گورو کو حوالی مین بھیجدیا
چندو لال گورو کو اپنے گھر لے گیا اور کہا کہ میری لڑکی سے اپنے لڑکے کا بیاہ قبول کیجیے نہین
آپ بُری طرح مارے جائینگے۔ گورو نے یہ رشتہ کرنا منظور نہ کیا۔ اوس نے گورو پر گرم ریت ڈلوایا
اور دیگ آہنی مین بند کیا پھر گائے کی کھال مین گورو کو سینا چاہا۔ گورو نے کہا کہ مجھے دریاے
راوی مین اشنان کر آنے دے۔ پھر جو تو کہے گا مین قبول کرونگا۔ چندو لال نے اپنے آدمیون
کی حوالات مین اشنان کو بھیجا۔ وہ اشنان کرکے جیٹھ سدی چوتھ سنہ ۱۶۶۳ مطابق سنہ ۱۶۰۶ع
پرلوک گون ہوئے۔ ۴۳ برس کی عمر تھی۔

گورو نانک کی ولادت سے ۱۲۶ برس بعد سمت ۱۶۵۳ مطابق سنہ ۱۵۹۵ع اساڑھ مین گورو ہرگوبند
وہ گورو ارجن کے بیٹے تھے۔ وہ ۱۱ سال کی عمر مین سمت ۱۶۶۳ مین گدی پر بیٹھے۔ اب گورو نے
فقیرانہ طریقے کے خلاف کمر مین دوہری تلوارین باندھین اور تمام سپاہیانہ کرتبون مین مہارت
پیدا کی۔ باپ کے مرتے ہی چندو لال سے انتقام لینے کا ارادہ کیا۔ سکھون کو فن سپہ گری کی
طرف راغب کیا۔ عمدہ گھوڑون اور ہتیارون کے نذر مین آنے سے بہت خوش ہوتے تھے۔ غرض
تھوڑے دنون مین ظاہری اسباب درست کرکے اپنے تئین فقیر سے راجہ بنالیا۔ سمت ۱۶۶۵ مین
دربار امرت سر کے سامنے ایک چبوترہ بنوا کے اسکا نام اکال بنگاہ رکھا۔ دونو وقت اوس پر
دربار کرنا شروع کیا۔ اوہین بیٹھ کر دینی و دنیاوی مواعظ سکھون کو سناتے اور سکھون کے
مقدمات کا فیصلہ کرتے۔ انکا خطاب سچا بادشاہ ہوا۔ گورو جی کی شاہانہ شان دیکھ کر پرتھی چند
سوڈی کا بڑا بیٹا مہربان چندو لال پاس دہلی گیا۔ اور اوسکے توسل سے بادشاہ کے گوش گذار
کیا کہ گورو ہرگوبند پاس رہزنون اور ڈاکوون کا جگھٹ لگا رہتا ہے۔ اور سکھون کو سپہ گری سکھاتا
ہے کہ بادشاہی ملک مین فساد پیدا کرین۔ وزیر خان کو حکم ہوا کہ وہ گورو کو حاضر کرے۔ وہ
گورو گوبند کے پاس امرت سر مین آیا۔ اور گورو اوسکے ساتھ دہلی گیا۔ ایک سو سوار و پیادے

سکھون کے اسکے ہمراہ تھے۔ بادشاہ اونسے باخلاق پیش آیا۔ پانسو روپیہ یومیہ انکا مقرر کر دیا۔
دیوان چندولال نے جہانگیر بادشاہ کو دو لاکھ روپیہ جرمانہ جو گورو ارجن پر ہوا تھا اور اب تک
ادا نہین ہوا تھا یاد دلایا۔ گورو جی سے وہ طلب ہوا اسکے ادا کرنے سے انکار کیا تو قلعہ
گوالیار مین بادشاہ نے گورو کو مقید کیا پھر بادشاہ نے اوسکو چھوڑ دیا اور اوسکی سپاہیانہ
لیاقتین دیکھکر سات توپین اور ایک ہزار سپاہ پیادہ و پانسو سوار دکنی رکھنے کی اجازت
دی اور پنجاب کے تمام بادشاہی حکام کے نام احکام جاری کر دئے کہ وہ گورو گوبند سے نیک
سلوک کرین۔ اور وہ جو امداد طلب کرین وہ انکو دین۔ گورو نے چندولال کو گورو ارجن کی
مال مروارید کے ہضم کرنے کے جرم مین ماخوذ کرایا۔ اور بادشاہ نے چندولال کو گورو کے
حوالہ کیا۔ گورو جی نے اسکے خوب ذلیل کر اپنے باپ کا انتقام لیا اور بہت بری طرح سے مارا۔ جہانگیر
کی مہربانی اونکے حال پر دیکھکر بہت لوگ گرو کے گرد ہوئے۔ گورو جی نے امرتسر مین قلعہ
لوہ گڈہ بنایا۔ جہانگیر کشمیر کے سفر مین گورو سے ملا اور کل پنجاب کی نگرانی کا اختیار اوسکو دیا
اور اپنے ہمراہ کشمیر لے گیا۔ جہانگیر کا کشمیر سے مراجعت کرتے مین انتقال ہوا۔ شاہجہان بادشاہ ہوا
پرتھی چند کے بیٹے نے چندولال دیوان کے بیٹے سے ملکر بادشاہ کے حضور مین گورو ہرگوبند
پر دعوی کرایا۔ گورو لاہور مین طلب ہوا۔ بادشاہ نے دعوی خارج کیا اور گورو کی بڑی عزت
کی اور خلعت فاخرہ دیا۔ اوسی سال مین گورو نے پیندے خان پٹھان پہلوان و جمال خان
و رستم خان و عالم خان وغیرہ پٹھانون کو نوکر رکھا +

بہرحال انکی چچازاد بھائی کی نالش نے اور بعض درباریون کے سبب شاہجہان گورو پر ایسا
مہربان نہین رہا جیسا کہ جہانگیر تھا۔ شکار مین ایکبار گورو اور شاہجہان کی تکرار ہو گئی۔
شاہجہان نے مخلص خان نائب ناظم کو سات ہزار فوج دیکر گورو کے نکالنے کے لئے
بھیجا گورو بھی تین ہزار سپاہ سے مقابلہ کرنے کے لئے موضع ندالی مین آیا مخلص خان اور
غلام رسول بادشاہی فوج کے سردار مارے گئے بادشاہی فوج تتر بتر ہو گئی۔ پھر بادشاہ نے
پندرہ ہزار سپاہ بسرداری بہادر خان بھیجی۔ قلعہ لوہ گڈہ پر گورو نے مورچے باندھے اور گورو کی

فوج بادشاہی لشکر سے شکست پاکر قلعہ مین داخل ہوئی جب لشکر شاہی کا غلبہ گورو نے دیکھا تو
موضع جھبال پرگنہ گوبندوال مین اہل وعیال کو پہنچایا - لوہ گڈہ کو چھوڑکر وہ موضع جھبال مین
چلے گئے - پھر گورو کی لڑائی عبداللہ خان صوبہ دار جالندھر سے ہوئی جس مین اون کو
فتح ہوئی - ایسی اور دو تین لڑائیان بادشاہی لشکر سے لکھی ہین جنہین سکھون کو فتح ہوئی +

گورو ہرگوبند ۴۸ سال ۹ ماہ ۲۴ یوم کی عمر مین ۳۷ برس ۱۰ ماہ گوریائی کرکے داجیت
سنہ ۱۷۰۱ مین اس دنیا سے چل بسا +

گورو ہرگوبند کا پوتا گورو ہرراے دادا کا جانشین ہوا - دارا شکوہ اسکا معتقد تھا
جب وہ اورنگزیب سے شکست پاکر بھاگا ہے تو اس گورو پاس آیا - مگر ٹھیرنے نہ پایا تھا
کہ لشکر شاہی آن پہنچا تو وہ بھاگ گیا - گورو نے ۳۱ سال کی عمر مین ۱۷ سال ۵ ماہ ۸ یوم گوریائی
کرکے ۱۷۱۸ مین اس سنسار کو چھوڑا +

گورو ہرراے کا بیٹا ہرکرشن ۵ سال ۳ ماہ ایک یوم کی عمر مین باپ کا جانشین ہوا -
رام راے اوسکا بڑا بھائی اورنگزیب پاس فریادی گیا کہ ہرکرشن میرے چھوٹے بھائی کو جو
ابھی ۵ سال کا ہے خوشامدی لوٹ رہے ہین سات پشت کی دولت بزرگون کی جمع کی
ہوئی خاک مین مل رہی ہے کم عمری کے سبب سے وہ گوریائی کے قابل نہین اورنگزیب نے
راجہ جے سنگہ سوائی والی جےپور کو گورو ہرکرشن کے بلانے کے لئے قصبہ کیرت پور مین جانیکا
حکم دیا - جب راجہ کے آدمی گئے تو گورو اون کے ساتھ دہلی روانہ ہوا - دہلی میں وہ
چیچک کے مرض مین مبتلا ہوکر مرگیا +

گورو ہرگوبند کا سب سے چھوٹا بیٹا گورو تیغ بہادر سمت ۱۷۲۱ مین گدی نشین ہوا
اورنگزیب نے گورو تیغ بہادر کو دہلی مین بلایا ۱۷۳۲ مین وہ دہلی میں آیا -
تو حوالات مین رکھا اور اون کو قتل کرڈالا - دھڑ کو ایک چاندنی چوک مین کھتری
لکھی نے اوس کو اپنے گھر مین جلایا - اور جہان سر کٹا تھا وہان ایک مندر بنا ہوا
ہے جسکو سیس گنج کہتے ہین +

گورو تیغ بہادر کا بیٹا گوروگوبند باپ کا جانشین ہوا۔ یہی گورو ہے جسنے سکھون کو فرمانروا بنایا۔ اور اپنے باپ تیغ بہادر کے انتقام کے درپے ہوا۔ اپنے دادا گورو ہرگوبند کی طرح عمدہ عمدہ گھوڑے بہم پہنچانے اور ہتیار تیار کرنے کے لیے سکھون کو لکھہ بھیجا۔

اب اوسنے سب طرح کا سامان جنگ تیار کرکے اپنے تئین بادشاہ بنایا۔ چارون طرف سے اوکی زیارت کو آدمی آئے اور گھوڑے اور ہتیار نذر کے لیے لائے اور کالے خان نجابت خان حیات خان بھیکن خان کو مع پانچ سو سوارون کے نوکر رکھا۔ اس گورو کو جیسا کہ سکھون کو پیشہ سپہ گری سکھانے کا شوق تھا ایسا ہی علم کی تعلیم کا بھی خیال تھا سنسکرت طلبہ کو پڑھنے کو بنارس بھیجا

بہت سے کوہستانی راجہ دس ہزار سپاہ سے گوروگوبند پر حملہ آور ہوئے اور گورو نے ان سبکو شکست دیدی۔ اور لوہ گڈھ۔ انند گڈھ۔ پھول گڈھ۔ فتح گڈھ کے نامون سے قلعے جابجا تعمیر کرائے۔ اور تھوڑے دنون مین پاس اٹھاٹھہ شاہانہ بنالیا جب اورنگ زیب نے کوہستانی راجاؤن کی تنبیہ کے لئے فوج بھیجی ہے تو گوروگوبند بعض راجاؤن کا طرفدار ہوا لشکر شاہی سے لڑمگر کبھی فتح ہوئی کبھی شکست پائی۔ اسکے ساتھہ سپاہی ایسے ہمراہ تھے جو اپنے گورو پر جان نثار کرنے کو اپنی عزت سمجھتے تھے خوب جان لڑا کر لڑتے تھے اس سبب فتح زیادہ اور شکست کم ہوتی تھی۔ گوروگوبند نے اپنی لڑائیون کا حال خود بچتر ناٹک مین لکھا ہے۔ گوروگوبند نے اورنگ زیب کی فوج سے بڑی شکست انندپور مین پائی۔ جہان سے وہ مجبور ہوکر بھاگا۔ اور راہ مین بڑی بیبیان چھٹ گئین۔ گورو جی کی والدہ مع گورو کے بیٹون زور آور سنگھہ اور اوسکے چھوٹے بھائی کے اپنے قدیمی رسوئیہ برہمن کے گھر مین جا کر چھپین (رسوئیہ نے یہ دیکھہ کہ ماجی پاس سونا بہت ہے جانی خان مورنڈہ کو خبر کردی اوسنے اونکو جاکر گرفتار کرلیا۔ اور تمام مال اسباب چھین لیا اور دونو بیٹون کو دیوار مین زندہ چنوا دیا۔ گورو کی ما ایک برج سے گرکر مرگئی۔ اور نگ زیب اس گورو کی شجاعت اور کامیابی سے ایسا گھبرایا کہ اوسنے مصالحت کرلی۔ اورنگ زیب کے مرنے کے بعد بہادر شاہ نے گوروگوبند کو اپنا معاون بنایا۔ سکھہ کہتے ہین کہ گوروگوبند کے تیر سے اسکا بھائی اعظم شاہ لڑائی مین مارا گیا تھا۔

بہادرشاہ کے ساتھ وہ دکن کے سفر مین ہمراہ تھا۔ گورو کے بیٹھے مین اوسکے ایک مسلمان نوکر نے زخم لگایا۔ جیسے وہ جانبر نہ ہوا۔ اور کاتک سدی پنجمی سنہ ۱۷۶۵ کو گورو نے اس دنیا سے انتقال کیا۔

بابا بندہ بہادر +

گوروگوبند نے دکن مین بابا بندہ بہادر کو اپنا چیلہ بنا کے سرہند مین اپنے بیٹون کے انتقام لینے کے لئے بھیجا۔ بابا بندہ قوم کا رجپوت تھا۔ پہلے اسکا نام نراین داس بیراگی تھا۔ جب وہ ۔ نا ندیر صوبہ دکن مین گوروگوبند کا چیلہ ہوا تو اپنا نام بندہ رکھا۔ جسکی لڑائیون کا حال مسلمان بادشاہون سے آگے تاریخ مین لکھا جائیگا

سکھون کے حال کا خلاصہ دسوین گورو تک +

اب سکھون کے گروٴن کا سلسلہ دسوین گرو گوبند پہ ختم ہوا۔ ان کے آخر زمانہ تک سکھون کے حال کا خلاصہ یہ ہے کہ چھٹے گورو تک سکھون کا فرقہ فقیری کے لباس مین رہا تو مسلمان بادشاہون نے اون کے گوروٴن پر ہمیشہ مکرمت و عاطفت شاہانہ کی کبھی اونکے پاس خود جا کر اونکے قدر و عزت کو بڑھایا کبھی اونکو اپنے پاس بلایا۔ پانچوان گورو ارجن کو چندو لال نے قتل کیا جسکا سبب اوپر بیان ہوا چھٹے گورو ہرگوبند نے جہانگیر کے بیٹے خسرو پر مہربانی کرکے اپنے تئین گوالیار مین قید کرایا۔ جہانگیر نے اوسکا قصور یہ بیان کیا ہے کہ اس گرو نے خسرو کے راج تلک لگایا تھا۔ مگر پھر اس گورو پر باوجود اس قصور کے کیسی کیسی مہربانیاں کین اُنکا ذکر اوپر ہوا شاہجہان سے گوروکی بے اعتدالیون کی ہندوٴن اور اوسکے بھائی بندون نے اس قدر شکایتین کین که وہ اوس سے ناخوش ہوگیا۔ داراشکوہ کو ہر راے نے عنایت کرکے اورنگزیب کو ناراض کیا۔ تیغ بہادر کو اورنگزیب نے قتل کرایا۔ گورو گوبند نے تو مسلمانون سے لڑنے کا بیڑا اوٹھایا۔ اوسی گرو کی عقل و دانش نے سکھون کو ایک فرمانروا قوم کچھ دنون کے لئے بنایا +

سکھون کا فرقہ مدت تک صلح مرنجان رہا اور صلح کل کی صورت مین پرورش پاتا رہا مگر اب وہ ایک جنگی قوم ہوگئی اور مسلمانون کی سلطنت مین اوسنے جاہ و جلال کا کمال دکھایا

مگر سلطنت انگریزی مین اسکا زوال آگیا۔ مذھبی جوش اسکا ٹھنڈا ہوگیا ٹرا سپاہی پن گیا
گورو گوبند نے مذہبی فرقہ کو سپاہیانہ جمہوری سلطنت بنا دیا۔ گورو جی نے اپنے گروہ کی
تعداد بڑھانے کے واسطے ذات کی قید اوٹھا دیا۔ مسلمانون برہمنون بھگتیون شودرون
چوڑھے چمارون بھنگیون اور سب کو سکھ بنا کے برابر کر دیا۔ اور آپسمین اتحاد اور اتفاق
کے لئے سب کا ایک لباس اور وضع و انداز مقرر کیا تاکہ اونکی امتیاز اور آدمیون سے
اور نیز فرقہ اور قومون سے جدا معلوم ہو اسنے یہ قاعدے مقرر کئے کہ ہر شخص وز ولادت
یا روز ارادت سے اپنے پاس لوہا رکھے گویا یہ اوسکے سپاہی ہونے کا تمغہ تھا نیلا بانا
مقرر کیا۔ داڑھی اور سر کے بالون کو بڑھنے دے اور سارے بدن کے بالون میں سے
ایک بال کو نہ کترے نہ اوکھیڑے کیس رکھے۔ گائے کی تعظیم و تکریم کرے مگر کھانے پینے
اور شراب خواری کی قید کو اوٹھا دیا اور ہندؤں کا پرانا طریقہ پرستش کا چھوڑ دیا۔
عبادت کا نیا دستور نکالا اسلام کا یہ نیا طریقہ اختیار کیا کہ ملاقات کے وقت کہے کہ
بول واہ گورو جی کا خالصہ دوسرا جواب دوسری واہ گورو جی کی فتح۔ اوسنے اس فرقہ
کی صورت کو ایسا بدل دیا کہ آجتک وہ سب قومون سے نرالی قوم معلوم ہوتی ہے
اور یہ نہین معلوم ہوتا کہ وہ مختلف قومون مین سے ملکر ایک قوم بنی ہے بلکہ اصلی قوم بجائے خود
معلوم ہوتی ہے۔ وہ گورو گوبند کے وقت سے ایک ایسی دین کی حرارت مین بھری کہ
اپنے مخالف مذہب والون سے نفرت کرنے لگی مسلمانون کی جانی دشمن
ہوگئی۔ سکھ جو مسلمانون سے پاداش اور انتقام لینے کے لئے تدابیر سوچتے تھے
اونکی تعمیل تکمیل اس سبب سے نہین ہوسکتی تھی کہ اونکی تعداد کافی نہ تھی۔ آخر کو گورو گوبند کا بھی
ایسا پتلا حال ہوا کہ وہ بہادر شاہ کے ساتھ دکن مین اسکا نوکر ہوگیا۔ گورو گوبند کو ناندیر مین بندہ ایسا
چیلہ ہاتھ آیا کہ اوسنے سکھون کو زمین سے آسمان پر بلند کیا گورو گوبند نے اوسکو سرہند مین اپنے
بیٹون کو انتقام کے لئے بھیجا۔ اور کل پنجاب کے سکھون کے نام پروانے بھیجدئے کہ بابا بندہ کی وہ
اطاعت کرین۔ اس حکم سے بابا بندہ پاس سارے سکھ جمع ہوگئے۔ ملک لوہ کے سکھ اوسکے ساتھ

بہادر شاہ اور بابا بندہ کی لڑائیون کا بیان

ہو لئے۔ سکھ تناسخ کے قائل ہیں وہ بابا بندہ کو گرو گوبند کا اوتار رکھتے ہین۔ اسنے
خرق عادات دکھا کر سکھون کو جمع کیا اور سچا بادشاہ اپنا خطاب رکھا اور سرحد پنجاب کی
نواح اور سرہند مین تاخت و تاراج کا بازار گرم کیا۔ بہادر شاہ نے حکم دیا کہ سارے ملک کے
سکھون کے نائبون کو نکال دین اور اونکے معبدون کو مسمار کرین۔ بابا بندہ نے دو تین
مہینے مین پانچہزار سوار اور سات آٹھہ ہزار پیادے جمع کر لئے اور روز بروز اوسکی جمعیت
بڑھتی گئی۔ لوٹ کے مال سے مالامال ہو گیا۔ اٹھارہ اونیس ہزار سپاہی جن پاس
سارا سامان جنگ تیار تھا اُس پاس جمع ہوئے۔ سکھون نے قزاقی اور مردم آزاری کا
علم اوٹھایا۔ اور تین فوجدار شاہی جو اونکی تنبیہ کے لئے کمر بستہ ہو کر مقابلہ اور مقاتلہ کے
لئے آئے اُنپر سکھ غالب آئے۔ اونکو قتل کیا اور لشکر شاہی کو بہت تاراج کیا۔ تھانہ دار
اور تحصیلدار مال اپنی طرف سے مقرر کئے۔ اب نوبت یہ آئی کہ تیس چالیس ہزار سکھ
بابا بندہ کے رفیق ہو گئے۔ اونہون نے حکام بادشاہی اور عمال جاگیردارون کے نام احکام
لکھ کر بھیجے کہ اطاعت کرین اور اپنے تعلقہ سے ہاتھ اٹھائین۔ سرکار سہرند مین وزیر خان
فوجدار تھا۔ مدت سے اس ضلع کی حکومت ملکی اور مالی اوس سے متعلق تھی صاحب خزانہ اور فوج
گنا جاتا تھا۔ اور اس ضلع کے بندوبست کرنے مین وہ بہت مشہور تھا۔ جب اوسکو خبر ہوئی
کہ اوسکے تعلقہ کے پرگنون پر سکھ خرابی مچا رہے ہین تو وہ سپاہ کی گرد آوری اور مصالح
جنگ کی جمع کرنے کی فکر مین ہوا۔ چار پانچ فوجدار اور باقی زمیندارون کو اپنے ساتھ
متفق کیا اور سرب و باروت کا سرانجام کر کے پانچ چھ ہزار سوار اور سات آٹھہ ہزار
پیادے برقنداز و تیر انداز و مصالح توپخانہ و جنگی ہاتھیون کو ہمراہ لیکر سکھون کی تنبیہ
کے قصد سے روانہ ہوا۔ اور سکھون کے لشکر سے تین چار کروہ پر جا پہنچا۔ بابا بندہ جو
سکھون کو ہمیشہ فتح کا درس دیتا تھا وزیر خان سے لڑنے آیا مقابلہ اور مقاتلہ شروع
ہوا۔ سکھون نے ایسی بہادری کی کہ تلوارین سوت سوت ہاتھیون پر حملہ کیا۔ اور
ایک دو ہاتھیون کو پا انداز کیا اور بہت مسلمانونکو کشتہ کیا۔ بہت سکھ بھی مارے گئے

وزیر خان کے ایک بندوق لگی جسسے وہ مرگیا اور اسلام کی فوج کو شکست ہوئی اور سکھون کو تمام مال اسباب ہاتھی گھوڑے اوسکے ہاتھ آئے سپاہ اسلام سوا جان اور بدن کے کپڑون کے کچھہ اور نہ لے جا سکی اور سوار پیادے سکھون نے بہت مارے۔ اور بندہ تعاقب کرتا ہوا شہر سرہند مین آیا اور سرہند ایسا شہر تھا جو تجارت کے مال سے بھرا ہوا تھا اور جسکے صراف مالدار اور اہل پیشہ مایہ دار تھے ہر قوم کے شرفا خصوص اعیان صلحا و فضلا بہت شہر مین رہتے تھے کسی کو جان و مال و عیال باہر لے جانے کی فرصت نملی۔ وہ سب وزیر خان کے مرنے کی اور لشکر اسلام کے غارت ہونے کی خبر سنکر بدحواس ہوئے اور محصور ہو گئے۔ ایک دو روز دست و بازی لاحاصل کی آخر کو قہر الہی مین گرفتار ہوئے سکھون نے مال لوٹا۔ مردونکو مارا۔ وضیع و شریف کے اطفال و عیال کو اسیر کیا۔ تین چار روز تک ایسا بیداد اور ظلم کیا کہ حاملہ عورتون کے پیٹون کو چاک کیا جو بچہ زندہ نکلا تو اوسکو زمین پر ٹپک کر مردہ کیا عمارات کو جلایا فقیر و غنی کو ہم صورت بنا دیا جہان مسجد اور بزرگون کے مقبرے اور مزار دیکھے اونکو توڑا ڈھایا اکثر مزارون مین سے مردون کی ہڈیون کو نکالا اور مردون کی لاشون سے وحشیانہ عوض یہانتک لیا کہ اونکی بوٹیان کر کے کوّے چیلون کو کھلائین سرہند کے تاراج کے بعد تمام پرگنات مین تحصیل باج و خراج کے لئے اپنے عمال تعین کئے ان کا نوشتہ تہدید آمیز علی محمد خان فوجدار سہارنپور پاس گیا سرہند کے باشندونکے حال سننے سے اوسکے ہوش و حواس اُڑے ہوئے تھے۔ ہر چند شرفا اور افغانون نے جمع ہو کر استقامت کے لئے اور برج و بارہ کے مستحکم کرنے کے واسطے کہا مگر وہ مال و عیال سمیت شاہجہان آباد کو بھاگ گیا قصبے کے آدمیون نے باہم اتفاق کر کے کل اطراف مین مورچال باندھے سکھون سے اونھون نے بہادرانہ جنگ کی اور قایب مکانون کی پناہ مین بیٹھہ کر تیر و گولے مار کر بہت سکھون کو مارا۔ شرفا کی ایک جماعت نے اپنے عیال و ناموس کو مار کر تردد نمایان کیا اور بہادرانہ جان دی مگر قصبہ کے بڑے حصہ مین مال و عیال ضایع ہوئے۔ عورتون نے اپنے ناموس کا پاس کر کے اپنے تئیں ہلاک کیا اور قید ہونے سے کنوئین میں گرنا پسند کیا لیکن بعض شرفا

جلاوت پیشہ نے عیال اور ناموس کو جمع کیا اور سکھون کے دفع مین کوشش کی اونکی جانی و مالی مضرت جانی ومالی اور بے ناموسی نہین ہوئی جب سکھون کو مال وافر نقد وزیور اقمشہ سپاہیون کے ہاتھ آئے تو اونہون نے اطراف کا بندوبست کیا جلال خان فوجدار جلال آباد (مظفرنگر) کے نام تہدید آمیز حکم بھیجے۔ قصبہ جلال آباد کو جلال خان نے آباد کیا تھا۔ وہان حصار قائم تھا اور مایہ دار افغان بہت وہان سکونت رکھتے تھے۔ اس ضلع مین جلال خان شجاعت وتہوری مین بہت مشہور تھا جب بندہ کا خط اس پاس آیا تو خط لانیوالون کو تشہیر کر کے نکالدیا۔ اور برج وبارہ کا بندوبست کیا اسباب جنگ مصالح نام وننگ کا تہیہ کیا اور سپاہ کو سکھون سے لڑنے کے لئے بھیجنے کا ارادہ کیا۔ اس ضمن مین خبر آئی کہ بندہ کی فوج تین کوس پر آگئی ہے اور سکھون نے توابع جلال آباد کے دو مواضع مین گڑھیون کا محاصرہ کیا جو خوب آباد اور تجارت کے مال سے بھری ہوئی تھین جلال خان اس خبر کو سنکر تین چار سو سوار افغان اور قریب ہزار کے برقنداز تیر انداز بسرداری غلام محمد خان اپنے پوتے کے اور ہزبر خان بنی عم کے محصورون کی کمک کو سکھون کے دفع کرنے کے لئے بھیجے۔ چار پانچ سو برقنداز تیر انداز اور بہت سی رعایا طرح طرح کے ہتیار اور فلاخن لیکر سکھون سے لڑنے کے لئے نکلی خوب لڑائی ہوئی۔ ہزبر خان اور ایک جماعت کثیر افغانون اور رعایا کی کشتہ ہوئی لیکن آخر کو پیاپے حملے کر کے افغانون اور شرفا نے سکھون کو مار کر بھگادیا پھر کئی دفعہ جلال خان اور بندہ کی لڑائیان ہوئین دونون دفعہ سکھون کو شکستین ہوئین۔ مگر جلال آباد کے محاصرہ مین وہ جمے رہے سب طرف سے مور وملخ کی طرح ستر اسی ہزار سکھ پیادہ وسوار فراہم ہوگئے اور اپنے ساتھ دو تین سو مورچال روان ساتھ لائے جو چوبی تختون سے بنائے تھے اور اونکے نیچے پائے مثل رابہ کے لگائے تھے اور جلال آباد کو نگینہ کی طرح چارون طرف سے گھیر لیا۔ افغانون نے بھی ایسی بہادری دکھائی کہ بیان نہین ہوسکتی محاصرین مورچالون کے ساتھ پائے دیوار مین دروازہ کے نزدیک آئے اور انہون نے تیر وگولہ بندوق وسنگ پھینکے اور فتح درشن پکارتے ہوئے چار پانچ سو کلند اور اقسام حربہ لیکر پائے حصار کھودنے کے لئے آئے اور زینے لگانے

اور دروازون کے جلانے میں حد سے زیادہ شوخی کی - افغان دروازون کو کھول کر ہاتھون
مین ننگی تلوارین لئے ہوئے اور منہ پر سپرین لگائے ہوئے نکلے اور سکھون پر حملہ کیا اور
ہر حملہ مین سو دو سو سکھون کو کشتہ و زخمی کیا مسلمان بھی مارے گئے - راتون کو بھی سکھون پر
حملہ کرتے بیس روز رات دن محصورون پر خور و خواب و آرام حرام رہا - آخر کو سکھ کئی ہزار
قتل ہوئے اور کچھہ فائدہ نہ حاصل کرسکے محاصرہ چھوڑکر چلے گئے - اور سلطان پور اور پرگنہ
دوآبہ جالندہر کی تسخیر کے درپے ہوئے اور اپنے دستور کے موافق شمس خان کے نام پروانہ
لکھا کہ اطاعت قبول کر بعض فرمایشون کا سرانجام کر اور خزانہ موجودہ لیکر استقبال کو آؤ - یہ پروانہ
دو سکھون کے ہاتھہ بھیجا شمس خان نے شرفا و متن دارون سے مشورہ کیا سب شرفا نے اوس پر فاتحہ
خیر پڑھی کہ اوسکی رفاقت کرینگے اور شہادت پانے کی نیت سے رفاقت اور اتفاق نے نفاق
کی کلام الہی پر قسم کھائی شمس خان نے بندہ کے فرستادون کے سامنے باہر خیمہ نکالنے کا حکم دیا
اور جواب تہدید آمیز لکھا کہ ہم جلد آتے ہین - بندہ کی فرمایشون مین ایک یہ بھی تھی کہ سرب و
باروت بھیجدو - کچھہ سرب و باروت بھیجدیا اور لکھا کہ بازار کے تاجرون اور باروت خانہ
سرکار مین یہ دونو چیزین بہت موجود ہین مگر باربردار اور سواریان شرفا و رفقا کے لئے بہت درکار
ہین وہ خالی نہین - اسلئے زیادہ سرب و باروت نہین بھیج سکا جسقدر باربرداری
بھیجدوگے اس قدر وہ بھیجدی جائیگی شمس خان نے چار یا پانچہزار سوار اور تیس ہزار
پیادے برقنداز و تیرانداز اور اسلحہ دار پیادے اور نئے اطراف کے زمیندارون کی
رفاقت سے جمع کئے اور سب اقوام کے شرفا و رعایا اور اہل کسب نے جنمین زیادہ تر جلاہے تھے
شہادت کی آرزو مین رغبت و خواہش سے کمربستہ ہوئے - اور جان و مال و عیال سے ہاتھہ
دھوکر پیمان رفاقت کلام اللہ کی کفالت پر آپس مین باندہا اور خرچ مین بھی شریک ہوئے
ایک لاکھہ آدمیون سے زیادہ جمع ہوئے اور بڑے دبدبہ کے ساتھہ سلطانپور سے نکلے
سکھون نے شمس خان کے جرأت پر اور ایسی فوج و مصالح جنگ کے ساتھہ آنے پر اطلاع
پائی تو وہ بھی ستر اسی ہزار سوار اور پیادون سے چلے اونکے ساتھہ توپین تھین جو وہ

سرہند سے لائے تھے اور ان پاس مصالح وافر تھا اور تختے اور ریت بھرے تھیلے مورچال باندھنے
کے لئے اور سرے بارود بہت سالدا ہوا اونکے ہمراہ تھا۔ لوٹتے مارتے قصبہ راہون (جلندر
کے دوآب مین ہے) مین کہ سلطان پور سے سات کوس ہے وہ آئے اور لنگر اقامت ڈالا ایک
اینٹون کا پژاوہ تھا اوسکی تمام اینٹون سے اپنے لشکر کی پناہ کے لیے ایک گڈھی بنالی اور
اطراف مین مورچال بناکے کارزار کے لئے مستعد ہوئے۔ اور فوج طلایہ کو روانہ کیا اور اطراف کے پرگنات
کے چودہریون اور قانون گویون کے نام اطاعت وتہدید کے حکام بھیجے +

شمس خان کے داہنے اور بائیں طرف کی ہزار ہا مسلمان جلادت شعار غزا اور جہاد کے لئے
جمع تھے اور شہادت کی آرزو مین وہ ایک دوسرے کو ترغیب دیتے تھے کہ ہزیمت پانے اور شمس خان
کے کشتہ ہونے کی حالت مین ہم سب کی جان و مال و عیال جہانکہ تلف مین آوینگے بہیئت مجموعی
ذوق وشوق وانتعاش کے اظہار مین اللہ اکبر کہتے ہوئے ایک دوسرے پر سبقت کرتے تھے اور مردانہ وار
پیش قدم ہوتے تھے۔ جب سکھون سے گولہ رس فاصلہ پر آئے پہر دن چڑھا تھا کہ توپ بندوق
کی آوازین بلند ہوئین۔ ایک بارگی قریب دس بارہ ہزار کے گولہ اور سنگ فلاخن اولون کی
طرح لشکر اسلام پر برسے۔ مگر وہ لشکر اسلام پر کارگر نہوئے کہ کوئی نامی آدمی مارا جاتا شمس خان
تیز جلوی کو اور بارود کے بیفائدہ صرف کرنے کو تاکید سے منع کرتا تھا اور قدم بقدم آگے جاتا تھا۔
سکھون کے شلک کے اول اور دوم کے تمام ہونے کے بعد فوج اسلام جرارت کرکے آگے بڑھی
پرگنات اطراف سے چالیس پچاس ہزار مسلمان آن کر رفیق ہوگئے تھے صدائے تکبیر بہت افزا بلند کرکے
سکھون پر یورش اور تاخت کی اور پیہم حملہ کرکے بہت سکھون کو قتل اور زخمی کیا سکھ مغلوب ہوکر قلعہ
راہون مین چلے گئے جو جنگ سے پہلے ان کے تصرف مین آگیا تھا۔ اس مین محصور ہوکے اور
بندوق اور بان مارنے لگے۔ اسباب جنگ کا سابق ذخیرہ و ماکولات کہ راہون کے پہلے آدمی چھوڑکر
جان سلامت لیکر بھاگ گئے تھے وہ قلعہ مین موجود تہا۔ چند روز اس گڈھی مین استقامت کے ساتھ
محصور رہے راتون کو قلعہ سے نکلکر بہیأت مجموعی لشکر اسلام کے اطراف پر حملے کرتے تھے اور گھوڑے
اور آدمیون کو ضایع کرتے تھے۔ طرفین پر خاص کر سکھون پر کار تنگ ہوا۔ رات کو سکھون نے گڈھی

فرار کیا - اور شمس خان نے کئی کوس تعاقب کیا - ایک توپ و چند شتر لدے ہوئے بہیر کے اوسکو ہاتھ آئے - اور اوسنے سلطان پور کو مراجعت کی مگر دوسرے روز ہزار کے قریب سکھون نے آن کر راہون سے شمس خان کے تہانہ کو اوٹھادیا اور اپنا تھانہ حصار مین قایم کیا - اور پھر اسکے بعد سکھون نے حوالی لاہور کے پرگنات کی تاخت و تاراج شروع کی - لاہور کی اطراف مین عجب واویلا و تزلزل ہوا - اسلم خان کہ دیوان شاہزادہ اور نائب صوبہ لاہور تھا - اوسنے برج و بارہ کا بندوبست کیا اور کاظم خان دیوان بادشاہی اور حکام کے ساتھ اتفاق کرکے اہل اسلام و ہنود کے ازدحام کے ساتھ باہر آیا اور شہر سے تین چار کوس پر خیمہ لگایا اور سکھون کے لشکر طلایہ کے دفع مین کوشش کی - اگرچہ لاہور کے آدمی ضرر جانی و مالی سے محفوظ رہے لیکن اطراف لاہور شالامار تک کہ لاہور سے دو کوس پر ہے بہت خراب ہوے - القصہ آٹھہ نو مہینے کے عرصہ مین دارالخلافہ شاہجہان آباد سے دو تین منزل تک اور سواد دارالسلطنت لاہور مین تمام مشہور قصبات و معموری سکھون کی تاخت و تاراج سے پامال اور ویران ہوئے - اور بے شمار آدمی مرے اور ایک خلقت کو سکھون نے برباد کیا اور بزرگون کی قبرون اور مزارون کا نشان نہ چھوڑا - قصبہ و دیہات سادہوڑہ و کرنال مین لاہور سے زیادہ خرابی ہوئی - یہان کے فوجدار نے بقدر حالت سعی کی اور جہان دی رسود و سوہندرہ مسلمان جو سکھہ گرفتار کرتے اونکو ایک جا بٹھاکر قتل کرتے - سکھہ ہندؤن سے مذہب مین ایسے جدا ہوگئے تھے کہ وہ اونکی بھی ایذا اور قتل مین کوشش کرتے تھے - جب بادشاہ نے ان سکھون کے فساد کا حال معروض ہوا تو اوسکے چہرۂ حال پر ملال ظاہر ہوا لیکن صلاح و صواب دولت اسمین سمجھی گئی کہ سکھون کا فساد مٹانا - راجپوتون کی سرکشی اور شورش کے مقابل مین کوئی بڑا کام نہین ہے - بہادر شاہ جسوقت اس طرف توجہ کرے گا تو اونہیر جہاڑو پھیر دیگا لیکن راجپوتون کی تنبیہ اور تادیب کو اور فسادون کے رفع کرنے پر مقدم جانا اسلئے بادشاہ اجین سے راجپوتانہ کی طرف متوجہ ہوا -

محمد مراد خان صوبہ دار اجمیر اپنی اجل طبعی سے مرگیا - جب بادشاہ اجمیر مین آیا تو اوسنے اودے پور اور جودہ پور کی طرف افواج بھیجین کہ ملک و مال کو پامال اور اطفال و عیال کو قید کرین

راجپوتانہ و اوراجات

سیر حاصل آبادیون اور زراعت کو خراب کرین جب اس فوج نے کوچ کیا تو راجپوت خواب غفلت سے بیدار ہوئے۔ رسولون کے درمیان مین ڈال کر خانخان معظم خان بہادر کی معرفت اپنی تقصیرات کو معاف کرایا۔ بادشاہ کو سکھون کی طرف سے اندیشہ تھا اسلئے بہادر شاہ نے راجپوتون کی بعض شرائط کو جو اوسکو پسند نہ تھین۔ بہ تقاضاء وقت منظور کر لیا۔ اور یہ فیصلہ ہوا کہ راجہ جے سنگھ و راجہ اجیت سنگھ اور رانا اودے پور کے اور راجپوتون کے وکیل سرسواری ملازمت کرین اور خلعت ملازمت و رخصت اوسی روز پہن کر بادشاہ کے کوچ کے بعد سرانجام سفر کر کے بادشاہ پاس آئیں۔ تمام با نام و نشان راجپوتون کی تیس چالیس ہزار سوارون کی جمعیت لئے مسلح بنا کے اور اپنے ہاتھون کو رومال سے باندہ کے سرسواری ملازمت کی اور عطاء خلعت و اسپ و فیل سے مفتخر ہوئے اور مرخص ہوئے۔

راجپوتون کا حال ہم نے خافی خان کی تاریخ سے نقل کیا ہے۔ ٹوڈ راجستان اور انگریزی تواریخ مین معلوم نہین کس استناد پر یہ لکھا ہے کہ جسوقت کام بخش سے بہادر شاہ لڑنیکے لئے جانے لگا ہے تو رانا امرسنگھ اودے پور نے ایک مخفی عہدنامہ کر دیا جس کی شرائط ٹوڈ راجستان مین یہ لکھی ہیں۔

اول شاہجہان کے زمانہ مین جو ریاست چتوڑ کی صورت تھی وہ دوبارہ قائم ہو

دوم گائے کُشی ممنوع ہو +

سوم شاہجہان کے زمانہ مین جو اضلاع رانا پاس تھے وہ سب بدستور اوسکو دئے جائیں +

چہارم ساری مذہبی رسوم اور عبادت مین وہی آزادی حاصل ہو جو اکبر کے عہد مین تھی +

پنجم رانا جس شخص کو برطرف و خارج کریگا تو بادشاہ اوسپر مہربانی نہیں کریگا +

ششم دکن کی خدمت کے لئے جو رانا سے سپاہ لی جاتی تھی وہ نہ لی جائے +

رانا نے ان شرائط کو پیش کیا اور بہادر شاہ نے قبول کیا اور کہا کہ خدا کے فضل سے ان مین کبھی انحراف نہیں ہوگا۔

مارواڑ کے راجہ اجیت سنگھ نے بھی انھیں شرائط پر عہد و پیمان ہوئے مگر امداد کے لئے

فوج دینے کی شرط قائم رہی۔ جے پور کے راجہ جے سنگھ پر بڑی کڑی شرطین لگائین اور اوسکی وجہ یہ تھی کہ اگرچہ اس راجہ نے خودمختاری کا دعوی نہیں کیا تھا مگر بادشاہ کی مخالفت مین اعظم شاہ سے موافق ہو گیا تھا چنانچہ اسکی دارالسلطنت مین سپاہیون کا ایک بڑا گروہ متعین کیا۔ اور اس امدادی فوج کی حکمرانی اسے متعلق تو کی جو بادشاہی فوج کے ہمراہ گئی تھی مگر معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی خاص ریاست مین تمام اختیار اسکا ضبط کیا تھا۔

جب کہ یورش کے زمانہ مین بادشاہی فوج نربدا پر پہنچی تو اجیت سنگھ اور جے سنگھ دونو اپنی اپنی فوجین لیکر الگ ہو گئے اور اپنے اپنے گھر چلے گئے اور بہادر شاہ کے مخالف ہو گئے جب بہادر شاہ نے کام بخش کا قصہ تمام کیا تو اوسنے ان راجاؤن سے اتفاق کرنے کا قصد کیا۔ راجپوتون کی مملکت مین اب تک نہ پہنچا تھا کہ ناگاہ اسکو یہ خبر لگی کہ سکھون نے سرہند قبضہ کیا اور پنجاب کا ایسا حال تھا کہ اوسکو راجپوتون کے مقدمہ مین تدابیر مجوزہ کی تکمیل کی فرصت نہ ملی۔ بہادر شاہ نے اس سبب راجپوتون سے آشتی چاہی مگر راجپوتون کی فریبی چالون کا کھٹکا مانع و مزاحم ہوا چنانچہ وہ خود نہ گیا بلکہ اپنے بیٹے عظیم الشان کو دونو راجاؤن سے ملاقات کے لئے ایک مقام معین پر روانہ کیا جو بادشاہی فوج کے رستہ پر واقع تھا۔ یہ راجہ اپنی فوجون سمیت آئے۔ غرض کہ ساری درخواستین راجپوتون کی منظور ہوئین۔ یہ صلح ۱۷۰۹ع مین ہوئی +

سوانح سال چہارم ۱۱۲۱ھ ۱۷۰۹ - ۱۷۱۰ع

سال چہارم کے جشن کے الفراغ کے بعد بادشاہ لاہور کی سمت مین چلا۔ ۶ ربیع الاول کو راوی کے کنارے پر آیا اور لاہور مین داخل ہوا۔ شیعہ مورخ لکھتے ہین کہ بہادر شاہ نے شیعہ مذہب اختیار کیا تھا اوسنے بعض علماء کو جو باطناً مذہب امامیہ رکھتے تھے بلایا اور انکی صلاح سے یہ حکم فرمایا کہ کہ خطبہ مین خلفاء راشدین کے ذکر مین حضرت علی کے نام کے ساتھ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ داخل کیا جائے اس حکم سے علمائے اہل سنت وجماعت نے اسقدر بلوائے عام کیا کہ یہ حکم جاری نہو سکا اور بادشاہ نے اس کلمہ کے اظہار پر ایسا اصرار کیا کہ بادشاہزادہ عظیم الشان کو جامع مسجد مین بھیجا

اور خطیب کو اپنے پاس سے ہمراہ کیا جسوقت شاہزادہ مسجد مین داخل ہوا بیگناہ خطیب کو پہلے اسکے کہ
کلمہ معلوم زبان سے نکلے ایک جماعت نے اسپر ہجوم کرکے مار ڈالا۔ اسی طرح احمد آباد مین ایک خطیب
کو مار ڈالا غرض اہل سنت وجماعت نے بادشاہ کے اس حکم کو چلنے نہین دیا اور بادشاہ کے مرنے
کی وہ دعائین مانگنے لگے۔

تلسی بائی ایک مرہٹن تھی وہ پندرہ سولہ ہزار سوار لیکر اس قصد سے آئی کہ برہانپور
سے چوتھ لے برہانپور سے سات کوس پر قصبہ نانند پر تھا اوسکی سرائے مین بہت سے قافلے
اور رعیت کے آدمی پناہ گیر تھے اس شہر کو اوسنے محاصرہ کرلیا اور میر احمد خان صوبہ دار پاس
پیغام بھیجا کہ گیارہ لاکھ روپیہ چوتھ کا بھیجدو تو سرائے جسکا محاصرہ ہو رہا ہے اور شہر برہانپور لوٹ
سے بچ سکتے ہین میر احمد خان اس پیغام کے آنے سے پہلے اس جنگ کے باب مین فکر مین تھا
کہ عورتون کے مقابلہ مین مردون کا منہ چھپانا عورت بننے سے بدتر ہے۔ وہ ۹ محرم کو اپنی
اور نواح کے فوجدارون کی جمعیت آٹھ نو ہزار سوارونکی لیکر برہانپور سے برآمد ہوا۔
ظفر خان فوجدار پرگنہ حامد کو جو سب فوجدارون مین زیادہ بہادر تھا ہراول بنایا تلسی بائی
نے یہ خبر سنکر تین چار ہزار سوار اپنے بہیر بنگاہ کی نگاہبانی کے لئے چھوڑے اور چار پانچ ہزار
میر احمد خان کے مقابلہ کے لئے بھیجے۔ اور باقی فوج مرہٹہ کو شہر برہانپور کے پورون کو لوٹنے کے لئے
روانہ کی میر احمد خان نے دو تین روز تک خوب تردد کیا اور خود اور اوسکے بیٹے زخمی ہوئے
برہانپور کے محاصرہ کی خبر سنکر اس طرف مراجعت کی۔ اس مراجعت مین ہر جگہ اوسکو
دشمن نے گھیرا وہ اونسے لڑا ظفر خان بھی لڑکر زخمی ہوا اور آخر شب مین جب اوسنے
مرہٹونکا غلبہ دیکھا تو بتقاضائے مصلحت اپنی جان بچانے کے لئے وہ میر احمد خان کے بیٹے
کو ہمراہ لیکر شہر مین چلا گیا۔ جنداول کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ باقی نے بھاگ کر اپنی جان بچائی
بہت آدمی قید ہوئے۔ میر احمد خان تنہا لڑتا رہا اور زخمی ہوکر گھوڑے سے گرا اور درخت کے نیچے
اپنے تئین گھسیٹ کر پہنچایا اور وہان مرگیا۔ بہت امیر قید ہوئے۔ انمین شرف الدین نے قوال بنکر اپنے
مرہٹی زبان مین گیت سنائے۔ بارہ سو روپیہ دیکر چھوٹے اور یہ کہا کہ مین مشہور منصبدارون مین تھا یہ

اپنے اوپر سے بارہ سو روپیہ کا صدمہ اوٹھاتا ہون محمد تقی جو قید ہوئے اُنہون نے اپنے تئین نہین چھپایا اور اپنے تئین منصب دار صاحب اسم و رسم بتایا تیس ہزار روپیہ دیکر چھٹکارا پایا +

بہادر شاہ دہلی کے قریب آیا اور محمد منعم خان و رستم دل خان و چوڑامن جاٹ کے ساتھ بڑی بھاری فوج روانہ کی کہ سکھون کا استیصال کرین اور اونکے تھانون کو اوٹھا دین اور اپنے تھانے قایم کرین - شاہ آباد (مصطفیٰ آباد) سادھورہ اور قدیم آبادیون کو جنکو سکھون نے ویران کیا ہے آباد کرین - باوجودیکہ بادشاہ اس ضلع مین موجود تھا - اور سکھ پہلے فرار ہو چکے تھے مگر اپنی شوخی سے باز نہین آتے تھے - دہم شوال ۱۱۲۲ھ کو سادھورہ سے چار پانچ کوس پر بادشاہ کا خیمہ آیا - رستم دل خان اور فیروز خان میواتی کو بھیجا کہ لشکرگاہ کے لئے جگہہ تلاش کرین - ماہین راہ سکھون کے تیس چالیس ہزار سوار و پیادے بے شمار دس بارہ کوس سے فتح درشن کہتے ہوئے سیل کی طرح ناگہان فوج بادشاہی کے مقابل آئے سکھون کے حملون سے لشکر شاہی کا پتلا حال ہوا - بہت آدمی زخمی و کشتہ ہوئے - فیروز خان میواتی کی خاص و عام جماعت اور کچھہ سادات بارہ ہاتھی گھوڑون سے پیادہ ہوئے اور سکھون کے مقابل ہوئے - بہادرانہ حملے کر کے سکھون کو ہزیمت دی اسکے بعد بادشاہ سادھورہ مین اس قصد سے گیا کہ سکھون کی تنبیہ اور اخراج کے لئے سپاہ مقرر کرے - چار پانچ روز جہاوٹ کا مینہ دھوان دھار برسا اور سردی بڑی شدت سے پڑی - کئی ہزار آدمی خاصکر دکنی جو اس سردی کی تاب نہ لاسکے مر گئے - سواری اور باربرداری کے گھوڑے بہت مر گئے جنکی گندہ بو سے زندونکو رہنا دشوار ہوا - لوگ کہتے تھے کہ سکھون نے جادو کیا اور ایسی بیہودہ باتین کہتے تھے - یہ خبر بھی آئی کہ سکھون نے کہی اور اطراف کی بادشاہی فوج پر تاخت کر کے ایک دو نامی فوجدار مار ڈالے - جماعتہ الملک خان خانان کو ایک بیٹے کے ساتھہ و حمید الدین خان بہادر و رستم دل خان و راجہ چتر سال و فیروز خان میواتی و چوڑامن جاٹ اور باقی سردارون کو بسرداری شاہزادہ رفیع الشان سکھون کے استیصال کے لئے بھیجا

کئی لڑائیان ہوئین اور بادشاہی آدمی اور سکھ بہت سے مارے گئے اور سکھ ہزیمت پاکر لوہ گڑھ مین چلے گئے جو قلب پہاڑون مین راجہ برفی کے تعلقہ کے نزدیک تھا اور اس مین ساٹھ ستر ہزار سوار و پیادہ محصور ہو سکتے تھے۔ وہ برج بارہ کے درست کرنے مین مشغول ہوئے اور بنجارون مین ہزار بیل تا تخت کہے حصار مین غلہ کا ذخیرہ جمع کر لیا۔ بادشاہی لشکر نے اوسکا محاصرہ کیا۔ اور مورچال باندھے۔ بندہ اپنے معتقدون کو یہہ سمجھا کر جنگ و محاربہ کی ترغیب و تحریص دیتا کہ جو کوئی تم مین سے اِس جنگ مین مارا جائیگا وہ بلا فرصت و فاصلہ ایام صورت امرد و ریش دار مین عود کریگا اور حیات ابدی اور درجات دنیوی مین ترقی پائیگا چیلے اوسکی باتون کو سچ جانتے تھے۔ اور حصار سے نکل کر سچا پادشاہ کی فتح درشن کا آوازہ لگاتے ہوئے خوب لڑتے تھے۔ اور روز بہت قتل ہوتے تھے اور مسلمان بھی کشتہ ہوتے تھے۔

سکھ سواء ان ہنود کے جو اونکے ساتھ شریک تھے سارے ہندؤن کو مسلمانون کے ساتھ واجب القتل جانتے تھے۔ مصاف دیدگان رزم پر ظاہر ہے کہ اگر دو تین ہزار سوارون مین سو دو سو سوار بھی ایسے ہوتے ہین کہ جو ہر شجاعت و ارادت رکھتے ہین اور جانفشانی مین حق نمک کی مراعات کرتے ہین تو اس کی فتح و فخر کا سبب ہوتے ہین۔ چہ جائیکہ سکھون مین بہت ہی کم سوار اور پیادے ایسے ہونگے کہ وہ دل وجان سے اپنے گرو پر گوسفند کی طرح قربان ہونے کو کمال مراد اور آرزو کے دل نہ جانتے ہون اِدھر پیار ادُھر طمع زر و اقسام امتعہ و زیور جو تاراج مین ہاتھ آتا تھا۔ یون اس فرقہ گدا پیشہ کا تسلط و غلبہ بڑھتا گیا۔ محاصرہ مین طرفین نے جلادت و دلیری کی داد دی۔ اسکا استداد ہوا قلعہ کا ذخیرہ ختم ہوا سکھون کا ایسا تنگ حال ہوا کہ وہ قلعہ کے اوپر سے ہاتھ اور آنکھون کے اشارون سے لشکر شاہی کے بقالون کو بلاتے اور دو تین روپیہ سیر غلہ خریدتے اوپر سے چادرین پھینک دیتے اور اس مین غلہ بند ہوا کے رسیون سے کھینچ لیتے اور ایک ایک دو دو مٹھی آپس مین بانٹ لیتے تین چار ہزار سکھ فاقو نسے مر گئے سواری اور بار برداری کے

پہاڑ رہا ئے ذبح اور بن ذبح کئے کھا گئے۔ ایک کھتری جسکا نام کلابو تھا اور تنباکو فروشی اسکا
پیشہ تھا۔ اپنے پیر و مرشد پر جان نثار کرنے کے لئے بندہ کا لباس فاخرہ پہنا اور بندہ کے
مکان مین بیٹھا اور بندہ مع فوج کے لشکر شاہی پر ایک طرف حملہ کر کے کوہستان راجہ
برفی کی طرف باہر چلا گیا۔ فوج شاہی نے گڈھی مین جا کر کلابو کو زینت کے ساتھ بیٹھے ہوئے
دیکھکر مقید کیا۔ خوشی خوشی خانخانان پاس لائے چارون طرف سے صداے مبارکباد
بلند ہوئی۔ جب خانخانان پاس وہ اجل رسیدہ آیا اور تحقیقات حال ہوئی تو معلوم ہوا
کہ باز اوڑ گیا اور اوسکی جگہ اُلّو ہاتھ لگا۔ اسنے خانخانان کو شرمندگی ہوئی اوس نے اپنے
سب ہمراہی سردارون کو حکم دیا کہ وہ پیادہ ہوکر راجہ برفی کے کوہ مین جائین اور بندہ
کو پکڑ کر لائین اور اگر وہ ہاتھ نہ آئے تو راجہ برفی کو پکڑ لائین۔ چنانچہ یہ راجہ حضور مین
پکڑا آیا۔ اس راجہ اور اس مرید کو پنجرہ آہنی مین بند کر کے قلعہ شاہجہان آباد مین بھجوا دیا +

سکھون مین ڈاڑھی اور سر کا منڈانا گناہ عظیم ہے۔ بادشاہ کے دربار و دفتر و لشکر
مین مخفی سکھہ بھی نوکر تھے۔ اسلئے بادشاہ نے حکم دیا کہ سارے ہندو اپنی ڈاڑھیان منڈائین
ناچار سکھون کو بھی ڈاڑھی منڈانی پڑی چند روز حجامون کا استرا خوب چلتا رہا۔
بعض صاحب اسم و رسم ریش دارونکی ڈاڑھی صفاچٹ ہوئی +

منعم خانخانان کا انتقال + چین قلیچ خان

چین قلیچ خان بہادر صوبہ دار اودہ بہادر شاہ کی بعض وضع سے اور خلاف
عہد و قرار سے جو ابتدا مین ہوئے تھے اور بادشاہ کے اور سلوکون سے ملال خاطر رکھتا
تھا اور اکراہ کے ساتھ اوسنے اودہ کی صوبہ داری منظور کی تھی۔ اس زمانہ مین اوس نے
زمانہ کی سفلہ نوازی اور بادشاہ کی ناقدردانی کے سبب اپنے منصب و خدمت سے استعفا
دیا اور گوشہ نشین ہوا۔ اور اپنا نقد و جنس فقرا و مساکین مین تقسیم کیا۔ ایکدن
پانچ لاکھ روپیہ فقرا مین خیرات کر دیا۔

ارادت خان لکھتا ہے کہ منعم خان خانخانان نے اس قلعہ کو جس مین سکھہ تھے محاصرہ
اور یہ یقینی سمجھکر کہ بندہ اسکو ہاتھ لگ گیا سپاہ کو حملہ کرنے سے منع کر دیا کہ وہ صبح کو خود

فتحیابی کے ساتھہ کام کو ختم کریگا - اوسنے اپنی بدنصیبی سے ایک تنگ راہ جو قلعہ سے کوہستان
کو جاتی تھی بند نہ کی تھی کیا تو اوسکو معلوم ہی نہیں ہوئی یا وہ جانتا تھا کہ وہ راہ بھی اوسکے
کسی مورچال کے درمیان جاتی تھی - رات کو بندہ نے تبدیل لباس کیا - اور معلوم قلعہ سے باہر
چلا گیا - خانخانان نے صبح کو حملہ کرنا شروع کیا - اور تھوڑی لڑائی کے بعد قلعہ کو لے لیا - تلوار
اوسکے ہاتھہ مین تھی اور بہت خوش تھا کہ بندہ کو زندہ یا مردہ بادشاہ پاس لیجاؤن - اور جس نے
جو قلعہ پر بادشاہ کی باوجود حالت کے حملہ کیا ہے جس سے ناخوش ہوا ہے - وہ اس
خدمت سے خوش ہوجائیگا - مگر کون اس مایوسی اور غم کو بیان کرسکتا ہے کہ وہ چیز جس پر تمام
امید منحصر تھی وہ ہاتھہ سے ایسی نکل گئی کہ کہین اوسکا پتا بھی نہین لگا - ایک لمحہ کے
لئے تو اوسکے بالکل ہوش اس بادشاہ کے خوف سے جاتے رہے - یہ خوف بیوجہ نہ تھا - یہہ
دستور ہے کہ بادشاہ کے خیمون کی طرف فتح نمایان کے بعد نقارہ فتح بجتا ہوا چلتا ہے
بادشاہی حکم آیا کہ نقارہ نہ بجے اور خانخانان بادشاہ کے حضور مین نہ آئے - وہ مایوس
ہوکر اپنے خیمہ مین گیا - مگر بادشاہ عالم اوسکے پہلے خدمات پر نظر کرکے چند روز بعد
پھر اوسپر مہربانی کرنے لگا - مگر یہ وفادار وزیر بادشاہی ناحسانمندی کے غم سے
فارغ نہ ہوا اور اس غم پر یہ اور طرہ چڑھا کہ اوسکے اکھیڑنے کے لئے تینون شاہزادے
اور امیر الامرا یہ تدبیرین کرنے لگے - یہ زہر آلود تیر اوسکے کلیجہ مین چبھتا تھا - اب دنیا
کی کوئی چیز اوسکو خوش نہین کرتی تھی جسکے ہیچ کارہ ہونے کا تجربہ اوسنے خود کرلیا تھا
ذلت مذکور سے اوسکی صحت مین خلل آیا چند روز مین صاحب فراش ہوا سنہ ۱۱۲۳ ھ مین
حضرت عزرائیل کو روح اپنی نذر کی - ایسا وزیر مدتون مین کبھی کوئی نہوگا پیدا ہوا فقط وہ
صوفی مزاج اور فقیر دوست تھا - اوسنے اپنی حکومت کے عالم مین خلق کو کوئی ایذا نہین پہنچائی
اس کی وزارت مین کسی مسلمان کو ضرر نہین پہنچا - ہر شہر مین اوس نے سرا اور مسجد و
خانقاہ بنوانے کے لئے اور زمین اور تعمیر کے واسطے بیشکی روپیہ بھیجدیا -
اب خانخانان کی وفات کے بعد اس باب مین اختلاف رائے ہوا کہ اوسکے عہدہ

وزارت اور صوبہ داری دکن پر کون شخص مقرر ہو عظیم الشان جو سلطنت مین صاحب اختیار تھا اور سعد اللہ خان کہ دیوان تن اور خالصہ تھا دونو یہ رائے دیتے تھے کہ ذوالفقار خان وزارت پر اور خانخانان کے دونو بیٹے بخشی الملکی اور صوبہ داری دکن پر مامور ہون ذوالفقار خان صوبہ داری دکن کو وزارت کے لیے چھوڑنا پسند نہین کرتا تھا۔ اوسنے بادشاہ سے التماس کی کہ جب حضرت بادشاہ نے خانخانان سے وزارت کا وعدہ کیا تہا ہم عذر نہین کر سکتے تھے لیکن اب میرا باپ جب تک عہدہ وزارت پر بدستور سابق نہ مقرر ہو مجھے وزارت کے قبول کرنے مین کوئی فخر نہین ہے۔ اسپر عظیم الشان نے کہا کہ ذوالفقار خان چاہتا ہے کہ باپ کو وزارت ہو اور خدمات مذکور اوسکے نام پر ہون۔ بادشاہ ان دونو درخواستون مین سے کسی کی درخواست کو رد نہین کر سکتا تھا آخر کو وزارت کے باب مین یہ تجویز ہوئی کہ جب تک کوئی مستقل وزیر مقرر ہو سعد اللہ خان پسر عنایت اللہ خان جو دیوان تن اور خالصہ مقرر ہوا تھا وہ وزارت کا کام شاہزادہ عظیم الشان کی نیابت مین سب کام اوسکو دکھا کر کرے +

وزارت صوبہ داری دکن ذوالفقار خان کو ملی

غازی الدین فیروز جنگ بہادر نے ملک دکن مین اپنا بڑا اعتبار اور تسلط پیدا کیا تھا۔ وہ تورانی مغلون کا سردار تہا۔ بڑی سپاہ اپنے پاس رکھتا تھا۔ اعظم شاہ سے وہ جدا ہو گیا تھا۔ اعظم شاہ کے انتقام سے اسلیئے بہت ڈرتا تھا کہ اوسنے عالمگیر کو اوسکے قید کرنے کی اسوقت صلاح دی تہی کہ وہ گولکنڈہ کے سامنے تھا۔ وہ فتح نصیب تھا غنیم پر زیادہ غلبہ پاتا تھا۔ بڑا تجربہ کار مدبر تھا گو آنکھون سے اندھا تہا مگر وہ آدمی کے دل کو دیکھ لیتا تھا۔ اوسکی بڑی آرزو تھی کہ مین کسی شہزادہ کو بادشاہ بناؤن۔ کام بخش کی ایسی بیوقوفیان دیکھکر جنسے وہ برباد ہوا اوسنے اوس سے کنارہ کشی کی منعم خان خانخانان نے غازی الدین سے خط و کتابت کی اور اوسکی بہت تسلی و تشفی کی کہ بہادر شاہ اسپر عنایت اور شفقت کریگا۔ اس تجربہ کار مدبر نے زمانہ کے انقلابات کو آنکھین کھول کر خوب دیکھا تہا وہ چاہتا تھا کہ بادشاہ پہلے باتون کو بھول جائے اور مجھے تکلیف نہ دے آیندہ میری زندگی عبادت الٰہی مین آرام سے بسر کرنے دے۔ اسکا بیٹا چین قلیچ خان مدت سے ناراض تھا۔ اسکا

غازی الدین خان فیروز جنگ کی وفات +

بھائی چاند خان جسکو اوسنے سپاہ مین اپنا نائب مقرر کیا تہا اور تورانی افسر اُسے چھوڑکر بادشاہ پاس چلے گئے تھے۔ ان واقعات کے سبب اوسنے وزیر کے اقرارون کے سبب سے احمد آباد کی صوبہ داری گجرات مین قبول کی۔ بادشاہ پاس خبر آئی کہ غازی الدین خان فیروز جنگ نے گجرات مین وفات پائی۔ کہتے ہین کہ متصدیان سرکار نے نولاکھ روپئے نکال کر روپیون کی جگہہ پیسے رکھد ئیے فیروز جنگ اس تغلب پر مطلع ہوا تو اوسنے اپنے عمل و تدبیر سے سارا روپیہ لوگون سے اگلوا کے خزانہ مین داخل کر دیا فضلائے لاہور نے ایسی شورش پیدا کی تھی کہ نقطہ وصی خطبہ مین نہ داخل ہو سکا بادشاہ نے فضلائے لاہور کی حاضری کا حکم دیا تو یار محمد و محمد مراد تین چار مشہور فاضلون کے ساتھ بادشاہ کی خدمت مین تسبیح خانہ مین حاضر ہوئے بادشاہ نے خود حضرت امام اعظم کے قول کے موافق گفتگو کی حاجی یار محمد نے بادشاہ کے قول کو بہت گستاخانہ اور بے باکانہ رد کیا۔ بادشاہ نے برآشفتہ ہوکر فرمایا کہ تو بادشاہون کے غضب سے نہین ڈرتا۔ حاجی یار محمد نے جواب دیا کہ مین اپنے خدا سے چار چیزون کی عطا کی آرزو رکھتا تھا اول تحصیل علم دوم حفظ کلام اللہ سیوم حج چہارم شہادت الحمد للہ کہ اللہ تعالےٰ نے تین نعمتین مجھے عطا کین آرزوے شہادت باقی ہے امیدوار ہون کہ بادشاہ کی توجہ سے اس مین کامیاب ہون۔ اس مباحثہ مین کئی روز لگے۔ ایک لاکھ آدمی جنمین بعض افغان تمن دار بھی تھے حاجی محمد یار سے متفق ہوئے شاہزادہ عظیم الشان بھی خفیہ اس جماعت کا طرفدار تھا آخر کو جب حیدر نے خطبہ کے لئے عرضی دی تو بادشاہ نے اوسپر دستخط کئے کہ عالمگیر کے زمانہ کی طرح خطبہ پڑھا جایا کرے۔ اس طرح جھگڑا ختم ہوا کہتے ہین کہ بادشاہ نے حاجی یار محمد اور دو اور فاضلون کو جنسے وہ آشفتہ خاطر تھا ایک قلعہ مین بھیجدیا +

سوانح سال پنجم ۱۱۲۲ھ

جلوس کا سال پنجم ۱۸ - ذی الحجہ کو منعقد ہوا ۱۱۲۳ھ محرم کو بادشاہ کے مزاج مین خلل پیدا ہوا حکم ہوا کہ شہر کے سارے کتّے شہر سے باہر نکالے جائیں۔ اس زمانہ کی خلقت

یہ یقین کرتی تھی کہ بادشاہ کو سوداعلما ہستن کے آثار دعوت وسحر سے ہوا ہے۔ اس حکم سے
کہیں کتنا نظر نہیں آتا تھا دور کے قصبات و دیہات میں وہ تھے۔ دوسرا حکم والا یہ ہوا کہ ہندو
اپنی داڑھی منڈائیں اور آئندہ کوئی ہندو ہرگز داڑھی نہ رکھے۔ تیسرا کام اوسنے اپنے
آئین کے خلاف یہ کیا کہ علما پر عتاب حفاب کیا اور جابجا محبوس کیا پھر مزاج پر خفقان
کا غلبہ ایسا ہوا کہ دارالسلطنت لاہور میں ۱۹ محرم ۱۱۲۳ھ کو جہان سے رحلت ہوا اور اوسکی
نعش شاہجہان آباد میں حضرت قطب صاحب کے احاطہ کے باہر دفن ہوئی۔ تاریخ تولد بادشاہ
معظم تھی اس حساب سے ۷۱ سال کی عمر ہوئی۔ اور سلطنت کی مدت پانچ سال ۲ ماہ تھی

میں نے بہادر شاہ کی سلطنت کا بیان زیادہ تر منتخب اللباب خافی خان اور تاریخ مظفری
سے لکھا ہے اور اسمیں کچھ حالات بھی اور تاریخوں سے بڑھائے ہیں۔ اب میں بطور
ضمیمہ کے بعض واقعات تاریخ ارادت خانی سے نقل کرتا ہوں۔ ارادت خان شاہ عالم بہادر شاہ
کے عہد میں دوآب کا حاکم تھا اور وزیر معظم خان کا دلی دوست تھا وہ فرخ سیر کے زمانہ میں مر
وہ بڑا مشہور شاعر تھا اوسکا دیوان ہے۔ اسکا نام مبارک اللہ ارادت خان اور تخلص واضح
تھا وہ اپنے دیباچہ میں لکھتا ہے کہ اب میری عمر ۱۱۲۶ھ میں ۴۷ برس کی ہے اس تھوڑے
عرصہ میں دنیا کے معاملات میں یہ انقلابات سلطنتوں کی بربادی۔ شاہزادوں کا مرنا۔
پرانے شریف وامیر خاندانوں کا مٹنا۔ لایق آدمیوں کا تنزل اور نالائقوں کی ترقی
میں نے ایسے دیکھے ہیں کہ تاریخ میں ہزار برس کے اندر بھی اس کثرت سے متواتر ایسے
حادثات نہیں بیان ہوئے۔ میرا ارادہ یہ نہیں ہے کہ میں تاریخ لکھوں بلکہ میں ان
حادثات و واقعات کو بیان کرتا ہوں جنکو میں نے بچشم خود دیکھا ہے اور اون میں
شریک رہا ہوں۔ ارادت خان نہایت عمدہ و معتبر سپاہی دانش مند فرزانہ تھا۔ تاریخ کو
بے تکلف عبارت میں سچ سچ لکھتا ہے۔ وہ جہاندار شاہ اور فرخ سیر کی لڑائی کے باب میں
لکھتا ہے کہ ہر ایک شخص جانتا ہے کہ جب کارزار شروع ہوتی ہے تو ایک آدمی کے
واسطے یہ ناممکن ہے کہ وہ میدان جنگ میں طرفین کا سارا حال دیکھے وہ صرف ایسے

مقام کا حال جان سکتا ہے جو اوسکے پیش نظر ہو۔ پس مین کس طرح سے یہ کہہ سکتا ہون
مین نے دونو طرف کی صف بندی کو دیکھا ہے جو کوسون مین پھیلی ہوئی تھی۔ ایک مصنف نے
اورنگ زیب کے روبرو اوسکی ایک لڑائی کا حال پڑھا تو آخر کو بادشاہ نے ارشاد کیا کہ معلوم
ہوتا ہے کہ لڑائی کے وقت تو کسی اونچے پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایسا ذرا ذرا سا
جنگ کا حال دیکھا ہے مین خود ہاتھی پر سوار تھا اور فوج پر حکمران مگر مین نے تو ان حالات
کی ایک تہائی بھی نہین دیکھی جو تو نے بیان کی اب ہم اوسے انتخاب کرکے بعض واقعات
لکھتے ہین جو پہلے بیانون سے کچھہ اختلاف یا کچھہ اتفاق رکھتے ہیں +

اعظم شاہ کو اورنگ زیب کے مرنے کی خبر اراکین سلطنت نے دی جو اوسکے خیر خواہ تھے
وہ احمد نگر کے لشکر شاہ گاہ مین ۳۔ ذی الحجہ کو آیا۔ بہت سے امرا جو اوسکے دلی خیر خواہ تھے
اس پاس آئے۔ بعض امرا نہ اوسکے نیک خواہ تھے نہ بدخواہ بعض اوس سے نفرت رکھتے
تھے مگر اوسکی حکومت کا مقابلہ نہین کرسکتے تھے سوا اطاعت کے کوئی چارہ نہ تھا۔ اوس سے
ملنے مین ان تین مغل امراے فیروز جنگ چین قلیچ خان و محمد امین خان نے تامل کیا۔

۱۰۔ ذی الحجہ ۱۱۱۸ھ کو اعظم شاہ نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور مراسم جلوس کی
تقدیم ہوئی اسنے امرا کو بقدر اونکی حالت کے عطیے عطا کئے مگر چند ہی انہین اوس سے
خوش ہوئے۔ جب اعظم شاہ شہزادہ تھا تو بہت سے امرا اوسکے دلی خیر خواہ تھے اور جانتے تھے
کہ اس مین سلطنت کرنے کی پسندیدہ لیاقتین سب طرح کی موجود ہیں مگر جب وہ تخت سلطنت پر
بیٹھا تو اوس کے کل اوضاع و اطوار کے سبب سے اوسکی نسبت کل امرا کی رائیں بدل گئیں
وہ بڑے بڑے امیرونکی عزت نہیں کرتا تھا سپاہ کے خرچ مین خست ایسی کرتا تھا کہ
گویا اوسکو سپاہ سے کبھی کچھہ کام ہی نہیں پڑیگا۔ یہ خبط اوسکو اپنے اس بیہودہ یقین سے
پیدا ہوا تھا کہ کسی شخص کو اوسے مقابلہ کرنے کا حوصلہ نہین ہے۔ اور اوسکا بڑا بھائی
شاہ عالم ہندوستان کی یہ سلطنت عظیم الشان چھوڑکر کسی اور اقلیم مین اپنی جان و
عزت بچانے کے لئے چلا جائیگا اور اسی زمانہ مین اوسکو اپنے بیٹے بیدار بخت پر حسد

اس سبب سے پیدا ہوا کہ دادا اوسکو بہت عزیز رکھتا تھا - وہ قدیمی ارکین سلطنت کے حقارت
کرتا تھا اور بر سر دربار رکھتا تھا کہ وہ اپنی خدمات کے لایق نہین ہے اعظم شاہ اپنا شاہانہ
ٹھاٹھہ ساتھہ لیکر آگرہ کی طرف باقاعدہ منزل بہ منزل نومری گھاٹ کی طرف چلا - یہہ راہ
کوہستانی تھی اور درختون سے بہری ہوئی راہ مین بڑے بڑے فاصلون مین پانی
نہین ملتا تہا - دو روز کے اندر بہت سے مرد عورت بچے جانور پیاسے مرگئے -

بیدار بخت کو دادا سے بڑی محبت تھی اور دادا کو اسنے - وہ باپ کے حکم سے فوراً
گجرات سے اپنے نوکر تین ہزار سوار لیکر چلا - اور اپنے ہی خزانہ کے بتیس لاکھہ روپیہ ساتھ
لئے - بادشاہی خزانہ کے بیس لاکھہ روپیون کو اسنے ہاتھہ نہین لگایا - اپنی فوج و دولت
کو بھی نہیں بڑہایا باوجودیکہ آسانی سے وہ اپنی سپاہ کو بہت بڑھا سکتا تہا اور صرافون اور
مالگزارون سے ایک کروڑ روپیہ لے سکتا تھا خزانہ و فوج کے بڑہانے مین اوس کو یہ
اندیشہ تھا کہ باپ کو اوسکی وفاداری اور خیر خواہی مین شبہ پیدا ہوگا بیدار بخت نے اجین
باہر ایک کوس کے فاصلہ پر دریا کے کنارہ پر خیمے ڈالے وہ شہر کے اندر نہیں داخل ہوا
عبد الصمد خان صوبہ دار مالوہ اوس پاس آیا اور اجین مین بیدار بخت نے ایک چند روز باپ کے
آنے کے انتظار مین قیام کیا - تو باپ نے بیٹے کو یہ فرمان بہیجا کہ کسواسطے تو نے جلدی کر
دشمن کے روکنے لئے ستلج مین کشتیان نہین ڈبوئیں گو غنیم کا یہ حوصلہ نہیں ہے کہ وہ
مقابلہ کرے مگر تو خطاء عظیم کا مرتکب ہوا - بیدار بخت باپ کے حکم کے موافق آگرہ کی طرف چلا
ذوالفقار خان و رام سنگھ ہاڈا زمیندار کوٹہ و دلیپ بندیلہ و امین اللہ خان کو اعظم شاہ نے
بھیجا کہ وہ شاہزادہ کی حرکات کو بھی دیکھین اور اوسکی مدد بھی کرین - یہ سب اعظم شاہ
کے پاس سے چلکر بیدار بخت سے ملے مرزا راجہ جے سنگھ اور خان عالم سردار دکنی اور
اوس کا بھائی منور خان اور راو رام اچھہ ہزار سوارون کے ساتھہ اعظم شاہ کے
حضور سے بیدار بخت پاس آئے +

شاہزادہ اعظم شاہ کو اورنگ زیب نے حکم بھیجا تھا کہ وہ بنگالہ سے اس پاس آئے جب وہ

حوالی آگرہ مین آیا تو اوسنے عالمگیر کے مرنے کی خبر سنی تو باپ کے لئے اس شہر کے لینے کیواسطے
گیا جب چنبل کے کنارہ پر بیدار بخت پہنچا اور اعظم شاہ گوالیار مین آیا عظیم الشان نے محتشم خان
کو آگرہ سے بڑی سپاہ کے ساتھہ روانہ کیا کہ وہ بیدار بخت کو دریا سے پار نہ اترنے دے۔
بیدار بخت اولوالعزم تھا اور باپ کا رقیب تھا۔ سلطنت کا خواہان تھا اعظم شاہ ایک بے باک
متہور تھا اور اپنے اوضاع مین عاقبت بینی اور دور اندیشی کرتا تھا اور زمانہ حال کے سوا
کچھہ اور آگے نہ دیکھتا تھا ہندوستان کے موچھون کو تاؤ دینے والون لاف زنون کی
اگر سفر مین بیٹا تاخیر کرتا تھا تو اوس کی تضحیک کرتا اور کہتا کہ تو دشمن سے نامرد ہو رہا
ہے اسلئے بیدار بخت نے چنبل سے پار اترنے کا اور محتشم خان کے مورچالون پر حملہ کرنے کا
جو ارادہ کیا تو اس تدبیر کو تجربہ کار ہوشیار سپہ سالار ذوالفقار خان نے ناپسند کیا
بعض امیرون کی رائے تھی کہ ذوالفقار خان دغابازی کر رہا ہے اب
انہون نے بیدار بخت کو یقین دلایا کہ وہ شاہ عالم سے خط و کتابت رکھتا ہے اور تاخیر کی
صلاح اسلئے دیتا ہے کہ معظم شاہ نزدیک آجائے تو وہ اپنے منصوبون کو پورا کرکے اوسی جا ملے
دوسرے دن یکایک صبح کی نماز سے پہلے جنگ کے لئے کوچ کا نقارہ بجا اور
بیدار بخت نے جنگ کا پورا سامان کیا۔ اور ہاتھی پر سوار ہوا ہمیشہ وہ لڑائی مین فیل نشین ہوتا تھا
مین بھی جلدی سے اوسکی ہمراہی کے لئے گیا تو مین نے اوسکو دیکھا کہ چہرہ غصہ سے
بھرا ہوا ہے اور پکار پکار کر ذوالفقار خان کو دغاباز مکار جھوٹا اور اسی طرح کے
برے الفاظ اپنے ہاتھی کے گرداگرد نوکرون سے کہہ رہا ہے +

اعظم شاہ اور اوسکے بیٹے بیدار بخت مین جو اختلاف تھا اس مین حق باپ کی جانب
مین تھا۔ بیدار بخت باپ کا رقیب تھا اور اس تاک مین لگا رہتا تھا کہ کسی طرح باپ کو تخت سے
اوتار دے۔ ایکدن اوسنے مجھہ (ارادت خان) سے پوچھا کہ اگر باپ بادشاہ ہو
اور وہ اپنے بیٹے کی جان لینی چاہے اور بیٹے کو باپ کا یہ ارادہ تحقیق معلوم ہوگیا ہو تو بیٹے
کو اپنی حفاظت کے لئے کیا کرنا چاہئے تم کوئی ایسی مثال پہلے جانتے ہو مین نے کہا کہ

سوال کی ضرورت نہین ہے آپ کے دادا کا طریقہ اپنے باپ کے ساتھہ کافی مثال ہے۔ بادشاہون
کو بہ ضرورت ایسے کام کرنے جائز ہین جو اورون کے لئے جائز نہین ہین۔ پھر ایک دن
اوسنے مجھہ سے یہ پوچھا کہ مین باپ کو کس طرح گرفتار کرون۔ اسکا جواب بھی مین نے دیدیا
بیدار بخت جینبل سے کسی پایاب مقام سے پار اُتر گیا جو دشمن کو معلوم نہ ہوا عظیم الشان کی
افواج دریا کے کنارہ پر ایک مقام مین پڑی ہوئی تھی وہ اپنا توپخانہ مختلف مورچالون مین
چھوڑ کر آگرہ کو بھاگین وہ اپنی جان بچانے سے خوش نہین۔ ذوالفقار خان جو شاہزادہ
کو دریا کے پار جانے کے لئے منع کرتا تھا وہ مجبوری شاہزادہ کو ظفر جو سفر سے ہوئی
مبارکباد دینے آیا۔ کچھہ دنون بعد اعظم شاہ قریب آیا۔ بیدار بخت نے ایک کوس سامنے
جا کر باپ کے خیمون کے لئے جگہہ تجویز کی اور جب باپ آیا تو دو کوس اوسکے استقبال
کے لئے گیا۔ باپ بیٹے کو بہت پیار کیا۔ گو اوسکو وہ اورنگزیب کی محبت کے سبب اپنا رقیب
جانتا تہا۔ مدتون کے بعد بیٹے کو دیکھا تھا۔ اب قرابت کی حب پدری شفقت نے غلبہ کیا
اوسپر بہت عنایت کی اور ایک شاہانہ خلعت عطا کیا +

تقدیر الہی مین تو شاہ عالم کو سلطنت ملنی تھی اعظم شاہ ایسا شیخی و گھمنڈ مین آیا کہ اسکو
یقین تھا کہ اگر اوسکے بھائی کے ساتھہ لاکھون تور اور سلح ہون تو بھی اوسکو میدان جنگ مین
اوسکے سامنے آنے کی جرأت نہ ہوگی جو لوگ شاہ عالم کے قریب آنے کی خبر لاتے تو وہ
اونکو نامرد احمق کہہ کر دھتکار دیتا اسکو یہی خبر سنانے سے بڑے بڑے افسرون کی جان
نکلتی تھی اسلئے اعظم شاہ کو شاہ عالم کے نزدیک آنے کی خبر نہ ہوئی جب شاہ عالم متھرا مین
آیا تو اوسنے ایک بڑے مشہور درویش کے ہاتھہ اعظم شاہ کے پاس یہ خط بھیجا کہ خدا کے
فضل سے ہم ایسی موروثی وسیع سلطنت کے وارث ہوئے ہین جسمین بہت سی مملکتین ہین
ہم تم آپس مین ایک دوسرے پر تلوارین نہ کھینچین اسمین عدالت اور عزت و شان ہے۔
سلطنت کو آپس مین ہم تقسیم کر لین گو مین بڑا بھائی ہون مگر مین اوسکا اختیار تم کو سپرد کرتا
ہون۔ اعظم شاہ بڑا متکبر مغرور تھا اوسنے جواب دیا کہ مین اپنے بھائی کو کل میدان جنگ مین

اسکا جواب دونگا یہ سنکر پیغام بر چلا گیا - اعظم شاہ نے صبح کو کوچ کیا جاجو اور آگرہ کے درمیان بنجر زمین مین جہان پانی نہ تھا خیمہ زن ہوا جسّے سپاہ کو بڑی تکلیف ہوئی - اس دن خبر آئی کہ شاہ عالم سات کوس پر خیمہ زن ہے اور کل اسکا ارادہ حرکت کرنے کا ہے - مگر یہہ معلوم نہین کہ کس طرف کا ارادہ ہے -

ارادت خان کہتا ہے کہ ان دو بھائیون کی لڑائی کا حال جو میری آنکھون کے سامنے گذرا اوسکو بیان کرتا ہون شاہزادہ بیدار بخت ہراول تھا وہ ضروری احکام دیکر چلا - اعظم شاہ قول مین تھا - اسکا لشکر بھی اوسکے بعد روانہ ہوا - ابتک اونکو یہ نہ معلوم ہوا کہ غنیم کا مقام کہان ہے اور شاہ عالم کا ارادہ کیا ہے - بیدار بخت ایک گائون پر پہونچا جسکے نیچے ندی بہتی تھی اور اوسکا پانی صاف تھا اور اوسکے گرد کنوئے بھی تھے - اوسوقت افواج متفرق تھین اور کسی سردار کو فوج کی ترتیب کا خیال نہ تہا جس طرف اسکا جی چاہتا تھا جاتا تھا - یہ دیکھ کر مین نے شاہزادہ سے کہا کہ بڑا لشکر پیچھے دور ہے اور سامنے ملک چند میل تک بے آب ہے اور دن بھی نہایت گرم ہے - ترتیب بغیر غنیم کے مقام وحرکت معلوم ہونے کے اب کہان چلے جائینگے - مین نے اسکو تلایا کہ آپ کے ملازم کیسے پراگندہ پھر رہے ہین ذوالفقارخان بائین طرف ایسا ترچھا گیا کہ نظر نہیں آیا - آپ کو یہان مقام کرنا چاہیے کہ غنیم کی خبر آئے لشکر کے لئے یہان پانی کافی ہے توپخانہ آجائیگا - وقت آنا مل جائیگا کہ بادشاہ آجائیگا - اور لشکر مرتب ہوجائیگا - اگر غنیم چڑھ کر آئیگا تو آپ کو یہ فائدہ رہیگا کہ آپ اچھی زمین پر اترے ہوئے ہین اور یہان پانی کثرت سے ہے - بیدار بخت نے کہا کہ آپ کی تدبیر راست ہے آپ جاکر میرے باپ سے کہئے مین اوس کے حکم کی تعمیل کرونگا شاہ عالم کو بھی ہمارے لشکر کی راہ پر اطلاع نہ تھی جہان وہ اترا تھا وہان پانی کم تھا - اوسنے آج صبح کو اپنے بڑے لشکر کو منعم خان کے ساتھ بھیجا اور خود اپنے بیٹون کے ساتھ اپنے نوکرون کو لیکر جمنا کے کنارہ پر شکار کھیلتے گیا - پیشین خیمہ دستور کے موافق پہرہ چوکی کے ساتھ رستم دل خان نے ہمراہ روانہ کیا اتفاق سے وہ

اسی راہ پر آیا جسپر ہمارا لشکر پڑا ہوا تھا +

جب مین نے بیدار بخت کا پیغام اعظم شاہ کو دیا تو اوسنے کہا کہ بیٹے سے کہدو کہ مین اس پاس آتا ہون مین اپنے مقام پر آیا تو دیکھا کہ شاہزادہ نے اس گانون کو چھوڑ دیا اور آگے گیا مین اوسکے پیچھے گیا تو کیا دیکھتا ہون کہ لشکر گاہ مین فتح کی مبارکباد و تہنیت کا غل ہو رہا ہے شاہزادہ نے مجھے دیکھکر کہا کہ مین آپ کو فتح کی مبارکبا د دیتا ہون مین نے کہا کہ بغیر جنگ کے فتح کیسی ہوئی۔ یہ سنکر شاہزادہ نے ایک ہرکارہ کی طرف اشارہ کیا کہ جو کچھ تونے دیکھا ہے ارادت خان سے وہ بیان کر تو اس احمق نے یہ کہا کہ مین نے دیکھا کہ شاہ عالم کا ہاتھی خالی ہے اسکے ساتھ چند آدمی آگرہ کو بھاگے جاتے ہین شاہزادہ نے کہا کہ ہمارے جرانغار نے دشمن کو شکست دی اور اوسکے تمام خیمے ڈیرے چھین لئے۔ اس خیالی فتح کا سبب تھا کہ شاہ عالم کا پیش خیمہ ہمارے جرانغار کی طرف آیا اوسکے ساتھ آدمی کم تھے جرانغار نے حملہ کرکے ان پیش خیمہ چھین لیا ۔ ہاتھی جو بھاگتا ہوا دیکھا تھا وہ رستم دل خان کا تھا جو پیش خیمہ کا سردار تھا۔

اب شاہزادہ نے مجھے حکم دیا کہ میرے باپ کو اس فتح کی اطلاع دو مین نے انکار کیا اور کہا کہ بھلا یہ بھی کوئی فتح ہے کہ جسکی اطلاع دیکے ہنسی اڑواؤن۔ اوسپر شاہزادہ مجھپر خفا ہوا اور چلایا کہ کیا تیری اس کہنے سے مراد ہے مین نے کہا کہ سپاہی ہون ان کے خیمون پر دن کے لئے ایسے اتفاق ہوتے ہی رہتے ہین اور ایسی شیخی کی فتح یہ نہ ہوگی حضور کی فوج نے غنیم کے پیش خیمہ کو لوٹا ہے اونکے حال پر افسوس ہے جنہون نے یہ کام کیا ہے اب اگر کوئی بڑا کام پیش آئیگا تو وہ لوٹ کے مال سے لدے ہوئے ہونگے اور بیکار ہونگے۔ ان باتونکو سنکر غصہ ہوکر وہ چلایا کہ تم ہمیشہ ایسی اندیشہ ناک بدفالی کیا کرتے ہو اوسنے اپنے دیوان کے داروغہ قاسم خان کو حکم دیا کہ عظیم شاہ کو میری اس فتح کا مژدہ سنادو۔ آدھہ گھنٹہ گذرنے نہ پایا تھا کہ ہماری داہین طرف بڑھی خاک اڑی مین نے یہ دیکھکر شہزادہ سے کہا کہ ہماری فتح عظیم کا نتیجہ اور شاہ عالم کی پرواز دیکھو سامنے گرد کا بادل

پچاس ہزار سوارون کا معلوم ہوتا ہے یہ بات مین کہہ ہی چکا تھا کہ اور گرد اٹھی جس سے ثابت ہوتا تھا کہ دوسری سپاہ پاس آتی ہے مین نے شہزادہ سے کہا ابھی دشمن کچھہ فاصلہ پر ہے آپ اتنے مین لڑائی کی تیاری کر لیجے شاہزادہ نے مجھہ سے کہا کہ تم جاکر میرے باپ کو غنیم کے نزدیک آنے کی خبر کردو مین جلدی سے گھوڑے پر سوار ہوکر اعظم شاہ کی طرف چلا مین نے اپنی راہ مین سپاہ کی بڑی بے ترتیبی دیکھی امان اللہ خان جو ایک عمدہ نامور سپہ سالار تھا اور شاہزادہ والاجاہ کا ہراول تھا تین سو سوارون کے ساتھہ جاتا تھا جو پراگندہ تھے اعظم شاہ ڈیڑہ کوس پیچھے تھا اور اوسکی سپاہ تین حصون مین منقسم تھی مجھے معلوم نہین ہوتا تھا کہ اعظم شاہ کس حصہ مین ہے - توپ خانے دکن مین پیچھے آئے تھے جب سپہ سالار نے توپ خانون کے حکم کی درخواست کی تو اعظم شاہ بہت خفا ہوا اور غصہ مین آنکر چلایا کہ کیا لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ مین توپون کو اپنے میدان پر چلاؤنگا [illegible] تو ابھی میدان سے نہین نکالونگا اپنے عصا سے اوسکا سر پھوڑ دونگا +

اعظم شاہ نے جب مجھے دیکھا اشارہ سے بلایا مین پاس گیا کہا کہ شہزادہ حضور کو اطلاع دیتا ہے کہ غنیم پاس آگیا ہے - اعظم شاہ ایسا ہوگیا کہ جیسے کسی بچھو نے اوس کو کاٹا اور چہرہ غضبناک بنایا اور آنکھین دکھائین - یہ اوسکی عادت تھی جب غصہ آتا تھا تو وہ اپنی آستین کو کھینچا کرتا تھا اوس کو کھینچکر چلایا کہ غنیم میرے پاس آگئے مین نے کہا کہ ایسا ہی ظہور مین آتا ہے تو اوسنے اپنا جنگی ہاتھی منگایا اور ایک خمیدہ عصا کو پکڑ کر غضبناک اپنے تخت پر بیٹھا اور طنزاً کہا کہ تم ڈرو نہین مین اپنے بیٹے پاس آتا ہون - مین نے کہا کہ وہ بھی حضور کا بیٹا ہے وہ ڈرنا جانتا ہی نہین - اوسنے تو فقط دشمن کے قریب آنے کی اطلاع دی ہے حضور اپنے لشکر کے ساتھہ آگے بڑہین - اور لڑائی کے دن جو بادشاہ کی جگہہ ہوتی ہے وہان کھڑے ہون - یہ سنکر مین بیدار بخت پاس آیا - تو اوس کے ملازم کے جو پاس کھڑا تھا گولی لگی اور وہ مرگیا -

غنیم کی افواج کے دو غول ہماری جگہہ کی گولہ رس مقامون پر کھڑے ہوئے - [illegible]

عظیم الشان تھا اور دوسرے غول کا افسر منعم خان جسکے ساتھ شاہزادہ معزالدین جہاندار شاہ اور جہان شاہ تھے۔ ہماری سپاہ کی صفین گلی بیچ تھیں پیچھے ہاتھیون کے موشیون اور بہیر کا ہجوم اس قدر تھا کہ اوسے لشکر کی عافیت تنگ تھی اور وہ اوس کو بیکار کرتی تھین اب شاہ عالم کے توپخانہ نے ہمارے لشکر پر برابر باڑین مارنی شروع کین جس سے بہت آدمی کشتہ ہوئے۔ اور شاہ عالم کے بیٹون نے بڑھ کر بندوقون کی گولیوں کا مینہ برسا دیا۔ ہمارا لشکر بھی توپون کی مار سے طیش مین آیا اور اوسنے باڑین مارین۔ خان عالم بہت تیزی و تندی سے دشمن کی طرف بڑھا۔ جتنا وہ غنیم کے قریب ہوتا گیا اوسکے ہمراہی پیچھے رہتے گئے۔ تین سو سے زیادہ آدمی اوس کی ہمراہی مین نہ رہے جب مین نے یہ حال دیکھا تو جان لیا کہ اب سب کچھ گیا۔ یہ بہادر جوانمرد شاہزادہ عظیم الشان کے ہاتھی پاس گیا اور ایک نیزہ شاہزادہ کے لگایا مگر وہ بچ گیا اوسکی نوک کی ران مین لگا۔ شہزادہ نے ایک تیر اوسکی چھاتی مین ایسا مارا کہ وہ فنا ہو گیا۔ غنیم کے ایک گروہ نے بسرداری بازخان افغان ذوالفقار خان پر حملہ کیا مگر بہت نقصان اوٹھا کر واپس گیا اور بازخان کے زخم کاری لگے۔ بتقدیر الٰہی سے رام سنگہ ہاڈا اور راٹھوڑ اور بندیلہ جنکی کارگزاری اور بہادری پر ساری جنگ کا مدار تھا توپ کے گولے سے مر گئے۔ اونکے ساتھ راجپوتون کو ہزیمت ہوئی اور وہ اپنے مردہ سردارون کی لاشون کو ساتھ لیکر چلے گئے ذوالفقار خان اپنے ہمراہیون کے ساتھ استقلال سے قائم رہا۔ جب عظیم الشان کی کل فوج نے اوس پر حملہ کیا تو وہ سید مظفر کو سپاہ کا اہتمام دیکر اعظم شاہ کے مقام کے پیچھے حمیدالدین خان کے ساتھ گیا۔ ہاتھی سے نیچے اوتر کر گھوڑے پر سوار ہو کر گوالیار اپنے باپ اسد خان پاس چلا گیا۔ اوسکے بھاگنے سے اعظم شاہ کے لشکر کو شکست ہو گئی۔

اعظم شاہ کے ہمراہی اور ذاتی ملازم سواریوں سے اوترے اور اوتھون نے اپنے ترکش زمین پر رکھ دیے اور دشمن کے حملہ کے انتظار مین بیٹھے اور اپنے ولی نعمت پر جان نثار کرنے کو تیار ہو گئے۔ سید عبداللہ اور اوسکا بھائی حسین علی خان سادات بارہ کے

امور جنگی بہادری وکارنامے تمام بادشاہون کے عہد مین مشہور رہی اپنے ہاتھیون سے اوترے اور پیادہ لڑنے کو تیار ہوئے - اب لڑائی دست بدست خنجرون اور شمشیرون سے شروع ہوئی اور طرفین کے بہت آدمی تلف ہوئے - حسین علی خان کے کئی زخمہائے کاری لگے اور خون کے نکلنے سے وہ ضعیف ہوگیا - آخر کو ایک بندوق کی گولی اور کئی تیر بیدار بخت کے لگے جسنے وہ فوراً اپنے ہاتھی پہ مرگیا - اعظم شاہ کے بہت زخم لگے تھے مگر ابتک وہ زندہ تھا شاہ عالم کی فوج کی طرب سے خاک کا گرد آباد اوسکی طرف آیا اور اوسمین سے شاہزادہ عظیم الشان معز الدین جہاندار شاہ اور جہان شاہ نمودار ہوئے - اعظم شاہ کے زخم کاری ایسا لگا کہ وہ مرگیا - اور شاہزادہ والاجاہ بھی خواب عدم مین سویا - رستم دل خان جو شاہ عالم کے پیش خیمہ کا سردار تھا صبح کو بیدار بخت کے لشکر نے اوسکو شکست دیکر راہ بند کردی تھی تو وہ اعظم شاہ کی ملازمت کے لیے اوسکے ہاتھی کے ساتھ اس جنگ مین تھا جب اوسنے اعظم شاہ کو مردہ دیکھا تو اوسنے ہاتھی پر چڑھ کر اعظم شاہ کا سر کاٹ لیا اور شاہ عالم کے خیمہ گاہ کی طرف بڑے انعام کی اُمید مین دوڑا دوڑا آیا - سرکو شاہ عالم کے قدمون تلے رکھا - وہ بھائی کے سر کو خون آلودہ دیکھکر بہت رویا رستم دل کو سوا گالیون کے کچھہ اور نہ دیا منعم خان نے مردہ شاہزادون کی تجہیز وتکفین کا اہتمام کیا اور اہل حرم کا نہایت اعزاز و احترام کیا - گو اوسکے ایک زخم کاری لگا تھا جس سے اوسکو بڑی تکلیف تھی مگر اوسنے اوسکو چھپایا اور رات تک میدان جنگ کا انتظام رکھا اور فوج کو لوٹ سے روکا -

شاہ عالم بہادر شاہ کا سفر

اب مین کابل سے شاہ عالم کے سفر کا بیان کرتا ہون اور ان واقعات کا ذکر کرتا ہون جو لڑائی کے دن تک واقع ہوئے +

اورنگ زیب نے اپنے مرنے سے کچھہ پہلے شاہ عالم کا دیوان منعم خان کو مقرر کیا تھا اور شاہ عالم کابل کا حاکم تھا - یہ منعم خان بڑی قابلیت اور لیاقت کا آدمی تھا بڑا مدبر - کامون مین مستقل مزاج دیانت دار اوسکے کام کرنے سے پہلے نالائق امرا کی ترقی سے شاہزادہ کے سارے کارخانے

پریشان اور ابتر ہے اوسنے آنکر سب کو جلا دیدی اور درست کر دیا بفضول سپاہ آغوز کی بھرتی جمع ہو رہی تھی جنکی تنخواہ کے لیے ملک کی آمدنی کافی نہ تھی سپاہ کو پوری تنخواہ ملتی نہ تھی اسلیئے وہ ناراض ہمیشہ بغاوت کیلئے ئے بیٹھی رہتی تھی سالہس نے شاہزادہ کی سپاہ کو کم کر دیا۔ ہمیشہ اونکو باقاعدہ تنخواہ تقسیم کرنی شروع کی جسکے سبب اوس کو ناخوش یا شتر بے مہار ہونے کے لئے کوئی عذر نہ رہا جب اورنگ زیب کی علالت کا حال سنا تو اعظم شاہ کے حق مین مفلوبون کے روکنے کے لئے منعم خان نے یہ اشتہار دیدیا کہ شاہ عالم سلطنت کے لئے بھائی سے لڑنے کا نہیں بلکہ اوسکے ہاتھ سے بچنے کے لیے وہ ایران مین چلا جائیگا بہت دنون پہلے شاہ عالم نے یہ خود شہرت دی تھی اور ایسا اپنا ارادہ ظاہر کیا تھا کہ اوسکے بیٹے جو ساتھ رہتے تھے وہ اوسکو یقین کرتے تھے اور اندیشہ ناک تھے منعم خان نے مجھ سے اصل حال یہ کہا کہ مین نے بادشاہ سے ایکدن یہ پوچھا کہ یہ مشہور ہے کہ حضور کا ارادہ ایران جانے کا ہے اور یہ امر ایسا یقینی سمجھا گیا ہے کہ شاہزادون نے جو آپ کے بیٹے ہین مجھ سے قسمین کھا کھا کر کہا ہے کہ یہ بات سچ ہے۔ تو شاہ عالم نے جواب دیا کہ اس شہرت مین میرا ایک منصوبہ عظیم مخفی ہے جسکے سبب مین نے اس شہرت کو پھیلایا ہے اور محنت کی ہے کہ اسپر یقین کیا جائے اول میرا باپ فقط ذرا سے شبہ پر مجھے نو برس تقید وہ محبوس رکھا۔ اب اگر اوس کو یہ معلوم ہو جائے کہ مین نے ذرا سی بھی اولالعزمی کی ہے تو وہ فوراً مجھے غارت و برباد کر دے گا۔ دوم میرا بھائی محمد اعظم شاہ میرا بڑا قوی دشمن ہے اور بڑا بے باک بہادر ہے اور سارا اپنے زور کو میری بربادی کے لیے کام مین لاتا ہے اس شہرت سے میرے باپ کی خوشی اور میرے بھائی کی تسلی ہوگی کہ وہ اپنے تئین محفوظ سمجھے گا مگر مین اس قادر مطلق خدا کی اور اس قرآن کی جسپر میرا ہاتھ ہے قسم کھا کر کہتا ہون کہ اگر میرے ساتھ ایک دوست بھی نہ ہو تو بھی مین اکیلا اعظم شاہ سے لڑونگا خواہ مجھ ہی ہو اس ارادہ کو مین نے اپنی اولاد سے بھی چھپایا ہے اب اس کو تجھ سے کہتا ہون اسکو کسی پر ظاہر نہ کرنا +

جب اورنگ زیب کے مرنے کی خبر منعم خان پاس لاہور مین آئی تو اوسنے ڈاک مین شاہ عالم کو یہ خبر بھیجی اور لکھا کہ جسقدر جلد ممکن ہو لاہور کی طرف بے خوف وخطر بغیر کسی تیاری کے سفر کرو یہان لاہور مین توپخانہ اور سارا سامان تیار اوسکو ملے گا - اس دانشمند وزیر نے پہلے سے بہت دریاؤن پر پل بندھوانے جسکے سبب سے شاہ عالم کی سپاہ کو دریاؤن کے پار جانے مین ایک روز کا توقف نہین ہوا لاہور مین اوسکو بڑا توپخانہ اور سب سامان اسکا تیار ملا - اوسنے تمام سپاہ کی تنخواہ تقسیم کردی اور پہلی بھرتی کے سپاہیون کو پیشگی تنخواہ دینے مین بہت روپیہ صرف کیا - شاہ عالم بہت جلد دہلی کی نواح مین آیا اور منعم خان ایک منتخب سپاہ کے ساتھہ شہر مین داخل ہوا - محمد یار خان جو شاہجہان آباد کا حاکم تھا وزیر کی بہادری سے اور شاہ عالم کے آنے سے ایسا خائف ہوا کہ اوسکو اپنی سلامتی کے لئے کوئی چارہ سوا اسکے نہ تھا کہ وہ قلعہ کو چھوڑ دے اوسنے قلعہ حوالہ کیا جسمین اکبر کے عہد سے خزانہ جمع ہو رہا تھا - پھر منعم خان شاہ عالم سے پہلے آگرہ مین گیا باقی خان قدیمی بادشاہی ملازم تھا اور یہان قلعہ دار تھا اور اوسنے عظیم الشان کو قلعہ کے حوالہ کرنے سے انکار کر دیا تھا جب اوسکو یہ تحقیق ہو گیا کہ شاہ عالم نزدیک آگیا ہے تو پھر اوسنے مقابلہ کرنا پسند نہین کیا اور یہ اوسنے پیش کیا کہ اگر منعم خان اکیلا قلعہ مین آئے گا تو مین اوسکو قلعہ حوالہ کر دونگا منعم خان نے ذرا اوسکے کہنے پر بے اعتباری نہین کی خندق اور گھر کی درمیان ایک کم عرض تختہ دھرا ہوا تھا جسپر سے ایک آدمی جا سکتا تھا اوسپر سے قلعہ کے اندر گیا - بعد کھانا کھانے کے اوسنے خزانہ پر پہرے لگائین اور قلعہ مین مختلف مقامات پر اپنے پہرے بٹھائے اور آدھی رات کو عظیم الشان سے ملنے گیا جسکا خیمہ چھہ کوس پر تھا - اسمین کچھہ شبہ نہین ہے کہ شاہ عالم کو سلطنت فقط منعم خان کی شجاعت اور فرزانگی اور حسن تدبیر سے ملی +

بہادر شاہ بیمار تھا اوسکے بستر سے جہاندار شاہ عظیم الشان لگے بیٹھے تھے کہ عظیم الشان نے ایک خنجر میان سے نکالا اور اوسکے لوہے اور جوہر کی تعریف کرنے لگا - جہاندار شاہ یہ دیکھہ کر ایسا بدحواس ہوا کہ بے تحاشا بھاگا خیمہ کے دروازہ کی ٹکر سے پگڑی گری جوتیان

بہوتا - رستون پر گر پڑا - نوکرون نے آنکر اسکا لباس درست کیا - بھاگا بھاگ اپنے خیمہ مین آیا
اس بات کا چرچا خیمون مین پہیلا - امیرالامرا نے عظیم الشان پاس عنایت اللہ کو بھیجا اور
اوسنے پوچھا کہ مین آپکے ایسے موقع پر کیا خدمات بجالاؤن - اسکا جواب ایسا نامعقول دیا کہ امیرالامرا
اوسنے ناراض ہوگیا - وہ پہلے بہی عظیم الشان سے اس سبب سے ناراض تھا کہ وہ اوسپر خانخانان
ومہابت خان کو ترجیح دیتا تھا - امیرالامرا نے قسم کھائی کہ مین تینون بھائیون کی مدد کرکے
عظیم الشان کو تباہ کرونگا اور سلطنت اور دولت کو اوسکے سوا اور بھائیون مین تقسیم کرونگا +

معزالدین جہاندار شاہ سب بیٹون مین بڑا تھا - وہ خفیف العقل اور عیش دوست تھا -
سلطنت کے کامون کے کرنے مین اپنے اوپر تکلیف نہین گوارا کرتا تہا اور نہ کسی امیر کو
اپنا یار مددگار و خیرخواہ بنانے کی پروا کرتا تھا - اوسسے چھوٹا بیٹا عظیم الشان تہا وہ مدبر اور
خلیق تھا کہ لوگونکا دل اوسکی طرف کھینچتا تہا - اورنگ زیب کی مدبرانہ یہ حکمت تہی کہ وہ
پوتون پر بہت مہربانی اور شفقت کرتا تہا اور سلطنت کے معاملات عظیم اونکے سپرد کرتا تہا
اوسکے بیٹے بادشاہی حاصل کرنے مین اولوالعزمی کرتے تھے - اوسکا علاج اورنگ زیب نے یہ
نکالا تہا کہ ان بچے گہرون مین اونکا دشمن پیدا کردیا تہا - بیدار بخت اپنے باپ اعظم شاہ کا
رقیب اور عظیم الشان اپنے باپ شاہ عالم کا حریف تھا جسکو اورنگ زیب نے تین اضلاع
بنگال و بہار - اڑیسہ کا صوبہ دار مقرر کیا تھا جہان سے وہ بہت سی دولت اور سپاہ لاکر
باپ کے ساتھ جنگ مین شریک ہوا تہا گو اوسنے لڑائی مین بڑی بڑی خدمات کین تھین
مگر باپ اوسکو اپنا رقیب و حریف ہی سمجھتا تھا - تیسرا بیٹا رفیع الشان تہا جو باپ کے ہمراہ ہمیشہ
رہتا تھا اور اوسکا بڑا لاڈلا تہا - بڑا ذہین تھا علوم دینیہ مین مہارت رکھتا منشی تھا فقہ خوب
جانتا تھا مگر وہ بہی عیش کا بندہ تھا - موسیقی کا اور دربار کی شان و شکوہ کا بڑا شوقین تھا -
نہ وہ سلطنت کے کامون پر توجہ کرتا تھا نہ اپنے گھر کے انتظام پر - خجستہ اختر جہان شاہ سب مین
چھوٹا بیٹا تھا - شاہ عالم کی تخت نشینی سے پہلے وہ معاملات ملکی پر بہت توجہ کرتا تھا اور آخر
کو تمام کاروبار و اختیارات سلطنت مین وہ بڑا دخیل تہا - وہ منعم خان سے بہت محبت اور

اور تعلق رکھتا تھا +

ذکر سلطنت جہاندار شاہ بن بہادر شاہ بادشاہ

شاہ عالم بادشاہ کی وفات سے ایک ہفتہ کے بعد چارون بھائیون کے درمیان تقسیم ملک و مال کے باب مین پیغام رسل و رسائل شروع ہوئے - ذوالفقار خان بہادر فی الحقیقت جہاندار شاہ کا طرفدار تھا - وہ چارون بھائیون مین سے ہر ایک کی طرف سے آمد و رفت کرتا تھا - جہان شاہ کے مقربون نے مکرر یہ مصلحت بتلائی کہ ذوالفقار خان کو اس آمد و رفت مین گرفتار کر کے مقید کرنا چاہیے جس سے جہاندار شاہ کے پر و بال شکستہ ہون مگر جہان شاہ کو اوسپر جرائت نہین ہوئی - مخالفون نے قابو پاکے جہان شاہ کے باروت و توپخانہ مین آگ لگادی - اول یہ قرار پایا کہ دکن تو جہان شاہ کو ملے - ملتان ٹھٹھ و کشمیر رفیع الشان کو دیا جائے اور باقی صوبے ہندوستان کے عظیم الشان و جہاندار شاہ کے درمیان آپسمین قسمت ہون - مگر آخر کو ملک و خزانہ کی تقسیم نہ ہوئی اور آپس مین نزاع ہو گئی - ان ایام آشوب مین میر احمد الدین محمد خان صفوی بخشی عظیم الشان سے برگشتہ ہو کر جہان شاہ کے روبرو جاتا تھا کہ جہان شاہ کے لشکر کے آدمیون نے غلط گمانی بدظنی سے اسقدر اسکو مارا کہ وہ مرگیا - اس مابین مین رفیع الشان نے حکیم الملک پسر محمد محسن خان سے جو اسکا ہمدم و ہمراز مصلحت تھا کسی تقصیر پر ایسا خفا ہوا کہ اوسکو لشکر کے نقد و جواہر حرمتی کے ساتھ لے لیے - عظیم الشان نے کچھ تبدیل مکان کیا موضع بوڑھانہ مین جو شہر سے تین چار کوس تھا آیا - اوسکے لشکر کی ایک طرف راوی پشت پناہ تہا لشکر کے دونو طرف خندق کھودنے کا حکم دیا - دوسری طرف عظیم الشان کا لشکر اوترا ہوا تہا وہ بسبب نظامت بنگالہ صاحب استطاعت تھا - اور باپ کے عہد مین مدار المہام صاحب دستخط بادشاہ تھا اور اور اسباب سلطنت اوسکے تصرف مین تھا - اب تینون بھائی بسبب عدم استطاعت علت مقدور کے باہم شریک ہوے - اور آپسمین عہود و مواثیق ہوئے کہ عظیم الشان پر فتح پانے کے بعد ملک کو برابر تقسیم کرینگے اور ہر ایک اپنی ممالک متعلقہ پر فرمان روا ہوگا - چار یا پنج روز تک تینون بھائی

عظیم الشان کی شکست و موت +

گھوڑون پر سوار ہوکر آدھہ کوس سے عظیم الشان کے لشکر پر گولے اور بان مارتے اور عظیم الشان کے توپخانہ سے تینون بھائیون کے لشکرون مین گولے آتے اور گھوڑے اور آدمیون کو ضائع کرتے۔ ہم صف کے قریب طبل مخالفت بجا اور لڑائی شروع ہوئی عظیم الشان ایک ہاتھی پر سوار تھا وہ آدمیون کی نظرون سے غائب ہوگیا۔ بعض کا قول ہے کہ توپ کے گولے سے اُڑ گیا۔ ایک روایت یہ ہو کہ جب لوگون نے دیکھا کہ اوسکو ہالہ کی طرح گھیر لیا ہے اور افواج کی چار موجہ سے جان بر ہونا ممکن نہیں ہے تو وہ دریا مین گر پڑا اور پھیر اسکا کوئی نشان نہین ظاہر ہوا + ایک بھائی مرا تین بھائی نقارے بجاتے ہوئے اپنے مکانون مین آئے۔ ایک سو اسّی ارابے خزانے کے جنمین اسّی ارابے اشرفیون کے اور سو ارابے روپیون سے بھرے ہوئے تھے معزالدین جہاندار شاہ کو ہاتھ لگے بھائی چاہتے تھے کہ وہ برابر تقسیم ہون ذوالفقار خان نے ثالث بنکر یہ فیصلہ کیا کہ پانچ حصون مین تین حصے معزالدین اور دو حصے دونو بھائیون کو دئے جائیں۔ اسی سبب سے آپس مین نفاق ہوا +

دوسرے روز معزالدین اور جہان شاہ کے درمیان مصالحہ کے پیغام سلام ہوئے مگر کچھہ فائدہ اس سے نہین ہوا آپسمین خونریزی پر آمادہ ہوئے دونون مین فوجکشی ہوئی رفیع الشان کنارہ کش ہوکر دونو بھائیون کے جنگ کے نتیجہ کا منتظر رہا۔ ایک دفعہ جہان شاہ کے لشکر نے معزالدین کے لشکر کا عرصہ تنگ کیا اور وہ اپنے معشوق دلربا جانی لال کنور سے جدا ہوا اور دشمن کے غلبہ سے ایسٹ کے پزاوون مین جا کر چھپا جہان شاہ کی فتح کا غل ایسا مچا کہ بعض جگہہ اوسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا مگر اس اثنا مین ناگاہ جہان شاہ کا بڑا بیٹا فرخندہ اختر کشتہ ہوا جس سے جہان شاہ کو بڑا اضطراب ہوا اور جنکے دوستون نے سمجھایا کہ اب عنقریب حسب دلخواہ فتح ہوتی ہے مگر اوسنے کہا کہ مین فرخندہ اختر کے لئے سلطنت چاہتا تھا اب مجھے فتح درکار نہین ہے۔ یہان بھی وہی حال ہوا جو اعظم کا بیدار بخت کے مرنے پر ہوا تہا۔ وہ ہاتھی پر سوار ہوا۔ گولہ کے لگنے سے مارا گیا۔

فوج بھاگ گئی۔ جہان شاہ و فرخندہ اختر کی لاشون کو بادشاہ پاس ذو الفقار خان لایا۔ اور
خجستہ اختر زندہ مع اپنے چھوٹے بھائی کے گرفتار ہوا۔ معز الدین کی صدائے شادیانہ فتح بلند ہوئی
رفیع الشان باوجود قلت سپاہ اور عدم استعداد کارزار پر متوجہ ہوا۔ کمال جرأت و
جلادت کی داد دی اور کشتہ ہوا۔ معز الدین نے بعد فتح کے بھائی کی نعش کو
شاہجہان آباد مقبرہ ہمایون مین دفن کرنے کے لیے بھیجدیا۔ رفیع الشان کے تین بیٹے
زخمی زندہ رہے محمد ابراہیم۔ و رفیع الدولہ۔ و رفیع الدرجات۔

رفیع الشان کا مرنا +

معز الدین ۲۰ محرم ۱۱۲۴ھ کو بھائیون سے فارغ ہو کر باون برس کی عمر مین تخت
سلطنت پر بیٹھا اور جہاندار شاہ اپنا خطاب رکھا۔ محمد کریم و شاہزادہ ہمایون بخت کہ
نو دس برس کے لڑکے تھے اور جہان شاہ کے دو نو بیٹون اور رفیع الشان کے بیٹون کو
شاہجہان آباد کے قلعہ کو روانہ کیا۔ حکم دیا کہ رستم دل خان و الہ وردی خان اور
مخلص خان کے بند بند جدا کیے جائین اول دو کے ظلمون سے خلقت نالان تھی
مگر تیسرے کی تقصیر نہین معلوم ہوئی کہ کیا تھی۔ حیات خان وغیرہ نفیس امیرون کو
پا بزنجیر قید کرنے کا حکم دیا اور انکے گھرون کو ضبط کر لیا۔ عظیم الشان کے مفقود الاثر
ہونے کے بعد محمد کریم بھاگ کر کسی مفلس کے گھر مین جا کر چھپا تھا اسنے اپنی انگوٹھی
بیچنے کے لیے بھیجی تھی اوسکے سبب سے وہ گرفتار ہوا۔ اور قتل ہوا۔

معز الدین کا جہاندار شاہ ہونا +

جہاندار شاہ کے عہد نا پایدار مین فسق و فجور کی بنیاد بخوبی مستحکم ہوئی۔ قوالون
اور کلاونتون و ڈوم ڈھاڑیون کے گانے اور راگ کا بازار گرم ہوا۔ قریب تھا کہ قاضی
قرابہ کش اور مفتی پیالہ نوش ہو +

آصف الدولہ اسد خان بہادر کو وکالت کے عہدہ پر اور اوسکے بیٹے ذو الفقار خان
کو وزارت کے عہدہ پر سرفراز کیا۔ اور وجہ اسکی یہ تھی کہ ذو الفقار خان دانشمند فطرتی تھا
اور سازشون اور جوڑ توڑ کرنے کا اوستاد تھا۔ وہ اول ہی جہاندار شاہ کے ساتھ ساری
مہمات مین اسلئے شریک ہوتا تھا کہ وہ سب شاہزادون مین زیادہ بیوقوف اور احمق تھا

سلطنت کی قابلیت نہین رکھتا تھا وہ اوسی کو سمجھتا تھا کہ میرے ہاتھہ مین کٹ پتلی کی طرح رہے گا جو ناچ نچاؤن گا ناچے گا۔ چنانچہ سارا اختیار سلطنت اسی کے ہاتھہ مین تھا اور وہ بادشاہ کی حقیقت کچھہ نہ سمجھتا تھا۔ اب بادشاہ لاہور سے دہلی مین آگیا۔ اگر وہ ذوالفقار خان کی راے پر چلتا تو وہ مصائب نہ دیکھتا جو اوسکو پیش آئین۔ ایک کسبی لال کنور تھی بادشاہ اوسکے عشق مین مرتا تھا۔ اب وسکو امتیاز محل کا خطاب عطا کیا۔ اور بادشاہانہ سواری کا سامان عنایت ہوا۔ لال کنور کے سگے بھائی خوشحال خان کو صوبہ داری اکبرآباد اور منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار مرحمت ہوا۔ اور اوسکے چچیرے بھائی نعمت خان کو منصب عنایت ہوا ذوالفقار خان نے ان خطابون کی اسناد و فرامین چند روز عمداً نہ لکھے تو بادشاہ کی خدمت مین لال کنور نے ذوالفقار خان کی شکایت کی جہاندار شاہ نے ذوالفقار سے سبب پوچھا کہ برادران لال کنور کی اسناد و فرمان لکھنے مین تعویق کا سبب کیا ہے۔ بادشاہ کی خدمت مین ذوالفقار خان گستاخ تھا اوسنے جواب دیا کہ ہم خانہ زاد رشوت ستان ہیں بغیر رشوت لینے کے ہم کسی کا کام نہین کرتے۔ جہاندار شاہ نے مسکرا کر پوچھا کہ لال کنور سے کیا رشوت لوگے تو اوسنے عرض کیا ہزار طنبورے جنپر استادون کی نقاشی کا کام کیا ہو بادشاہ نے کہا طنبورے کیا کروگے تو ذوالفقار خان نے کہا جب قوال صوبہ داری کا کام کرین تو ہم خانہ زاد بیٹھے کیا کرین طنبورا اور ڈھول ہی بجایا کرین بادشاہ نے ہنس کر اپنا حکم منسوخ کیا۔ عجیب عجیب حکایتین مشہور ہین معلوم نہین سچ یا جھوٹ۔ ایک کنجڑن کا اقبال چمکا۔ وہ لال کنور کی دوگانہ مشہور تھی اسکا نام زہرہ تھا وہ بھی سواری مین بھی سوار اور پیادے چلنے لگے۔ ایک دن کا اتفاق ہے کہ زہرہ اور چین قلیج خان کی سواریان آمنے سامنے آئین چین قلیج خان نے اپنے آدمیون سے کہا کہ سواری کو موڑ کر اور طرف زہرہ کے آدمیون سے بچکر چلو۔ مگر زہرہ کے آدمیون نے اوسکے ہمراہیون کو ایسا گھیرا کہ وہ کسی اور طرف سے نہ جا سکے۔ اسپر یہ اور طرہ ہوا جب چین قلیج خان کے ہاتھی کے برابر زہرہ کا ہاتھی آیا تو وہ پردہ اوٹھا کر پوچھنے لگی کہ چین قلیج خان پسر کوکہ تو ہی ہے۔ اس سے چین قلیج خان کو ایسا غصہ آیا کہ اوسنے زہرہ کی اور اوسکے ساتھہ کے آدمیون کی خوب گھس پٹی کی

بعد اسکے یہ خیال ہوا کہ بادشاہ خفیف العقل ہے کہیں اس عورت کے بہکانے مین آنکر مجھسے زیادہ
ملال نہ پیدا کرے جیسے وہ انتقام کے درپے ہو- اس خیال سے وہ ذوالفقار خان پاس
بھی گیا اوسنے جبین قلیچ خان کے آنسو پونچھے اور اوسکا مامور و معاملت ہوا- ایک اور یہ معاملہ
ہوا کہ خوشحال خان نے کسی بھلے مانس کی بیٹی کو زبردستی بلانے کا ارادہ کیا- اس بھلے مانس
نے نالش کی- ذوالفقار خان نے خوشحال خان کو خوب پٹوایا اور سلیم گڑہ کے قلعہ مین قید
کردیا- اس بادشاہ کی ایک اور حکایت شہرۂ شہر نقل مجلس ہوئی کہ بادشاہ اکثر اوقات
اپنی معشوقہ ہمدم کے ساتھہ رات کو رتھہ مین سوار ہوتا چند خواصون کو لیکر سیر و تفرج کے
لئے بازار اور خرابات خانون مین تشریف لیجاتا- ایک رات کو دونو ہمدم جانی سوار ہوئے
اور دونو نے اس قدر شراب پی کہ بالکل دونو بدمست ہوکر دولتخانہ بادشاہی کے دروازہ
پر آئے- لال کنور ایسی بیہوش یا اختہ تھی کہ اوترنے کے وقت اصلا بادشاہ کی طرف متوجہ
نہ ہوئی- بیہوش اپنے بستر مین چلی گئی شراب کے نشہ مین سوگئی- بادشاہ بھی اپنے حال کی خبر
نہ تھی رتھہ مین بیہوش پڑا رہا- رتھہ بان رتھہ کو اپنے مکان مین لے گیا اور اوس کو کھولدیا
صبح کو جب بادشاہ کی خواصون نے لال کنور پاس بادشاہ کو نہ دیکھا اور لال کنور کو خبر ہوئی
کہ بادشاہ معلوم نہین کہان ہے تو وہ بڑی سراسیمہ ہوئی- رونے پیٹنے لگی اور بادشاہ کی
ڈھونڈیا مچی تو بادشاہ سلامت رتھہ مین ملے- اور بہت افعال اوسنے ایسے کئے کہ اُن کے
لکھنے سے بھی شرم آتی ہے +

صوبہ دکن مین ذوالفقار خان کا نائب داؤد خان پنی بہادر اور ذوالفقار خان
خان کا دیوان با اختیار سبھا چند تھا- ان دونو کے سبب کوئی لکھتا ہے کہ انتظام رہا
خافی خان لکھتا ہے کہ نائب کے ظلم سے اور دیوان کی ہرزہ گوئی سے جو اوسکی تکیہ کلام تھی
خلقت رنج و پیچ و تاب مین رہتی تھی-

جب اورنگ زیب نے پوتے عظیم الشان کو اپنے پاس بلایا ہے تو اوسنے اپنے بیٹے فرخ سیر
کو بنگالہ مین اپنا نائب مقرر کیا تہا- اثناء راہ مین دادا کے مرنے کی خبر سنی تو وہ باپ سا تھہ

آگرہ مین لڑکر فتحیاب ہوا دکن مین باپ کے ساتھہ کام بخش سے لڑنے گیا۔ پھر باپ کے ساتھہ عظیم الشان
لاہور مین آیا۔ اس عرصہ مین فرخ سیر اپنی جگہ سے نہین ہلا جب لاہور سے اوسکے دادا
بہادر شاہ نے بلایا اور بنگالہ مین اوسکی جگہ عزالدولہ خان جہان بہادر کو مرحمت ہوئی
تو فرخ سیر بنگالہ سے کوچ کر کے عظیم آباد مین آیا۔ بعض وجوہ کے سبب سے اوسکو سفر کرنا
شاق تھا۔ برشکال کا اور اپنی بیوی کے وضع حمل کا بہانہ بنا کے عظیم آباد مین رہا۔
یا اس سبب سے نہیں گیا کہ باپ اوسکے بھائیون احمد کریم و محمد ہمایون کی لنبت اوسکی قدر کم کرتا تھا۔
بعض مورخ لکھتے ہین کہ جہاندار نے جعفر خان صوبہ دار بنگالہ کو لکھا تھا کہ فرخ سیر کو گرفتار
کر کے بھیجدے اسلئے وہ راج محل سے عظیم آباد مین گیا۔ یہان بعض ریاضی دان درویشون اور
محمد رفیع منجم نے اوسکو یہ مژدہ سُنایا کہ وہ اس سرزمین مین بادشاہ ہوگا۔ اسلئے بھی وہ
اس بلدہ مین زیادہ ٹھیرا۔ ان ہی دنون مین دادا کے مرنے کی خبر آئی تو پہلے اس سے
کہ باپ اور چچاؤن مین سلطنت کا مقدمہ فیصل ہوا اپنے باپ کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور سکہ
چلوایا۔ اور باپ پاس جانے کے لیے بعض اپنے مقربون سے مشورہ کیا تو مشائخ و محمد رفیع
منجم مانع ہوئے کہ یہ حرکت نہ کرنا جب تک اپنے نام کا خطبہ و سکہ نہ جاری کراؤ اس زمین
سے حرکت کرنا مناسب وقت نہین ہے۔ صوبہ بہار مین عظیم الشان کی طرف سے سید حسین علی خان
نائب تہا اور وہ اس صوبہ کے بعض پرگنات کے متمردون کی سرزنش مین مصروف
تھا اس خبر کے سننے سے کہ فرخ سیر نے باپ کے نام کا سکہ اور خطبہ جاری کیا تو فرخ سیر کی
موافقت مین جب تک اور بھائیون کے مغلوب ہونے کی خبر پہنچے مضائقہ کیا۔ اس بات سے
فرخ سیر کو وسوسہ عظیم ہوا۔ بہار مین سید مذکور کا تسلط بالکل تھا خطوط معذرت آمیز اور
پیغام محبت انگیز سید حسین علی خان پاس بھیجے اور والدہ فرخ سیر نے حسین علی خان کو
اپنے پاس بلایا۔ اور ماں بیٹون نے بڑی منت سماجت کی۔ اور دونون نے سخت قسمین کھا کر
عہد و پیمان کیا کہ اگر فرخ سیر بادشاہ ہوگا تو حسین علی خان مدار المہام ہوگا +
بعض مورخ لکھتے ہین کہ فرخ سیر کی بیٹی نے بھی سید کی گود مین بیٹھ کر باپ کی اعانت کے لئے منت سماجت کی

ان دنون مین عظیم الشان وجہان شاہ بہادر رفیع الشان کی جہاندار شاہ کے ہاتھ سے مارے جانے کی خبر فرخ سیر پاس آئی حسین علی خان کا سگا بھائی سید عبد اللہ خان الہ آباد مین مستقل صوبہ دار تھا جو عہود و مواثیق ہوئے تھے وہ سید حسین علی خان نے اپنے بھائی کو لکھے عبد اللہ خان نے اول اول طرفثانی کے غلبہ پر نظر کر کے چند در چند اندیشے کر کے اس بات کے قبول کرنے مین تامل کیا اور بھائی کو بھی سمجھایا کہ آپ رفاقت کی عزیمت کو فسخ کیجئے۔ لیکن حسین علی خان اپنے عہد سے برگشتہ نہ ہوا۔ اور جواب مین لکھا ع ہر چہ باداباد ما کشتی در آب انداختیم + جب عبد اللہ خان نے بھائی کا یہ اصرار دیکھا تو برادر شفیق کی محبت کے سبب سے فرخ سیر کے ساتھ ہوا۔ جب ان دونو بھائیون نے فرخ سیر کی رفاقت کے لئے کمر باندھی تو اس مہم عظیم کی استعداد مواد کے لئے وہ دل مستعد ہوئے جو امید وبیم سے بھرا ہوا تھا۔ فرخ سیر کے مقربون نے اس بیت کے مطابق عمل کیا +

دو دل یک شود بشکند کوہ را ... پراگندگی آرد انبوہ را

دونو بھائیون کی بہادری اور شجاعت کے سبب سے فرخ سیر کو اطمینان ہوا احمد بیگ کوکہ معز الدین جہاندار شاہ نے فرخ سیر کی طرف رجوع کی۔ اسکا سبب یہ تھا کہ جہاندار شاہ نے کوکلتاش خان کو بہت بڑھا دیا تھا عاصم خان کہ عظیم الشان کے جان نثارون مین تھا وہ محرک ہوا کہ فرخ سیر عظیم آباد سے شاہجہان آباد کی طرف چلے۔ جب جہاندار شاہ کو فرخ سیر کے ساتھ سادات بارہ کے متفق ہونے کی خبر پہنچی تو اوسی سال ربیع الثانی مین وہ لاہور سے دار الخلافہ مین آیا۔ راجی محمد خان جو منعم خان بہادر شاہی کا آوردہ تھا اور شجاعت بھی کچھ رکھتا تھا اوسکو الہ آباد کا صوبہ دار مقرر کیا۔ اور عبد اللہ خان کو بدل دیا۔ اور سید عبد الغفار کو کہ شجاع نامور تھا اس کا نائب قرار دیا اور الہ آباد مین مقرر کیا سید عبد الغفار نے ایک دو صاحب فوج زمیندارونکو اپنے ساتھ رفیق کیا اور آٹھ سات ہزار سوار اور چار ہزار پیادے ہمراہ لیکر صوبہ الہ آباد کی طرف متوجہ ہوا۔ جب وہ قصبہ کڑہ مانک پور کے پاس آیا تو عبد اللہ خان نے اپنے بخشی ابو الحسن خان کو چار ہزار سوار اور تین ہزار پیادہ دن

عبد اللہ خان اور حسین علی خان ... [illegible] +

کے ساتھ اوسکے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ سرائے عالم کے نزدیک جو دو تین کروہ برگڑھ سے ہے دونو
لشکر اوترے چند روز سوال جواب مین گذرے جمادی الاولی کے آخر مین عبداللہ خان کے
بھائی سیف الدین علی خان و سراج الدین علی خان و نجم الدین علی خان و رتن چند دیوان
تین چار سو تازہ دم سوارون کے ساتھ ابو الحسن کے ساتھ متفق ہوئے اور سید عبد الغفار
کے حملہ مردانہ سے سادات بارہ کا با وجود شجاعت کے ایسا عرصہ تنگ ہوا کہ قریب تھا کہ
ابو الحسن خان کی فوج بیر اکھڑ جائین اور لشکر کو ہزیمت ہوجائے لیکن عبداللہ خان کے تینون
بھائیون اور ابو الحسن و رتن چند نے جان سے ہاتھ دھوکر میدان مین پاؤن جمایا سید عبد الغفار
نے اونکو چارون طرف سے گھیر لیا۔ سراج الدین خان ایک جماعت کے ساتھ مارا گیا بعض
لکھتے ہین کہ توپخانہ کا دھوان ایسا گھرا کہ لڑائی مین ایک دوسرے کی صورت مطلقاً نہیں معلوم
ہوتی تھی کہتے ہین کہ گرد اور باد تند ایسی چلی کہ دوست دشمن معلوم نہ ہوتے تھے غرض اسی
حالت مین سید عبد الغفار کے کشتہ ہونے کی جھوٹی خبر دونو لشکرون مین اوڑگئی۔ اسکے
لشکر کے آدمیون نے کچھ تحقیق نہ کیا اور بھاگ گئے۔ ہر چند عبد الغفار نے غل مچایا کہ
اے حق ناشناسو مین زندہ ہون مجھے تنہا چھوڑکر کہان جاتے ہو مگر کسی نے نہ سنا
نہ کوئی اُلٹا آیا۔ ناچار سید عبد الغفار نے ننگ فرار کو اختیار کیا اور شاہجہانپور مین چلا گیا
لشکر سادات بارہ مین شادیانہ فتح بلند آوازہ ہوا۔ جب یہ خبر معز الدین جہاندار شاہ
کو پہنچی تو اوسنے ارکان سلطنت سے استصواب کرکے عبداللہ خان کے چار ہزاری منصب پر
دو ہزاری کا اضافہ کرکے صوبہ الہ آباد کی صوبہ داری پر فرمان بحالی مع خلعت بھیجدیا +

سربلند خان فوجدار کڑہ دس بارہ لاکھ روپیہ جمع کرکے جہاندار شاہ پاس آیا اور مورد
آفرین ہوا۔ احمد آباد کی صوبہ داری پر مقرر ہوا اور احمد آباد کا صوبہ دار امانت خان
مالوہ کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ امانت خان اوجین مین آیا۔ انقلاب سلطنت کے فساد سے
اوجین کو اسلام خان عرف رتن سنگھ دبا بیٹھا تھا۔ ذو الفقار خان نے راجہ کو لکھ بھیجا کہ
امانت خان کو عمل دخل نہ دو یا راجہ نے ایسا نوشتہ جعلی بنا لیا تھا یا زیادہ سر سے راجہ نے

امانت خان صوبہ دار مالوہ اور اسلام خان عرف رتن سنگھ کی لڑائی +

امانت خان کو دخل نہ دیا۔گفتگو کی نوبت فوج کشی پر پہنچی۔امانت خان نے رحیم بیگ کو سارنگ پور
مین بھیجا تھا کہ دلیر خان افغان اور راجہ نے چار پانچ ہزار سوار لے کر اوٹھا دیا اور تھانہ مین
بہت آدمیون کو مار البعض کو اسیر کیا۔امانت خان یہ خبر سُن کر سوار ہوا اوس کے
پاس کل تین ہزار سوار تھے جنمین سے چار پانچ سو تھانہ مین مارے گئے تھے وہ اس فوج کے
ساتھ جدید الاسلام سے لڑنے آیا وہ باوجود اسلام کے قبول کرنے کے ایسا متعصب
ہندو تھا کہ مسلمانون کو مالی اور جانی ضرر زیادہ ایام کفر سے پہنچاتا تھا۔اس کے پاس دو بڑے
سردار دولت محمد رہیلہ اور دلیر خان تھے۔نالہ سارنگ پور پر کہ اجین سے چار پانچ منزل ہے
اسلام خان کا لشکر آیا اور امانت خان سے لڑائی شروع ہوئی۔اور تیر اندازی اور
برق اندازی سے ایک قیامت برپا ہوئی۔آخر کار راجہ گولہ سے مارا گیا۔اس کے لشکر کو
شکست ہوئی۔ہاتھی گھوڑے بے شمار اور خیمے باتکلف اور زر وافر امانت خان کی سرکار
مین داخل ہوا۔اور سارے لشکر نے تخت و تاراج سے ذخیرے جمع کئے۔پھر امانت خان
رام پورہ مین جہان اسلام خان کا وطن تھا گیا تو اوسکی بیوہ رانیون نے عرض کیا کہ راجہ نے
اپنے کئے کو پایا ہم بیواؤن سے لڑنا بزرگون کے طریقہ کے خلاف ہے۔بعد ازان جہاندار شاہ
نے امانت خان کو بدستور سابق احمد آباد مین صوبہ دار کر دیا جسکا سبب معلوم نہیں + محمد فرخ سیر
شاہجہان آباد کی طرف کمال بے استعدادی کے ساتھ چلا اوسکے ساتھ سید عبداللہ خان و
سید حسین علی خان و صف شکن خان نائب اڑلیسہ و احمد بیگ و خواجہ خان وغیرہ تھے
جنکی ساری فوجین ملکر تیس ہزار سوار و پیادون سے زیادہ نہ تھیں خرچ کی ایسی تنگی تھی کہ
عظیم آباد کے سوداگرون سے تین لاکھ روپیہ کی جنس قرض لی تھی۔اسی اثنا مین چھبیس
لاکھ روپیہ اطراف بنگالہ سے فرخ سیر کے ہاتھ لگ گیا۔جب جہاندار شاہ نے سنا کہ فرخ سیر
عظیم آباد سے چلا ہے تو اوس نے اپنے بڑے بیٹے عزیز الدین کو پچاس ہزار سوار و پیادہ اور
شائستہ توپخانہ کے ساتھ فرخ سیر سے لڑنے کے لئے بھیجا۔خواجہ حسن خان نبیرہ کو کلتاش
گو پنج ہزاری سے ہفت ہزاری بنا کے خان دوران خان کا خطاب دیا اور بادشاہزادہ

اور تمام فوج اور توپ خانے کا اختیار اوسکو دیا۔ اگرچہ ذوالفقار خان شاہزادہ کی تنک حوصلگی وعدم تجربہ وسوے مزاجی وافسردہ خاطری پر اور خواجہ حسن خان کی حسب لسب وسلوک و درشت خوئی پر مطلع تھا اوسنے بادشاہزادہ کے ساتھ خواجہ کے بھیجنے کو راے سلیم کے خلاف جان کر بادشاہ سے عرض کیا لیکن اس سبب سے کہ کوکلتاش خان اور ذوالفقار خان مین ہمچشمی کی علامت اس درجہ پر پہونچی تھی کہ کسی بات اور مصلحت مین ان کی رایون مین اتفاق نہ ہوتا تھا اور بادشاہ کا ایمان تھا کہ وہ کوکلتاش خان اور لال کنور کی خاطر داری کرے اسلئے وہ ذوالفقار خان کی کچھ نہ سنتا تھا قلیچ خان بہادر خلف الصدق غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ جو شجاعت کار طلبی ورای صائب و اکثر کمالات انسانی مین نادر العصر تھا اور بہادر شاہ کے عہد مین بادشاہ کی دون پروری اور بیخبری کے سبب سے ترک منصب کے گوشہ نشین ہوا تھا بہ تقاضائے مصلحت کار فرمایون نے اوسکی استمالت کر کے منصب ہفت ہزاری کا اوسکو دیا اور شاہزادہ کی کومک کے لئے مامور ہوا وہ بسبب عدم سرانجام سفر شاہزادہ کے ساتھ نہ جاسکا مگر پیچھے آیا جب وہ اکبرآباد مین آیا تو اوسنے سُنا کہ سرداروں کی ناموافقت کے سبب سے شاہزادہ کے لشکر کا حال ابتر ہو رہا ہے اوس نے یہ مصلحت جانا کہ اکبرآباد مین چند روز توقف کرے اور دیکھے کہ کیا ظہور مین آتا ہے۔ اس طرف عبداللہ خان وحسین علی خان کے ساتھ فرخ سیر کوچ بکوچ چلا آتا تھا چھبیلہ رام ناگر کہ کوڑہ وکڑہ کا فوجدار تھا اپنے تعلقہ کے پرگنات کا خزانہ لے کر بادشاہ کی خدمت مین آیا مگر جب اوسنے دیکھا کہ شاہزادہ نے اختیار ہے اور خاندوران خان بالکل منحرف ہے تو وہ خزانہ سمیت محمد فرخ سیر پاس چلا گیا جب اعز الدین قصبہ کھجوہ کے پاس قریب آیا اور اوسنے سنا کہ فرخ سیر تین منزل پر ہے تو اوسنے یہیں اقامت کی اور لشکر کے گرد خندق عمیق کھدوانے کی تیاری کی۔ اس خبر کے سُننے سے فوج حریف دلیر ہوئی اور پہلے سے زیادہ جلد چلنے لگی ۱۳ جمادی الاول کو خندق سے دو کروہ پر فرخ سیر کے پیش خانہ کے جھنڈے نصب ہوئے سید عبداللہ خان نے اطراف کی شاہزادہات کی دیواروں پر مورچال

باندہ کے ایک پہر دن سے تین پہر رات تک اعزالدین کی فوج پر گولہ اندازی کی - ۲۹ ماہ مذکور
شاہزادہ بجاے اسکے کہ لڑتا حسن خان خاندوران خان سے مشورہ کرکے جسقدر جواہر اور
اشرفیان اوٹھا سکا لیکر اور سارے کارخانجات بادشاہی کو چھوڑ کر ایک پہر رات رہے
بھاگ گیا اور لشکر مین ایسا تزلزل پڑا کہ لشکر کے عمدہ سردارون کو مایحتاج کے اوٹھانے کی
بھی فرصت نہ ملی ایک روایت یہ ہی کہ شاہزادہ نے بد دل اور افسردہ خاطر ہوکر یہ حرکت اسلیے
کی کہ جہاندار شاہ اپنی معشوقہ و منکوحہ لال کنور کے اغوا سے اوسکے ساتھ جو زوجہ اولی کے
بطن سے تھا بسلوکی کرتا تھا اور خاندوران خان کا اس مہم مین صاحب مدار ہونا اور اوسکے
ساتھہ بیدماغی کرنا ناگوار تھا - فرخ سیر کا لشکر جو بے طمعہ باز کی طرح شکار کا انتظار کر رہا تھا
شاہزادہ کے بھاگنے کی خبر سنتے ہی سامان لشکر کے لوٹنے کے لئے دوڑا - اور بہت مال و اسباب
اوسکے ہاتھ آیا - جو جماعت فقر و فاقہ کی آگ سے جلتی تھی آج جبن کے ذخیرے وافر جمع کرلیے اور
شاہزادہ اعزالدین کمال سراسیمگی سے اکبر آباد گیا لشکر فرخ سیر مین مبارکباد کی صدا خیمہ بخیمہ تال
اور مردنگ کے ساتھہ بلند ہوئی - قلیچ خان نے کہا کہ شاہزادہ کو جہاندار شاہ کے آنے تک اکبر آباد مین
ٹھیرنا مصلحت ہے - جہاندار شاہ ۱۷ جمادی الاول کو شاہجہان آباد مین داخل ہوکر فتح پسر کا
منتظر تھا جب اوسکی شکست کی خبر پہنچی تو اوسکی عقل و ہوش جو عشق کے تاراج سے بچے تھے
وہ بھی جاتے رہے - تہیہ اسباب جنگ مین مشغول ہوا - وسط ذیقعد ۱۱۲۳ھ مین شاہجہان آباد سے
چلا - ذوالفقار کی سپاہ بیس ہزار سے کچھ زیادہ تھی کوکلتاش کے پچیس (۲۵) ہزار سوار تھے مجموعہ
کل سپاہ کا اسی ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادہ کے قریب تھا - لشکر کوچ بکوچ فرخ سیر کے
مقابلہ کے لئے سموگڈھ مین اکبر آباد کے متصل آیا - اس طرف سے فرخ سیر دو سپہ سالار بارہ اور امرا
کے ہمراہ ایسی جمعیت کے ساتھہ کہ افواج جہاندار شاہ کے سوم حصہ کی برابر تھی کمال بے سامانی
کے ساتھہ دو روز کی مسافت ایک روز مین طی کرکے جمنا کے اس طرف لشکر جہاندار شاہ کے
مقابل اوترا - عبداللہ خان نے آخر شب یازدہم ذی الحجہ کو ایسی معبر کی تحقیق کرکے جس کا پانی
قد آدم سے کم تھا سراے روزبہانی سے جو شاہجہان آباد کی طرف اکبر آباد سے چار کوس ہے

واقع ہے عبور کیا - اور جہاندار شاہ کی فوج کے عقب مین فرودکش ہوا اسمین تین پہر بعد فوج سید بھی
اس معبر سے گذرا اور حسن علی خان اور چھبیلہ رام ناگر کہ جہاندار شاہ کی فوج کے انسداد راہ
کے لیئے بطریق ہراول تھا اس طرف دل جمعی کے ساتھ شاہانہ روزمین ساری سپاہ کے
ساتھ اوترا - جہاندار شاہ کے سردارون کو اس وقت اس ماجرے سے اطلاع ہوئی کہ مخالف کی
فوج ناگاہ عقب سے نمودار ہوئی - اسلیئے اونسے جو پہلے مورچال باندہے تھے وہ بیکار ہوئے
اب اوسے پشت کی طرف توجہ کرنی پڑی - اور از سر نو افواج کی ترتیب اور توپخانہ کے آگے لیجانے کا
اہتمام کرنا پڑا مگر اس کام کی مہلت اونکو نہ ملی - کوکلتاش خان و محمد راجی خان و اسلام خان ثانی
جانی خان و محمد امین خان و اعتماد الدولہ و قلیچ خان و جان نثار خان وغیرہ میمنہ مین اور
ذو الفقار خان و عبد الصمد خان اور ایک اور جماعت میسرہ مین قایم ہوئی - روز چہار شنبہ
دہم ذی الحجہ ۱۱۲۳ کو ایک پہر دو گہڑی دن رہے اول سید عبد اللہ خان نے جہاندار شاہ کی
فوج پر حملہ کیا اور جہاندار شاہ کی طرف سے بھی ایک فوج نام آورون کی جماعت کے ساتھ مقابل
ہوئی - سخت جنگ ہوئی - صف شکن خان جو فیل پر حسین علی خان کے ساتھ بیٹھا تھا اور فتح علی کے
داروغہ توپخانہ لیبر بہادر خان رسیلہ و میر اشرف خان برادر میر مشرف خان بہت بہادرون
ساتھ کام آئے - جہاندار شاہ کی طرف جانی خان شاہجہانی و مختار خان ایک جمع کثیر کے
ساتھ جان نثار ہوئے حسین علیخان نے عرصہ کارزار کو اپنے اوپر تنگ دیکھا تو ہندوستان
کے تہورون کی طرح ہاتھی سے کودا اور سادات بارہ کی ایک جماعت لیکر رستمی کی اور
زخمہاے کاری اوٹھاکر حالت غش مین معرکہ مین زمین پر گرا - جہاندار شاہ کے ہان فتح کا
کا شادیانہ بجا اس ضمن مین عبد اللہ خان ایک ٹیلہ پر چڑہا کہ جہاندار شاہ کی فوج پر مشرف
تھا اور ایک تیر پرتاب کے فاصلہ پر تھا اوسنے دیکھا کہ جہاندار شاہ اپنی عقب سپاہ سے
غافل ہے سادات بارہ جلو ریز ہوکر جہاندار شاہ کی زنانہ سواریون کے ہاتھیون کی طرف
دوڑے اور ایک آشوب و شیون وہان پیدا ہوا - جہاندار شاہ خبر کی تحقیق ہی مین تھا کہ لال کنور
اور نغمہ سرایون و خواجہ سراؤن کے ہاتھی تیر باران کے صدمہ سے جوش و خروش کے ساتھ اچھے

اور فتح جان کے خوف سے جگہ کو خالی کیا - جہاندار شاہ نے ہر چند چاہا کہ دشمن کے مقابل ہو مگر اوسکی
سواری کا ہاتھی لال کنور کے ہاتھیون کے طرح شوخی و اضطراب کرنے لگا اور فیلبانون کے اختیار
مین وہ نہ رہا - اسی اثنا مین عبد اللہ خان کے متفرق آدمیون نے داہنے باہیں طرف سے کچھ کچھ
ملنا شروع کیا جسسے تقویت ہوئی اور اس امداد غیبی سے بہادرون نے قدم جرأت آگے رکھا -
اور اس سبب سے جہاندار شاہی لشکر مین اکثر آدمیون کا پاؤن ایسا اکھڑا کہ پھر نہ جما سب اس طرح
پریشان ہو گئے جیسے کہ ہوا سے بادل ہوتے ہین - اس حال مین کوکلتاش خان [illegible]
پاس جائے اس ضمن مین علی اصغر خان و چھبیلہ رام ناگر جو کمین گاہ مین بیٹھے تھے [illegible]
کوکلتاش پر دوڑے اور سر راہ اونکو روکا اور زخمی کر کے اوس کو مار ڈالا - رضا قلیخان میر آتش اس
جنگ مین کوکلتاش کا ہم عنان تھا وہ بھی مارا گیا - اعظم خان برادر کوکلتاش زخمی ہو کر جہاندار
شاہ پاس گیا - مگر کام ہاتھ سے جا چکا تھا کچھ فائدہ نہ ہوا - یہانتک کہ جہاندار شاہ کا ایسا قافیہ
تنگ ہوا کہ خود فیل زنانہ کی عماری میں بیٹھا - اور جب آفتاب مین زردی آگئی تو اکبر آباد کی راہ لی
ذوالفقار خان میدان جنگ مین ایک پہر تک لڑتا رہا - آدمیونکو جہاندار شاہ اور اوس کے
بیٹے اعزالدین کی جستجو کے لیئے آدمی بھیجا اور اوسکو انعام دینے کا وعدہ کیا - اس کا
ارادہ یہ تھا کہ بیدار اور بسہر مین ایک ہاتھ آجائے تو بہادری کر کے دشمن کے صفوف مقابل
کو پرے ہٹا دے - لیکن اس کو نہ شاہ ملا نہ شاہزادہ - ناچار آخر کار مایوس ہو کر اکبر آباد کی طرف
متوجہ ہوا - کہتے ہیں کہ فرخ سیر نے جب ذوالفقار خان کا استقلال دیکھا تو وہ گھبرایا اور اوسکو
پیغام بھیجا کہ سلطنت کا دعویدار تو بھاگ گیا - اب تم کو کیا دعویٰ ہے - اگر سلطنت کا دعویٰ
رکھتے ہو تو یہ ایک اور بات ہے لیکن اگر کسی اور کو بادشاہ چاہتے ہو جہاندار شاہ نہ ہوا تو
فرخ سیر ہوا - ذوالفقار نے جب پیغام سنا اور بادشاہ اور اوسکے بیٹے کا پتا نہ لگا تو میدان
جنگ کو چھوڑ دیا - اوسکے بعد فرخ سیر کے لشکر مین فتح کے شادیانے بجنے لگے عبد اللہ خان کے
آدمی لاشون کے درمیان حسین علی خان کی تلاش مین گئے - وہ زخمون میں چور چور لہون
کی دست اندازی سے نیم کا غش مین پڑا تھا مگر جب اوسکے کان مین فرخ سیر کی فتح کی آواز

پہنچی تو اس مژدہ سے وہ مردہ زندہ ہوگیا - اوسکو اوٹھا کے بھائی پاس لائے - جہاندار شاہ نے رات اکبرآباد مین بسر کی اور تغیر ہیات کرکے آخر شب مین مستورات کی سواریون کے ساتھ شاہجہان آباد روانہ ہوا اور اوسکے ایک پہر پیچھے ذوالفقار خان بھی دارالخلافہ مین آیا - جہاندار شاہ سیدھا آصف الدولہ اسد خان پاس گیا اور معاونت و مصلحت کار کا طالب ہوا - ذوالفقار خان نے بھی باپ سے التماس کی کہ جہاندار شاہ کو کابل یا دکن کی طرف لے جائے اور پھر لشکر جمع کرکے تلافی کیجیے اسد خان جہان دیدہ اور تجربہ کار اور مدبران روزگار کا سردار تھا اوسنے کہا کہ سپاہ اور توپخانہ کی گردآوری خزانہ کی امداد بغیر نہیں ہوسکتی اور خزانہ سے ایک مہینہ کا خرچ وصول ہونا دشوار ہے اسلئے سواے شورش فتنہ و خرابی خلق و خونریزی سپاہ کے کوئی نتیجہ نہ ہوگا - آب انجو سے رفتہ باز آمدن امریست متعذرالوقوع بیٹے کی اس عزیمت کا مانع ہوا اور اوسنے کہا کہ اولاد تیموریہ میں سے جو شخص تخت فرمانروائی پر قدم رکھے ہم پر اوس کی اطاعت واجب ہے - اگرچہ اس امر کا حسن عقل سلیم و راے صحیح پر پوشیدہ نہین ہے - اسد خان کو بیٹے کا اس حرکت سے باز رکھنا سب طرح سے مستحسن الوجوہ تھا لیکن مآل کار سے وہ واقف نہ تھا کہ قضا نے اوسکو غافل کیا - آصف خان نے جہاندار شاہ کو قلعہ مین نظر بند کیا -

ذکر سلطنت محمد فرخ سیر

۳ - رجب ١٠٩٥ھ کو فرخ سیر پیدا ہوا جب بہادر شاہ نے اپنے بیٹے عظیم الشان کو صوبہ بنگالہ سے طلب کیا تو عظیم الشان نے اپنے بیٹے فرخ سیر کو بنگالہ مین نائب مقرر کیا اور خود باپ پاس گیا اور اوسکے ساتھ ہوکر اعظم شاہ سے لڑا اور اوسکو مارا - بہادر شاہ ہندوستان کا بادشاہ ہوا - جب سنہ ۵ جلوس مین بہادر شاہ لاہور مین تھا اور صوبہ بنگالہ مین اعزالدولہ خانخانان صوبہ دار مقرر ہوا تو فرخ سیر حضور مین طلب ہوا اور وہ - ۲۴ سال کی عمر مین صوبہ بہار مین آیا اور یہان جس سبب سے مقیم ہوا وہ ہم نے اوپر بیان کردیا -

ان ہی ایام مین محمد رضا مخاطب بہ رعایت خان جو بہادر شاہ بادشاہ کے منصوبون مین تھا اوسنے دکن سے صوبجات مشرقی مین آنکر قلعہ داری رہتاس کا ایک جعلی فرمان بنالیا

رہتاس پر فرخ سیر کی فتح +

اور استقلال کے ساتھ قلعہ مین داخل ہوا - اور بندوبست سے خاطر جمعی کے ساتھ محصول محال و ذخیرہ
قلعہ مین جمع کیا - اسکی غدر کی حقیقت بہادر شاہ کو معلوم ہوئی اور محمد رضا نے خود بھی
لکھا کہ مین قلعہ پر حضور کے متصدیون کی بے بندوبستی سے متصرف ہوا ہون - دیکھون کہ اس
قلعہ سے مجھے کون باہر نکال سکتا ہے - بہادر شاہ اور عظیم الشان دونون نے فرخ سیر کو لکھا کہ
محمد رضا کی تنبیہ و تادیب کریں اور قلعہ کو اوسکے تصرف سے نکالین - محمد فرخ سیر نے اپنی ہمراہی
صاحب رایون سے مشورہ کیا - اس قلعہ کا محاصرہ بمصالح و تردد طلب تھا اور اوسپر اقدام
اندیشہ صائب کے بے مدد متعذر تھا - لاچین بیگ قلماق فرخ سیر کے منصوب نوکرون مین تھا
جسکو برطرف کر دیا تھا - وہ جانبازی کر کے رزق کی امید مین آیا - اور ایک مقرب کی معرفت
عرض کیا کہ اگر شاہزادہ محمد فرخ سیر یہ شہرت دے کہ وہان عفو جرائم اور آفرین باد کا محمد رضا کی
جرأت و جلادت و رشادت پر اور قلعہ کو بدستور رکھنے کا مع خلعت و نشان آیا ہے اور وہ
بندہ کے ہمراہ اوسکے پاس بھیجے تو جسوقت مین یہ نشان اوسکو دونگا تو اوس کو مار ڈالونگا
اگر مین جانبر ہون تو اوسکے صلہ سے سرافرازی پاؤں اور اگر میرا سر صدقہ ہو تو میرے فرزند
اوسکے نتائج سے سربلند ہون - یہ مصلحت ارکان دولت نے پسند کی - لاچین بیگ کو خلعت
و نشان دیا گیا کہ محمد رضا پاس لیجائے وہ یہ لیکر پہنچا - گفتگو کے بعد محمد رضا نے لاچین بیگ
کو اپنے پاس آنے کی اجازت دی نشان و خلعت کی تعظیم مین وہ مصروف ہوا - کہ لاچین بیگ
نے کاردازی سے اوسکا کام تمام کیا - لاچین بیگ کو اوسکے نوکرون نے زخمی کیا مگر اوس کی
جان بچگئی - فرخ سیر نے اوسکو بہادر دل خان کا خطاب بادشاہ سے عرض کر کے دلایا -
فرخ سیر کا یہ منصوبہ عاقبت بخیر باپ دادا کے نزدیک مستحسن ہوا - ان ہی ایام مین بہادر شاہ بادشاہ
کے مرنے کی خبر آئی - محمد فرخ سیر نے اس خبر کو سنکر بدون اس تحقیق کے کہ بھائیون کے درمیان
کیا انفصال مقدمہ ہو عظیم الشان کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور اوسکے نام کا سکہ جاری کیا
اور اپنے ہمراہیون سے صلاح کی کہ مین عظیم الشان پاس جاؤن یا نہ جاؤن - بعض دنیا طلب
درویش اور محمد رفیع منجم مانع آئے - اونھون نے کہا کہ حضور کا اس مکان سے حرکت کرنا

عجب تک صاحب سکہ وخطبہ نہون صلاح دولت نہین ہی ان ہی دنون مین حسین علی خان بارہ پٹنہ مین عظیم الشان کا نائب تھا اور سرکشون کی سزا کے لئے پرگنات مین گیا ہوا تھا جب اوسنے یہ خبر سنی کہ اور بھائیون کے مغلوب ہونے کی خبر آنے بغیر فرخ سیر نے عظیم الشان کا سکہ وخطبہ جاری کیا تو اوسکو فرخ سیر کی طرف سے ملال ہوا اور ایسے ہی فرخ سیر کے دل میں سادات بارہ کی ذاتی شجاعت کا اور صوبہ مین حسین علی خان کے تسلط کا وسوسہ عظیم پیدا ہوا۔ نامہ وپیغام مودت التیام بھیجکر سید کو مستمال کیا اور اپنے پاس بلایا اور والدہ فرخ سیر حسین علیخان سے ملتجی ہوئی اور فرخ سیر کی زبانی قول اور عہد اور ایفا اور ختیار اور مدار سلطنت کو بیان کرکے ایسا اوسکو مطمئن کیا کہ طرفین کے وسواس وہراس اخوت سے مبدل ہو گئے اس عرصہ مین عظیم الشان کے کشتہ ہونے کی خبر آئی تو محمد فرخ سیر نے اس خبر کو سنکر اوائل ربیع الاول ۱۱۲۴ھ مین اپنے نام کا سکہ وخطبہ جاری کیا۔ اور روز بروز حسین علی خان اور فرخ سیر کے استقلال کے باب میں عہد وپیمان استوار ہوتے گئے۔ الہ آباد کا صوبہ دار سید عبد اللہ خان عرف حسن علیخان تھا اور تبدیل سلطنت سے اوسکو بنگالہ کا خزانہ ہاتھ لگا تھا اور صاحب شجاع مشہور تھا۔ فرخ سیر کے دل مین اوسکی طرف سے کھٹکا تھا کہ وہ جہاندار شاہ کی طرفداری کرے گا اور میری اطاعت نہین کریگا۔ اوسکو فرمان تسلی بھیجا۔ اس مین ان اقرار ونکا بیان کیا جو اوسکے بھائی سے ہوئے تھے اور خزانہ کے تصرف کی اجازت دی اور سپاہ کی نگاہداشت کی ترغیب دی اور حسین علی خان نے بھی اس بارہ مین اپنے بھائی سید عبد اللہ خان کو لکھا اور غبار دوئی کو اوس کے آئینہ خاطر سے دور کیا۔ غرض دونو بھائیون نے دل وجان سے مدد اور رفاقت کا پیمان کیا۔ اور از سر نو عہد وقرار ہوئے اور اس مہم عظیم کے سرانجام مین دل اتفاق کیا۔ آرے باتفاق جہان میتوان گرفت۔ اب فرخ سیر پٹنہ سے دار الخلافہ کی طرف چلا۔ جب جہاندار شاہ کو فرخ سیر کی اس حرکت کی خبر ہوئی تو وہ لاہور سے اوائل ربیع الثانی مین دار الخلافہ مین آیا۔ سید عبد اللہ کو الہ آباد سے بدل کر سید عبد الغفار کو بھیجا جنگی لڑائی کا حال پہلے بیان ہو چکا ہے +

پٹنہ سے دارالخلافہ کی طرف فرخ سیر دوسپہ سالارون اور صف شکن خان وخواجہ عاصم اور رفیقون کے ساتھ چلا اوسکی کل سپاہ پچیس ہزار سوار تھے اور خرچ کی بہت تنگی تھی شہزادے عظیم الشان کی جاگیر کے بنگالہ کے صوبون سے اٹھائیس لاکھ روپیہ عبد اللہ خان کے اور چھبیس لاکھ روپیہ فرخ سیر کے ہاتھ آئے تھے۔ اور دو تین لاکھ روپیہ کی جنس تجار پٹنہ سے قرض لی تھی۔ جہاندارشاہ نے یہ سنکر کہ فرخ سیر پٹنہ سے چلا ہے اپنے بڑے بیٹے اعزالدین کو پچاس ہزار سوارونکے ساتھ فرخ سیر سے لڑنے کے لئے مقرر کیا۔ خواجہ احسن خان مخاطب خاندوران خان کو شاہزادہ اور تمام فوج کا اختیار دیا اور توپخانہ سنگین ہمراہ کیا قلیچ خان بہادر پسر غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ نے بہادرشاہ کے عہد مین استعفا دیکر گوشہ نشینی اختیار کی تھی اوسکو شاہزادہ کی مدد کے لئے مقرر کیا۔ اور وہ پیچھے روانہ ہوا۔ جب وہ آگرہ مین آیا تو اوسے معلوم ہوا کہ شاہزادہ جمنا پار چلا گیا ہے اور سرداروں کی آپس کی نااتفاقی کے سبب شاہزادہ کے لشکر مین جوتیون مین دال بٹ رہی ہے تو اوسنے آگرہ مین توقف کیا شاہزادہ اعزالدین قصبہ کھجوہ مین آیا اور اوسنے سُنا کہ محمد فرخ سیر تیرہ چودہ کروہ پر ہے تو اوسکے دل مین شمشیر سادات کا خوف پیدا ہوا اور اواخر شوال مین اوسنے منزل کھجوہ مین اقامت کی اور اپنے خیمہ اور لشکر کے خیمون کے گرد خندق کھودنے کا حکم دیا اور مورچال باندھے۔ یون دشمن کو اپنے اوپر دلیر کیا جب ایک دو کوس کے فاصلہ پر سید عبد اللہ خان و حسین علی خان کے پیش خانہ کے جھنڈے نصب ہوے۔ فوجون مین کچھہ مقابلہ نہ ہوا مگر اعزالدین کی فوج پر سید عبد اللہ خان نے اطراف کے دہات کی دیوارون پر مورچال باندہ دیکے تیسرے پہر سے رات کے تیسرے پہر تک توپین مارین شہزادہ اعزالدین لال کنور کی ناموافقت کے سبب باپ کی نظر سے گرا ہوا تھا اور اس مہم مین خاندوران خان کے تسلط کے سبب بالکل بے اختیار تھا۔ ان وجوہ سے زیادہ بیدل اور بدحواس ہوا۔ خاندوران خان کی پیشانی سے نامردی ٹپکتی تھی۔ ان دونون مین مشورہ ہوا اور دونون ایسے ڈرے کہ اپنی مقدور کے موافق جواہر و خزانہ اشرفی اٹھایا اور باقی تمام خزانہ و خیمہ و توشک خانہ و کارخانجات یہین چھوڑ کر تین پہر رات گئے بھاگ گئے۔ اکثر عمدہ سردار اپنی مایحتاج ضروری بھی

نہ اٹھا سکے اور گھوڑون پر زین نہ لگا سکے اور فرار مین ایک دوسرے پر سبقت کرنے لگے گرتے پڑتے
جان سلامت لیگئے جب ہر کارون نے فرخ سیر کے لشکر کو دشمن کی ہزیمت کی خبر سنائی تو بے شمار پیادے
اور سوار لوٹ پر ایسے جھک ٹوٹے جیسے کہ بھوکا باز اپنے شکار پر گرتا ہے - ہاتھی گھوڑے وخزانہ وخیمہ
اور کل کارخانجات لوٹ لئے جنکو ایک روز کی روٹی میسر نہ تھی اور رات کو فاقہ سے سوتے تھے
اونھون نے ذخیرے جمع کرلئے غرض فرخ سیر کے لشکر کی عسرت عشرت سے بدل گئی - اعز الدین تباہ
حال اکبر آباد مین آیا قلیچ خان نے اوسکو مصلحت بتلائی کہ اکبر آباد مین جہاندار شاہ کے حکم آنے
تک منتظر رہو جہاندار شاہ - ۷ جمادی الاولی کو دار الخلافہ شاہجہان آباد مین آیا - اعز الدین کی
فتح پر آنکھین لگائے بیٹھا تھا کہ اوسکے پاس بیٹے کے فرار ہونے کی خبر آئی تو وہ وسط ذی قعد ۱۱۲۴ھ
دار الخلافہ سے باہر آیا - ذو الفقار خان بہادر نصرت جنگ کو ہراول بنایا - اور کوکلتاش خان بہادر
و اعظم خان وجانی خان وسبہ دار خان اور امیران توران کے بہادر اور توپخانہ کو لیکر نکلا - اور
ستر اسی ہزار سوار و پیادے جمع کئے - فرخ سیر کے مقابلہ کے لئے سموگڈہ مین اکبر آباد کے متصل آیا -
فرخ سیر بھی سید عبد اللہ خان وسید حسین علی خان کی پامردی سے اکبر آباد کے قریب آیا - اوسکے لشکر مین
خرچ کی بڑی تنگی تھی جہاندار شاہ کی سپاہ کی افزونی وتوپخانہ اور اسباب جنگ عقلا کے نزدیک اسپر
دلالت کرتا تھا کہ کبھی وہ مغلوب نہین ہوگا لیکن اسکے بعضے اطوار ناہموار اور ظلم اصل بدنام آدمیونکو
ہمراہ لانا ایسا تھا کہ جس سے امراء قدیم وجدید اور تمام سرداران سپاہ آزردہ خاطر تھے اور زبان پر گلے
اور کلمات یاس لاتے تھے اور بعضے توران کے نامداران بانام ونشان اس تدبیر پر جہاندار شاہ سے آزردہ
خاطر تھے کہ اونھون نے فرخ سیر سے عہد موافقت کرلیا تھا - ذو الفقار خان اور کوکلتاش خان مع برادر
جہاندار شاہ کے جان نثار عقیدت نشان بندے تھے مگر حسد ونفاق اس قدر آپس مین رکھتے تھے کہ ایک
دوسرے کے خون کے پیاسے تھے - اکثر عمدہ کامونکو آپس کی ضد سے ابتر وضائع کرتے تھے - اور ایک دوسرے
کے استیصال مین منصوبے باندھتے تھے خصوصاً کوکلتاش خان حسد ذاتی کے سبب سے ہر وقت رائے
سلیم کے خلاف کام کرتا تھا - ایک کہتا تھا کہ فرخ سیر کو جمنا پار کسی طرح نہین آنے دینا چاہیے
اور خود جمنا پار جا کر مقابلہ کرنا چاہیے - دوسرا کہتا تھا کہ فرخ سیر کو جمنا پار اترنے دین - اگر ہم جمنا پار جا کر

اُس کو شکست نہ ہنگی تو وہ از سر نو ملک مین فساد مچائیگا اور مہم کو طول ہوگا اور عدم پایاب اور بسیاری
آب کے سبب سے بھی یہ خیال تھا کہ فرخ سیر دریا سے جلد نہین اُتر سکتا - فرخ سیر کے لشکر مین خرچ
کی بڑی تنگی تھی وہ دعدوز کا سفر ایک روز مین طے کرتا ہوا آتا تھا - وہ جمنا کے اس طرف کچھ آدمیون کے
ساتھ آیا اور بہت سا لشکر اوسکے پیچھے تھا اوسکو شب خون کے مارنے کا ایسا خوف تھا کہ اکثر سپاہی
گھوڑون کی لگامین پکڑے سرما سے لرزان اور دشمن سے ہراسان پوس کے مہینے کی اندہیری
رات مین چار پہر کھڑے رہے - آخر شب یازدہم ذی الحجہ مین سید عبد اللہ خان ہراول نے
ایک معبر تحقیق کیا جسمین پانی آدمی کی چھاتی تک تھا - وہ پانی کے اوپر سے جہاندار شاہ کے لشکر
کے سامنے سے معبر وز پانی سے اترا جو شاہجہان آباد کی طرف اکبر آباد سے چار کوس پر ہے
دشمن کی فوج کے عقب مین نمودار ہوا چار دن مین ساری فوج اُتر آئی - جہاندار شاہ کے سپہ لار
اسوقت خبردار ہوئے کہ جب فرخ سیر کے لشکر کا سیلاب اونکے لشکر کے عقب مین آگیا - تو وہ
سراسیمہ ہوئے فوج ہنداری اول بحال رہی از سر نو فوج کی ترتیب دشمن سے لڑنے کے لئے
کرنی پڑی اور توپخانے کے پیچھے مین اہتمام کرنا پڑا - ایک پہر دن باقی تھا کہ سید عبد اللہ خان
ہراول نے لڑائی شروع کی - ایک عجیب و غریب دار و گیر ہوئی جہانتک نظر کام کرتی تھی تلوارین
چمکتی نظر آتی تھین - ان حملون مین صف شکن خان کہ فیل پر حسین علی خان کا ردیف تھا اور
فتح علی خان روغہ توپخانہ محمد فرخ سیر و زین الدین خان پسر بہادر خان رسیلہ اور میر اشرف
برادر میر مشرف کشتہ ہوئے چھبیلہ رام ناگر و خان زمان کنارہ کشی کرکے قابو سے وقت کے منتظر
جہاندار شاہ کی طرف سے جانی خان جہان شاہی و ممتاز خان مارے گئے حسین علی خان نے
عرصہ کارزار مین اپنی فوج پر دشمن کا غلبہ دیکھا ہندوستان کے بہادران تہور پیشہ کی طرح
ہاتھی سے اُترا اور پیادہ کی ایک جماعت کو ساتھ لیکر رستمانہ کام کیا اور تیر و گولیون سے
زخمی ہوکر بے خبر معرکہ مین پڑا - سید عبد اللہ خان کی فوج بھی تیر باران کے صدمات سے متفرق
ہوگئی تھی اور اوسکے نشانون کے فیل بھی اکثر جماعہ دارون کے ساتھ سے جدا ہوگئے تھے
اوسکے ساتھ سو دو سو سوارون سے زیادہ نہ تھے کہ سید عبد الغفار سید عبد اللہ خان کے ہاتھی کے روبرو آیا

اور کہا کہ مین سید عبد الغفار ہون۔ایک تیر سید عبد اللہ خان کی طرف چلایا اونسے اوسکے تیر کو
رد کرکے اپنے تیر سے سید عبد الغفار خان کو زخمی کرکے بھگا دیا۔سید عبد اللہ خان کو معلوم نہ
ہوتا تھا کہ مین کہان جاتا ہون اور انجام کیا ہوگا کہ کچھ آدمی ایسے آن ملے جنسے اوس کو
تقویت ہوئی۔اسنے یہ چاہا کہ جہاندار شاہ کی فوج کے عقب سے خصم کی بہیر پہ جائے لیکن اطراف
کی فوج کے صدمات سے اوسکو معلوم نہ تھا کہ کہان مین نکل سکون گا اسلئے وہ ایک پشتہ پر
چڑھا جو تیر رس فاصلہ پر جہاں دار شاہ کے قول اور فیل پر مشرف تھا جہاندار شاہ کے
لشکر مین فتح کے شادیانے بج رہے تھے لیکن اسکو یہ خبر تھی کہ عقب فوج مین خصم کیا کر رہا ہے
سید عبد اللہ خان نے تھوڑے سے آدمیون سے تیر مارنے شروع کئے سادات بارہ کمان جنگ ہاے
آسے۔اور زنانہ کے سواری کے ہاتھیون مین ایک آشوب غریب پیدا کیا۔ابھی جہاندار شاہ
دفع خصم مین ہنوز مشغول ہوا تہا۔کہ لال کنور اور نغمہ سرایون اور خواجہ سرایوں کی سواریوں کے
ہاتھی تیر باران کے صدمہ سے جوش وخروش مین آئے اور اپنی جگہ کو خالی کیا جسسے جہاندار شاہ
کے ہمراہی اکثر ڈر گئے جہاندار شاہ دشمن کی طرف متوجہ ہونا چاہتا تھا کہ اسکا ہاتھی بھی
اور ہاتھیون کی طرح شوخی کرنے لگا اور فیلبان کے اختیار مین نہیں رہا۔اس حالت مین
سید عبد اللہ خان کی افواج متفرقہ بھی جمع ہوگئی۔سادات بارہ نے قدم جرأت آگے
رکھا۔جہاندار شاہ کے لشکر مین ایسا خلل ڈالا کہ وہ بھاگ گیا۔جہاندار شاہ کی مدد کو کلتاش خان
جاتا تھا کہ علی اصغر خان اور چھبیلہ رام ناگر نے اسے گھیر لیا اور زخمی کیا۔رضا قلی خان اردغہ
توپخانہ بھی کام آیا اور اعظم خان برادر کوکلتاش بھی زخمی ہوا۔جہاندار شاہ کا حال ایسا تنگ ہوا
کہ لعل کنور کی سواری کے ہاتھی مین جا بیٹھا اور شام کے وقت آگرہ چلا گیا۔پہر رات گئے ذوالفقار خان
دشمن سے لڑتا رہا اور جہاندار شاہ اور اعز الدین کی خبر کی جستجو کرتا رہا لوگون کو روپیہ دیکر
اطراف مین دوڑایا کہ اگر سپہر جہاندار شاہ کو پاوین اور یہان لاوین تو اوسکی تقویت سے
حریف کو آگے سے ہٹا دے۔مگر ان گم گشتون کا پتا نہ لگا تو ذوالفقار خان بھی مایوس ہوکر
شاہجہان آباد کی طرف چلا۔فرخ سیر کے لشکر مین شادیانہ فتح بلند آوازہ ہوا سید عبد اللہ خان نے

لاشون مین اپنے بھائی حسین علی خانکی جستجو کے لئے آدمی بھیجے۔ وہ بے خبر اور بیہوش کی دست اندازی سے ننگا پڑا ہوا تھا جب اوسکے کان مین فرخ سیر کی فتح کا مژدہ پہنچا تو اوسکے قالب مین جان آئی اوسکو اوٹھاکر عبداللہ خان پاس لائے۔ جہاندار شاہ رات کو اکبرآباد مین رہا اور بقول مشہور ڈاڑھی کو صفاچٹ کراکے تغیر وضع و ہیأت کرکے آخر شب مین لعل کنور کے ساتھ شاہجہان آباد کو روانہ ہوا۔ ذوالفقار خان اور جہاندار شاہ ایک پہر کے فرق سے شاہجہان آباد مین پہنچے آصف الدولہ پاس جہاندار شاہ گیا اور مصلحت کار پوچھی۔ ذوالفقار خان نے بھی اس باب مین باپ سے التماس کیا کہ جہاندار شاہ کو کابل یا دکن لے جائیے اور پھر لشکر جمع کرکے تلافی کیجئے آصف الدولہ جہاندیدہ اور آزمودہ کار تھا جب اوسنے دیکھا کہ کام ہاتھ تلے سے نکل گیا معزالدین فرمانروائی کے قابل نہین رہا۔ تو یہ نہیں چاہا کہ گرد آواری کی جائے صلاح کار اسمین جانی کہ معزالدین کو قلعہ مین بھیجکر نظربند کیا اور ذوالفقار کے ارادہ جہان آشوب کا مانع ہوا۔ اور کہا کہ اولاد تیمور مین سے جو کوئی فرمان فرما ہو سب کو اوسکی اطاعت لازم ہے جہاندار شاہ کو دوسری سمت مین لے جائے اور تازہ فتنہ و فساد کے باعث ہوتے ہین خدا علیم ہے کہ مآل کار کیا ہو۔ آصف خان کی یہ صلاح بموقع و بجا تھین لیکن وہ نہین جانتا تھا کہ یفعل اللہ ما یشاء التقدیر غالب علی التدبیر اس تدبیر مین بیٹے کی جان جائیگی اور دولت موروثی خاک مین ملیگی جسکا آگے بیان ہوگا۔ جہاندار شاہ کی سلطنت دس مہینے رہی +

سوانح سال اول فرخ سیر

فتح کے بعد سید عبداللہ خان کی وساطت سے اول قلیج خان بہادر اور سرداران تورانی آداب تہنیت بجا لائے اور مورد عنایات و آفرین ہوئے۔ بادشاہ نے سید عبداللہ خان کو مع لطف اللہ خان صادق اور امرا کے دارالخلافہ کے بندوبست کیلئے روانہ کیا۔ بادشاہ ایک ہفتہ کے بعد شاہجہان آباد کی طرف متوجہ ہوا۔ ۱۸ محرم ۱۱۲۴ھ کو باغ بارہ پلہ پر جو دارالخلافہ کے متصل ہے اترا۔ سید عبداللہ خان کو قطب الملک یار وفادار ظفر جنگ کا خطاب اور رفعت ہزاری ہفت ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ کا منصب عطا کیا اور وزارت تسلیم کی۔ سید حسین علی خان کو

امیر الامرا بہادر فیروز جنگ کا اور ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب مرحمت کیا اور میر بخشی
کی خدمت پر مقرر کیا محمد امین خان کو اعتماد الدولہ کا خطاب دیا ہزاری ہزار سوار کا منصب
پر اضافہ کیا اور بخشی دوم مقرر کیا قلیچ خان کو جو پنج ہزاری تھا ہفت ہزاری ہفت ہزار کا منصب اور
نظام الملک بہادر فتح جنگ کا خطاب عنایت فرمایا اور دکن کا صوبہ دار کیا۔ جہانگیر نگر کے
قاضی عبد اللہ تورانی کو فرخ سیر نے اپنی روانگی سے پہلے پیشتر بعض مقدمات کی صلاح کے
لئے خفیہ شاہجہان آباد بھیجا تھا اوسکو خانخانان میر جملہ کا خطاب اور ہفت ہزاری ہفت ہزار
سوار کا خطاب دیا۔ اگرچہ بسبب ظاہر دیوان خاص کی اور ڈاک کی داروغگی کی خدمت اوس کو
سپرد تھی لیکن وہ ہمدم و محرم راز تھا دستخط خاص کا اختیار اوس کو دیا۔ وہ بالکل بادشاہ پر حاوی ہوا
اور کل خلقت کا مرجع بنا +

قطب الملک سید عبد اللہ خان حکم کے بموجب شاہجہان آباد مین بندوبست ملکی کے لئے آیا
اور سلطنت کے نظم و نسق اور مہمات ملکی اور وزارت کے کامون مین مشغول ہوا تو اول بادشاہ اور
وزیر کے درمیان نزاع اسپر ہوا کہ جب فرخ سیر سے قطب الملک جدا ہوا تو بادشاہ نے دیوانی
خالصہ پر چھبیلہ رام ناگر کو مقرر کیا اور افضل خان کو جو بادشاہ کا اوستاد تھا صدر الصدور مقرر کیا
اور قطب الملک نے دار الخلافہ مین پہونچکر دیوان خالصہ لطف اللہ خان صادق کو اور صدارت
کل پر سید امجد خان کو مقرر کیا۔ بہادر شاہ کے عہد مین بھی یہ سید اس خدمت پر مقرر تھا۔
جب بادشاہ دار الخلافہ مین آیا تو سلطنت کے کامون پر متوجہ ہوا صدارت اور دیوانون کے مقرر کرنے
کے باب مین بادشاہ اور وزیر کے درمیان مضائقہ ہوا۔ قطب الملک نے کہا کہ اگر میرے مقرر
کئے ہوئے آدمی برقرار نہ رہینگے تو میری وزارت کا اعتبار نہین رہیگا میر جملہ اور بعض اور حسد پیشہ نوکرون
نے اس بارہ مین بادشاہ کے خاطرنشان کیا کہ بادشاہ اگرچہ نوکرون کو اختیار دیتے ہین مگر نوکر کو
چاہئے کہ وہ اپنی حد کو نگاہ رکھین اونکی کیا مجال ہے کہ بادشاہ کے حکم بدون عہدہ خدمات
صدارت و نیابت و وزارت [illegible] +

خواجہ گر لطافت بیحد دارد … بندہ باید کہ حد خود داند

اگرچہ محمد فرخ سیر وسیع الاخلاق اور قدردان تھا ہر ایک کی خدمت اور تردد کے مقابل
مین چاہتا تھا کہ بقدر امکان منصب و عمدہ خدمات عنایت کرکے ہم چشمون مین ممتاز کرے مگر
اختیار نہین رکھتا تھا اور ناآزمودہ کار جوان تہا امور سلطنت سے بے خبر خردسالی سے صوبہ بنگالہ مین
باپ دادا سے دور نشو و نما پایا استقامت مزاج و رائے صائب نہین رکھتا تھا اورون کی رائے
پر چلتا تھا قسمت سے تاج و سلطنت مل گیا تہا ۔ خاندان تیموریہ کا جوہر شجاعت تھا وہ اوسکے خلاف
جبن ذاتی رکھتا تھا صاحب غرض کے سخن کی تہ پر نہ پہنچتا ۔ ابتدا سے اپنی سلطنت کا مادہ فساد
خود ہی ہوا جسکا بیان مفصل آگے آتا ہے آغاز جلوس مین بڑی غلطی اصول بنائے جہانبانی مین
اوسنے یہ کی کہ منصب وزارت سید بارہ عبد اللہ خان کو دیا منصب وزارت ایک ایسا امر خطیر ہے کہ
پہلے ہمیشہ بادشاہون نے مدتون کے امتحان کے بعد اون باوقار و صاحب حوصلہ دانشمندون کو
دیا ہے جو مردباری کی صفت و تجربہ کاری اور طبع حلیم اور رائے سلیم رکھتے تھے سادات بارہ کی
شجاعت و بہادری ضرب المثل ہتی وہ اکبر شاہ کے عہد سے پایہ امارت پر پہنچے تھے مگر شاہجہان
نے اپنی ۳۱ سال کی سلطنت مین اورنگ زیب نے اپنی اکیاون سال کی بادشاہت مین
کسی بارہ کے سید کو وزارت کا منصب دیا اور اونکو اس منصب کے دینے کے سبب جو خرابیان
سلطنت مین واقع ہوئین وہ آگے بیان ہوتی ہین کہ سید اس امر خطیر کے بار سنگین کو اوٹھاکر
خود مطعون عالم ہوئے اور اہل عالم مین اور بادشاہان ہفت اقلیم مین اونکی آقاکشی کی
بدنامی ہوئی اور تمام سواد اعظم ہندوستان مین فساد و آشوب پھیلایا اور آخرکار خود دولت
بارہ کے استیصال کے سبب ہوئے جسکا بیان اب آگے آتا ہے ۔ عاقلون نے سچ کہا ہے
کہ ہر یکے را عقل بکمال و فرزند بجمال نماید لیکن ایسا نہین ہے کہ ہر یکے را بہر کارے آفریدہ اند
صدارت و دیوانی خالصہ تن کا اس طرح فیصلہ ہوا کہ صدارت تو موافق بادشاہ کے حکم کے افضل خان
کو اور دیوانی خالصہ لطف اللہ خان صادق کو ملی اور چھبیلہ رام ناگر کو اکبرآباد کی صوبہ داری
مگر آپس مین عداوت کا تخم دلون مین بویا گیا +
میر جملہ نے بادشاہ کے مزاج مین دخل پیدا کیا ۔ اگرچہ وہ آشناؤن اور محتاجون کے ساتھ

فیض رسانی کرتا تہا اور خلق اللہ کے اجراء کار اور دیانت مین ممتاز تہا اور ایک عالم اُس سے کامیاب ہوتا تہا لیکن وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ فرمان فرمائی ہند کا اختیار سادات بارہ کے ہاتھ مین رہے۔ دونو بھائیون کے ہاتہہ مین اقتدار سلطنت دیکھ کر حسد کے مارے جلا جاتا تھا اظہار خیر خواہی و ہمدمی کے وسیلہ سے مقربان تازہ پیدا ہوئے اونھون نے بادشاہ اور سادات بارہ کے درمیان اور آتش فساد کو بھڑکایا +

آصف الدولہ اور ذوالفقار خان نے بارہ پلہ پر خیمہ لگایا۔ اور بادشاہ کی ملازمت کا ارادہ کیا امیر الامرا حسین علی خان کو بادشاہ اور میر جملہ کے مشورہ پر اطلاع تھی اونسے آصف الدولہ پاس پیغام بہیجا کہ اگر میری وساطت سے بادشاہ پاس جاؤگے تو کوئی تمہاری سر کا ایک بال بیکا نہ کرسکے گا جب اور صاحب مدار اس بات پر مطلع ہوئے تو اسکو صلاح و صوابدید دولت کے خلاف جانکر تقرب خان کو جو ایرانی ہونیکی وجہ سے ذوالفقار کا ہم جنس تھا اس پاس بھیجا کہ اوسکی تسلی کرے کلام اللہ کی قسم کھاکر خاطر نشان کرے کہ امیر الامرا کی معرفت بادشاہ کی ملازمت کرنے مین سوائے ندامت خسارت جانی و مالی کے کوئی اور فائدہ نہ ہوگا۔ حاصل یہ کہ میر جملہ آصف الدولہ اور ذوالفقار خان کے ہاتھ باندہ کے بادشاہ پاس لایا۔ آصف الدولہ نے تقصیرات کے عذر مین اور عفو جرائم کے لئے دو تین کلمے التماس کئے۔ بادشاہ نے مہربانی کرکے اونکے ہاتہہ کھلوائے خلعت مع جواہر عنایت کئے اور آصف الدولہ کو حکم دیا کہ آپ اپنے خیمہ مین تشریف لیجائین اور ذوالفقار خان خیمہ مین باہر بیٹھے اس سے ایک مصلحت ضروری کا پوچھنا ہے۔ آصف الدولہ نے جان لیا کہ بیٹے کی موت آگئی روتا پیٹتا اپنے خیمہ مین آیا اور ذوالفقار خیمہ مامورین جاکر بیٹھا اوسکو امرا اور جیلیون نے گھیر لیا عظیم الشان اور محمد کریم کے خون کے دعوی کی بابت کچھہ باتیں کہین ذوالفقار خان نے ۔ ہر کہ دست از جان بشوید + ہر چہ در دل آید بگوید پر عمل کیا ۔ لاچین بیگ نے تسمہ اوسکی گردن مین ڈالا اور اور جیلیون نے مار کر اوسکا دم نکالا باپ نے بیٹے کے قتل کی یہ تاریخ کہی

بیت

ہاتف شام غریبان بادو چشم خون فشان ‌ ‌ گفت ابراہیم اسمعیل را قربان نمود

قتل ذوالفقار خان +

اسدخان کا نام ابراہیم اور ذوالفقارخان کا نام اسمعیل تھا۔ اسی روز قلعہ مین جاکر جہاندار شاہ
کو جو تربولیہ مین تنگ و تار جگہ مین مقید تھا مارڈالا۔ محمد فرخ سیر ۱۷ محرم کو شہر و قلعہ مین
داخل ہوا۔ ہاتھی پر جہاندار شاہ کے سر کو نیزہ پر لگایا۔ اور لاش کو حوضہ مین ڈالا۔ ہاتھی
کی دم مین ذوالفقارخان کو اُلٹا لٹکایا اور شہر مین مشتہر کر کے لاش کو قلعہ کے دروازہ
کے آگے ڈالا ؎ ای برادر مادر دہر از خورد خونت مرنج + چون تراخون برادر ہمچو شیر مادر است

آصف الدولہ کو پالکی مین ڈال کر مع زنانہ سواریون کے حویلی خان جہان مین بطور
محبوس کے رکھا کچھہ اسباب سوا بدن کے کپڑون کے ان قیدیون پاس نہ تھا۔ ان باپ بیٹون کو کلتاش
خان و راجہ سبھاچند کے اموال و اسباب کو ضبط کیا۔ سبھاچند نے زبان درازی کی تو
اوسکی زبان کاٹی گئی۔

لاچین بیگ مخاطب بہادر دل خان کا نام تسمہ کش مشہور ہو گیا۔ نہ تقصیر ہوتی نہ
اسکا ثبوت کچھہ ہوتا مگر تسمہ گلے کا ہار بنتا۔ اسلئے امراء عالمگیری اور بہادرشاہی کے دلون
مین تسمہ کا خوف ایسا پیدا ہوا کہ جب گھر سے بادشاہ کے مجرے کو آتے تو اپنے گھر والون
سے کہاسنا معاف کرا کے آتے تسمہ کشی بھی ایک پیشہ رزق کا وسیلہ ہو گیا +

ہدایت کیش خان کو اس جرم مین مارا کہ وہ محمد کریم برادر فرخ سیر کا ہاتھی جہاندار شاہ
کے پاس لایا تھا اور ہدایت اللہ خان کے قتل کے لئے بیگم کا رقعہ جعلی بنایا گیا +

شاہ قدرت اللہ درویش کو محض اس شہرت سے کہ کبھی کبھی جہاندار شاہ اوسکو شریک
مصلحت کرتا تھا فنا کیا حکیم سلیم کو جو عظیم الشان کے مقرب نوکرون میں تھا اور یہ مشہور تھا
کہ اسی کی صلاح سے شاہزادہ مارا گیا اسکو میر جملہ نے اعزاز کے ساتھ اپنے گھر مہمان بلایا +
اور اوسکو پھانسی دیدی۔ اکثر آدمیون کے مارنے کی بدنامی میر جملہ کی نسبت مشہور ہوئی +
حکم ہوا کہ جہاندار شاہ کے ایام سلطنت کو عہد مخالف لکھ کر ابتداء سال جلوس
محمد فرخ سیر غرہ ربیع الاول ۱۱۲۳ھ سے شمار کی جائے +

جب نظام الملک بہادر فتح جنگ دکن مین آیا اسکی شمشیر موسیقی کے صدمہ سے اور اسکی

راے صاحب سے بغیر اسکے کہ دکن کے مرہٹون سے لڑائی ہو۔ ایام سابق کی نسبت ملک و قافلون کی تاخت و تاراج مین تخفیف ہوگئی مگر نصرت جنگ داؤد خان کے دستور عمل کے موافق جہان مرہٹون کا ہاتھ پہنچتا تھا دار و مدار کرکے جو حصہ لیتے تھے فتح جنگ کی صوبہ داری کا باقی حال آگے بیان ہوگا +

ذکر سوانح سال دوم جلوس بادشاہ فرخ سیر ۱۱۲۶ھ

مہاراجہ اجیت سنگہ نے عالمگیر کے عہد مین تمرد کیا تھا اور جودہ پور مین مساجد کی تخریب کرکے بتخانے بنائے تھے بہادر شاہ کو اعظم شاہ و کام بخش و بابا بندہ سکہہ کی مہمات سے فرصت نصیب نہ ہوئی اسلئے یہ مہم تعویق مین پڑی رہی جب فرخ سیر بادشاہ ہوا تو مہاراجہ نے کوئی حسن خدمات کرکے رفع ندامت نہین کی اسلئے امیر الامرا حسین علی خان چند امرا کے ساتھہ اسکی تادیب کے لئے روانہ ہوا۔ مہاراجہ کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو وہ افواج بادشاہی کے صدمہ سے خائف ہوا اور امیر الامرا کی خدمت مین وکلاے معتبر کو مع تحفون کے بہیجا اور عفو جرائم کی التماس کی اس ضمن مین فرخ سیر اور قطب الملک کے درمیان باہم کار دونکی سعایت سے ایسا عناد و فساد بڑہ گیا کہ فرخ سیر نے عبد اللہ خان کے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا تو عبد اللہ خان نے امیر الامرا کے بلانے کے لئے نوشتجات روانہ کئے۔ امیر الامرا نے قطب الملک کے ایما سے اجیت سنگہ سے ان شرائط پر صلح کرلی کہ مہاراجہ اپنی بیٹی کی شادی فرخ سیر سے کرے اور پیشکش معتبر دینا قبول کرے اور بیٹے کو ملازمت کے لئے بہیجے۔ امیر الامرا شائستہ خان کو مہاراجہ کی لڑکی لانے کے لئے چہوڑکر بادشاہ پاس آیا +

سید حسین علیخان کا مہاراجہ اجیت سنگہ راٹھور سے لڑنیکے لئے جانا اور اسکا فی الفور اطاعت کرنا +

سید عبد اللہ اور امیر الامرا یہ چاہتے تھے کہ کوئی کام منصب و اضافہ و خدمت ہم دو بہائیون کی تجویز و صلاح کے بغیر صورت پذیر نہ ہو اور بادشاہ نے میر جملہ کو اپنی طرف سے دستخط کرنے کا حکم دیدیا تھا اور مکرر فرمایا تہا کہ میر جملہ کی زبان میری زبان ہے اور میر جملہ کے دستخط میرے دستخط ہین۔ قطب الملک نے رتن چند بقال کو اپنا دیوان بنایا اور راجہ کا خطاب و دو ہزاری منصب دیا تمام امور سلطنت اور وزارت مین اختیار دیا وہ جب تک اپنے لئے اور سید عبد اللہ خان

فرخ سیر اور سادات کے درمیان افزایش منازعات +

کے لئے عمدہ کارسازی نہ کرلیتا کسی کام پر متوجہ ہوتا اور میر جملہ پاس جو صاحب مطلب رجوع کرتا تو عطاے و اضافہ و تفویض خدمت سے بے غرضانہ بہ نیابت بادشاہی دستخط کرکے اُسکو کامیاب کرتا۔ یہ بات وزارت کے دستور کے خلاف سید۔ون کی بے استقلالی کا باعث ہوئی جس سے دونو بھائی رنجیدہ خاطر ہوتے بعض اوقات میر جملہ سادات بارہ کے گلہ شکوہ کو اظہار خیر خواہی کا سرمایہ بناتا اور انواع دلائل سے بادشاہ کے خاطر نشان کرتا کہ اسقدر عمدہ خدمات اور اختیار ملکی جو حصہ سادات بارہ کے باہر ہے اور اونکے اطوار ناہموار سے نمک حرامی کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اور خلوت میں گاہ و بیگاہ ایسے کلمات بادشاہ کے دل نشین کرتا کہ دونو بھائیون کی طرف سے بادشاہ کے دل مین وسوسے پیدا ہوتے اور امیر الامرا اور سید عبداللہ خان کے دستگیر کرنے کی فکر، تدابیر و مصلحت کرتا محسن خان کے باغ مین سیر و شکار کے قصد سے بادشاہ گیا۔ یہان ہر چند مختلف تمہیدات اس ارادہ کی کین مگر کوئی پیش رفت نہ ہوئی مشہور یہ تھا کہ بادشاہ کی والدہ نے اس قول پر نظر کر کے کہ دونو بھائیون سے کیا تھا سید عبداللہ خان کو اس راز کا اشارہ کردیا تھا۔

اعزالدین پسر جہاندار شاہ جو معرکہ جنگ سے باپ کے بھاگنے کے بعد اکبر آباد مین پنہان ہوا تھا اور گرفتار ہو کر آیا تھا اور محمد ہمایون بخت فرخ سیر کا چھوٹا بھائی دس گیارہ برس کا تھا اور والا تبار جو محمد اعظم شاہ کا بیٹا تھا ان سب شاہزادون کی آنکھون مین سلائی پھیری گئی۔ اور جہان روشن اُن کی نظرون مین سیاہ کیا گیا اس کام مین سادات بارہ کو کچھ دخل نہ تھا عوام الناس اس کام کو میر جملہ سے نسبت کرتے تھے لوگ سمجھتے ہین ان گناہون کی سزا فرخ سیر کو بھی یہ ملی کہ ان دنون مین اسکا دو برس کا بیٹا مر گیا۔ اسکا نور چشم بہہ گیا انکا وہ نور گیا۔ اگر فرخ سیر کو گناہ کی یہ سزا ملی کوئی پوچھے کہ ان معصومون کو کس گناہ کی سزا ملی تھی ۔ دنیا کے بھی عجیب معاملات ہوتے ہین کہ سیدون کو فرخ سیر کے بادشاہ بنانے کا یہ گھمنڈ تھا کہ سلطنت کے سارے اختیارات ہمارے ہی مٹھی مین رہے اور فرخ سیر کو یہ خیال تھا کہ جنکی یاوری سے سر پہ تاج رکھا گیا ہے انہی

سادات بارہ ۔۔۔

ہی کے سر کو اول قلم کیجئے +

امیر الامرا نے دکن کی صوبہ داری کی درخواست کی اور یہ چاہا کہ ذو الفقار خان کی
طرح داؤد خان کو اپنا نائب مقرر کرون کہ وہ ہر سال محصول دکن کا کل وہیں ادا کیا کرے
اور خود دکن نہ جاؤن اور حضور مین حاضر ہون - بادشاہ اور امیر جملہ کی مصلحت یہ تھی کہ وہ
دکن جائے مگر امیر الامرا اپنے بھائی قطب الملک کو اکیلا بادشاہ پاس چھوڑنا مصلحت
نہیں جانتا تھا دکن جانے پر راضی نہ ہوا - پھر ایسی گفتگوئین باہم سخت ہوئین کہ دونو بھائیون
نے دربار مین جانا چھوڑ دیا اور اپنی حفاظت کے لئے سپاہ جمع کرنے اور اپنی حویلیون کے
گرد مورچے لگانے کی فکر مین ہوئے - بادشاہ نے بھی اپنے امراے خیر اندیش کو جنمین عمدہ میر جملہ
و خاندوران خان و محمد امین خان تھے خلوت مین طلب کیا - ہر روز ایک نیا منصوبہ ہوتا
اور کوئی امر قرار نہ پاتا - ان خبرون کے اشتہار و انتشار سے غلہ گران ہوگیا - اور دور اور
نزدیک کے شہرون مین مادہ فساد آمادہ ہونے لگا - وزیر اور بادشاہ کے درمیان خط
و کتابت جاری تھی اور خود بادشاہ کی والدہ قطب الملک کے گھر مین گئی اور اوس کو
مطمئن خاطر کیا - یہ قرار پایا کہ اول قلعہ مین سادات اپنا بندوبست کرے اور پھر بادشاہ
کی خدمت مین دونو بھائی حاضر ہون چنانچہ یہ بندوبست ہوا کہ قلعہ مین جابجا سید عبد اللہ
اور امیر الامرا کے آدمی بیٹھے اور دونو بادشاہ کی خدمت مین آئے اور اپنی تقصیرات
کا عذر کیا اور بادشاہ کی بدگمانی کا شکوہ کیا اور کمر سے تلوار کھول کر بادشاہ کے سامنے
رکھ دی اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ اگر غمازون کے کہنے سے بادشاہ کی خاطر مین کوئی
وسوسہ آیا ہو تو یہ تلوار حاضر ہے سرون کو اڑوا دیجے اور اگر حقوق خدمت پر نظر کرکے
قتل کرنا ناگوار ہو تو ہم کو منصب سے معزول فرمایئے کہ حج کرنے اور اپنے آبائے کرام
کے مزارون کی زیارت کے لئے روانہ ہون لیکن چغل خورون اور صاحب غرض
درہم اندازون کے کہنے سے ہم جان فشان بندون کی باعث خفت حضور جانی و مالی ہو بادشاہ
کی حق شناسی سے بعید ہے - غرض آخر کو فتنہ دفع کرنے کے لئے صلح اس بنا پر ہوئی کہ میر جملہ

بادشاہ کا سادات کے ساتھ نزاع منعقد ہو +

صوبہ عظیم آباد عرف پٹنہ کی صوبہ داری پر اسکے پہلے جائے کہ امیر الامرا دکن کو روانہ ہو چنانچہ
میر جملہ کو صوبہ داری کا خلعت دیکر رخصت کیا اور امیر الامرا نے یہ بھی عرض کیا کہ میرے
جانے مین اول شرط یہ ہے اگر میری غیبت مین پھر میر جملہ کو طلب کیا یا میرے بھائی قطب الملک
سے اور قسم کا سلوک کیا تو مجھکو بیس روز مین آیا ہوا جانو - دوسری شرط یہ ہے کہ اختیار
عزل و نصب جاگیر و خدمات جزو و کل قلعہ داران کا بدلنا میرے اختیار مین رہے بادشاہ
نے بہ تقاضائے وقت اور مصلحت اوسکو قبول کیا - بلکہ مشہور یون ہے کہ بادشاہ نے طوعاً و کرہاً
مہر خاص اپنے ہاتھ سے امیر الامرا کو دیدی کہ قلعہ دارون کے نام فرمان جاری کرنے مین حضور کے فرمان
کا محتاج نہ ہو اور فساد آمیز گفتگوون مین امیر الامرا کے رخصت ہونے تک چار پانچ مہینے بارہ پلہ
مین توقف ہوا -

نظام الملک بہادر فتح جنگ کی صوبہ داری دکن پر

نظام الملک بہادر فتح جنگ دکن کا صوبہ دار ہو کر اورنگ آباد مین آیا - بغیر اسکے کہ راجہ
ساہو اور رانی تارا بائی سے قتال و جدال ہو اس نامدار سردار کی شمشیر زنی کی شہرت نے مرہٹون
کی فوجون کو لوٹ مار اور قافلون کے تاراج مین جو ہر سال شوخی کرتے تھے باز رکھا - اُن کا ہاتھ
سب جگھہ پہنچتا تھا اور اونکے گماشتے سابق سے چوتھہ یعنی جمع مال کے چہارم حصہ وصول
کے لئے ہر محال مین جابجا مقرر تھے اور دستور کے موافق ہر سال دار و مدار کرکے وجہ چوتھ
پرگنات لیتے تھے بھلا نظام الملک کی غیرت کب گوارا کرتی تھی کہ وہ اورنگ آباد کی نواحی
مین اسی چوتھہ کو مرہٹے وصول کرین اسلئے اوسنے فوجدارون اور ضلع دارون کو تاکید کی
کہ راجہ ساہو کی گماشتہ دارون کو اکثر جگھہ ہائے اور محال اورنگ آباد سے بیدخل کرین -
عید فطر سنہ ۲ جلوس کے بعد نظام الملک پانچ چھہ ہزار سوارون اور توپخانہ سنگین کے ساتھ
پرگنات کے بندوبست اور فوج غنیم کی دفع مضرت کے لئے نکلا اور محمد غیاث خان اور
لکھیم کرن اپنے دیوان کو اور سردارون کے ساتھ پرگنون کے انتظام اور مفسدون کی
تنبیہ کے لئے متعین کیا - مرہٹون کے سردارون مین سے کسی کو مقابلہ کی جرأت نہوئی
اور فرار ہو گئے - بندوبست پسندیدہ خاطر جمع کرکے اور بعض سرکشون کی گوشمالی دیکر

اوائل ذالحجہ مین نظام الملک اورنگ آباد مین آگیا - اس سپہدار کی معاودت کے بعد مرہٹہ کی فوج نے
اطراف و وردست مین قافلون پر شوخی اور دست اندازی شروع کی بندر سورت اور احمد آباد سے
اورنگ آباد کو ایک قافلہ جاتا تھا - محمد ابراہیم تبریزی بخشی اور واقعہ نگار بکلانہ
اس قافلہ مین مع ایک جماعت کے کشتہ ہوئے - ماہ رجب ۱۱۳۵ھ مین سنہ ۵ جلوس مین اورنگ آباد
سے ۲۲ کروہ پر پناہ گڈھی مین جو مرہٹون کے قرار کا ملجا تھا مرہٹے آئے - ایسی پناہ گڈھی اونکے
تمام صوبون مین بنی ہوئی تھی - وہ آپس مین بھی گفتگو خشونت آمیز رکھتے تھے انبوجی دس پکھل
پرگنہ کشمیر کا تھا جو گلشن آباد کے پرگنون مین سے ایک ہے - وہ کار طلب سپاہی تھا وہ کبھی مرہٹون
سے آمیزش دوستی رکھتا اور کبھی اونکے شر کے دفع کے لئے بندہاے بادشاہی سے رفاقت
کرتا تھا - اس مجمع میں بطریق مصلحون کے رفیق ہوا تھا قصبہ پھول مری مین کہ اورنگ آباد
سے آٹھ کروہ ہے نظام الملک کا نوکر انور خان ضلع دار استقامت رکھتا تھا وہ اپنے پرگنہ
کی خبر لینے آیا تھا - ایک مرہٹہ کمائشدار نے کہ سابق مین اس ضلع کی چوتھ کا وصول کرتا
اُسنے متعلق تھا چوتھ سے ہاتھ کھینچا اور نظام الملک کی ملازمت کی امید مین انور خان کی خدمت
کرتا تھا - اوسکی رہنمونی سے مفسدون کی ایک جماعت کی تنبیہ کے لئے اور سرگروہون مین سے
ایک سرگروہ کی اعانت کے لئے جو انور خان کی اطاعت کرتا تھا انور خان روانہ ہوا - راہ کے
مابین خبر سنی کہ مرہٹون کے سردارون نے اتفاق کیا ہے - انور خان نے اپنے مین ان مرہٹون کے
سب سردارون کی تنبیہ کرنے کی طاقت نہ دیکھی بعض ہمراہیون کی راہ نمائی سے اوسکے
دل مین آیا کہ کمائشدار جو نفاق سے رفاقت کرتا تھا اوس کو غافل پکڑ لے - اسنے اپنے
آدمیون کو اشارہ کیا - انھون نے اسکا یراق چھین کر مقید کر لیا - یہ خبر مرہٹون کے مجمع مین پہنچی
تو اونمین سے ایک جماعت نے انور خان پر حملہ کیا اور اپنے قیدی کمائشدار کو چھڑا کر انور خان
کو ہمراہ لے گئے - اپنے مجمع کے مکان مین تازہ فساد کا ہنگامہ برپا کیا جب اس شوخی کی خبر
نظام الملک کو پہنچی تو اوسنے ابراہیم خان پنی برادر داود خان کو فوج کے ہمراہ بھیجا شب و روز کی
بارش کے سبب سے بادشاہی آدمیون سے تیر و کمان و بندوق استعمال کے کام کے نہین رہے تھے

اور ابراہیم خان پاس سپاہ بھی مرہٹون سے کم تھی پندرہ سولہ ہزار سوار مرہٹون نے ابراہیم خان کو گھیر لیا اور افغانون پر عرصہ کارزار گرم گیا - ابراہیم خان استقامت کر کے مرہٹون سے لڑا اور نظام الملک سے کمک طلب کی - اوس نے بسرداری اپنے پسر ہشت سالہ محمد غازی الدین خان کے باقی سپاہ روانہ کی - اور محمد غیاث الدین خان کو اس لڑکے کی اتالیقی کے لئے مقرر کیا - مرہٹے فتح جنگ کے لشکر کے خوف سے بھاگ گئے اور مقابلہ نہ کیا - انبوجی بادشاہی اطاعت اور مرہٹون کی رفاقت اور معاونت مین حکم مخنث کا رکھتا تھا اوس نے نظام الملک کی فوج کے مقابل ہونے کی صلاح مرہٹون کو نہ دی - وہ جنگ بگریز کر کے بھاگ گیا - فتح جنگ کے بہادرون نے گڈھی کو مسمار کیا - اور باوجود برسات کے باشنہ کو ان مرہٹون کا تعاقب کیا - ہر منزل مین لڑائی ہوئی - کافر کشی اور غنیمت کشی زیادہ ہوئی - مرہٹون کی گھوڑیان اور چھتریان اور نشان بادشاہی لشکر کے ہاتھ آئے اس طریق پر لڑتے ہوئے منزلون کا طے کرنا یقین ہے خالی تعب سے نہ تھا - اس مابین مین جو گڈھیان مرہٹون کی ملجا تھین راہ مین آئین لشکر شاہی کو اونکے محاصرہ کی فرصت نہ تھی اور دہات کے مقدمون نے ہر ایک پرگنہ مین بحسب ظاہر غنیم کی مضرت کی دفع کے لئے احاطہ کمال استحکام کے ساتھ کھینچا تھا - اور بباطن مین اپنے مال و عیال کے دفع ضرر کے لئے مرہٹون سے رابطہ اتحاد گرم کیا تھا اور ایسے اوقات مین کہ مرہٹون پر آفت آتی - مرہٹون کے زن و فرزند کو وہ ان حصارون مین جگہ دیتے اور فوج بادشاہی کی گزند سے محفوظ رکھتے پس جب ہٹے یہان آتے اسباب زائد کو یہان چھوڑتے اور فرار کے لئے سبکبار ہو جاتے - اس طرح شرانشی گروہ مرہٹون کا تعاقب کیا - جب وہ تنگ ہوئے تو دو ہاتھی چھوڑ گئے - اور اکثر بہیر کے آدمی بادشاہی لشکر کی شمشیر تلے آئے اور لٹے اور چند مرہٹے کوہائے قلب و دشوار گذار غارون مین متفرق و ناپدید ہو گئے - بادشاہی فوج نے مع غنیمت کے مراجعت کی انہی دنون مین فتح جنگ نے سخت بیماری سے صحت پائی تھی اور مدت کے بعد مرہٹون پر ایسی فتح عظیم ہوئی تھی - اس نے جشن حالی کیا اور نوروز تک خلعت اور اضافہ عہدہائے شاہی کو اور اپنے آدمیونکو عنایت کئے

اور ہاتھیون کو مع عرضداشت کے بادشاہ پاس بھیجا۔

بعض تذکرہ اولیاے حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی و بنا بر شیخ عالم کے احوال پر واقعی اطلاع ہوسکتی ہے اونکی اولاد مین نظام الملک بہادر فتح جنگ تھا اور علوم عقلی اور نقلی سے بہرہ حاصل تھا جو حاصل زندگانی کا سرمایہ ہے اور ترقی دنیوی و نجات اخروی کے ابواب کی کلید ہے۔ ربط کلام نظم و نثر مین قدرت تھی شاکر تخلص تھا چنانچہ اسکی طبع زاد تین بیتیں لکھی جاتی ہین +

چون گل بہوسے وصل گریبان دریدنی است	آے زسوز سینۂ بریان کشیدنی است
زنہار دل بہ نقش و نگار جہان مبند	رنگے کہ دیدۂ زرخ گل پریدنی است
شاکر بہ رنگ برق درین عرصۂ خیال	دامن خویش برزدہ یکدم دویدنی است

بتبعیت اوامر و نواہی الہی مین تقید تمام اوسنے قبول کیا تھا۔ اوسنے حضرت عالمگیر کی صحبت مین تربیت پائی تھی۔ عقل معاش و معاد و تدبیر امور ملکی اور حسن سیرت مین اکثر اخلاق و صفات بادشاہ عالمگیر کے اوسنے اختیار کیے تھے سوا زر جاگیر کے کچھہ اور نہ لیتا تھا۔ زر رشوت و جرمیہ تاوان و پیشکش ہنود حربی سے بری اور متنفر تھا ہمیشہ اہل دیوان کو تاکید کرتا تھا کہ پرگنات و محالات جاگیر مین عمال کو لکھین کہ ابواب فیے جداری و راہداری اور انواع ابواب ممنوعہ بادشاہ معاف کر کے ایک دام و درم نہ لین۔ کبھی اوسنے چور کا ہاتھہ نہین کٹوایا اور اوسکو قتل نہین کیا۔ جب وہ گوشہ نشین ہوا تھا تو اوسکے تمام جواہر خانہ مین بیش قیمت سچے جواہر بدل کر اہلکارون نے جھوٹے جواہر رکھہ دیے تھے۔ جب وہ پھر صاحب منصب ہوا تو اس نے اس چوری کی کچھہ تحقیق نہین کی اور کسی کو اس تقصیر مین ماخوذ نہین کیا۔ ہمیشہ صلحا و علماء و ... سے صحبت کرتا اور مجالست رکھتا اونکے پاس جاتا اپنے پاس اونکو بلاتا اور سب طرح کی رعایت اونکے ساتھہ کرتا اور جشن کے روز کے سوا تزئین لباس و زینت نہین کرتا سخن فہمی کے سبب سے شاعرون کی قدر کرتا۔ مگر کوئی شاعر اوسکی مدح مین کوئی قصیدہ شعر کہتا تو اوسکی خلاف مرضی ہوتا +

نظام الملک ماہ صفر ۱۱۳۷ کو اورنگ آباد سے بادشاہ پاس اور امیر الامرا سید حسین علی خان
بہادر دکن کو روانہ ہوا تم کو یاد ہوگا کہ داؤد خان پنی پہلے ذوالفقار خان کا نائب دکن میں
تھا۔اب اس بادشاہ کی سلطنت میں وہ گجرات میں صوبہ دار تھا سارے دکن میں۔ یہ افغان
نہایت شجاع مشہور تھا مرہٹوں کے سرداروں کے ساتھ نہایت ربط ضبط رکھتا تھا غرض
دکن میں یہ ایک ہی شخص تھا آجتک اوسکی کہانیاں اور کہاوتیں دکن میں خلایق کی زبان پر
ہین چونکہ اسکا آقا ذوالفقار خان ان سیدون کے ہاتھ سے ہلاک ہوا تھا۔ بادشاہ کو یقین تھا
کہ کوئی مخالف اسے زیادہ بھروسہ کا امیر الامرا کے برخلاف نہین مل سکتا اسلئے امیر الامرا کی
روانگی کے وقت بادشاہ نے ظاہر میں یہ احکام جاری کئے کہ داؤد خان حاکم گجرات امیر الامرا کی استقبال
مین برہانپور مین آئے اور اوسکی بالکل اطاعت کرے۔ مگر مخفی احکام اس پاس یہ بھیجے
کہ وہ برہانپور مین آنکر امیر الامرا کی اطاعت نہ کرے اور اوسکے استیصال مین کوشش کرے
اور کل امراء دکن کو اوسکی مخالفت پر آمادہ کرے۔ اس کام کے سرانجام کرنے سے وہ سارے دکن
کا صوبہ دار کیا جائیگا۔ داؤد خان برہانپور مین آیا۔ اور اپنی مستقل صوبہ داری کا مدعی ہوا
امیر الامرا نے اوس سے کہا کہ خان صاحب کیون خلل اندازیان اور فساد برپا کرتے ہو
دکھن کے کل صوبے بادشاہ نے میرے سپرد کئے ہین کیا میری اطاعت اختیار کرو ورنہ
بادشاہ پاس چلے جاؤ۔ خان صاحب دونو باتین نہین مانین اور اپنی عادت کے موافق
امیر الامرا سے بگاڑی۔ اوایل رمضان سنہ ۲ جلوس مین برہانپور کے لال باغ کے میدان
مین سیدون اور افغانون مین لڑائی بہت تیزی و تندی سے شروع ہوئی۔ خان صاحب کے
شمشیر بہادر ہیراامن نے میر صاحب کے توپخانہ پر گر کر سید صاحب کے لشکر مین ایک محشر برپا کردیا
تھا۔ مگر سیدون نے اوسے گھیر گھار کر مار لیا میر مشرف کہ بڑا بہادر قوی ہیکل جوان تھا اور
ہاتھی پر بیٹھا تھا وہ داؤد خان کے ہاتھی کے سامنے آیا اور کمان مین تیر لگایا۔ داؤد خان
صاحب سکے وقت زرہ و بکتر نہین پہنتا تھا اسلئے میر مشرف پر آوازہ کسا کہ کیا عورتون کی
طرح منہ چھپایا ہے جھلم اوٹھا کہ مین تیرا منہ دیکھون اور ایک تیر اوسکے لگایا کہ گلے مین اوسکے

حسین علی خان امیر الامرا بھری دولت سے داؤد خان پر چڑھائی

زخم کاری آیا۔ اوسکے زخمی ہونے سے سید حسین علی خان کے لشکر پر ہراس چھایا اور قریب تھا کہ لشکر پریشان ہو جاتا بہت سپاہیون کے پاؤن معرکۂ جنگ مین اکھڑ گئے تھے کہ اس اشوب مین داؤد خان کے ایک گولہ جان ستان لگا اور اوسکا کام تمام کیا۔ فیلبان نے اوسکے فیل کو معرکہ سے نکالنا چاہا۔ امیر الامرا نے حکم دیا کہ فتح کے نقارہ پر چوب پڑے۔ اور داؤد خان کی لاش جس ہاتھی پر تھی اوسکو پکڑ لیا اور ہاتھی کی دم مین اوسکی لاش لٹکوا کے شہر مین پھرائی بینا دنیا جی اسیندھیا اور مرہٹون کے سردار کہ امیر الامرا کے رفیق ہوکر دور سے تماشا دیکھتے تھے اور طرف مغلوب کے غارت کرنے کی راہ دیکھتے تھے اور معرکہ زد و خورد مین اونکا پاے استقامت لغزش مین تھا۔ اور بھاگ گئے تھے وہ امیر الامرا کو مبارکباد دینے آئے اور داؤد خان کے لشکر کے لوٹنے مین اونکی سپاہ شریک ہوئی۔ داؤد خان کے خزانے اور ہاتھی گھوڑے امیر الامرا نے ضبط کئے ۔ دو سال بعد چند ہاتھی بادشاہ پاس بھیجے جسوقت اس شکست کی خبر فرخ سیر کو پہنچی تو اوسکو کمال حزن و ملال ہوا اور اوسنے قطب الملک سے فرمایا کہ تمھارے بھائی نے کیسے جوانمرد اور شجاع کا خون ناحق کیا تو قطب الملک نے جواب دیا کہ اگر میرا بھائی اس افغان کے ہاتھ سے مارا جاتا تو حضور کی خوشنودی کا باعث ہوتا۔

سوانح سال سوم جلوس ۱۱۲۵ھ

سنہ جلوس کا یہ واقعہ ہے کہ احمد آباد مین ہندون اور مسلمانون مین فساد ہوا اور اسکے سبب سے دار الخلافہ مین خواجہ محمد جعفر درویش اور شیخ عبد اللہ واعظ مین منازعت ہوئی داؤد خان پنی سنہ جلوس مین احمد آباد گجرات کا صوبہ دار تھا۔ یہان ایک ہندو کے گھر کے مقابل مین مسلمانون کی ایک جماعت بستی تھی اور دونو گھرون کے درمیان صحن کوچہ مشترک تھا۔ سنہ جلوس مین ہندون نے اپنے گھر کے سامنے ہولی جلانی چاہی۔ مسلمان اوسکے مانع ہوئے۔ داؤد خان کی حمایت سے ہندون نے ہولی جلائی۔ دوسرے روز مسلمانون نے بازو خات کا کھانا پکایا۔ اور گائے ذبح کی۔ تمام محلہ کے ہندو جمع ہوکر مسلمانون کے سر پر ہجوم کیا۔ مسلمان اونکا مقابلہ نہ کر سکے اپنے گھرون مین جا چھپے۔ ہندون نے گاو قصاب کے

ہندو مسلمانون مین تعصب کا جھگڑا

چودہ پندرہ برس کے لڑکے کو اور ایک بوہرے کو ذبح کیا اسپر مسلمان ہر طرف سے جمع ہوئے اور قاضی کے
گھر پر آئے قاضی نے یہ سمجھ کر کہ داؤد خان صوبہ دار ہندوؤں کا طرفدار ہے گھر کا دروازہ
بند کیا۔ قاضی کے اشارہ سے قاضی کا دروازہ جلایا۔ اور چوک کے رستہ کی دکانون اور ہندوؤں
کے مکانون کو جلانا شروع کیا اور بہت بزازون اور تاجرون کی دکانین لٹ گئین۔ پھر داؤد
خان کے مصاحب کپور چند کے گھر پر مسلمان پہنچے اور سنے ہنگامہ جنگ قائم کیا ہندو مسلمان
کشتہ ہوئے اور تمام بازار کا کاروبار تین چار روز تک بند رہا۔ پھر فریقین مین سے ہر ایک نے
حضور پاس جاکر استغاثہ کا قصد کیا۔ داؤد خان نے کپور چند کو محضر دیا جسپر اسکی اور قاضی کی
اور حکام کی مہر تھی کہ مسلمانون نے ہندوؤن پر ظلم کیا اور اوسکو شاہجہان آباد روانہ کیا۔ مسلمانون
کی طرف سے شیخ عبد العزیز و شیخ عبد الواحد و شیخ محمد علی کہ زیور فضیلت سے آراستہ تھے بوہرون
اور مسلمانون کی ایک جماعت لیکے بادشاہ پاس آئے راجہ رتن چند دیوان قطب الملک نے
اپنے ہم قومون کی جانب داری کی شیخ عبد العزیز و شیخ عبد الاحد و شیخ محمد علی واعظ کو اور
مسلمانون کے ساتھ مقید کیا خواجہ محمد جعفر برادر خان دوران خان بخشی نے ان مقید
مسلمانون کی رہائی مین خان دوران خان کی وساطت سے کوشش کرکے رہائی کرائی
جسکے سبب سے شیخ محمد علی واعظ اور خواجہ محمد جعفر مین ارتباط ہوا خواجہ کے گھر مین مناقب
ائمہ طاہرین قوال گاتے تھے اس اثنا مین شیخ عبد اللہ واعظ ملتان دار الخلافہ مین
آیا اور اوسنے مسجد جامع مین وعظ کیا اور وہ خواجہ محمد جعفر کے گھر ملاقات کو گیا تو اوسنے
دیکھا کہ بعض مرید و معتقد بجائے سلام کے آداب مین بوس پر اقدام کرتے ہین اور قوال بارہ
ائمہ اثنا عشریہ کی منقبت گاتے ہین تو عبد اللہ نے نصیحتین کین اور کہا کہ سجدہ سوا معبود
برحق کے کسی کو سزاوار نہین ہے اور سرود کا سننا بھی شریعت کے طریقہ کے خلاف ہے
فقط حمد و منقبت اہل بیت کا سننا اور اصحاب کبار کے اسم اور ذکر کا نہ ہونا اسلام کے آئین
اور طریقہ سے دور ہے۔ خواجہ نے جواب مین کہا کہ ہم فقرا ہین سوا ذات پاک حق کے
کسی اور کو موجود نہین جانتے کسی طرح ہم غیر حق کے سجدہ کی رضا نہین دے سکتے ہین

یہ لوگ فرط اخلاص سے سب جگہ اپنے معبود کو جانکر مکرر سجدہ زمین بوس کی تقدیم کرتے ہین اور ممنوع نہیں
ہوتے ہین۔ قوالون کی نسبت جو ارشاد ہوا اگر آپ کو اشعار منقبت صحابہ یاد ہون تو انکو سکھا دیجے
اونکے پڑھنے کے لئے ہم قوالون کو حکم دینگے۔ شیخ عبد اللہ نے یہ جواب سنکر جانا کہ خواجہ کا میلان
تشیع کی طرف ہے۔ اونسے مسجد جامع مین جمعہ کے روز وعظ کیا کہ حضرت علی داخل اہل عبا نہین ہین
اور علوی کو سید نہین کہہ سکتے اور جن پنج تن کو پاک کہتے ہین اہل سنت کے عقیدہ کے
خلاف ہے۔ کیا اور اصحاب کرام پاک نہ تھے۔ اور مذہب امامیہ کی مذمت کی۔ خواجہ محمد جعفر نے
شیخ عبد اللہ کو کہلا بھیجا کہ وعظ مین ایسی گفتگو کرنی اہل سنت کے طریقہ سے بعید ہے بلکہ یہ
خارجیون کا رویہ ہے اگر فقیر خانہ پر تشریف لائین یا کوئی اور جگہ مقرر فرمائین اور وہان علما
فاضل بھی موجود ہون تو مباحثہ ہو۔ شیخ عبد اللہ نے جواب مین کلمات درشت کہے۔
جمعہ کے روز کچھ مغل زادے اوباش وضع کربلا کی تسبیحین گردن و بازو مین ڈالے ہوئے
وعظ کے وقت پہنچے۔ اس پر یہ گمان ہوا کہ وہ شیخ عبد اللہ کے قتل کرنے کو آئے ہین تو سنی
مسلمانون نے رافضیون کو برا کہنا شروع کیا مغل زادے پیچ و تاب کھا کر مسجد باہر آئے
ایک ہندو کو جو وعظ سننے گیا تھا سنیون نے یہ سمجھ کر کہ وہ شیخ عبد اللہ کے قتل کے لئے
گیا تھا مار ڈالا ہندوون نے بھی موذن کے جمد ہر بار کر جان لی۔ شیخ عبد اللہ کے ہوا خواہون
نے فرخ سیر سے استغاثہ کیا جسکا فیصلہ یہ ہوا کہ عبد اللہ واعظ ملتان چلا جائے اور خواجہ
جعفر شہر سے باہر نکلے +

ذکر سوانح سال چہارم جلوس ۱۱۲۸ھ

فرخ سیر کی فتح عظیم یہی ہے کہ عبد الصمد خان دلیر جنگ نے سکھون پر فتح پائی اور بابا
بندہ کو اسیر کیا بہادر شاہ کی سلطنت کے بیان مین ان باتون کا ذکر مفصل کیا گیا ہی کہ بندہ
نے کس قدر ملک تاخت و تاراج کیا۔ بہادر شاہ اور خانخانان نے تیس چالیس ہزار سوارونکے
ساتھ لوہ گڈھ کا محاصرہ کیا اور وہ بھاگ کر نکل گیا پھر محمد امین خان بہادر اور اعز خان و
رستم دل خان و انعام خان اور امرا نے مدت تک محاصرہ کیا اور کچھ کام نہ کیا اور بابا بندہ نے

پرگنات میں خرابی مچائی اور کئی ہزار زن و مرد ہندو مسلمان قتل کئے مساجد و بزرگون کی مقابر کو مسمار کیا اور شاہجہان آباد و پنجاب کے اکثر محالات اور قصبجات کو خراب کیا اور اپنا لقب سچا بادشاہ رکھا۔ اسکے ہمراہ تیس چالیس ہزار جنگی سوار اور پیادے تھے جو سب شجاع دل و جان سے اوسکے مرید و مطیع تھے اور اوسپر سے جان و مال کے فدا کرنے کو سرمایہ سعادت سمجھتے تھے مسلمانون کے ضرر پہنچانے اور مقابر و مساجد کی بےادبی کرنے کو اپنی عبادات اور اعمال حسنہ مین شمار کرتے تھے +

اس زمانہ مین صوبہ پنجاب مین گورداس پور مین جو شاہجہان آباد سے دس بارہ روز کی راہ ہے سکھون نے ایک احاطہ حصار بنایا اسمین گردھی سابق کا معبد تھا اوس کو بطریق گردھی کے وسیع بنا کے احاطہ کا اضافہ کیا اسمین پچاس ساٹھ ہزار سوار اور پیادون کی جگہ تھی اسکو اپنا مسکن و ماوے بنایا برج دوبارہ کو تعمیر کرکے استحکام دیا اور اوسکی سیر حاصل پرگنے اپنے تصرف مین لائے۔ لاہور اور سرہند کی طرف تاخت و تاراج کی تو بادشاہ نے عبد الصمد خان کو لاہور کی صوبہ داری پر مرخص کیا تھا اوسکو مع زکریا خان اُسکے بیٹے کے اس مہم مین مامور کیا اور قمر الدین خان پسر اعتماد الدولہ محمد امین خان بہادر و آغر خان اور فوج مغلیہ بادشاہی اور راجہ ہی مع توپخانہ اوسکی کمک و مدد کے لئے مقرر ہوئے عبد الصمد خان دلیر جنگ توران کے خاندان با نام و نشان مین کار طلب شجاع تھا جب وہ گڈھی کے قریب آیا تو بابا بندہ کی فوج دو در ملخ سے زیادہ گڈھی سے نکل کر مقابلہ مین مشغول ہوئی اور لشکر بادشاہی مین ہل چل ڈالدی کہ قریب تھا فوج اسلام کو چشم زخم عظیم پہنچے مگر سکھون نے ایسی جرأتین کیون کرنا کہ اسلام پر کھل بل پڑی۔ دونو طرف سے جمع کثیر کشتہ ہوئی بعد مغلیہ اس جماعت پر غالب ہوئی اور سکھون کو ہزیمت دی اور اونکو بھگا کر احاطہ مین پہنچایا کئی دفعہ سکھون نے شوخی و بےباکانہ تردد کیا اور شب خون مارے چار ناچار دلیر بیگ نے سکھون کی گڈھی کے مقابل اپنے لشکر کے گرد احاطہ بنایا اور اوسکے گرد خندق کندہ کی مورچال آگے بڑھائے اور محاصرہ نے طول کھینچا۔ اس اثنا مین سکھ اپنی

جراُت دکھاتے رہے۔ گاہ دہیا گڈھی سے نکل کر وستبرد لشکر اسلام کی مورچال پر کرتے رہتے اور بادشاہی آدمیون کو اس دنیا سے رخصت کرتے رہے عبد الصمد خان نے مع ہمراہیون کے سعی و تردد نمایان کیے اسکا حال تفصیل سے تحریر کرنا اختصار کلام کا منافی ہے ان ایام مین عبد الصمد خان نے ایسا انتظام کیا کہ غلہ کا ایک دانہ اور گھاس کا تنکا گڈھی مین نہ جانے دیا۔ گڈھی مین جو ذخیرہ جمع تھا وہ ختم ہوا۔ اور روز بروز ابواب تردد آمد و شد سکھون کے منہ پر بستہ ہوئے۔ یہانتک نوبت آئی کہ سکھ طرح طرح کے حیلے کر کے کبھی کبھی لشکر اسلام سے ایک سیر غلہ دو تین روپیہ سیر خریدتے اونکے سردار قوت لایموت مٹھی بھر کے بطور دوا کھاتے سکھ اور ہندوٗن کی طرح متعین و مقرر مذہب نہین رکھتے تھے جب عرصۂ زندگانی تنگ ہوا تو گائے۔ گدھے گھوڑے کھانے شروع کئے۔ لکڑی میسر نہ تھی اسلئے کچا گوشت کھاتے ہر روز بھوکے پیاسے بہت آدمی مرجاتے۔ باوجود اسکے بھی بعض اوقات سکھ گڈھی سے نکل کر رات دن مورچالون پر حملے کرتے اور دشمنون کو کشتہ و زخمی کر کے اور نیم جان اپنی جان کو سلامت لیجاتے۔ ہر ہفتہ مین بہادران اسلام [illegible] و اشکال سے مورچال آگے کو بڑھاتے جاتے سکھون کو تنگ کرتے۔ یہان تک کہ وہ چارپایون کی ہڈیون کا آٹا پیس پیس کر اور درختون کی چھال کو کھانے لگے۔ آٹھ سات ہزار اس مردار خواری سے مرگئے اور بہت سے سکھ فرار کے وقت مغلون کی تیغ کے نیچے آئے۔ اسپر بھی لشکر اسلام سکھون کی تہور و جانفشانی کا ملاحظہ کلی رکھتا تھا کہ مبادا آہیات مجموعی ساتھ نکل کر سینون کو سپر بنا کے اپنی سردار کو نکال کر لیجائیں سست اعتقاد آدمیون مین سکھون کا یہ جادو مشہور تھا کہ وہ کتا بلی بنکے نکل جاتے ہین۔ اسلئے جو کتا بلی گڈھی کی طرف سے آتا ہوا اہل مورچال کو نظر آتا تو اسے مار ڈالتے جب اہل قلعہ حیات سے مایوس ہوئے تو پیغام جان بخشی اس امید سے بھیجا کہ احاطہ ممات سے نجات ہو ابتدا مین دلیر جنگ جان بخشی کی امان پر راضی نہین ہوا۔ مگر آخر کار مصلحتاً امید وار کیا کہ عفو جرایم و تقصیرات کے لئے بادشاہ کی خدمت مین التماس کیا جائے گا۔ چارنا چار بابا بندہ مع اپنے آٹھ سات برس کے لڑکے اور اپنے دیوان اور تین چار ہزار اہل سکھون کے نکلا

اور دستگیر بلائے مکافات ہوا عبد الصمد خان نے دو تین ہزار سکھون کو مار کر دشت پر وسعت کو
طشت پر از خون بنایا اور اونکے سرون کے پوست کو گھاس سے پر کیا اور نیزون پر چڑھایا۔ اور
باقی کو بادشاہ پاس زندہ لے جانے کے لئے طوق و زنجیر پہنایا مقتولون کی ایک جماعت بھی
جسنے حیات و نجات کی امید مین حرص زیادہ سے جو انسان کو دنیا کے مال کے ساتھ ہوتی ہے
اشرفیون کو نگل لیا تھا اوسکی شہرت ہوگئی تھی تماشائیون نے سکھون کا پیٹ چاک کرکے
بہت روپیہ اونکے شکم مین سے نکالا عبد الصمد خان نے بادشاہ کو اس حال سے اطلاع دی بادشاہ
نے بابا بندہ اور مقتولون کے سرون اور اسیرون کو طلب کیا عبد الصمد خان نے سات سو
چالیس سکھون اور بابا بندہ کو اس حیثیت سے روانہ کیا کہ اونٹون کی ننگی پیٹھون پر سوار اور کاغذ کی
ٹوپی سر پر اور بیڑیان پیرون مین اور ہتکڑیان ہاتھون مین پہنائین جب اس ہیئت سے یہ جماعت
پر غرور بلاہور مین داخل ہوئی تو بایزید خان کی مان جسکو بازسنگہ نے مارا تھا اپنے بیٹے کی
قاتل کی تاک مین کھڑی تھی جونہی لوگون نے بازسنگہ کو بتلایا تو وہ ہی اوسنے اوسکے
ایک ایسا پتھر مارا کہ پھر اوسنے پانی نہین مانگا عبد الصمد خان کو یہ خبر ہوئی تو اوسنے سکھون
کو گھوڑون اور گدھون کی جھولون مین چھپایا کہ لوگ اونکو مار نہ ڈالین اور وہ بادشاہ
پاس زندہ سلامت پہنچین۔ محرم سنہ ١١٢٦ کے وسط مین یہ اسیر دار الخلافہ کے نزدیک آئے
تو اعتماد الدولہ محمد امین خان بخشی کو حکم ہوا کہ شہر سے باہر جا کر بندہ اور اوسکے ہمراہیون کو
تختہ کلاہ اور رو سیاہ کرکے بابا بندہ کو ہاتھی پر اور اور قیدیون کو اونٹون پر اور سرون کو
نیزون پر لگا کے شہر مین پھرائین کہ اورون کو عبرت ہو۔ جب وہ بادشاہ کی نظر کے روبرو آئے
تو اوسنے بابا بندہ اور اسکے پسر اور دو تین اور معتبرون کو قلعہ مین قید کرنے کا حکم دیا اور
اورون کو فرمایا کہ کوتوالی چبوترہ کے بازارون مین دو تین سو روز قتل ہوا کرین شہر کے
کھتریون نے جو بابا بندہ کے معتقد تھے محمد امین خان کو بہت روپیہ دینا کیا کہ وہ انکو چھوڑدے
مگر اوسنے قبول نہیں کیا یہ سکھ ایسے جوش مذہبی مین بھرے ہوئے تھے کہ ہر قیدی جلاد کے
تئین کہتا کہ پہلے مجھے قتل کر۔ غرض جوانمردی سے مرے اور مذہب نہ پھرے یہ سزا بڑی وحشیانہ

معلوم ہوتی ہے لیکن اگر سکھون کے ظلم وستم کو دیکھو تو وہ اس سزا کے سزاوار تھے جب ان سب کا قتل ہو چکا تو بابا بندہ کی باری آئی اوسکو تاش کا لباس پہنایا اور لال پگڑی بندھوائی لوہے کے پنجرے مین بند کیا اور اوسکے رفیقون کے سر نیزون پر لٹکائے گئے - ایک بلی اوسکی پالی ہوئی تھی اوسکو بھی ایک نیزہ پر لٹکایا تاکہ بابا بندہ کو معلوم ہوجائے کہ کوئی چیز اسکی دنیا مین باقی نہین رہی - جلاد ننگی تلوار سے سامنے کھڑا ہوا - بابا بندہ کی گود مین اسکا بیٹا لٹایا گیا اور تیغہ اوسکے ہاتھہ مین دیا گیا اور کہا گیا کہ بیٹے کو ذبح کر - کوئی کہتا ہے کہ اوسنے ذبح کر ڈالا کوئی لکھتا ہے کہ جب اوسنے انکار کیا تو جلاد نے اوسکے بیٹے کو مار کر اوسکے لخت جگر کا کلیجہ اوسکے منہ پر مارا - پھر گرم دست پناہون سے اوسکی بوٹیان نوچ نوچ کر پھینک دین مگر بابا کا استقلال یہ تھا کہ اف نہین کی - کہ کردکہ نیافت کہ کشت کہ نہ درید

بیت

از مکافات عمل غافل مشو ۔۔۔ گندم از گندم بروید جو ز جو

جس شخص نے حاملہ عورتون کے بچون کو پیٹ سے نکلوا کر ذبح کرایا ہو اوسکے بچے کا کلیجہ اوسکے منہ پر پھینکا جائے تو کیا ظلم ہے وحشیانہ حرکتون کا وحشیانہ انتقام ہے - باقی سکھہ جہان تہان پھیلے ہوئے تھے اور جنگل کے جانورون کی طرح شکار کئے گئے غرض اسوقت ان کا علاج وہ کیا گیا کہ وہ مدت کے بعد پھر پنپے اور اونکو یہ حوصلہ ہو کہ اونہون نے ملکون کو تاخت وتاراج کیا - خافی خان لکھتا ہے کہ بابا بندہ کے معتقدون کی عجیب نقلین مشہور ہین جنکو عقل نہین قبول کرتی مگر مین اپنی بچشم خود دیدہ لکھتا ہون کہ جب اسیرون کی جماعت کشتہ ہوتی تھی تو اسمین ایک جوان نوخیز تھا جسکی مان نے توسل پیدا کر کے بادشاہ سے اوسکے خون معاف کرنے کا حکم تحریری حاصل کیا جب حکم لیکر بیٹے کے پاس گئی جسکے سر پر جلاد تلوار لئے کھڑا تھا اور اس نے بادشاہ کا حکم اوسکو دکھایا تو بیٹے نے فریاد کی کہ میری مان دروغ کہتی ہے مین دل وجان سے معتقد و فدوی و جان نثار اپنے مرشد کا ہون مجھے جلد میرے رفیقون پاس پہنچا دو -

کہتے ہین کہ محمد امین خان نے بابا بندہ سے پوچھا کہ تیرے چہرہ سے عقل و رشادت کے آثار ظاہر ہین پھر کیون مکافات عمل کا اندیشہ نہ کیا - چار روز کی زندگانی کے لئے ایسے ظلم وستم

و بری کام ہندو مسلمانونکے ساتہہ کئی تو اونسے جواب دیا کہ تمام مذہبون اور ملتون مین جسوقت نافرمانی و معصیت انسان سے جو مجسم عصیان ہی حد سے زیادہ ظہور مین آتی ہی تو منتقم حقیقی بداعمالیونکے مکافات کے لئے مثل مہر ایک ظالم کو معین کرتا ہی کہ اس جماعت کے اعمال کی سزا دے + چو خواہد کہ ویران کند عالمے + نہد ملک در پنجہ ظالمے پہر اس ظالم کی تلافی کیلئے کوئی تیری مثل صاحب ثروت اسپر مسلط کرتا ہی کہ اوسکی اعمال کی سزا اس جہان مین ملے چنانچہ ہم تم یہ مشاہدہ کر رہی ہین +

سوانح سال پنجم ۱۱۲۷ھ

جب بادشاہ اور سیدون مین بظاہر اتفاق ہوگیا تو فرخ سیر کے اجیت سنگہ کی بیٹی سے شادی کے سامان تیار کرنیکا حکم دیا تہوڑے دنون مین سامان تیار ہوگیا امیر الامرا نے دختر کی طرف سے اسباب شادی تیار کیا جس دہوم دہام سے یہ بیاہ ہوا پہلے کسی نے دیکہا نہ کسی نے سنا ہی غرہ ماہ ذی الحجہ ۱۱۲۷ھ کو محفل نکاح منعقد ہوئی امیر الامرا کے گھر مین بادشاہ آیا اور رانی کو بیاہ کر اپنے گھر لیگیا کیا زمانہ کا انقلاب ہے کہ وہی راجہ اجیت سنگہ جو عالمگیر کے لباس مین جان بچا کر اپنی دار السلطنت مین بھاگا تہا اب اسنے بادشاہ کو بیٹی دیکر دار السلطنت مین گھر بیٹھے بیٹھے اپنا مطلق الاختیار پیدا کیا ایک حکایت انگریزی تاریخون مین لکہی جاتی ہی کہ اس شادی کرنیسے پہلے بادشاہ ایسے مرض مین مبتلا تہا کہ وہ اس شادی کا مزہ نہین اٹھا سکتا تہا - دلی کی بادشاہ پاس پریسیڈنسی کلکتہ نے دو ایلچی سرکار کمپنی کیطرف سے مع تحفہ تحائف بھیجے تھے - وہ ۸ جولائی ۱۷۱۵ء کو دہلی مین آئے - ڈاکٹر گبرئیل ہملٹن اونکے ہمراہ تہا وہ بادشاہ کی مرض کا معالج ہوا - اوسکے ہاتہہ سے اوسکو جلد شفا ہوگئی مرض جاتا رہا - بادشاہ نے اس محسن سے یہ کہا کہ انعام جو چاہو سو مانگو اس فیاض دریادل حکیم نے اُسوقت اپنے ذاتی نفع کا خیال کچہہ نہین کیا وہ چیز مانگی جو اوسکی قوم کی سلطنت و حکومت کا باعث ہوئی - میری انگریزی عہد کی تاریخ مین اس حکایت کی تفصیل دیکھو +

اسی سال کے شروع مین عیسیٰ خان مہمند منیدار صوبہ پنجاب کا استیصال ہوا وہ راجپوت زمینداروں مین سے تھا اور منصب رکھتا تہا سلطنت کے انقلاب سے باغی ہوگیا تہا جاگیردارونکے محال کے محصول پر زبردستی متصرف ہوتا تہا بلکہ فوجدارونکی سپاہ اسکے مقابلہ کو گئی مگر ناکام آئی عبد الصمد خان اوسکی تنبیہ پر متوجہ ہوا عیسیٰ خان بے باکانہ میدان کارزار مین لڑکر مارا گیا - سر اوسکا بادشاہ پاس بھیجا گیا +

صوبہ عظیم آباد مین ہمیر ایک مفسد تہا صوبہ کی بیشتر حاصل محال اسکی دستبرد سے اوسکے تصرف مین تھی وہ کسیکو اپنے عمل دخل نہونے دیتا فوجون اور قافلون کو غارت کرتا میر جملہ بہانکی صوبہ داری پر مقرر ہوا باوجودیکہ وہ سنے

سپاہ کو ضابطہ سے بڑھایا اور خزانہ سرکاری سے روپیہ بہت خرچ کیا مگر دھیر پر تسلط نہ پایا اور رعایا و سکنہ پٹنہ پر مغلیہ سے ظلم و ستم بہت ہوا میر جملہ تنگ ہو کر تقرب و اختیار کی آرزو مین بادشاہ پاس آیا جسکا بیان آگے ہوگا اور صوبہ عظیم آباد کی صوبہ داری پر سربلند خان سرفراز ہوا تو اوسنے اون مفسدون کو جنسے جاگیرداروں کی رعایا کا ناک مین دم ہو رہا تہا زیادہ جمعیت کے ساتھ لڑکر جنگل مین بھگا دیا جہان وہ زخم لگنے سے مرگیا۔ فرخ سیر بادشاہ نے لطف اللہ خان صادق کی تجویز سے یہ حکم دیا تہا کہ دو بیستی منصبداران تک اور سات آٹھ ہزار سوار والاشاہی کو جبتک جاگیر ملے درماہہ پچاس روپیہ ہر سوار کو گھوڑیکو داغ لگوانیکے تاریخ سے خزانہ ملا کرے انمین سے جن والاشاہی ملازمون نے حق رفاقت و جانبازی ادا کیا تہا اونکی تنخواہ دس بارہ مہینے کی سرکار پر چڑھ گئی اور ایک جماعت انمین سے جاگیر کی امید مین مدت سے خدمت کر رہی تہی جنمین زیادہ تر مغلیہ والاشاہی تہے اونکی برطرفی کا حکم یکقلم صادر ہوا بخشیون نے انکو جواب دیا۔ انکی برطرفی کی شورش ہو رہی تہی کہ میر جملہ پر سپاہ نے اپنی طلب کے لئے زیادتی کی باوجودیکہ اوسنے خزانہ بادشاہی کا مبلغ کلی خرچ کیا اور رعایا کو مغلون کے ظلم نے رلادیا پھر بھی یہان وہ آبرو کے ساتھ نہین ٹھیر سکتا تہا +

اسکے علاوہ قرب بادشاہی کا جذب تھا وہ عظیم آباد سے جریدہ بطریق ایلغار ڈیڑہ مہینے کی مسافت کو چودہ پندرہ روز مین طے کرکے بیاے روپوش دفعتہ بادشاہ کی ڈیوڑھی پر حاضر ہوا۔ ان دنون مین ہر ہفتہ و ماہ مین مختلف خبرین اور تازہ منصوبے وزیر کے حق مین بادشاہ کے مفسد کے واقعہ طلبون کی زبان پر تھے۔ یہ خبر بھی مشہور ہوگئی کہ بادشاہ نے میر جملہ کو وزیر کے پھنسانے کے لئے بلایا ہے۔ ہرچند بادشاہ نے میر جملہ پر ملازمت کے وقت کچھ التفات نہ کیا اور اوسکو برا کہا کہ بے حکم چلا آیا اور پٹنہ کی رعایا کو خراب کیا میر جملہ بھی متعقل تہا۔ قطب الملک کی خدمت مین آن کر اپنا عجز و انکسار و اطاعت کا اظہار کیا کہ بادشاہ اور قطب الملک سے اپنے عفو جرایم کی التماس کرے۔ اہل تدبیر اس سبب وزیر کے مقید کرنے کے لئے حیلہ و تزویر جانتے تھے۔ ان ہی دنون مین سات آٹھ ہزار سوار منصبداران نے جو برطرف کئے گئے تھے جمع ہو کر محمد امین خان بخشی و خاندوران خان نائب امیر الامرا میر جملہ کے گھر پر دھنا دیا اور یہ مشہور ہوا کہ بخشیون کے اشارہ سے قابو کے وقت مغلیہ رفیق ہو نگے اور ہیات مجموعی سے قطب الملک کے

گھر پر طلب کی دست آویز سے پرسش وشورش کرین گے قطب الملک اپنی فوج متفرقہ کے فراہم کرنے اور جمعیت تازہ کی نگاہداشت کی فکر مین ہوا۔ غیرت خان خویش سید عبد اللہ خان بارہ کے سیدون کو تازہ لایا۔ چار پانچ روز تک فوج مغلیہ سوار بازار کے رستون مین کارزار اور فساد کے لیے مستعد تھی اور قطب الملک کے سردار بھی جمعیت شائستہ کے ساتھ کمر بستہ شام تک ہاتھیون اور گھوڑون پر سوار رہنگامہ آرا ہوتے تھے۔ میر جملہ نے سراسیمہ ہوکر محمد امین خان کے گھر مین پناہ لی۔ ہر طرف سے وہ تیر ملامت کا نشانہ ہوتا وہ حیران تھا کہ کیا کرون آخر کو چارہ کار یہ جانا کہ رفع فساد اور قطب الملک کی تسلی کے لیے میر جملہ کو بادشاہ مغضوب کم منصب کرے اور صوبہ عظیم آباد سے معزول کرکے صوبہ پنجاب مین تعینات کرے اور سربلند خان عظیم آباد کی صوبہ داری کرے اور نظام الملک بہادر فتح جنگ مراد آباد کی فوجداری پر جائے۔ فتنہ جو ہنگامہ طلبون کی زبان پر مدتون تک یہ مشہور رہا کہ میر جملہ کو بادشاہ نے مصلحتاً سرہند و صوبہ پنجاب مین بھیجا ہے جب اوسکے بلانے کی تدبیر و فکر مین ہے جب بادشاہ اطراف شہر مین شکار کے لیے نکل کر تین چار مہینے باہر رہتا تو خانہ بخانہ خفیہ خفیہ یہی ذکر ہوتا کہ بادشاہ کا برآمد ہونا سید عبد اللہ دستگیر کرنے کے لیے ہے ہمیشہ قطب الملک بھی متوہم ہوکر سپاہ کی نگاہداشت کرتا سوا سادات اور متوطنان بارہ کے کسی اور کو اپنے پاس نوکر رکھتا +

۱۱۲۹ھ مین اسد خان قرہ قالو جو ۹۴ برس کا تھا اور اوسنے شاہجہان و عالمگیر کے عہد دوران مین وزارت اور عمدہ خدمات کی تھیں اور اوسکے بزرگ امراء ذوی الاقتدار شاہ ایران کے تھے اس دنیا سے سفر کیا وہ زیر دستون کے ساتھ رفق و مدارا کرتا ہم چشمون کے ساتھ شان و تمکین کے ساتھ سلوک کرتا کوئی امیر اس آخر زمانہ مین اوسکی برابر نہ تھا۔ کہتے ہین کہ جب اوسکے مرض آخر نے طول کھینچا تو فرخ سیر نے اس پاس عیادت کے لیے ایک اپنا محرم خاص بھیجا اور خفیہ یہ پیغام دیا کہ ہم نے آپ کی قدر نہ جانی۔ آپ کے خاندان کے ساتھ جو دستور العمل سلطنت عمل مین آنا چاہیئے تھا وہ عمل مین نہ آیا۔ اب اوس کی ندامت سے فائدہ نہیں ہے اب مین آپ سے مصلحت پوچھتا ہون کہ سادات کے ساتھ مجھے کیا کرنا چاہیے تو اوسنے

جواب دیا کہ آپنے اپنے جد و آبا کے رویہ کے خلاف جو غلطی عظیم کی وہ بجز حکم خدا نہین ہوئی
مین جانتا ہون کہ جیسے ہمارے خاندان سے وزارت گئی ایسی ہی خاندان تیموریہ کی سلطنت
مین بالکل خلل پڑیگا لیکن فی الحال ملک کا اختیار جو سادات بارہ کو دیا ہے صلاح دولت
اسمین ہے کہ تا مقدور انھین کے ساتھ سلوک کرین اور یہانتک کام کی نوبت نہ پہنچائین
کہ روز بروز مادہ فساد و عناد زیادہ آمادہ ہو اور رشتہ اختیار ہاتھ سے جاتا رہے +

چو در طاس رخشندہ افتادہ مور — رہانندہ را چارہ باید نہ زور

اپنے بیٹے کے قاتل کے حق مین بادشاہ کو یہ نیک صلاح دینی اسی نیک امیر کا کام تھا

سوانح سال ششم ۱۱۲۹ھ

دکن سے خبرین آئین کہ بادشاہ جن آدمیون کو مقرر کرکے بھیجتا ہے اُنکو امیر الامرا
دخل نہین دیتا - ہمیشہ عمدہ قلعہ دار بادشاہ اپنی طرف سے مقرر کیا کرتا تھا اب امیر الامرا اپنی
طرف سے اپنے ہمراہیون کو قلعہ دار مقرر کرنے لگا - یہان بادشاہ پاس راجہ رتن چند دیوان
سید عبد اللہ خان تمام متصدیون کے تعلقہ مین دخل دیتا کسی کا اصلا اعتبار و استقلال
اوسنے نہین رکھا تھا خصوصاً مقدمات مالی مین - دیوان تن و خالصہ معطل محض تھے اور پرگنات
خالصہ بطریق اجارہ معرض بیع و شرا مین آتے - اس سبب سے بادشاہ کی کدورت وزیر سے
روز بروز بڑھتی جاتی تھی - اعتصام خان دیوان خالصہ اور سرایان دیوان تن نے استعفا
دیدیا عنایت اللہ خان حج کرکے آیا - اوسکو بادشاہ نے دیوان خالصہ تن و صوبہ داری کشمیر
عنایت کی - بادشاہ کی عیاشی اور خلوت نشینی علاوہ بے دماغی کے زیادہ ہوگئی تھی - اسلیئے
سید عبد اللہ خان چار پانچ مہینے تک اجراے کار وزارت و دستخط کے کچہری مین نہین بیٹھتا
تھا خلق اللہ کا کار بند تھا عنایت اللہ خان مہینے مین ایک دو بار قلعہ مین آنکر کچہری کرتا +

عنایت اللہ کے عرض کرنے سے ہنود سے جزیہ کے وصول کرنے کا حکم ہوا راجہ
رتن چند کی مرضی کے خلاف تہا چونکہ ہنود اور خواجہ سرایون و مردم کشمیر نے ساخت و
تغلب اور زبردستی سے منصب زیادہ لیئے تھے اور سیر حاصل جاگیرین اپنے تصرف مین

بادشاہ کی کدورت کا وزیر سے زیادہ ہونا +

جزیہ کا حکم عنایت اللہ خان و رتن چند کی رنجش +

گرانی تخمین سالہ اور آدمیون پر عرصہ جاگیر تنگ تھا۔ عنایت اللہ خان نے بادشاہ سے عرض کیا
کہ از روے اوارجہ توجیہ منصب ہنوز دار او متغلب کم وضبط فرمائے یہ بات بھی راجہ رتن چند
اور کل دفتر کے صاحب مدارون کو ناگوار تھی اونھون نے قطب الملک کی طرف رجوع
کی وہ اس حکم کے اجرائے راضی نہ ہوئے بلکہ تمام ہنود جزیہ کے پھر جاری کرنے سے اور
منصب کے سبب سے عنایت اللہ خان کی عداوت پہ کمربستہ ہوئے۔ طرفین سے حسابی و بے حسابی کاوشین
ایسی ہوئیں کہ مکرر رنجشین بڑھیں اور طرفین میں یہ قرار جو ہوا تھا ٹوٹ گیا کہ عنایت اللہ خان کو کبھی
دیوانی کا کام بغیر عبداللہ خان کی صلاح کے نہ کرے۔ اور رتن چند محال خالصہ بادشاہی میں
دخل نہ دے۔ ناچار کچ دار و مریز سے باہم موافقت کرتے تھے۔ اس درمیان میں محال
خالصہ کے عمال میں سے ایک عامل کو جو دست گرفتہ و فرستادہ رتن چند کا تھا دیوانی میں حساب
لیا تو کل روپیہ اوسکے ذمہ نکلا۔ عنایت اللہ خان نے اوسکو وصول زر کے لئے مقید کیا۔ عامل
کی رتن چند نے حمایت کی کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ایک دن یہ عامل بھاگ کر رتن چند پاس چلا گیا اور ایک
بڑا فساد مچا۔ بادشاہ نے قطب الملک سے کہا کہ وہ رتن چند کو موقوف کرے مگر اوسنے مانا نہیں۔

فرخ سیر اور سادات بارہ کے درمیان یہ ایک اور فساد کا سبب یادہ ہوا کہ چورامن جاٹ ایک
مفسد مشہور تھا جسکے باپ دادا اور بھائی بند عالمگیر کے عہد سے صوبہ اکبرآباد مین فساد مچاتے تھے
اور بکر ر افواج بادشاہی اوسکے قلعہ سنسنی کی تسخیر کو گئی تھی جسکا حال پہلے بیان ہوا
اب چورامن نے بہت شوخی اور بے ادبی شروع کی۔ بادشاہ نے راجہ دھیراج جے سنگھ
کو اسکی تنبیہ کے لئے بھیجا۔ راجہ نے جاکر چورامن کی گڈھی کا محاصرہ کیا اور جنگہاے عظیم بیش
آئین طرفین کے بہت آدمی قتل ہوئے سید خانجہان بھی گیا۔ چورامن پر کار تنگ ہوا
اسنے اپنا وکیل قطب الملک پاس بھیجا اور صلح کا اقرار پیشکش قبول کرنے پر اور بادشاہ پاس
جانے پر بشرط عفو جرائم اور سرفرازی منصب کیا بغیر اسکے کہ اوسکی اطلاع جے سنگھ کو ہو۔ بادشاہ نے
سید عبداللہ کے کہنے سے ان شرائط کو طوعاً و کرہاً قبول کیا۔ یہ مصالحہ بادشاہ کی مرضی کے خلاف
تھی جس سے راجہ جے سنگھ نہایت ناخوش ہوا۔ اور بادشاہ پاس آیا چورامن سید عبداللہ خان کے محلہ میں

چورامن جاٹ سے صلح

اترا اور صرف ایک دفعہ بادشاہ اوسے ملا۔ دوسرے مجرے کی اجازت نہ دی۔ اب بادشاہ پاس دکن سے ناخوش خبرین آئیں

سوانح سال ہفتم ۱۱۲۹ھ ۱۷۱۷ء

امیر الامرا داؤد خان کو شکست دیکر اورنگ آباد مین آیا اور ملک کے بندوبست مین مشغول ہوا۔ دکن کے ہر صوبہ مین بدستور صوبہ داران بادشاہی ہتون کی طرف سے ایک مرہٹہ سردار صوبہ ہوتا تھا کہ چوتھ کو وصول کرتا تھا امیر الامرا کو اطلاع ہوئی کہ کھنڈو بہاڑیہ (دھنیا کھانڈرے راؤ دھباریہ) خاندیس پر قابض ہے اور بندر سورت کی راہ پر گلی گڈھیان بنالی ہین اور تھانے جما لیئے ہین۔ اس راہ پر جو قافلہ گذرتا ہے اگر اسکے تجار غیر تجار اپنی مالیت کی چوتھائی دیدیتے ہین تو سلامت چلے جاتے ہین اور نہین تو لٹ جاتے ہیں قید ہو جانے پر ہر آدمی کو اپنی رہائی کے لیئے روپیہ دینا پڑتا ہے۔ امیر الامرا نے ذوالفقار بیگ بخشی کو تین چار ہزار سوارون اور پانچ چھہ ہزار پیادہ بندوقچیون کو اوسکی تنبیہ کے لیئے رخصت کیا۔ اور ذوالفقار خان کو تل سے اورنگ آباد اور خاندیس کے درمیان گذرا کہ اوسنے خبر سُنی کہ کھنڈو بہاڑیہ آٹھہ نو ہزار جنگی سوارون کے ہمراہ بگلانہ اور کالنہ کی سرحد کے نزدیک نکلا ہے جو اورنگ آباد سے نشتر کروہ عرفی ہے۔ ذوالفقار خان نے مستعد جنگ ہوکر اوسپر تاخت کرنی چاہی کہ وہ خار دار دشوار گذار جنگلون کی طرف فرار ہوا جتنی بادشاہی سپاہ آگے بڑھتی گئی اتنی ہی وہ اوسے خالی کرکے پیچھے ہٹتا چلا گیا یون بادشاہی سپاہ کو پیچھے لگاکے اس مقام پر لے آیا کہ نہایت مستحکم تھا۔ ہر چند ذوالفقار بیگ کو سرکارون نے منع کیا کہ وہ اس جال مین نہ پھنسے مگر سادات کی شجاعت وجہالت کب اُنکی سننے دیتی تھی وہ مرہٹون کے پیچھے چلے گئے کھنڈو کی سپاہ چھوٹے چھوٹے گروہون مین منقسم ہوکر اونچی ٹکریون اور پہاڑون کی کھوہون مین چھپ چھپا گئی۔ بادشاہی فوج اس فرار کو اپنی فتح سمجھی اور خوشی کے مارے پھولی نہ سمائی۔ ان بھگوڑون نے پیچھے پڑکر اپنی صف بندی کو توڑا مرہٹون نے یہ ہوشیاری کی کہ جب تک چھپے بیٹھے رہے کہ بادشاہی

سپاہ اونکے پیچھے پڑکر بالکل متفرق ہوگئی اور پہر اونکے اجتماع کی امید نہ رہی جب کچھ ہو چکا
تو مرہٹون نے تلواریں سونتین سپہ سالار ذوالفقار بیگ اور اوسکے ہمراہیون کی ایک جماعت
کے ٹکڑے اوڑائے باقی فوج مین سے جسنے زنہار مانگی اور اسپ غرور سے پیادہ ہوکر
سپر ڈالی زندہ مقید ہوا اور جان و مال کے ساتھہ عرصہ تلف مین آنکر تیغ بے دریغ کا
علف ہوا مشہور یون ہے کہ گاو و شتر و اسپ کسی سوار و پیادہ کا اس بلا سے محفوظ نہین رہا
امیر الامرا نے یہ خبر سنکر اپنے مستقل دیوان راجہ محکم سنگہ کو شائستہ فوج کے ساتھہ کھنڈو
کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا اور اپنے بھائی سیف الدین علی خان صوبہ دار برہان پور
کو لکھا کہ وہ راجہ کی کمک کرے سیف علی خان سلطان پور اور نندر بار کے انتظام
ملکی کے لئے برہان پور سے گیا ہوا تھا یہ دونو نامدار سردار کھنڈو کے تعاقب مین گئے
کہ تلافی ظہور مین آئے اور اوسکے تھانے اوٹھیں کہ پھر رعایا خاندیس کو وہ اذیت نہ پہنچا سکے
مگر اونکی کوشش سے کچھہ فائدہ نہ ہوا کھنڈو نے دفع الوقت کیا اور خود راجہ ساہو کا
پاس چلا گیا جو قلعہ اور سکا نہارے قلب مین رہتا تھا مگر اوسکے تھانے جابجا قائم
رہے جہان امیر الامرا کی فوج قریب آئی وہان سے مرہٹے فرار کرجاتے تھے اور جب
وہ فوج الٹی آتی تو پھر مرہٹے وہان آن کر جم جاتے محکم سنگہ ان مرہٹون کی
کی فوجون سے لڑنے مین کامیاب ہوا جو احمد نگر کی اطراف مین تاخت و تاراج
کرتی تھی۔ اوسنے غنیم کو ہزیمت دیکر قلعہ ستارا کے نیچے تک بھگایا لیکن ذوالفقار بیگ
کے کشتہ ہونے اور فوج کے غارت ہونے کی تلافی کچھہ نہ ہوئی۔

بادشاہ اور سادات کی ناموافقت کی شہرت تھی مشہور یہ ہوا کہ راجہ ساہو اور
کرناٹک کے اہل دیوان اور زمینداروں کے نام فرامین اور احکام خفیہ آتے ہین کہ امیر الامرا
کی طرف رجوع نہ کرین اور اوسکے استیصال میں کوشش کرین۔ اسلئے اونہون نے مقابلہ
کیا اور بیجاپور اور حیدر آباد کا انتظام امیر الامرا سے نہ ہوسکا +

ذکر سوانح سال ہشتم ۱۱۳۰ھ ۱۷۱۸ء

امیر الامراے صوبہ دار دکن کی جو بات قابل یادگار ہے وہ مرہٹون کے ساتھ صلح ہی جسکا بیان آگے آتا ہے +

عالمگیر نے دکن مین مرہٹون کے قلعون کی فتح کرنے مین بہت روپیہ اور بہت وقت صرف کیا۔ قلعہ ستارہ اور پرنالہ دراج گڈہ وغیرہ تیس چالیس مشہور قلعے فتح کئے مرہٹون کو بے خانمان کیا جب مرہٹون کے سردارون نے بادشاہ کے قدیمی ملک کو خالی پایا اور بادشاہ کو دور دیکھا تو اونہون نے اور سالون کی نسبت زیادہ شوخیان کین اور سنگین فوجون کے ساتھ صوبجات دکن احمد آباد اور مالوہ کو چوتھہ وصول کرنے کے قصد سے تاخت و تاراج و پراگندہ کیا۔ جہان جاتے اور شہر یا قصبہ کلان ہوتا تو سرکارہ یا خط وہان کے حاکم یا زمیندار کے پاس بھیجتے اور چوتھہ کے طلب کا پیغام دیتے دولتمند وقصبات کے مقدم و زمیندار مرہٹہ کی فوج کے استقبال کے لئے دوڑکے آتے اور چوتھہ کو قبول کرکے امان کے قول کی درخواست کرتے اور سوار کو دہات اور رعیت کی محافظت کے لئے لیجاتے اور بجاے اصل جمع ہزار دو ہزار بتلانے کے چار پانچ سو جمع بتلاتے غرض جو کچھہ چہارم حصہ اسکا مقرر ہوتا اوسکے وصول کے وعدہ پورا کرنے کے لئے وہ اول دیتے اور یون اونکی تاخت و تاراج کی مضرت کو دفع کرتے جب فوجدار اور زمیندار چوتھہ کا دینا نہ قبول کرتے اور اونکی طرف رجوع نہ کرتے تو عہد عالمگیری و بہادر شاہی مین بیان ہوا ہے کہ اس صورت مین اگر وہ غالب ہوتے تو وہ اس محال کو تاخت کرکے بالکل ویران کرتے اور نہین تو چند روز محاصرہ کرکے مایوس ہوتے اور بھاگ جاتے چنانچہ دو دکن کے صوبون برہانپور و برار کے قصبہ نندبار وسلطانپور وجامود اور بہت سے قصبات مشہور کا اٹھائیس ہزار سوار مرہٹون نے دو تین ہفتہ تک محاصرہ کیا اور ناکام چلے آئے قافلون کے ساتھہ بہی وہ یہی سلوک عمل مین لاتے تہے۔ زیادہ تر قافلون کو تاخت و تاراج کرتے تہے مرہٹون کے سردار تا مقدور چوتھہ کی تشخیص مین کوشش کرتے تاخت و تاراج پر راضی نہ ہوتے تہے مگر سردارون سے خلاف مرہٹون کا لشکر

چوتھ کے مقرر ہونے مین خلل انداز ہوتا تھا اور تاراج مین کوشش کرتا تھا اسلیئے کہ مقرری
چوتھ سے سردارون کو فائدہ ہوتا تھا اس سے لشکر متمتع نہ ہوتا تھا۔ تاخت مین جسکے جو ہاتھ آتا
وہ اسکا مالک ہوتا سردار کو اس سے کچھہ فائدہ نہ ہوتا۔ رانی تارا بائی زوجہ راجا رام نے شوہر کے
مرنے کے بعد دس بارہ برس تک عالمگیر سے مخالفت رکھی اور بادشاہ کے آواخر عہد مین
رانی کے وکلا نے مصالحہ کی التماس اس شرط سے کی کہ دکن کے چھہ صوبون کی سردیسمکھی
بدستور نوفی صدی مقرر ہو جاے۔ عالمگیر نے اوسکو غیرت اسلام سے بعید جانکر قبول نہین کیا
جسکا بیان مفصل اسکو عہد سلطنت کی تاریخ مین ہوا۔ بہادر شاہ کے عہد مین وکلاے رانی
اور ساہو نے رجوع کی اور سردیسمکھی کا فرمان چند شرائط کے ساتھ حاصل کیا جسکا ذکر تاریخ
بہادر شاہی مین ہوا مگر رانی اور راجہ ساہو مین باہم نزاع ایسا ہوا کہ بہادر شاہ کو جو مرکوز
خاطر تھا وہ عمل مین نہ آیا اور سردیسمکھی کا انتظام بھی نہ جاری ہوا۔ داؤد خان کی صوبہ اری
دکن مین جسکا ذوالفقار نائب تھا اوسکے اور غنیم کے درمیان اخوت و موافقت کا عہد و قرار
ہوا۔ اس شرط پر کہ شاہزادون اور داؤد خان کی جاگیرون سے مرہٹے مزاحمت نہ کرین
اور باقی محالات امراے عظیم الشان سے ہیرامن نائب داؤد خان اپنے متصدیون سے چوتھ انکو بجاے
دمرہٹے کے بغیر دلادیا کرے اور قافلون کو وہ آزار نہ پہنچایئن مرہٹے اور داؤد خان شیر و شکر کی
طرح مل گئے۔ ——— اور عمل ہوتا رہا۔ داؤد خان اب گجرات کو بدل گیا
تھا یہ قول و قرار باقی نہ رہے اسکی جگہ نظام الملک بہادر فتح جنگ آیا وہ کل ایک سال پانچ
مہینے اس عہدہ پر مامور رہا۔ یہ نظام الملک بڑا لائق و ہوشیار تھا وہ دکن کے معاملات
ملکی کے سب پیچون سے واقف تھا اسکی نہایت عمدہ تجویز یہ تھی کہ مرہٹون کی ضعیف گروہ کو
تقویت دے کر اسکے قوی گروہ کی بیخ کنی کے درپے ہو۔ ساہو کے افسر جو ملک کا بندوبست
کر رہے تھے اسکے مقابلہ کرنے کے لئے سپاہ بھیجی اور اونکو شکست دی اور بعض اضلاع انکی
دبائے مگر پھر صلح ہو گئی۔ راجہ ساہو کو لقب دہ ہزاری دہ ہزار سوار کا بادشاہ کی طرف
سے عنایت ہوا وہ اپنی تدبیر یہان یہ کر رہا تھا کہ یکایک وہ یہان سے بدل گیا۔ اسلیئے

اوسکی تدبیرون سے بہت فائدہ نہ ہوا - اور بیان ہوا کہ نظام الملک کی صوبہ داری مین
ابتدا مین صلح رہی اور آخر مین فوج کشی ہوئی اس دار و مدار مین ایک سال پانچ مہینے گذرے
اور غنیم کی تنبیہ قرار واقعی ہوگئی اُسکی جگہ امیر الامرا سید حسین علی خان آیا - اسکی صوبہ داری
دو تین برس تک بادشاہ کے ساتھہ عناد فساد مین گذری - گو اوسنے سپاہ کو بڑھایا - مگروہ
بندوبست واقعی نہ ہوا جو امیر الامرا کے مرکوز خاطر تھا اور سادات بارہ کی رسم کے موافق
تھا - انور خان برہانپور کے شیخ زادون مین سے تھا اور سادات کے پیش آوردون مین سنہ ۱۱۳۰
مین قابوے وقت اور رفع فساد پر نظر کرکے اوسکی اور امراے ہمراز کی صلاح سے سنکراجی
ایک برہمن سے اتفاق ہوا یہ برہمن پہلے سیواجی وسنبھا کے عمدہ متوسل نوکرون مین تھا
قلعہ جنجی کی تسخیر کے بعد بادشاہی نوکرون کے جرگہ مین آگیا تھا - اور مرہٹون کے مطیع اور
غیر مطیع سردارون کی وکالت کرتا تھا اور جوہر شادت سے خالی نہ تھا اور مدد طالع اسکا ضمیمہ
ہوا تھا - راجہ ساہو کے بڑے عمدہ فہمیدہ کاربرہمن سر فوج بالاجی بشوناتھہ وجمناجی تھے
اونکی وساطت سے صلح کا قرار ان شرائط پر ہوا کہ جملہ محال خالصہ بادشاہی وجاگیر دارون
سے جو کچھہ محصول مال وسائر مین وکروڑی وشقدار وصول کرین اوسکی چوتھائی متصوبان راجہ
کو واصل کرین اور یہہ بھی مقرر ہوا کہ سوا چوتھائی حصہ کے جو جاگیر دارون سے اونکو موصول ہوگا
دہ سو روپیہ مین سے دس روپیہ بدستور سردیسمکھی رعایا سے لین غرض یون پینتیس ۳۵ فی صدی
کل ابواب فوجداری وشقداری وضیافت اور اور اخراجات از روے کاغذ خام وصول کرنا
اس حساب سے قریب نصف جمعبندی کے جو از روے طومار دہری ہوتی ہے وہ شریک ہوگئے
اسطرح راجہ ساہو کے عمال شریک غالب ہوگئے کہ مرہٹون کا یہ انتظام کہ وہ کل جمع بات
(محصولات) کو وصول کرین رعایا احکام بادشاہی وجاگیر دارون کو نہایت سخت معلوم ہوا
اور ہر محال مین دو تحصیلدار مقرر ہوئے انمین ایک کمائش دار اور دوم گماشتہ سردیس مکھی
کہلاتا تھا طومار و اصلات پر اول دستخط سررشتہ دار سردیسمکھی ہووین اور اوسکے جو لوازم
رسمیات جدا کئے جائین یہ امر عمال بادشاہی اور جاگیر دارون کا وبال جان ہوا

سواے اسکے ہر محال مین دو جدا جدا محصل راہداری تھے - فوجدارون کی سستی اور غنیم کے غلبہ سے وہ جا بجا ہو بیٹھے تھے بیوپاریون سے فی گاؤ آٹھ آنے اور فی ارابہ ایک روپیہ لیتے اور آدمیون سے وہ ظالم فوجدارون سے بھی زیادہ دو چند سہ چند جو چاہتے لے لیتے - اب ایام صلح سے پہلے جو ظلم ہوتا تھا وہ بدستور رہا اسکے سواے یہ شرکت راہداری کا آور او سر چڑہا - اس صورت مین ہر پرگنہ میں راجہ ساہو کے تین عامل مستقل رہتے تھے اونکے ساتھ سوار اور پیادون کی جمعیت ہوتی تھی وہ کچہری اور چبوترہ مال و سائر پر اور سر راہ پر رہتے تھے - یہ نئی بدعتین پیدا ہوئی تھین سواے اسکے جس جگہہ کہ ویران دہات رعایا کو قول دے کر مرہٹے آباد کرتے مثل دہات نند بار وغیرہ صوبہ خاندیس اور پرگنات صوبہ برار وغیرہ مین جنکو اصل مین مرہٹون نے ویران کیا تھا اونمین امیر الامرا کی قرار پر کچہہ خیال نہین کرتے جاگیر دار کو ثلثائی کے حصہ سوم دینے کا جو قول تھا جو پورا کرتے اونھون نے یہ مقرر کیا تھا کہ منجملہ تین حصون کے ایک حصہ جاگیردار اور ایک حصہ سالم مرہٹہ اور ایک حصہ رعایا سے مقدمات ملکی اور مالی مین مرہٹون کا حکم عمال اور فوجدارون و جاگیرداردن کے اختیار پر جاری تھا مصالحت کے وقت امیر الامرا نے مقرر کیا تھا اور تاکید کی تھی کہ راہداری نہ لی جائے - قبل ہذا صلح جو ظالم فوجدار اور حکام فی گاؤ اور ارابہ راہداری لیتے تھے اب اوس سے سہ چند و دو چند ظلم سے بیوپاریون اور مسافرون سے لی جاتی ہے یہ راہداری ہرگز نہ لی جائے مگر امیر الامرا کی اس باب مین پیش نہ گئی - ہان اکثر پرگنات مین تاخت و تاراج دہات قافلہ موقوف ہوگئی - ایام سابق کی نسبت مسافر اور آنے جانے والے راہداری ادا کرنے کے بعد آرام سے آتے جاتے تھے بعض دہات جو مرہٹون کی تاخت اور حکام کی تعدی سے بالکل ویران ہوگئے تھے وہ آباد ہوگئے +

امیر الامرا نے سند قرار صلح جس میں شرائط مذکورہ مندرج تھین اپنی مہر کر کے راجہ ساہو کے وکلاء کو حوالہ کی اور اپنی سند کے مطابق بادشاہ کے فرمان آنے پر صلح موقوف نہ رکھا جا بجا راجہ ساہو کے گماشتے مستقل دخیل کار کردئے - اور راجہ ساہو کے دعمدہ نوکرون

بالاجی بشوناتهه اور جمناجی کو مقرر کیا کہ وہ جمعیت شائستہ کے ساتهہ بطریق نیابت و وکالت راجہ ساہو اورنگ آباد مین رہین اور کارہائے ملکی و مالی اونکی وساطت سے سرانجام پائین اسکے بعد حسین علی خان نے عرضداشت بهیجی جس مین مصالحہ کی حقیقت لکهی اور اوسکے مطابق فرمان طلب کیا بعض ہواخواہان دولت نے بادشاہ کے خاطر نشان کیا کہ محصول اور حکمرانی مین غنیم کو شریک نائب کرنا مصلحت نہ تها اسلئے یہ صلح فرخ سیر کی مرضی کے خلاف ہوئی۔ اِن ہی ایام مین جان نثار خان کہ قدیم امیر بہادر دانا عبد اللہ خان مرحوم پدر حسین علی خان سے اتحاد رکهتا تها۔ اسلئے وہ حسین علیخان کا بمنزلہ عمو تها۔ سید اوسکی بڑی تعظیم کرتا تها بادشاہ نے اسکو نائب امیر الامرا مقرر کیا اور کچهہ نصیحتین کردین کہ وہ جاکر اپنے دوست کو سمجهاوے۔ یہ امید کی گئی کہ شاید اسکے سمجهانے سے وہ فرخ سیر کے خاطر خواہ عمل کرے اور ان ہی دنون مین اعتماد الدولہ محمد امین خان بهی ذی قعد ۱۱۳۰ سنہ جلوس میں صوبہ مالوا کو مرخص ہوا اور مقرر ہوا کہ سرحد مالوہ مین پہنچنے کے بعد اسکو فرمان صوبہ داری دکهن کا بهیجا جائیگا اور راجہ جی سنگہ سوائی بدلا جائیگا مشہور تها کہ حضور نے اوسکو فرمان دیدیا ہے جب جان نثار خان آب نربدا کے نزدیک آیا اوسنے از راہ حزم و ہوشیاری و پختہ کاری اپنے کام مین تذبذب ہوئے مطلب سے کہ جس صوبہ مین مقرر ہوا ہون معلوم نہین دخل پائونگا یا نہ پاونگا اپنے ساتهہ اصلا سوارون اور پیادونکی جمعیت ہمراہ نہین لی۔ کسر دو علاقہ مالوہ مین محمد امین خان وارد ہوا۔ دونو کے آنے کی خبر اورنگ آباد مین مشہور ہوئی۔ اور یہ افواہ اوڑی کہ محمد امین خان ساٹهہ ہزار سوارون کے ساتهہ اور جان نثار خان ستر آٹهہ ہزار سوارون کے ساتهہ حسین علی خان سے لڑنے کو آئے ہین حسین علی خان کو بهی تردد ہوا پهر اس خبر کا بے اصل ہونا تحقیق ہو گیا۔ جان نثار خان کے خط آئے کہ سنسا مرہٹے نے جو راجہ ساہو کے متسیون میں نہیں ہے ہند کی طرف علم سرکشی بلند کیا ہے۔ اوس نے مجهے روک رکها ہے کچهہ سپاہی بهیجدیجے۔ غرض سپاہ گئی۔ جان نثار خان امیر الامرا پاس آگیا امیر الامرا نے ظاہر مین اوسکے ساتهہ بزرگانہ سلوک کیا لیکن صوبہ برہان پور اوس کو نہ دیا۔

ان ہی دنون مین ضیاء الدین خان کہ شرفاء خراسان مین تھا دیوانی دکن پر دیانت خان کے
تغیر کے سبب مقرر ہوا۔ جلال الدین خان برہان پور کی دیوانی پر مامور ہوا فیض اللہ خان کی
بخشی گری دکھن کے تعلقہ پر منصوب ہوا۔ جب یہ امرا اورنگ آباد مین آئے تو ضیاء الدین خان
کو قطب الملک کی سفارش سے دیوانی مین دخل ہوا مگر سب کام امیر الامرا کے عملہ کی ماتحتی مین
کرنا پڑتا تھا۔ فیض اللہ خان بخشی کو امیر الامرا نے جواب صاف دیدیا۔ سلام کے لیے بھی بار
نہ دیا۔ جلال الدین خان کو برہانپور کی دیوانی کے عوض مین چند روز برار کی دیوانی دی غرض
ان باتون سے فرخ سیر کو اور زیادہ ملال ہوا۔

محمد مراد بخش ایک شخص کشمیری تھا سبگنون پورا تھا۔ کوئی عیب اوس سے چھوٹا نہ تھا
فرخ سیر کی مان کشمیری تھی۔ اسکے توسل سے بادشاہ سے ہم کلامی کی نوبت خلوت مین
پہنچی اوسنے بادشاہ کو سمجھایا کہ مین قتال وجدال بغیر سادات کا قلع وقمع کر سکتا ہون غرض
اوسنے اپنی چکنی چپڑی باتون سے بادشاہ کو سبز باغ دکھلادیا اور اوسکو ایسا پھسلایا
کہ تھوڑے دنون مین بادشاہ اوسکا غلام بن گیا۔ اسکو رکن الدولہ اعتقاد خان کا خطاب
منصب ہفت ہزاری دہ ہزار سوار کا دیا۔ اب اوسنے یہ صلاح دی کہ پٹنہ عظیم آباد سے
سربلند خان کو اور مراد آباد سے قلیچ خان نظام الملک بہادر فتح جنگ کو اور احمد آباد سے
راجہ اجیت سنگہ کو طلب فرمائیے ہر ایک کو عمدہ خدمات کا امیدوار کیجئے اور اونکے ہاتھون
سے دولت سادات کو خاک مین ملائیے۔ بادشاہ نے یہی کیا۔ یہ سب امرا جمع ہوئے نظام الملک
نے مراد آباد مین خوب انتظام کیا تھا وہ یہان آیا تو کسی اور خدمت پر مامور نہین ہوا بادشاہ
نے مراد آباد کا نام رکن آباد رکھا اور رکن الدولہ کی جاگیر او صوبہ داری مین دیدیا۔ راجہ
اجیت سنگہ کو مہاراجہ کا خطاب ملا۔ وہ سید عبد اللہ کا ہمدم و ہمداستان ہوا۔ نظام الملک بہادر
فتح جنگ و سربلند خان مین سے ہر ایک ابتدا مین امیدوار وزارت و میر بخشی تھا اونکو سید عبد اللہ خان
کے فنا و مٹانے کے لئے مستعد کیا۔ ان امرا نے بادشاہ سے التماس کیا کہ قلمدان وزارت
اپنے بندون مین سے جسکو لایق دیکھین اوسکو مرحمت فرمائین جسکے سبب سے سید عبد اللہ خان کے

رکن الدولہ اعتقاد خان کا اقتدار اور امراء عظام کا اجتماع +

استقلال مین خلل پڑیگا اگر وہ نافرمانی کا ادعا کریگا تو سزا پائیگا۔ تو بادشاہ نے جواب مین یہ فرمایا
کہ وزارت کے لئے اعتقاد خان سے بہتر دوسرے آدمی کو مین نہین جانتا۔ اسی امیرون کا
دل شکستہ ہوا بھلا ایسے بڑے امیرون سے ایسے کم اصل وزیر کی اطاعت کب ہوتی۔ اس گرمی
ہنگامہ مین عید فطر آئی۔ بادشاہ کی سواری مین اسی ہزار پیادے سوار عید گاہ تک ساتھ
تھے۔ خاص و عام مین ایک ہل چل پڑ رہی تھی کہ سید عبد اللہ خان اب گرفتار ہوتا ہے
سید کے ساتھ پانچ چار ہزار سوارون سے زیادہ نہ تھے۔ مگر کچھہ نہین ہوا سید عبد اللہ خان
پہلے تو سوا سادات و متوطنان بارہ کے اور کسی کو نوکر نہین رکھتا تھا اب اوسنے بیس ہزار
سوار سب قومون کے نوکر رکھہ لئے۔ جب دکن مین امیر الامرا کو یہ اخبار پہنچے تو اوس نے
بادشاہ پاس آنے کا ارادہ کیا۔ اور آنے سے منصوبہ تازہ کی تہید یہ کی کہ معین الدین
کو اپنے پاس بلا لیا وہ ایک مجہول النسب گمنام راجہ سا ہو نے شاہزادہ اکبر کا پسر سمجھہ کر
گرفتار کر لیا تھا اور بادشاہ کو لکھہ کر جواب مانگا۔ اس ضمن مین خبر آئی کہ بادشاہ اور سید عبد اللہ
مین صلح ہو گئی۔ راجہ اجیت سنگہ باوجودیکہ اوسکی بیٹی فرخ سیر سے بیاہی گئی تھی مگر وہ
سید عبد اللہ خان کا محرم و ہمراز تھا وہ صلح کا واسطہ ہوا۔ اور آخر ماہ شوال ۱۱۳۰ھ مین محمد فرخ سیر
مع اعتقاد خان و خاندوران خان اور بعض اور امراے خیر اندیش کے قطب الملک کے گھر پر
گیا۔ باہم عہد موافقت بالقسم و عدم مخالفت پر ہوا طرفین نے افعال گذشتہ کے عذر کئے۔ بادشاہ
نے اپنے خانہ قلعہ مین مراجعت کی جب دکن مین بادشاہ کی صلح کی خبر پہنچی تو امیر الامرا
نے چلنے مین توقف کیا پھر خبر آئی کہ یہ صلح باقی نہین رہی۔ اور قطب الملک کا نوشتہ بھائی کے
بلانے کے لئے گیا تو پھر وہ وہان سے چلا۔

غرض فرخ سیر اور قطب الملک کے درمیان ہنگامہ فساد و عناد کو امتداد ہوا۔ جو تدبیر
مصلحت سوچی جاتی تھی اسسے کچھہ مطلب نہین نکلتا تھا۔ بادشاہ کو عزم و راے کا ایک حال پر
قرار نہ تھا کبھی صلح و مدارات سے پیش آتا کبھی بداندیشون کے قلع مین کمر بستہ ہوتا تھا بعض امراے
منافق کی مصلحت سے سید عبد اللہ خان سے ہمداستان ہوتا تھا مقدمہ یکسو نہ ہوتا تھا۔

سید عبد اللہ خان نے بیس ہزار سواروں کے قریب نوکر رکھہ لئے تھے روز بروز فتنہ و فساد کو
بڑھاتا جاتا تھا امیر الامرا کی عرضداشتین بھی قدمبوسی کے لئے چلی آتی تھین اور اونمین
دکن کی آب و ہوا کی ناموافقت کی شکایتین بھی مندرج ہوتی تھین قطب الملک کے خطوط بھی
امیر الامرا پاس جاتے تھے کہ بھائی جلد یہان آؤ۔ ۱۵ ماہ شوال سنہ جلوس کو سیف الدین علیخان
اپنے چھوٹے بھائی کو چار پانچہزار سواروں کے ساتھہ بطریق ہراول برہانپور بھیجا کہ وہ
توپخانہ کا تہیہ اور سفر کے مایحتاج کا سرانجام کرے اور خاندیس مین صوبہ داری کرے
سید عبد اللہ خان کے متواتر خطوط آنے کے بعد اواخر ذی الحجہ سنہ ۱۱۳۰ہ مین اورنگ آباد سے
امیر الامرا باہر آیا اور امور ضروری کے لئے ایک ہفتہ توقف کیا اور اوائل محرم سنہ ۱۱۳۱ہ مین وہ
بہت امرا اور پچیس ہزار سوار اور توپخانہ اور دس گیارہ ہزار برقنداز ہمراہ لے کر دار الخلافہ
شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا قلعہ بھیرا اور دو تین قلعون کو اپنے ہمراہیون کے حوالہ کیا
بہت قلعون کے بادشاہی قلعہ دارون کو متہم کر کے معزول کیا اور اونکی جگہہ اپنے آدمی مقرر کئے
تیرہ ہزار سوار مرہٹہ بسرداری کھنڈو دھباریہ جو مشہور سر فوج اور خاندیس کا صوبہ دار راجہ ساہو
کی طرف سے بھی تھا اور سنتا اور تین اور نامی سردار اپنے ہمرکاب لئے۔ اور نامی سردار اور جماعہ دار کو ہاتھی
گھوڑے اور خلعت و مدد خرچ سے مرہون احسان کیا اور آیندہ کے لئے امیدوار مراتب اعلی کا
کیا سپاہی کے لئے آٹھہ آنہ یومیہ سرکار سے مقرر کیا۔ رنبھا ریبال گر مرہٹہ بادشاہی نوکرون مین
منجملہ فوج ملکی امیر الامرا میں تھا سنکراجی ملہار اور بشوناتھہ صاحب مدار راجہ ساہو اس سے
عداوت رکھتے اور کئی دفعہ اسے خفت پہلے اٹھا چکے تھی اور مدت سے تلافی کی فکر مین تھے رنبھا
اونکے اشارہ سے امیر الامرا نے مصلحت کے بہانہ سے بلا کر غافل مقید با زنجیر کر دیا
اور اوسکے لشکر و بہیر کو لٹوایا حکام و عمال معزول کو کمال بے سرانجامی کے ساتھہ ہمراہ
لیا۔ ۲۲ محرم سنہ ۱۱۳۱ کو برہانپور سے کوچ کیا کوچ بکوچ آب نربدا سے گذر اکبر پور پر عبور کیا
راہ میں رانا کے ملک پر دست درازی شروع کی تھی مگر رانا کے وکیل نے نذرانہ گذرانی
اسلئے خیر گذری پھر راجہ جے سنگھہ ملک پر تو لشکر نے خوب ہاتھہ پھینکے۔ اس

اس ضمن مین اخلاص خان امیرالامرا کی تسلی اور واپس لے جانے کے لئے بعد قرار صلح کے اواخر
شوال مین حضور سے روانہ ہوا تھا وہ اوائل ماہ صفر مین قلعہ مانڈو کے نزدیک آیا۔ امیرالامرا
اور اس مین باہم ملاقات ہوئی خلوت مین کلمات صلح بے ثبات کو اور دار الخلافہ میں امرا
کے جمع ہونے کے آشوب کو اور اعتقاد خان کی خاطر داری اور امرا کے آزردہ خاطر کرنے
ذکر کیا۔ سپہ سالار بہانہ طلب کو پہلے سے زیادہ حضور مین جلد جانے کے لئے سرگرم گیا۔
۱۴ صفر کو اجین مین امیرالامرا آیا۔ سرفراز خان فوجدار گوالیار اور وکیل حضور کے
نوشتون سے اوس کو بادشاہ اور سید عبداللہ خان کے درمیان صلح کا مفصل حال
معلوم ہوا۔ تو امیرالامرا نے مجمع دیوان مین کہا کہ اگر واقعی بادشاہ کو ہمارے ساتھ نزاع و
عداوت نہیں رہی اور بلا نفاق ہمارے ساتھ سلوک کریگا تو ہم بھی سواء اطاعت و نوکری کے
کوئی اور مطلب و ارادہ نہیں رکھینگے ملازمت اور بعض امور سے خاطر جمعی کے بعد دکن کو مراجعت
کرونگا۔ لیکن دوسرے تیسرے ہی روز امیرالامرا نے ثقہ و محرم راز آدمی کی زبانی سنا
کہ یہ سب افسانہ افسون ابلہ فریب کا دام بادشاہ عبث بچھاتا ہے اور نہین جانتا۔ ع
نہان کی ماند آن رازے کزو سازند محفلہا ٭ عقلا کے نزدیک تقاضائے مآل اندیشی
یہ ہے کہ اگر ہم بادشاہ کے قابو مین آ گئے تو ہم جان کی امان نہین پائینگے۔ اگر ہم بادشاہ
پر غالب آئینگے تو اوسکی نجات متعذر ہوگی۔

حضور کے نوشتجات سے ظاہر ہوا کہ سربلند خان کے بعض محال سیر حاصل میر جملہ
کو دیدی اور اوسکو وہان سے بدل دیا تو عسرت خرچ و ہجوم سپاہ اور ارباب طلب کی تقاضی
اور طلب کے سبب سے نوکری کو ترک کیا اور منصب سے استعفا دیا گھوڑون اور ہاتھیون و اثاث البیت
کو جامہ دارون اور قرض خواہون کو دیکر خرقہ پوش ہونا چاہا۔ جب اطلاع سید عبداللہ خان کو
ہوئی تو وہ اوسکے پاس تسلی کو گیا اور نقد و جنس و اسپ اپنی طرف سے اوسکو دئے اور کابل
کی صوبہ داری اوسکے نام مقرر کی اور مرہون احسان کیا۔ نظام الملک بہادر ظفر آباد کے
تغیر بے وقت سے اور اعتقاد خان کو اپنی جاگیر ملنے سے بیٹھا جل رہا تھا اوس کو وزارت اور

عنایات کا امید وار کر کے حضور مین طلب کیا تھا اور اب وہ معزول تھا قطب الملک نے
اوسکی بھی تسلی کی اور مالوہ کی صوبہ داری کا امید وار کیا - اعتماد الدولہ بے رخصت و بے حکم
بادشاہی مالوہ سے آیا تھا مغضوب و بے منصب ہو گیا تھا عبد اللہ خان نے اوسکو بھی مطمئن
خاطر کیا غرض جتنے قطب الملک کی دولت کے مدعی تھے اوسنے اپنی الواع امداد و نفقہ
اموال سے ممنون کر کے پرداخت حال کا امیدوار کیا - خاندوران خان کو کہ ابتدا
ہی سے ہر حملہ کے ساتھ بادشاہ کے ہوا خواہون مین گنا جاتا تھا اوسکو بھی اپنا رفیق و ہمدم و محرم
کر لیا - ایک دن بادشاہ شکار کو سوار ہوا یہ قرار دیا کہ مراجعت کے وقت وہ قطب الملک
کی ملاقات کو جائیگا مہاراجہ اجیت سنگہ کا داماد بادشاہ تھا مگر سید عبد اللہ خان کا ہمدم و ہمراز تھا
اور قابو کا انتظار کر رہا تھا - اسکا گھر سر راہ واقع تھا بادشاہ کے مرکوز خاطر یہ تھا کہ جب
میری سواری مہاراجہ کے گھر کے قریب پہنچیگی تو وہ نذر لیکر مجرے کے واسطے آئیگا تو مین
اہتمام کر کے اوس کو قید کر لونگا - خواہ یہ بات بادشاہ کے دل کی راجہ کو معلوم ہوئی ہو یا
نہ معلوم ہوئی ہو مگر اتنا یہ خائف فقط گمان و ظن سے وسواس ہراس آمیز سے بادشاہ
کی مراجعت سے پہلے سید عبد اللہ خان کے خانہ مین پناہ کے لئے راجہ چلا گیا - بادشاہ مراجعت
کے وقت کشتی مین سوار تھا چاہتا تھا کہ موافق قرار کے سید عبد اللہ خان کے گھر تشریف لے
لے جاوے اوسکو معلوم ہوا کہ راجہ سید عبد اللہ خان کے گھر مین چلا گیا ہے تو اوسنے بے دماغ ہو کر
ملاحونکو جب کشتی سید عبد اللہ خان کے گھر کی برابر آئی حکم دیا کہ نوارہ کو تند و جلد چلاؤ باوجود یکہ
کارخانجات بادشاہی سید عبد اللہ کے گھر مین آ ئے تھے اور قطب الملک دریا کے
کنارہ پر استقبال کو آیا تھا بادشاہ اوسکی طرف متوجہ نہ ہوا - دولت خانہ و قلعہ مین داخل ہوا
ربیع الاول کے اواخر مین اور سنہ جلوس کے اوائل مین فیروز شاہ کی لاٹھ کے نیچے
شہر سے دو تین کوس پر سید حسین علی خان نے اپنے ڈیرے دم لے - بغاوت کے
اظہار کے لئے طبل مخالفت صریح بجانا شروع کیا - یہ نئے تخت سلاطین کی آداب کے
خلاف یہ امر تھا کہ کوئی کوس شادیانہ کی آواز بلند کرے اور بادشاہانہ شکوہ کے ساتھ

خیمہ میں داخل ہوا جو سرائے موضع باولی کے قریب تھا اور مکرر زبان سے کہتا تہا کہ اب
میں اپنے تئیں بادشاہ کے نوکرون کے زمرہ میں نہیں جانتا کہ آقا کے آداب بجالاؤن
اب مجھے عزل و غضب و عتاب سلطانی کا اندیشہ نہیں ہے عجب بات یہ ہے کہ بادشاہ
سادہ لوح باوجودیکہ دیکھتا تھا کہ مخالفت کا نقارہ اور عدم اطاعت کا دہل بے باکانہ
کیسا وہان دہون بج رہا ہے وہ ہوش میں نہ آیا کبھی غضب میں آنکر آستین چڑہاتا
دونو بہائیون کو زجر و تہدید کرتا کبھی آشتی پر وہ اتفاق کرتا - راجہ دھیراج جے سنگھ
جو مکرر لڑنے کے واسطے سرکشون کی گوشمالی دینے کے لئے کمر بستہ ہوکر مصلحت بتاتا
تو اسے فائدہ نہ ہوتا بعض امراے عقیدت کیش عرب و عجم کے کہ بدون تورہ کے اپنے
میں طاقت صریح مقابلہ و مقاتلہ کی طبل بجانے میں نہیں دیکھتے تہے حضور مغلیہ
خیلو اس راز سربستہ پر اطلاع تہی اور کسی کو اسکا یارا نہ تہا کہ اس مخفی راز سے زبان کو
آشنا کرے وہ نیرنگی روزگار اور دونو بہائیون کے تسلط کا اور سستی عزم و اغماض بادشاہ
کا تماشا دیکھتے تہے اور خون جگر پیتے تہے - بلکہ فرخ سیر کے حکم اور اشارہ سے حسین علی خان
کی ملاقات کے لئے جاتے تہے - اور مدعیان دولت کی وضع و تکبر کو دیکھکر خون و زبان پر
گلہ کے ساتھ مراجعت کرتے تہے جب امیر الامرا کے آنے پر چار پانچ روز گذر گئے تو
اوسکے بہائی سید عبد اللہ نے اپنے بہائی کی زبانی بادشاہ سے بیان کیا کہ اگر بادشاہ
راجہ جے سنگھ پر ہم کار کو وطن کو رخصت کرے اور توپخانہ کی خدمات اور دیوان
خاص کی اور خواصون کی داروغگی ہمارے متوسلون کو عنایت فرمائے اور قلعہ میں
ہمارا بندوبست ہونے دے بلا واسطہ اس امیر الامرا آنکر ملازمت کریگا اور ہم دونو بہائی
خاطر جمعی سے آمد و رفت کرینگے - بادشاہ سست عقل نے جو روزگار شعبدہ باز کی
دغلبازی سے غافل تھا دونو بہائیون کی ادعا کو مان لیا - خدمات کے باب میں
یہ مقرر کیا کہ اونکو فی الحال اصالتاً سید عبد اللہ خان اور سادات بارہ اور دونو بہائی
کے ہمراہی بجالائیں اور نیابت اعتقاد خان اور معتمدان حضور انجام دین - بعد چند روز

جشن نوروز قریب آتا ہے حجاب نیابت بھی درمیان سے اٹھ جائے گا۔ سوم ماہ ربیع الاول کو
راجہ دھیراج جے سنگھ کو حکم کے بموجب ایک وز ٹھہرنے کی اجازت نہ ہوئی وہ اپنے وطن
انبیر کو روانہ ہوا اور اسی روز راجہ بھیم و راجہ بدھ سنگھ کہ باہم بنی عم تھے۔ اور وطن
بوندی پر آپس مین پرخاش و عداوت ارثی رکھتے تھے آپس مین راہ کے درمیان لڑے
دونو طرف سے راجپوت اور بدھ سنگھ کا دیوان قتل ہوئے۔ اور آخر کار مردم راجہ بھیم غالب ہوئے
بدھ سنگھ خوف کے مارے چند سوارون کے ساتھ راجہ دھیراج پاس آیا جو اوس کا
حامی تھا۔ پنجم ماہ مذکور کو قطب الملک و راجہ اجیت سنگھ معتمد آدمیون کے ساتھ قلعہ ارک
مین آئے۔ بادشاہی آدمیون کو دروازون سے اوٹھایا اور اپنے آدمیون کو بٹھایا۔
بادشاہی آدمیون مین سے سواء اعتقاد خان و اختیار خان مشرف دیوان خاص کے
جنکا عدم وجود برابر تھا۔ اور ظفر خان کے جو سلوک و زمانہ سازی مین بخود ہمہ تن گنا جاتا
تھا چند خواص و خواجہ سرائے ناکارہ کے بادشاہ پاس سے اور کوئی قلعہ مین بادشاہ کے
گرد نہ رہا۔ امیر الامرا ملوکانہ شان و شکوہ سے لشکر کو آراستہ کر کے سوار ہوا۔ قلعہ کو
گردم ہٹے اور انکے سوار گھیرے ہوئے تھے سہ پہر کو قلعہ مین داخل ہوا۔ بعد ملازمت کے
چند کلمے ملالت افزا بالطبار کلمہ نصیحت آمیز کہے سنے گئے۔ خلعت اسپ وغیرہ کو امیر الامرا نے
باکراہ قبول کیا۔ تقدیم ادب مین بھی چندان نہ مشغول ہوا۔ اپنے گھر چلا گیا۔ باوجود اسکے
بادشاہ پہاڑ بن گیا اپنی جگہ سے نہ ہلا اور اصل کی فکر مین نہ ہوا۔ دوبارہ آٹھوین تاریخ کو سادات
نے قلعہ کا بندوبست قرار واقعی کیا قطب الملک و مہاراجہ اپنے معتمدون اور انتخابی فوج
کے ساتھ قلعہ مین داخل ہوئے۔ اور اول کی طرح بادشاہی آدمی احاطہ سے باہر کر دیئے گئے۔
اور دروازے اپنے معتمد و معتبر کام کے آدمیون کو سپرد کر دئے۔ دیوان خاص و عام و خوابگاہ و
عدالت کے دروازون کی کنجیان اپنے پاس منگا کے رکھ لین بعد فراغ خاطر کے حسین علیخان
کے پاس آنے کا پیغام بھیجا۔ وہ بڑی شان و دبدبہ سے معین الدین گمنام کو جو پسر شاہزادہ اکبر کے
نام سے ہمراہ تھا ہاتھی پر بٹھا کر اپنے گھر مین بارہ دری شائستہ خان مین جو قلعہ ارک سے قریب تھا اتارا

سید عبد اللہ خان فرخ سیر ہوش باختہ پاس گیا - اور تکالیف شاقہ وعدم قبول نیابت خدمات
مذکورہ بہت سے شکووں کے ساتھہ بھائی کی زبان سے بیان کئے کہ ہم نے تمہارے آبا و اجداد کی
خدمت مین اور تمہاری ہمرکابی مین جو تردد وجانفشانی وحسن خدمتی دل وجان سے کین
او رجان نثاری کرنے مین کسی طرح سے اپنے تئین مین نے معاف نہین رکھا اسکے مقابل و عوض
مین بادشاہ حق نشناس نے سوا سوء ظن وگمان بد وفکر فاسد وارادہ باطل کے فدویوں کے
حق مین کوئی اور خیال دل مین نہین کیا چنانچہ اس ہمارے مقال کے شاہد وہ فرامین ہمارے
ہاتھہ مین ہین جو داؤد خان افغان اور اس سرزمین کے اور سرکشون اور دکن کے صاحب مدعان
کے نام متضمن اس اشارہ پر لکھے گئے ہین کہ مجھے دخل ندو اور بنابرہ بے تقصیر کو قتل کرو
دودمان صاحب قران مین کبھی عہد وپیمان کی برخلافی نہ ایسی دیکھی نہ سنی - اس عہد مین
بدعہدی کی انتہا ظاہر ہوئی ہمارا وسواس ہراس اسوقت برطرف ہو سکتا ہے
کہ خدمات حضور کا اختیار بلا قید نیابت ہمارے اختیار مین ہو اور شرائط کا مذکور کیا بادشاہ
عقل سے معذور تھا اوسنے عبث کا عذر کرکے دفعیہ کیا - طرفین سے بڑی بے مزہ
جلی کٹی باتین ہوئیں - بادشاہ برآشفتہ ہوکر اول اعتقاد خان سے پھر قطب الملک سے
مخاطب ہوا - دو تین کلمے عتاب آمیز زبان سے نکالے - اعتقاد خان نے اس حال میں
چاہا کہ ابلہ فریب کلمات سے اصلاح مین کوشش کرے - طرفین مین اپنی اپنی حالت مین
بے اختیار تھے - سید عبد اللہ خان نے اعتقاد خان کو گالیان دیکر بات نہ کرنے دی - قلعہ سے
باہر جانے کا حکم دیا - وہ حواس باختہ اپنی جان کے بچ جانے کو غنیمت سمجھا اور اختیار خان
کی پالکی مین بیٹھہ گھر چلدیا - حصار کے ہر گوشہ وکنارہ سے آثار فتنہ اور صدائے آشوب
بلند ہوئی - بادشاہ محل مین چلا گیا - اتنے مین رات ہوگئی قلعہ کے اندر اور باہر جانا بند ہو
شہر مین فتنہ رچا - دونو بھائیوں کی فوجین کوچہ اور بازارون مین مستعد ومہیا گھوڑون پر چڑھے
کھڑی تہین - کوئی نہین جانتا تہا کہ قلعہ مین کیا گذرا اور کیا گذر رہا ہے - سید عبد اللہ خان
اور راجہ اجیت سنگہ اپنے اعیان کے ساتھہ مشورے اور اندیشے کر رہے تہے کہ صبح ہوگئی

مرہٹون کے سردار مثل کھنڈو دہباریہ و بالاجی بشوناتھ اور سنتا وغیرہ دس بارہ ہزار سوارون
کے ساتھ رات بھر ہتیارون مین اوسی بنے اس انتظار مین ستارے گن رہے تھے کہ کب صبح
ہو جو ہنگامہ دار و گیر گرم ہو اور مال و عیال مردم پر دست دراز کرکے ذخیرے جمع کرین
دن ہوا جھوٹی سچی خبرین اڑنی شروع ہوئیں کہ سید عبداللہ خان مارا گیا اور ایسی اور
وحشت ناک افواہیں اڑین - اعتقاد خان اور بعض اور امرا نے کہ مآل کار سے بے خبر تھے چاہا
کہ بازار سعد اللہ خان کی طرف امیر الامرا سے مقابلہ ہونے کے قصد سے سوار ہون -
اعتماد الدولہ محمد امین خان و چین قلیچ خان بہادر از راہ زمانہ سازی و پختہ کاری حسین علیخان
کی رفاقت کی قصد سے گھر سے باہر آئے تھے اونکے نشان نمودار ہوئے بغیر اس کے
کہ مرہٹون کے ساتھ مقابلہ و مقاتلہ ہو اور کارزار کی نوبت آئی - خاندوران خان کے
ہودہ پندرہ کمبل پوش سوارون نے چند تیر مرہٹون کی طرف پھینکے مرہٹے میدان کے لڑنے والے
شہر کی گلیون میں لڑنا کیا جانین - ان کے سب سردار اور دس بارہ ہزار سوار ایک دفعہ فرار
ہوئے - بازار کے لچون اور تماشائیون اور بے روزگار مغلون نے خبردار ہو کر تلوارین ہاتھ
مین لیں اور ہر طرف سے مرہٹون کو مارتے سر سے پگڑی اوچک لے جاتے اور سر کو بدن سے
جدا کرتے - ہاتھ سے نیزہ اور کمر سے شمشیر چھین لیتے زین گھوڑون کی خالی کرتے اور خون سے
رنگین اور گھوڑون کو اور ہتیارون کو لے لیتے - مرہٹے اونکے آگے سے ایسے بھاگتے جیسے
بھیڑون کا گلہ بھیڑئے سے یہانتک نوبت آئی کہ دہوبیون قسائیون اور خاکروبون اور
اہل پیشہ نے لاٹھی پونگے مار کے اور زبان سے للکار کے اور تیز آنکھین دکھا کے جو چاہا اونسے
چھین لیا - بھالے اور آفتاب گیر جو مرہٹون کا سرمایہ اعتبار ہے اسقدر اونھون نے پھینک دیے
کہ بعض بے سر و سامانون کے لیے چھپر دن کا مصالح جمع ہو گیا - بعض مرہٹے ننگے ہو گئے
اور منہ مین تنکا لیکر دکنیون کے دستور کے موافق پناہ مانگنے لگے - غرض چوک سعد اللہ خان سے
اونکی نگاہ تک کہ تین چار کروہ پر تھا سب جگہہ مرہٹے قتل ہوئے - خافی خان بچشم خود مشاہدہ کرکے
لکھتا ہے کہ پندرہ بیس مرہٹون کے سوارون مین ایک آفتاب گیر ہوتا ہے اور وہ انکا سرمایہ فخر ہوتا ہے

چار پانچسو آفتاب گیر پڑے ہوئے تھے مقتولون کے گھوڑون اور گھوڑیون کے خوگیرون
مین اکثر لوٹ کا زروزیور تھا اور اونکی کمرون مین ان روپیون اور اشرفیون کی ہمیانیان تھین
جو اوںھون نے راہ مین راجہ جی سنگہ کے دہات اور اور مسافرون سے لوٹی تھین۔ یہ سب
بازار کے لچون اور بیکار مغلون کے ہاتھ آئیں۔ پندرہ سو پیادے اور سوار اور سنتا
سردار اور دو تین اور نامور اونکے کشتہ و زخمی ہوئے اگر یہ بات نہ ہوتی تو مرتے ہمیشہ
شیخی مارا کرتے کہ ہم نے پائے تخت مین جا کر ایک بادشاہ کو مقید کیا اور دوسرے
بادشاہ کو تخت پر بٹھایا۔ جب قلعہ کے باہر مرہٹے یون مارے گئے اور قلعہ کے اندر
سید عبد اللہ خان کے مارے جانے کی خبر ہر کوچہ و محلہ مین اوڑی۔ غازی الدین خان
غالب جنگ و سادات خان خسر بادشاہ مع پسر اپنے گھر سے سوار ہوئے اعتقاد خان
باتفاق سید صلابت خان داروغہ معزول توپخانہ اور میر مشرف اور منو سر ہزاری
بادشاہی دو تین ہزار آدمیون کے ساتھ بازار سعد اللہ خان مین معرکہ آرا ہوئے
ان فوج کشون اور سید عبد اللہ کے مارے جانے کی خبر نے لشکر سادات مین
پریشانی پیدا کی۔ چار پانچ ہزار سادات بارہ وزر کے فکر مین تھے کہ اعتماد الدولہ امین علیخان
پاس آگیا اور سے اونکو استقامت ہوئی۔ نظام الملک بہادر فتح جنگ نے دیکھا کہ کام ہاتھ سے
گیا عقل و دوربین کی مدد سے حرکت مین فائدہ نہ جانا ناچار خانہ نشین ہوا۔ خاندوران خان
گھر سے نہین نکلا۔ امیر الامرا نے باہر فساد دیکھ کر سید عبد اللہ خان کو تاکید کی کہ جلد کام
سے الفراغ حاصل کرو جب قلعہ کے اندر قطب الملک کی حیات اور غلبہ کی خبر تحقیق ہوگئی
تو افواج دل باختہ سادات فراہم ہو کر چاندنی چوک مین غازی الدین خان و سادات خان
اور اوسکے بیٹے سے لڑنے لگی۔ بان بندوق چلنے لگی۔ غازی الدین خان کے ہاتھی کا
اول ہی بان کے لگنے سے منہ پھر گیا۔ سادات خان زخمی ہو کر مارا گیا۔ اس ضمن مین
آخر خان لاہوری دروازہ پر نمودار ہوا۔ سید حسین علی کے آدمیون نے دروازہ بند کر دیا۔ ناچار
او سنے معاودت کی۔ اعتقاد خان نے اپنے ہمراہیون سمیت سعد اللہ خان کے چوک کی طرف

اور اپنے گھر کے پاس چند حلے کئے مورچال باندھ کے بیٹھا آخر کو مقید ہوا۔ اوسکی شامت سے
بازار سعد اللہ خان کی چند دکانین تاراج ہو گئیں۔ ابھی بازار دار و گیر گرم تھا کہ
شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات کے جلوس کا شادیانہ بجا اور امان کی منادی ہوئی
اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب بادشاہ محل میں چلا گیا تو سید عبد اللہ خان و حسین علیخان
نے افسانہ و افسون سے پیغام بادشاہ پاس بھیجے کہ وہ محل سے نکلے مگر کچھ فائدہ
نہ ہوا حبشی اور ترکی کنیزین جنگ کے لئے تیار ہوئین۔ افغان اور چیلے اور نجم الدین علیخان
برادر قطب الملک پسر صلابت خان رسالہ محل مین گھس گئے اور عورتون کو خوب مارپیٹ
بادشاہ کا پتا لگایا اور وہ بام محل کے کوٹھے کے گوشہ مین چھپا ہوا تھا۔ اوس کو
بڑی بے حرمتی سے کھینچکر باہر لائے جسوقت فرخ سیر کو پکڑ لائے تو اوسکی مان بیٹیون
بیویون اور بیگمون نے اوس کو گھیر لیا اور رونا پیٹنا شروع کیا اور گرفتار کرنے والون
کے پانون مین سر رکھا ہاتھ جوڑے خدا کے واسطے دئے مگر ایسے وقت مین کون
ایسی باتین سنتا ہے۔ زیور عورتون کا لوٹ لیا اور بے حرمت کیا۔ فرخ سیر کی
آنکھون مین سلائی پھیری اور قلعہ کے اندر ترپولیہ کے اوپر حبس خانہ مین جو قبر
کی صورت تھا اس بادشاہ کو قید کیا۔ ایک طشت و آفتابہ قضائے حاجت کے
لئے اور پانی کی صراحی دی۔

محمد فرخ سیر کی سلطنت پر فساد سوا جہاندار شاہ کی سلطنت کے گیارہ مہینے کی جنکو اوسنے
اپنے ایام سلطنت مین دفاتر مین ثبت کرایا چھ سال چار ماہ کچھ دنون ہی رہی اس عزل و نصب
کی تاریخ کہ ایک بادشاہ گرفتار ہوا اور دوسرا سات برس کا قیدی بادشاہ ہوا۔
(فاعتبروا یا اولی الابصار) ہے +

+ ہمارا ہے بغیر ۱۱۳۱ھ و دوسرا ۱۱۳۰ھ

ذکر سلطنت محمد شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات

فرخ سیر کی قید سے قلعہ کے اندر اور شہر سے باہر ایک ہنگامہ برپا ہوا تو قطب الملک اور

امیر الامرا نے اوسکے فرو کرنے کے لئے چاہا کہ کسی شاہزادہ کو بادشاہ بنائین مگر بہادر شاہ
اور فرخ سیر نے شاہزادے جن جن کو قتل کرائے تھے اور جو زندہ تھے وہ زندان مین تھے
یا محلون مین چھپے چھپائے لڑکیون کی طرح پرورش پا رہے تھے - ان سیدون کو
بھی ایسا ہی شہزادہ بھولا بھالا اعقل کا پورا چاہئے تھا کہ کٹ پتلی کی طرح اونکے اشارہ پر چلے
تو اونھون نے یکم ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۹ء کو شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات پسر خرد
رفیع الشان بہادر شاہ کے پوتے اور محمد اکبر خلف اورنگ زیب کے نواسہ کو تخت سلطنت پر بٹھایا
اوسکی عمر بیس برس کی تھی - وارث تاج اوسکی تاریخ ولادت ہے - وہ مدقوق تھا قید خانہ
مین پڑا ہوا تہا - شورش عام اور غلبہ ازدحام ایسا تہا کہ اتنی فرصت نہ ملی کہ بادشاہ حمام مین جاکے
اور کپڑے بدلے اور تخت کی آرائش اور زینت ہوتی وہ اسی لباس مین کہ پہنے ہوئے تہا
تخت پر بٹھایا گیا صرف مالا مروارید اوسکے گلے مین ڈال دی - شہر کے رفع فساد اور آشوب
کے لئے الامان الامان کی منادی کرادی اور صدائے شادیانہ بلند کی - قطب الملک آداب
مبارکباد بجا لایا - اور اپنے خاص ہمدمون اور معتمد نوکرون کو قلعہ کے اندر رکھا اور دروازون پر
اور دیوان خاص و عام مین سب جگہ اپنے خاص معتبر آدمی بٹھا دیئے - خواجہ سرا و خواص
اور کارخانجات کا عملہ فعلہ اپنے اعتمادی نوکرون مین سے مقرر کیا -

اول ہی روز کے دیوان مین راجہ اجیت سنگہ دادا کشن اور راجہ رتن چند کی آرزو کے
موافق جزیہ کی معافی کا حکم دیا گیا - اور امن امان سلطنت کے احکام اطراف مین روانہ کئے
اعتقاد خان کو خفت خواری کے ساتھ قید اور اوسکی جاگیر اور گھر کو ضبط کیا - باوجودیکہ اوسنے
نقد و جواہر متفرق کردئے تھے - پھر بھی اوسکا گھر روپیون اور اشرفیون اور طلا و مرصع آلات
و ظروف نقرہ سے بھرا ہوا تہا اونکو ضبط کیا - بادشاہ نے جو اوسکو جواہر اور مروارید عطا
کئے تھے اونکی بازیافت کے لئے اوسکو خفیف و ذلیل کرتے تھے اسی طرح بادشاہ مظلوم کے
خاص اور خسر پورہ شائستہ خان اور سادات خان کے بیٹون اور سید صلابت خان اور غلام
توپخانہ اور افضل خان صدر اور اور بادشاہ کے غلامون اور ہوا خواہون کی جاگیرین ضبط ہوئین

راجہ اجیت سنگھ کی بیٹی زوجہ فرخ سیر کی جاگیر راجہ کی خاطر سے بحال رہی سوالا شاہی منصبداروں مین اکثر پچاس روپیہ درماہہ اور بعض زیادہ جاگیر کے مقرر ہونے تک نقد پاتے تھے اور ایک جماعت پاس جاگیر تھی اور اکثر نقد پانے کی امید مین جاگیر کو منصبدارون کی جاگیر مین محسوب کرتے تھے انکو حکم ہوا کہ جس کا نوکری کرنے کا ارادہ ہو وہ حسین علی خان کی سرکار مین گھوڑے کو داغ دلوا کے اندرون کی شرح کے موافق پچاس روپیہ ماہوار سرسری لین۔ اعتماد الدولہ محمد امین خان اپنی بخشی گری در دم پر بحال رہا نظام الملک کو صوبہ مالوہ اور سربلند خان کو صوبہ کابل ملا۔

اس طرح بادشاہ کی قید پر دو مہینے گذرے۔ وہ محبس مین بڑے عذاب بلا مین مبتلا تھا مشہور روایت یہ ہے کہ مکحول کرنے مین اوسکی آنکھون کا نور بالکل زائل نہ ہوا تھا۔ سادہ لوحی اور حب ریاست سے مدعیان سلطنت ایام گذشتہ کے غدر کا پیغام بھیجتا اور درخواست کرتا کہ مجھے پھر تخت پر بٹھا دو مین دونو بھائیون کو سلطنت کا اختیار دیدونگا۔ کبھی عبد اللہ خان افغان کی جو بادشاہ زندہ بگور کا نگہبان تھا چاپلوسی کرتا اور اوسکو ہفت ہزاری منصب کا امیدوار کرتا اور قیدخانہ سے اپنے نکالنے کا اور راج دھیراج جی سنگھ سوائی پاس پیغام پہنچانے کا مشورہ دیتا جسکو وہ اپنی نجات کا وسیلہ جانتا تھا۔ یہ خان اوس کے مافی الضمیر پر اطلاع پاکر سلطنت کے صاحب مدارون کو خبر دیتا۔ اس سبب سے وہ اس سادہ لوح محبوس کے مارنے کے درپے ہوئے۔ دو دفعہ اوسکو زہر دیا اثر نہ ہوا تیسری یا دوسری دفعہ زہر نے اثر کیا مگر جان جلدی نہین نکلتی تھی کہ دونو بھائیون نے باوجود کفالت قسم کلام الہی ایسی سختی کی کہ فرخ سیر کو تسمہ کشی اور زدوکوب سے مروا دیا۔ مرنے سے بارہ پہر بعد کفن و دفن مین مشغول ہوئے۔ تابوت کو مقبرہ ہمایون مین لے گئے دو تین ہزار مرد و زن خصوص شہر کے ہیچے و فقیر جنکو بادشاہ سے فیض پہنچتا تھا۔ تابوت کے آگے آگے روتے پیٹتے سر پر خاک ڈالتے ہوئے گریبان چاک گالیان دیتے ہوئے جاتے تھے حسین علی خان کا بخشی دلاور علی خان و سید علی خان برادر بخشی سید عبد اللہ خان

فرخ سیر کا مارا جانا اور دفن ہونا۔

تابوت کے ساتھ جانے کے لئے مامور ہوئے تھے۔ وہ اور اعیان شہر کی ایک جماعت مجبور رقت کرتی ہوئی رفاقت مین تھی۔ لوگ اس جماعت کی پالکی اور گھوڑون پر پھینکتے تھے۔ اور روٹی پیسے جو فقرا کو خیرات دیتے تھے وہ نہ لیتے تھے۔ سوم کے روز ایک جماعت بچون اور گدا پیشون کی اس چبوترہ پر جمع ہوئی جسپر بادشاہ کو غسل دیا تھا بہت سا طعام پکا کے فقرا کو کھلایا۔ مجلس مولود کی صبح تک احیائے شب کیا۔ تذکرہ چغتائیہ مین لکھا ہے کہ فرخ سیر کی ۳۸ برس کی عمر تھی۔ اور جب اوسنے بیٹھنے مین تخت سلطنت پر جلوس کیا مدت سلطنت اوسکی سات سال ایک مہینہ نو روز تھی اور جہاندار شاہ کی شکست کے بعد چھہ برس تین مہینے ۴ دن +

بعد اس واقعہ کے بقول عوام بادشاہی خزانہ وجواہر ومرصع آلات وہاتھی گھوڑون کو دونو بھائیون نے اپنے تصرف واختیار مین کیا اور حصہ رسدائین سے انتخاب کر کے اپنے کارخانجات مین داخل کیا۔ سید عبداللہ خان کو عورتون کے ساتھ محبت وعشرت پر بڑی رغبت تھی مشہور روایت یہ ہے کہ دو تین عورتین حور لقا بادشاہی محرمان حرم مین سے پسند کر کے وہ اپنے تصرف مین لایا باوجودیکہ زیادتی حرص وخواہش شہوت رانی سے اوسکے پاس خود دستر اسنی خوش ادا عورتین مزے اوڑانے کے لئے موجود تھین +

بعد ان سوانح کے ایک دن یا ایک رات بھی دونو بھائیون کو میسر نہیں ہوئی کہ جسمین اونکو اپنی جان وآبرو کا خوف نہ ہوتا اور دل کی مراد کے موافق کامرانی اور لذت زندگانی اٹھاتے۔ دونو بھائیون میں باہم محبت اخوت کدورت باطنی و وسواس غلبہ تسلط سے بدل گئی بسبب عہدہ وزارت کے اوسکے سبب امور ملکی کا اختیار بڑے بھائی کے ہاتھ مین زیادہ تھا لیکن امیرالامرا حسین علی خان اپنی شجاعت وتہور کاردانی فیض رسانی ومعاملہ فہمی پر اس مرتبہ پر غرور رکھتا تھا کہ کسی کی اپنے آگے ہستی نہیں سمجھتا تھا اور اپنے آگے بڑے بھائی کو ہیچ جانتا تھا۔ زیادہ تر امرا سے جلادت پیشہ کا رطلب کو رعایت واعانت سے اپنا رام و رفیق کیا تھا اور ملک کے بند و بست کا اختیار اپنی طرف کھینچتا تھا اس سبب سے

افواہ عوام میں بھائی بھائیون کی ناموافقت کی طرح طرح کی باتین مشہور ہوتین لیکن بحسب ظاہر
معاندون کے فساد اور عناد کے ملاحظہ سے سررشتہ اخلاص و اتحاد و اخوت کو ہاتھہ سے
نہ دیتے تھے واقعہ طلب خنہ جویون کی دست و زبان دراز ہو سکے اونکو ارباب حاجت
کے کامون کی طرف توجہ کرنے کی فرصت نہ تھی وہ ان کامون مین اپنا صرف اوقات
کرتے تھے کہ امرا مغضوب و منکوب کا اموال ضبط کرین دور و نزدیک سے خزانہ و جواہر جمع
کرین اطراف کے سرکشون کے لئے جو گردش سلطنت کے سننے سے اطاعت نہیں کرتے
تھے اونکی تنبیہ کے لئے فوجین روانہ کرین۔ راجہ اجیت سنگہ نقد و جواہر سے مالا مال ہوکر
احمد آباد کو جاتا تھا کہ بازار کے دونو طرف کلمات لا یعنی اور صریح دشنام بازار کے لچے
اسے سُناتے اور کہتے کہ داماد کا خون بہا لیکر اور اپنا منہ کالا کرکے اس شہر سے باہر جانا
چاہتا ہے۔ راجہ ان باتون سے ایسا تنگ ہوا کہ ایک دو آدمیون کو جان سے مارا اور ایک
دن چند کشمیریونکو اس تقصیر میں گرفتار کیا اور سادات کے حکم سے اُن کو گدھے پر سوار
کرکے تشہیر کی +

بادشاہ کی شہادت پر دس پندرہ روز نہ گذرے تھے کہ جمادی الثانی سنہ ۱۱۳۱ کو
قلعہ اکبر آباد کے ہزاریون نے نیکوسیر پسر محمد اکبر نبیرہ بہادر شاہ کو جو قلعہ مین محبوس تھا
اکبر آباد مین بادشاہ بنایا۔ اور سیم و زر پہ یہ سکہ لگایا +

بزد سکہ صاحبقرانی   شہ نیکوسیر تیمور ثانی

سنہ ۸۹ مین محمد اکبر اپنے باپ اورنگ زیب سے باغی ہوا تھا۔ اورنگ زیب نے
اوسکے بیٹے نیکوسیر اور دو بیٹیون کو مقید کرکے قلعہ اکبر آباد مین بھیجدیا تھا۔ ان بیٹیون مین
سے ایک کی شادی شاہزادہ رفیع الشان سے اور دوسری بیٹی کی شادی شاہزادہ
جہان شاہ پسر بہادر شاہ سے کی تھی نیکوسیر چالیس سال سے قلعہ مذکور مین ناکامی کے
ساتھہ زندگی بسر کرتا تھا + بعض امرا نے اوس کو تخت پر بٹھا کے قلعہ کے اوپر
سے دار الامارت عزت خان پر گولہ لگایا تو عزت خان کو اس آشوب کی خبر ہوئی اوسنے باہر

خیمہ لگایا اور دونو بھائیون کو اسکی خبر دی اونھون نے راجہ بھیم اور چورامن جاٹ کو عزت خان
کی مدد کے لئے بھیجا نیکوسیر کی مدد کا وعدہ راجہ دھیراج جی سنگہ اور راجہ چھبیلا رام نے
الہ آباد سے اور فتح الملک نے مالوہ سے کیا تھا مگر یہ امیر اپنے جھگڑون مین ایسے پھنسے ہوئے
تھے کہ نیکوسیر کی مدد کے لئے کسی نے حرکت نہ کی بادشاہ رفیع الدرجات مرض دق مین مبتلا
تھا سادات کے حکم سے حکما اوسکے علاج مین کوشش کرتے تھے لیکن مدقوق کے
لئے کوئی معالجہ تفریح طبع اور نغمات راحت افزا وحکایات فرحت رسا سے بہتر نہین ہے
بادشاہ مجبور امور فرمانروائی مین اصلا اختیار نہین رکھتا تھا بلکہ تصویر کا حکم رکھتا تھا کہ تخت
پر بطور طلسم کے تعبیہ کر دی تھی اور اوسکے دور مین قطب الملک کے آدمی منصوب تھے
اس غم والم سے روز بروز اسکا مرض بڑھتا تھا دوا فائدہ نہین کرتی تھی - آلام جسمانی کے
سوا افکار روحانی مین اور مبتلا ہوا - اکبر آباد کی خبر نے اسکے غم کو اور زیادہ کیا قریب المرگ
ہوا - اوسنے سیدون سے کہا کہ اگر میرے بڑے سگے بھائی رفیع الدولہ کو تخت سلطنت
پر بیٹھاؤ اور میری زندگی مین اوسکے نام کا سکہ وخطبہ جاری کراؤ تو میری کمال خوشنودی
کا سبب ہوگا اور مین آپ کا احسان مانونگا سادات نے قبول کیا - رفیع الدولہ کو تخت پر
بیٹھے ہوئے تین روز ہوئے تھے کہ رفیع الدرجات نے عین جوانی مین روضہ جاودانی کو کوچ کیا -
تین ماہ دس روز برائے نام سلطنت کر گیا -

ذکر سلطنت رفیع الدولہ ملقب بہ شاہجہان ثانی

۲ - ماہ رجب ۱۱۳۱ھ کو رفیع الدولہ کو جو برادر مغفور مرحوم سے ڈیڑھ سال بڑا تھا -
شاہجہان ثانی کا لقب دیکر تخت سلطنت پر بٹھایا (سشنبہ سلخ ماہ رجب بود) تاریخ جلوس ہے
صرف اسکے نام کا سکہ وخطبہ جاری ہوا اور امور ملکی مین کوئی اختیار اوسکو نہ ملا - اوس کو
چارون طرف سے قطب الملک کے منصوب گھیرے ہوئے تھے اوسکے باہر جانے اور اندر آنے
اور لباس وخوراک کا اختیار ہمت خان کو تھا جمعہ کی نماز اور شکار کی بے حضور سادات

کسی امیر سے بات کرنے کی ممانعت تھی۔ اوسکی ابتداے سلطنت مین محمد فرخ سیر کے خالو شائستہ خان نے سپاہ جمع کرکے راجہ جی سنگہ پاس خفیہ جانے کا ارادہ کیا تھا مگر راجہ پاس پہنچنے سے پہلے طرفین سے فوج کشی پر نوبت آئی بغیر لڑے وہ بے آبرو ہوکر قید ہوا اور اسکا گھر بار ضبط۔ امیر الامرا نے عزت خان کی مدد اور قلعہ اکبر آباد کے محاصرہ کے لئے حیدر قلی خان بہادر کو بطریق ہراول روانہ کیا۔ اور ۷ شعبان کو خود امیر الامرا اور پچیس ہزار سوارون کے ساتھ اکبر آباد روانہ ہوا۔ اس مابین مین مختلف خبرین اُڑین جنمین سے صرف یہ خبر سچ تھی کہ راجہ جی سنگہ نیکو سیر کی مدد کے لئے انبیر سے ایک منزل نو دس ہزار سوارون کے ساتھ چلا۔ باقی فقراء مجذوب کی زبانی اور سالکان صاحب کرامت اور گوشہ نشینان واصل باللہ ذفال کلام اللہ ونقول خواجہ حافظ وخوابہا صلحا واحکام رمالان ومنجمان کی دست آویز پر نیکو سیر کی سلطنت نے دل اور زبان پر سکہ لگایا تھا۔ مجالس ومحافل مین بے اصل مختلف خبرین اڑتی تھیں کہ نیکو سیر فقیر کی صورت مین راجہ جی سنگہ سوائی پاس چلا گیا اور راجہ وزمیندار وچھبیلا رام بیس ہزار سوارون کے ساتھ اور نظام الملک آب وتاب سے روانہ ہوئے ہین ایسی خبرون کی شہرت سے قطب الملک بادشاہ کو اپنے ساتھ لیکر باتفاق مہاراجہ اجیت سنگہ تیس ہزار فوج سے زیادہ لیکر جی سنگہ سے لڑنے کے لئے اکبر آباد کی طرف متوجہ ہوا۔ ان ہی ایام مین مہاراجہ اجیت سنگہ نے اپنی بیٹی زوجہ فرخ سیر کو ایک کروڑ روپیہ کی دولت کے ساتھ روانہ کیا۔ زمانہ سلاطین سلف مین راجاؤن کا تسلط ایسا تواریخ مین دیکھنے مین نہین آیا کہ کوئی راجہ اپنی بیٹی کو بادشاہون کے عقد ازدواج مین دینے کے بعد اپنے گھر لے گیا ہو۔ اکبر آباد مین حیدر قلی خان بہادر اور عزت خان شیر وشکر کی طرح آپس مین مل کر رفیق ہوگئے قلعہ کا محاصرہ کیا مورچال باندھے ودمدمے لگائے سید حسین علی خان بھی آگیا طرفین کے گولون کے صدمات اور ضرب سے قلعہ کے اندر اور باہر بہت گھر خراب ہوگئے مساجد وشہر مین شکست وریخت زیادہ ہوئی محاصرہ پر تین مہینے گذرے تین افغان قلعہ کو جاتے تھے کہ وہ پکڑے آئے تینوں

توپ سے اوڑائے گئے لتعجب یہ ہے کہ ادنمین سے دو اوڑ گئے اور ایک بچ گیا +

قطب الملک بہ سبب سات کے توقف کرتا ہوا جے سنگھ کے مقابلہ کے لئے گیا اکبر آباد سے چالیس کوس پر مقیم تھا جے سنگھ نے جب دیکھا کہ نیکو سیر کی مدد کو کوئی کمکی نہیں آیا اور قطب الملک متھرا مین مجھ سے دس کوس پر پہنچا تو راجہ نے اپنا وکیل قطب الملک پاس معافی قصور کے لئے بھیج دیا +

نیکو سیر کا ایک منشی نتھہ مل تھا اوسکو باہر کے بعض محیل ہزاریون نے بلایا کہ ہم اوسکے ساتھ قلعہ مین نیکو سیر پاس جائینگے - وہ رات کو بعض ہزاریون کے لینے کے لئے آیا تو اوسکو مقید کر کے امیر الامرا پاس لے گئے نتھہ مل کے قلمدان سے امیر الامرا کے اکثر امیرون کے خط نیکو سیر کے نام کے نکلے - امیر الامرا نے اونکو مخفی کر دیا صرف اسد علی خان مردان علی خانی کا خط برملا ہوا اور اسکو مغضوب و منکوب کر کے جاگیر اوسکی ضبط کر لی - محمد عسکری برادرزادہ نیکو سیر چھبیلا رام پاس پیغام لیجاتا تھا گرفتار ہوا - جب محمد عسکری گرفتار ہو گیا اور راجہ جے سنگھ کا وکیل قطب الملک پاس عفو تقصیر کے لئے گیا - ایام محاصرہ کو امتداد ہوا قلعہ میں آذوقہ باقی نہیں رہا تو ہزاریون نے مایوس ہو کر جو رامن جاٹ کی معرفت صلح کا پیغام امیر الامرا پاس بھجوایا - اور جان و آبرو کی امان کا عہد و پیمان لیکر قلعہ کی کنجیان حوالہ کین - ۷ - رمضان کو نیکو سیر مع اور متوسلون کے مقید ہوا - جان کی امان دیکر اونکو امیر الامرا پاس لائے - متر سین کو جسنے یہ سارا فساد مچایا تھا - اپنی جان بخشی کا اندیشہ تھا اسلئے اوسنے خود کشی جمدھر سے کی -

امیر الامرا نے نیکو سیر سے فارغ ہو کر خزانہ و جواہر اور اجناس پر جو تین چار سو برس سے سکندر لودی اور بابر کے وقت سے کوٹھون میں جمع ہو رہا تھا اور اس میں خاص کر نور جہان اور ممتاز محل کے اموال تھے بعض کارخانجات سربستہ تھے جنمین ظروف طلا و نقرہ بہت تھے اور کئی ہزار اینٹیں تانبے کی تھیں عوام دو تین کروڑ روپیہ کا مال بتلاتے تھے - اون کے جمع کرنے کے لئے امیر الامرا نے پندرہ سولہ مقام کئے - کل اجناس مین یہ چیزین بڑی بیش قیمت تھیں - ایک چادر مروارید تھی جو ممتاز محل کی قبر کی پوشش کے لئے شاہجہان نے

بنوائی تھی عرس اور شب جمعہ کو قبر پر ڈالی جاتی تھی - نور جہان کا اختراع کیا ہوا جوڑہ چق اور ایک تکیہ پرابیش بہا تھا - بہرحال ان اموال سے کوئی حصہ سید عبد اللہ کو نصیب نہیں ہوا مگر چار مہینے کے بعد لیے مرزگی سے اکیس لاکھ روپیہ سید عبد اللہ خان کو ملا - امیر الامرا نے وسط شوال مین اکبر آباد سے کوچ کیا - فتح پور مین دونو بھائی مل گئے - راجہ جی سنگھ سے ان شرائط پر صلح ہوگئی کہ راجہ اجیت سنگھ ان پرگنون سے ہاتھ اٹھائے جو اوسنے محال بادشاہی کے بابت جاگیر کی طلب کے دعوی کے اپنے تصرف مین کرلئے تھے جی سنگھ کی یہ درخواست قبول ہوئی کہ روح اللہ و تہور خان کے قصور معاف ہوے جو راجہ کی رفاقت مین تھے - یہ مقرر ہوا کہ سرکار سورت صوبہ احمد آباد کی فوجداری راجہ جی سنگھ کو ملے اور صوبہ داری احمد آباد و اجمیر ضمیمہ جودہ پور ہو - اس صورت مین دار الخلافہ اکبر آباد سے تیس کروہ سے راجہ جی سنگھ کا وطن ہے کنار دریائے شور تک کہ مراد سورت سے ہے ان دو راجاون پاس ملک ہوگیا - بادشاہ شاہجہان ثانی مرض اسہال مین مبتلا تھا اور اب مرض روحانی مین اور گرفتار ہوا وہ اس دنیا سے رخصت ہوا تین مہینے چند روز برائے نام سلطنت کر گیا ان دو نو بھائیوں کو سلطنت سے کچھ بہرہ نہ ملا - ناکام دنیا سے گئے +

ذکر سلطنت مرزا روشن اختر ابو الفتح ناصر الدین محمد شاہ

رفیع الدولہ کی سلطنت پر تین مہینے دس روز گذرے تھے کہ موت کے آثار اسپر ظاہر ہوئے سید عبد اللہ خان مایوس ہوا اور ماہ شوال کے اواخر مین غلام علی خان اسپر خانجہان خالو زادہ کو فتح پور سے روشن اختر کے لانے کے لیے بھیجا - وہ خجستہ اختر جہان شاہ کا بیٹا اور بہادر شاہ کا پوتا تھا - اٹھارہ برس کی عمر تھی - ۱۵ - ذی قعد ۱۱۳۱ھ مین پیدا ہوا تھا خوبصورت جوان تھا - ذہن اچھا نہ تھا مگر فہم و فراست سے بالکل خالی بھی نہ تھا - قلعہ سلیم گڈہ مین مقید تھا - نواب قدسیہ بیگم اوس کی مان اس قید خانہ مین تشریف رکھتی تھی - وہ معز الدین جہاندار شاہ کے عہد سے اپنے بیٹے کو اسی زندان مین پالتی تھی -

یہ بیگم نہایت عاقلہ اور ہوشیار زمانہ دیکھے ہوئے بیٹھی تھی۔ چند دفعہ روشن اختر سے امیرون نے آنکر عرض کیا کہ تخت سلطنت حاضر ہے چلکر اپنے قدمون سے اُسے مشرف کیجئے تو اس فرزانہ بیگم نے یہ سمجھکر کہ جو بادشاہ ہوتا ہے وہ تخت کی قربانی بنتا ہے امیرون کے سامنے ہاتھ جوڑے اور کہاکہ برائے خدا مجھے اس یتیم کے لئے تاج نہیں چاہئے اسکا سلامت رہنے دیجے۔ امیرون نے بہت عہد و پیمان کرکے اوسکی تسلی تشفی دی قلعہ شاہجہان آباد مین روشن اختر ابھی طلوع نہیں ہوا تھا کہ رفیع الدولہ کا آفتاب حیات غروب ہوا روشن اختر کے پہنچنے تک ایک ہفتہ یا عشرہ رفیع الدولہ کی لاش مخفی رکھی گئی ۱۵ ذی قعدہ ۱۱۳۱ھ کو روشن اختر نے فتح پور مین تخت سلطنت پر قدم رکھا اور ابو الفتح یا ابو المظفر ناصر الدین محمد شاہ اپنا لقب رکھا۔ ایک شخص نے اسکے آنے اور اسکے نکلنے اور فرمان روائی کی تاریخ یہ کہی ہے ؎

روشن اختر بود اکنون ماہ شد　　　یوسف از زندان بر آمد شاہ شد

اس تاریخ مین دو سال زائد ہین۔ ایک شخص نے استاد کے اس شعر سے یہ تاریخ نکالی ؎

چو خواہد کہ ویران کند عالمے　　　نہد ملک در پنجۂ ظالمے

یعنے ملک کے عدد پنجہ ظالم کے اعداد مین زیادہ کرین تو تاریخ کے سنہ حاصل ہوتے ہین یہ شہزادہ قید خانہ کی کوٹھری سے نکل کر ہندوستان کے تخت سلطنت پر بیٹھا مگر سیدون کی قید سے رہائی نہ ہوئی۔ اونہون نے اوسکے گرد اپنا پہرہ چوکی جا بجا رکھا۔ انھین کی حوالات مین کبھی باغ کی سیر کو آتا کبھی جڑیلکے شکار کو چلا جاتا محل سے نکلا تخت پر بیٹھا۔ تخت سے اوترا محل مین چلا گیا۔ وہ دل مین حیران تھا کہ مین ہندوستان کا بادشاہ ہون یا شطرنج کا بادشاہ ہون کہ سید اوسکو جس خانہ مین چاہتے ہین بٹھا دیتے ہیں۔ تخت پر بیٹھے ہوئے تھوڑے دن گذرے تھے کہ سیدون کی امید کے برخلاف اپنا اقتدار اور سیدون کے ہاتھون سے نکل جانے کا اظہار کیا۔ آغاز سلطنت مین اس بادشاہ نے اپنی فراست و عقل دکھائی مگر کچھ عرصہ کے بعد شراب کے نشہ مین ایسا مست ہوا کہ تاج کو سر پر نہ سنبھال سکا۔ بادشاہ کی

سلطنت کا آغاز فرخ سیر کی وفات سے شمار ہوتا ہے بیچ مین دونو بادشاہون کی سلطنتوں
کا زمانہ کالعدم ہے +

قدسیہ بیگم امور ملکی کے دقائق اور معاملات کے غوامض مین رائے صائب اور فہم رسا رکھتی
تھی وہ حسب صلاح وقت سررشتہ حزم و احتیاط کو ہاتھ سے نہین دیتی تھی ــــ سیدون
کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہین ہونے دیتی - پندرہ ہزار روپیہ مہینہ اس بیگم کو ملتا تھا
میر جملہ کو صدارت کل کی خدمت مقرر ہوئی - رتن چند کل امور ملکی مالی و شرعی یہانتک
قضات بلاد اور ارباب عدل کے معین مین اس مرتبہ پر استقلال رکھتا تھا کہ تمام بادشاہی
متصدی جزو کل کے معطل تھے - سوا اسکی کہ انکی مہر دستاویز پر لگتی کوئی دخل اونکو نہ تھا
نقل ہے کہ ایک روز رتن چند کسی شخص کو عبداللہ خان کے پاس لایا اور کسی بلدہ کی خدمت
قضا پر مقرر کرایا تو سید عبداللہ خان نے ایک گستاخ مصاحب کی طرف رخ کرکے مسکراکے کہا
کہ ہمارا رتن چند قاضی کو تجویز اور مقرر کرتا ہے تو اس مصاحب نے جواب دیا کہ راجہ جیو
امور ملکی و دنیوی کے نظم و نسق سے فارغ ہو چکے ہین اب کاروبار دینی کے انتظام مین
مشغول ہوئے ہین +

چھبیلہ رام ناگر صوبہ دار الہ آباد ان دونو بھائیون کی اطاعت نہین کرتا تھا - اور اونکی
نسبت چند ناہموار حرکتین کر چکا تھا حسین علی خان نے اوسکی تنبیہ کے لئے اکبرآباد کی
طرف پیش خانہ لے جانے کا حکم دیا کہ چھبیلہ رام کے مرنے کی خبر آئی - اگرچہ اس خبر کو امیر الامرا
دل مین اپنی خوش طالعی سمجھا مگر ظاہر مین غرور سے کہا کہ افسوس ہے کہ اوس کے سر کو
نوک سنان پر اور اوس کے دھڑ کو ہاتھی کی دم مین لٹکا ہوا خلقت نے نہ دیکھا اسی اثنا
مین یہ شہرت ہوئی کہ گردھر بہادر اوسکے برادرزادہ نے جو اسکا مقدمۃ الجیش اور
قوت بازو تھا چچا کے مرنے کے بعد سپاہ جمع کی اور قلعہ الہ آباد کے برج و بارہ کو استوار کیا
جب سیدون کو یہ حال معلوم ہوا محمد شاہ کو فتحپور سے آگرہ مین لے آئے - اور مہم
الہ آباد کی شہرت دیکر جمنا پر پل بندھوایا - اور ہراول کے طور پر سپاہ مقرر کی جب

گردھر نے یہ خبر سنی کہ الہ آباد کے محاصرہ کے لئے تیاریان ہو رہی ہیں تو اوسنے اپنے وکیل بھیجکر عفو تقصیر کی اور اطاعت کی چند شرائط کے ساتھ درخواست کی - اوسنے کبھی چاہا کہ صوبہ الہ آباد بحال رہے کبھی یہ کہ صوبہ اودہ عنایت ہو - آخر کو یہ ٹھیرا کہ چھبیلہ رام کا کریا کرم کرکے وہ الہ آباد کو خالی کر دے اور اودہ کی صوبہ داری اور خطاب بہادری کا فرمان گردھر کے نام صادر ہو - گردھر کی اس صلح پر خاطر جمعی نہ تھی اسلئے حیدر قلی خان بہادر ایک شائستہ فوج کے ساتھ اوسکی تنبیہ کے لئے بھیجا گیا - کسی شخص واحد کے اختیار مین مصالحہ و جنگ ہوتی تو اس مہم کو طول نہ ہوتا - بارہ کے سردار اپنی رائے پر قائم نہ تھے - رتن چند کی بغیر صلاح کے کسی کو اختیار نہ تہا - گردھر سادات کے قول و عہد پر اعتماد نہ کرتا تہا - ہر ہفتہ و مہینہ مین قلعہ کے خالی کرنے کا صبح و شام وعدہ مشہور ہوتا تہا - پھر جنگ و محاصرہ شروع ہوتا تھا اسلئے مقدمہ کو طول ہوتا تھا - اکبر آباد سے حسین علی خان نے جمنا کے کنارہ پر عبور کیا - لیکن یہ جانکر کہ قلعہ الہ آباد کو تین طرف سے جمنا و گنگا گھیرے ہوئے ہین - گردھر نے برج و بارہ قلعہ کے استحکام مین اور ذخیرہ و مصالح جنگ کی گردآوری مین کوشش کی ہے اسکی سرکشی کی شہرت سے تمام محالات خالصہ و عمدہ جاگیر دارون مین پورا خلل پڑیگا اس کا لحاظ اوسنے کیا کہ اگر قلعہ کے محاصرہ مین امتداد ہوا تو تمام صوبون میں ملک میں تحصیل مال اور رعایا کے حال مین فساد کلی پیدا ہوگا - آج کل مین قلعہ کے خالی کرنے کی خبر تواتر کے مرتبہ کو پہنچی تھی کہ بادشاہ اور سید عبد اللہ خان کا پیش خانہ غرہ ربیع الآخر کو شاہجہان آباد کی طرف چلا - پندرہ روز کے عرصہ مین سب لوگ شاہجہان آباد کو روانہ ہو گئے - گردھر کی وعدہ خلافی سے پیش خانہ شاہی برخلاف داب عزم سلاطین پھر آیا اور اس درمیان مین دونو بھائیون مین اکبر آباد کے اموال نقد و جنس کے باب مین جو نیکو سیر سے موافق قول مشہور کرورون روپیہ کا برادر خرد کے تصرف مین آیا تھا مکرر کلمات رنجش آمیز درمیان مین آئے - سید عبد اللہ خان نصف حصہ اس مال مین سے مانگتا تھا - بہت منت سماجت سے اکیس لاکھ روپیہ سید عبد اللہ خان کو ملا - گو اس رنجش کے اخفا

باب مین بہت کوشش کی جاتی تھی مگر وہ گفت و شنید مین آتی تھی +

گردھر کے متواتر نوشتے آئے کہ اگر رتن چند آنکر قول و عہد و پیمان آبرو جان کے بحال رکھنے کا کر کے مطمئن خاطر کرے تو مین قلعہ کو خالی کرتا ہون اسلئے دونو بھائیون نے صلاح کار اس مین جانی کہ رتن چند جا کر استمالت کرے - سنہ جلوس کے آخر ربیع الاول مین افواج شائستہ کے ساتھ رتن چند الہ آباد روانہ ہوا گردھر سے ملاقات ہوئی عہد و پیمان پر گنگا جلی اٹھی سوار صوبہ داری اودہ کی فوجداری مقرر کی کہ ہمیشہ صوبۂ مذکور کی ضمیمہ ہوتی تھی دو رتین اور فوجداری گردھر کی خواہش و درخواست کے مطابق صوبہ داری اودہ کی ضمیمہ کی گئین - اور اوائل ماہ جمادی الاخری سنہ ۲ جلوس مین گردھر نے قلعہ خالی کیا اور صوبہ اودہ کو روانہ ہوا - اس خبر سے تین روز صدائے شادیانہ بلند ہوئی - کہتے آئے ہین کہ ہر خندہ کے آخر مین گریہ ہوتا ہے اور ہر شادی کی انتہا ماتم پر ہوتی ہے ابھی واقعہ طلب آدمی تسخیر قلعہ الہ آباد کی صدق و کذب کی تحقیق کر رہے تھے کہ کچھ اور ہی گل کھلا اور زمانہ نے ایک نیا رنگ دکھایا جس کی تفصیل آگے آئیگی +

بوندی کی باج گزار ریاست پر راجہ بدھ سنگھ اور راجہ بھیم سنگھ آپسمین لڑ رہے تھے - آخر کار راجہ بدھ سنگھ کو فتح ہوئی - راجہ بھیم شکست پا کر سید حسین علیخان کی پشت پناہ مین آیا - حسین علی خان کا بخشی سید دلاور علی خان تھا اوس کو امیر الامرا نے راجہ بھیم کی رفاقت کے لئے مقرر و مرخص کیا - چھ ہزار سوار اوسکے ساتھ گئے اور خلوت مین اشارہ کر دیا کہ بدھ سنگھ کی تنبیہ کے بعد راجہ جے سنگھ سے متفق ہو کر سرحد صوبہ مالوہ مین استقامت کرے اور حکم کا منتظر رہے - اس حکم نے بڑا غضب ڈھایا جسکا ذکر آگے آئیگا +

سنہ ۲ جلوس مطابق سنہ ۱۱۳۲ کے سوانح اعظم یہ ہیں مہاراو بھیم سنگھ ہاڈہ و راجہ کوٹہ گج سنگھ کچھواہہ راجہ نرور و سید دلاور علی خان و سید عالم علی خان کے امراء باعتبار کثرت فوج و سامان و استظہار و افتخار ملک سید حسین علی خان کے سرمایۂ عجب و پندار تھے

یہ سب نظام الملک بہادر فتح جنگ کے ہاتھ سے بادیہ عدم کے مسافر بنے - ان احوال
کی تفصیل بسبیل اجمال یہ ہے کہ سید عبد اللہ خان کو یہ ناگوار خاطر تہا کہ امیر کبیر نظام الملک کو
کل امراے مغلیہ اپنا مرشد و پیر جانتے ہین اور اوسکی اطاعت کو دین و دنیا کی معموری
کا ذریعہ تصور کرتے ہین اسلئے وہ اس تدبیر مین تہا کہ اوس کو ایسی جگہ بہیجے جو زور طلب ہو
اور قلت مداخل اور کثرت مخارج سے پریشان و بے سامانی پیدا ہو اسلئے نظام الملک
کو عظیم آباد پٹنہ کا صوبہ مقرر کیا جہان کے زمین دار بڑے شورہ پشت اور مفسد اور نہایت
زور طلب ہاتہے نظام الملک نے اوسکو تسلیم کر لیا تہا کہ فرخ سیر کے شہید ہونے کا قصہ
کھڑا ہو گیا جسکے سبب نظام الملک کا عظیم آباد جانا رہ گیا حسین علی خان
گریز و سلطنت مین اپنے بڑے بھائی سے اپنے تئین بڑا جانتا تہا اسنے صلاح اسمین
دیکھی کہ نظام الملک کو مالوہ کی صوبہ داری بکفالت سوگند سپرد کی وہ رفیع الدرجات کے
جلوس کے تیسرے دن مع عیال و اطفال و رفقا کے جو ایک ہزار منصبداران نقدی و
جاگیردار تہے مالوہ کو روانہ ہوا - یہ لوگ سیدون کی بے توجہی سے پریشان حال فاقہ زدہ
تہے - نظام الملک نے سپاہ اور توپخانہ کو جمع کیا - محمد غیاث خان نے اپنی مغلیہ
برادری کو جمع کیا دے ہتے پالسو کے قریب گہوڑے اور ہتیار اور سامان اپنے گہر سے
دیکر سوار بنایا - اور شیخ محمد شاہ والد انجیر خان و اسمعیل خان و قزلباش وغیرہ کو بطور قرض
درماہہ بہت روپیہ دیا - نظام الملک نے اپنی خدمت مامورہ پر جا کر سپاہ کو زیادہ کیا
بندوبست واقعی مین مشغول ہوا مفسد و سرکش زمینداروں کی تنبیہ تادیب زیر دستون کی
حمایت کی - ابہی آٹھ سات مہینے اوسنے اس صوبہ مین جا گرم کی تہی کہ حسین علیخان کی راے
اسپر قرار پائی کہ گرد سر کے مقدمہ کی فراغ کے بعد صوبہ مالوہ مین اقامت کرکے بندوبست
دکن کے چھ صوبون اور چار صوبون احمد آباد و اکبر آباد و اجمیر و مالوہ کا خود کرے لہذا
نظام الملک کے معزول کرنے کے لئے بہانہ طلب ہوا کہ مقدمات چند در چند ایسے
واقع ہوئے کہ وہ حسین علی کو نقض عہد کے لئے بہانہ اور نظام الملک کی تیار کے لئے

سبب ہوئے۔ اِن مقدمات کی تفصیل یہ ہے۔

اول جن دنوں مین سید حسین علی خان اورنگ آباد سے فرخ سیر کی تسخیر کے لئے حضور شاہی مین آتا تھا اور آب نربدا سے اوسنے عبور کیا تھا اور قلعہ مانڈو صوبہ مالوہ کے نزدیک آیا تھا یہان مرحمت خان پسر امیر خان قلعہ داری اور فوجداری کی خدمت اس ضلع میں رکھتا تھا اور اسکی شمشیر کی ہیبت اور بندوبست سے پہاڑی مفسدون نے اپنے گھرون میں رہنا چھوڑ دیا تھا۔ اوسنے بیماری کا بہانہ بنایا اور بادشاہی نمک کا پاس کیا وہ امیر الامرا سے ملاقات کرنے نہ آیا جسکے سبب سے امیر الامرا کے دل میں سے بغض پیدا ہوا جب دونو بھائیوں نے بادشاہ کو مارکر کامیابی حاصل کی تو انہون نے خواجم قلی خان تورانی کو مانڈو کی قلعہ داری پر مامور کیا اور مرحمت خان کی جاگیر کو بدل دیا۔ خواجم قلی خان قلعہ کے نزدیک آیا تو مرحمت خان نے بہ سبب سلطنت کے انقلاب کے قلعہ کے سپرد کرنے مین عذر کیا۔ خواجم قلی خان نے مرحمت خان کی شکایت سادات سے کی اوسنے مرحمت خان کے وکیل کو چشم نمائی کی اور نظام الملک کو تاکید لکھا کہ معزول کو قلعہ سے باہر نکالو اور منصوب کو اس میں داخل کرو۔ نظام الملک مرحمت خان سے کہ بڑا خاندانی امیر تھا موروثی رابطہ رکھتا تھا اور وہ بادشاہ پاس جا نہیں سکتا اوسکو نظام الملک نے اعزاز واکرام کے ساتھ اپنے پاس بلالیا۔ اور خواجم قلی خان کو قلعہ دلادیا۔ اِن ہی دنون مین قلعہ رانا گڈھ تعلق صوبہ مالوہ کو جو سرونج و بھلیسہ کے نزدیک ہے خان جند پسر خیر سال بندیلہ اپنے تصرف مین لایا۔ سید حسین علی خان نے نظام الملک کو لکھا کہ یہ قلعہ اوس کے قبضہ سے نکالے۔ نظام الملک نے مرحمت خان کو اپنے سرکار کی فوج ہمراہ کر کے اس کام پر تعین کیا۔ خان مذکور سرونج اور بھلیسہ مین گیا اور افاغنہ و رہیلہ وغیرہ کی سپاہ جمع کی اور قلعہ کو جبر و قہر سے لے لیا۔ یہ حسن خدمت بھی اوسکے جرائم کی شفیع نہیں ہوئی۔ نظام الملک نے اوس کی مراعات بزرگانہ کی صوبہ مالوہ کی بعض بندوبست اوسکے سپرد کئے۔ مرحمت خان نے مفسدون کی تنبیہ اور سرکشون کی گوشمالی قرار واقعی کی پرگنہ چندیری کے چند مواضع پر جنمین متفرق مفسد بیشیہ رہتے تھے تاخت کی اور اون پر قبضہ کیا +

دوم چند روز بعد جی روپ سنگہ پرگنہ امجدہ سرکار مانڈو کا زمیندار تھا وہ مدتون سے اس محال کی زمینداری اور علاقہ منصب و تعیناتی قلعہ مذکور پرگنہ مزبور جاگیر میں رکھتا تھا اور اوسکے پاس جمعیت و سامان شائستہ تھا اور اوسکے رعب کے مارے مرہٹے اس راہ پر قدم نہین رکھہ سکتے تھے۔ اسکا بھائی جگروپ تھا جو اسسے زمینداری کے دعوی کے سبب سے حسد رکھتا تھا۔ اوسنے بھائی کو عہد و پیمان کر کے اپنے پاس بلایا اور فی الفور اوسکے کشت و مال و اسباب پر متصرف ہوا۔ جی روپ کا چھوٹا بیٹا لال سنگہ جان کے خوف سے بھاگ کر عدالت کی امید مین نظام الملک پاس آیا۔ نظام الملک نے ایک فوج برسم قراقی محمد غیاث خان کے ہمراہ جگروپ سنگہ کی تادیب کے لئے بھیجی اور خود بھی تیز پرواز شاہین کی طرح وہان گیا اور جگروپ کو فرار کی فرصت نہ دی اوسکو اسیر کر لیا۔

سید عبداللہ خان سے فتنہ پردازون نے عرض کیا کہ نظام الملک نے جمعیت زیادہ کر لی ہے اور بعض دہات پر تاخت کی اور بعض کے قول کے موافق ان ہی دنون مین حسین علی خان کا نوشتہ فتح جنگ کے نام بھیجا کہ ہم چاہتے ہین کہ صوبجات دکن اور اوسکے اطراف کی بندوبست کے واسطے صوبہ مالوہ مین خود رہین چار صوبون اکبرآباد و الہ آباد و برہانپور و ملتان مین سے جو صوبہ پسند ہو وہ لکھہ بھیجو مین اوسکی سند بھیجدون۔ نظام الملک سپاہ کے خرچ سے زیر بار ہو رہا تھا اور فصل ربیع جس پر اس ملک کے محصول کا مدار تھا وہ ہاتھہ سے جاتا تھا۔

اس ضمن مین مکرر خبر آئی کہ اسکو سیر اسیر ہوا اور گردھر بہادر کا مقدمہ صلح پر فیصل ہوا تو حسین علی خان کا اور دماغ آسمان پر چڑھا۔ اوسنے مہاراو بھیم سنگہ سے عہد و پیمان کیا کہ سالم سنگہ زمیندار بوندی کو تنبیہ اور نظام الملک کے کار کے انصرام کے بعد تم کو مہاراجگی کا رتبہ والا ملے گا اور سب راجاؤن پر مہاراجہ اجیت سنگہ کے بعد تم فائق ہو گے اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار کا منصب ملے گا۔ اوسکو اور راجہ گج سنگہ نروری اور دلاور علی خان وغیرہ کو پندرہ ہزار سوارون کے ساتھہ تعین کیا کہ سالم سنگہ کی تنبیہ و اخراج کو دستاویز بنا کے نظام الملک کے احوال سے خبر گیران ہون اور ہمارے احکام کے اشارہ پر فوراً انصرام کار مین مشغول ہون

چنانچہ اونہون نے بونڈی کو لے لیا اور حسین علی خان کے اشارہ سے سید دلاور علی خان نے
راجہ بھیم اور راجہ گج سنگہ کی رفاقت مین صوبہ مالوہ کی سرزمین پر لشکرکشی کی اور وہان رہنے والون
کی جانی و مالی ضرر کا اور ملک کی خرابی کا سبب وہ ہوئے - اب امیر الامرا نے اپنے ارادہ کے
دلمن کے منہ پر سے نقاب الٹ دی اور نظام الملک کو مواخذہ کی اسلوب مین ان باتون کو
لکھا کہ اپنے پاس مرحمت خان کو جگہ دینا اور پرگنہ تلام کے زمیندار کو تغیر کرنا اور ایسے ہی
بعض اور مقدمات جو باقتضاء قصبہ زمین پر سرزمین فیصل ہوئے اور سید عبد اللہ خان نے
ان باتون کو دست آویز تقصیر نظام الملک بنا کے اوسکے وکیل معتبر کو خلوت مین طلب کرکے
کلمات نامناسب تند و تلخ و بے مزہ نظام الملک کی نسبت کہے - ہر چند نظام الملک نے
امیر الامرا کے خط کا جواب موجہ و سچا لکھا اور اوسکی پیشانی پر یہ شعر لکھا ؎

من بوفانیم بوفا میخورم قسم   من چوشما نیم بشما میخورم قسم

اس جواب سے سادات کا اور غصہ بڑہا +

جب محمد شاہ بادشاہ ہوا تو بادشاہ کے دستخط خاص کے شقے اور احکام جنپر بادشاہ
کی والدہ مریم مکانی کی مہر لگی ہوئی اعتماد الدولہ محمد امین خان بہادر کی معرفت نظام الملک
پاس آتے تھے کہ ان نمک حرامون کے تسلط سے سواء نماز جمعہ کے کسی احکام کے جاری کرنے کا
مقدور نہین انکا خیال باطل یہ ہے کہ نیکو سیر اور گرد ہر کے کامون کے انجامون کے بعد وہ
آپ کو ٹھکانے لگائین اور پھر اپنے اور کامون پر فائز ہون اور ہم کو آپ پر اعتماد کلی
ہے کہ اپنے آبا و اجداد کی تربیت کے حقوق پر نظر کرکے احتیاط اور بادولت کے استقلال
سے غافل نہ ہون +

نظام الملک کے وکیل وغیرہ کے نوشتجات پہنچے کہ سیدون نے گرزبردار آپ کے
لئے تعین کئے ہین کہ آپ کو بادشاہ پاس لائین ان گرزبردارون کے پہنچنے سے
پہلے بادشاہی شقے اور اور خیرخواہون کے خطوط خاص کر دیانت خان کے آئے کہ
کہ فرصت وقت نہین رہی جو کچھہ کر سکتے ہو اسکو جلدی کرو اب نظام الملکو

تحقیق ہوگیا کہ دونو بہائی تمام خاندان ایران و توران کی بے آبروئی پر کمر باندھے بیٹھے ہین اور ترک منصب اور گوشہ نشینی مین رستگاری نہین اور تمام موروثی خانہ زادون اور دور و نزدیک جان نثار نوکرون کا دل نہایت افسردہ ہورہا ہے کہ وارث تخت و تاج بے اختیار ہے اور نماز جمعہ اور اجراے احکام شرع پر قادر نہین - آگرہ کے نزدیک سے کنار دریاے شور تک ہنود بتخانے بنارہے ہین اور گاؤکشی کو منع کر رہے ہین تو چار و ناچار چارہ کار یہ جانا کہ بحکم ومن یتوکل علے اللہ فھو حسبہ - توکل ذات پاک حق کو سرمایہ ہمت بنایا اور بقول امشہور اسی مضمون کے دو کلمے سید عبداللہ خان کو لکھے اور عبدالرحیم خان و مرحمت خان وغیرہ ہوا خواہون فدویون کے ایک جماعت کے ساتھ اور پانچھ چھہ ہزار سوارون کی جمعیت کے ہمراہ سلخ جمادی الآخری ۱۱۳۲؁ مطابق سنہ ۲ جلوس مین نواح مندسور مین اس ضلع کے بندوبست کے لیے پیش خانہ کوچ نکالا اور پھر مراجعت کرکے اجین مین آگیا - احمال و اثقال اوٹھاکر سرونج کی طرف کوچ کرنے کی شہرت دی اور دو تین منزل گیا اور موضع کا یتھہ مین اترا پھر کوچ بہ کوچ ملک وسیع دکن پر متوجہ ہوا +

غرہ رجب ۱۱۳۲؁ کو دریاے نربدا سے عبور کیا - رستم بیگ خان فوجدار سرکار بیجاگڈہ عرف کھرگانون (نربدا و تاپتی کو درمیان ہانپور سے ساٹھہ میل شمال و مغرب مین) حسین علی خان کے رفقا مین تھا مگر وہ سیدون کی نمک حرامی سے جلتا تھا وہ جمعیت شائستہ کے ساتھ نظام الملک کا رفیق ہوا - نظام الملک نے اوسکی فوجداری بحال رکھی اسکی عنایت اور ترقیان کرکے اپنے ہمراہ لیا مشکل کشا شگفون کی کنجی اقبال خود بخود بتاہی اس روز دریاے نربدا سے عبور کیا عثمان خان قادری ہزاری حشام قلعہ آسیر کا ایک معتمد بوساطت حسن و حیلہ کے آیا جو سابق سے مربی عثمان خان کا اور سوال و جواب کا واسطہ تھا اور اوسنے نمک حرامون کی نمک حرامی کی اور اپنے احتشام کی پریشانی احوال کے سبب سے نظام الملک کی طرف سے قلعہ داری کی استدعا کی - محمد غیاث خان اسکو نظام الملک پاس لایا - اور قلعہ کی فتح کی بشارت دی

نظام الملک نے اوسکو لائق انعام دیا اور طلب احشام اپنے خزانہ سے دی اور میر حفیظ اللہ خان بخشی و غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ اپنے بیٹے کو اوسکے ہمراہ کیا - خان مذکور نے ۱۳ - رجب ۱۱۳۲؁ھ کو اس قلعہ پر تصرف کیا - ابوطالب قلعہ دار کو پکڑ لیا - نظام الملک خود قلعہ مین آیا - اور نگاہ احتیاط سے ملاحظہ کیا - محمد غیاث خان کو برہانپور کی فتح کے لئے روانہ کیا - سید عالم علی خان نے جب نظام الملک کی دریاے نربدا سے عبور ہونے کی خبر سُنی تو اپنے رفیقون کی صوابدید سے محمد انور خان اور راؤ نیال کر مرہٹہ کو برہانپور کی حفاظت کے لئے بھیجا - یہ ہوا کی طرح اُڑکر عادل آباد مین برہان پور سے دس کروہ پر پہنچنا چاہتے تھے کہ رات کو آرام کرکے صبح برہانپور مین چلینگے اور محمد نور اللہ خان دیوان صوبہ مذکور برادر انور خان کے اتفاق کرکے شہر کے دروازون کو بند کرکے مرمت شہر سے استحکام دے کر محافظت کرینگے - محمد غیاث خان نے لال باغ مین آنکر مورچال باندھے اور محمد انور خان اور راو نبالکر کی آمد آمد کی خبر سنکر اوسنے دریاے تاپتی سے فوج کو اوتارا - مگر یہ امرا اندھیری رات مین شہر کے اندر داخل ہوگئے - شہر والون نے انور خان سے کہا کہ محاصرہ ہونے کی صورت مین اگر فتح جنگ کی فوج غالب ہوئی تو شہر لٹ جائے گا صلاح کار یہ ہے کہ صلح کرو ورنہ شہر سے نکل کر صف جنگ کرو انور خان کے دل و ہوش بجا نہ تھے - ابتدا مین اپنی بہادری کی شیخی بگھاری مگر آخر کو شاہ لکھی جو شہر کے مشہور مشایخ مین تھے وہ باعث امان جان و آبرو و مال صوبہ دار اور اوس کے ہوئے اور خوف و امید کی حالت مین انور خان محمد خان کے استصواب سے فتح جنگ کی خدمت مین آیا - بے آبروی و جان و مال کے تلف ہونے سے محفوظ ہوا - بطریق نظر بند مجرا کرنے اور دیوان مین بیٹھنے کا حکم دیا - فتح جنگ نے شہر کے وضیع و شریف کو دلاسا دیا - اوسکا ذاتی مرویہ کم آزاری اور رعیت پروری کا تھا - اوسنے اپنے منصوبون کو قسم دی کہ غربا اور ضعفا مین سے کسی باشندہ پر تعدی نکی جائے وہ اکثر کہا کرتا تھا کہ میرا قصد اور مطلب نظر سواے خلاصی و استقلال بادشاہ اسلام کے اور کچھہ نہیں ہے جو نماز جمعہ اور

اجرائے احکام شرع بر قرار نہین ہے - وہ سب مسلمانون کو اعانت کی ترغیب دیتا تہا - اگرچہ نظام الملک
کے محاسن اخلاق بہت ہین - لیکن یہ امر غرائب روزگار سے ہے کہ برہان پور کی فتح سے
دو تین روز پہلے سیف الدین علی خان برادر حسین علی خان کی والدہ اپنے فرزند اور متعلقین کو لیکر
اپنے بیٹے پاس مراد آباد جانے کے ارادہ سے برہان پور مین آئی - جب نظام الملک نے برہانپور
کو فتح کر لیا تو وہ حیران تھی کہ کیا کرے بعض کوتہ اندیش آدمیون نے نظام الملک سے کہا کہ
مخالف زادون و محمد انور خان کا مال اور اموال چہین لیجئے - انکا سپاہ و لشکر کے خرچ مین آنا
عین مصلحت ہے - نظام الملک نے بصواب دید محمد غیاث خان جواب دیا کہ ہم نے باوجود عسرت
و تہیدستی کے محض بتوکل فضل الہی اور بتوسل اقبال بادشاہی اس عزیمت پر کمر باندہی
ہے - اگر کامیاب ہوا تو ملک و مال ہمارا ہے - اور اگر خدانخواستہ بالعکس ہوا تو وبال آخرت
کس لئے گردن پر لین - ہماری ہمت کے آگے ان بڑہیون اور بچون اور انور خان کے
مال و اموال کچہہ قدر نہین رکھتے ہم کو استقلال الہی شاہی کے سواے کوئی اور بات منظور نہین ہے -
انشاء اللہ تعالی صدق نیت کی برکتون سے بے شمار خزانے تصرف مین آئینگے - بعد اسکے
ایسی رکیک باتین ہماری مجلس مین مذکور نہ ہون - کہتے ہین کہ والدہ سیف الدین علی خان
نے اپنی حفظ آبرو کے لئے پیغام بہیجا کہ اسباب جو ہے سب آپکی نذر ہین مگر نظام الملک نے
یہ جوانمردی کی کہ سیف الدین علی خان کے اہلکارون کو طلب کرکے خلعت دیا اور بچون کے
لئے میوہ بہیجا - معتمد و فہمیدہ آدمی خان مذکور پاس بہیجکر دلاسا دیا کہ یہ ہمارے فرزندون کی جگہ
ہین اگر یہان رہین تو اونکی جمعیت و معاش کا سامان کیا جائے اور اگر بالجزم جانے پر
آمادہ ہون تو ہمارے آدمی دریاے نربدا تک پہنچا دینگے اونکو جانا مقصود تہا اوسکی درخواست
کی نظام الملک نے عورات اور اطفال کی مدارات ارباب کرم کی ہمت کے موافق کی اور
دو سو سوار سامان کا بدرقہ شائستہ ساتھ کیا اور دریاے نربدا سے پار اوتار دیا - نظام الملک
باغ مین تہا کہ عوض خان بہادر ناظم صوبہ برار جو نظام الملک کا چچا تہا وہ اور بہت آدمی
جوق جوق اوس پاس آئے اور اوسکی فوج کا ضمیمہ بنے نظام الملک نے بمقتضاے مصلحت

نظام الملک کی استقلال اور اخلاق +

عبد الصمد خان دلیر جنگ کی حسین خان افغان سے لڑائی اور حسین خان کا کشتہ ہونا +

لعل باغ مین توقف کیا - اور توپخانہ کی تیاری کی -
اسی زمانہ مین لاہور کے اخبار نویسون کی تحریر سے معلوم ہوا کہ حسین خان خویشگی کہ افغانان
صاحب تمن مین معزز و مشہور توابع سرکار قصور سے تہا چند سال سے اوسنے سرکشی اور مفسدی
کا طریقہ اختیار کیا تھا - نواح قصور و لاہور کے سیر حاصل پرگنات پر قبضہ کر لیا تہا اور علم مخالفت بلند
کیا تہا کئی دفعہ صوبہ دارون کی فوج کو بلکہ شاہزادون کی افواج کو شکست دی تھی عبد الصمد خان
بہادر دلیر جنگ کی صوبہ داری کی ابتدا سے اوسنے اطاعت نہین کی جاگیردار اور صوبہ دار
کے مقرر کئے ہوئے عمال اور عمدہ بادشاہی نوکرون کو اوسنے بے دخل کر دیا تھا بلکہ محال
سے خارج ثقہ راوی سے یہ سنا گیا کہ سیدون نے اوسکو اشارہ کر دیا تہا کہ صوبہ دار کا دست
تصرف کوتاہ کرے اور اس حسن خدمت کے عوض مین دار السلطنت لاہور کی صوبہ داری دینی
ٹھیرائی تھی اسلئے وہ پہلے سے اب زیادہ شوخی کرتا تھا قطب الدین عامل صوبہ دار کو
کہ صاحب فوج تھا مقابلہ کر کے مار ڈالا اور اوسکی فوج و خزانہ کو غارت کیا - آٹھ نو ہزار سوارون
کو ساتھ لیکر پرگنات کی تاخت و تاراج شروع کی - دلیر جنگ سات آٹھ ہزار سوارونکے
ساتھ لڑنے گیا - دونو لشکر موضع جھونی پر پہنچے جو لاہور سے تیس کوس پر تھا بہت دنون
تک سخت لڑائیان ہوئین ایک دفعہ عبد الصمد خان کے لشکر کو ایسی شکست ہوئی کہ اوسے
خفا ہو کر اپنی داڑھی نوچ لی - آغر خان نے مخالفین کی کمرگاہ پہ ایسا حملہ کیا کہ حسین خان کا
فیلبان مارا گیا اور فقیر شاہ بھیک کہ حسین خان کا پیر و مرشد تھا اور اوسکی جان کو حسین خا
اپنی جان کی برابر عزیز رکھتا تھا اور حوضہ فیل مین اوسکا ردیف تھا - دلاوران تورانی کے
تیر سے زخمی اور کشتہ ہوا حسین خان کی آنکھون مین جہان سیاہ ہو گیا - اس ضمن مین
حسین خان کے بھی ایک زخم کاری لگا - اوسکے ہاتھی کا فیلبان نہ تھا - ہاتھی ہر طرف دوڑتا
تھا - سواری کے حوضہ مین آگ لگ گئی جسکا سبب تحقیق نہین معلوم ہوا - اوس حال مین وہ
اور اوسکے ساتھ ایک جمع کثیر افغانون کی کشتہ ہوئی - اوس کے بعد دلیر جنگ نے جب
اس فتح کی خبر سید عبد اللہ خان کو بھیجی وہ دل مین ملول ہوا - مگر بدگمانی دور کرنیکے لئے

ظاہر ہین اوسنے دلیر جنگ کو سیف الدولہ کا خطاب دلایا - نظام الملک کے بعد دلیر جنگ مغلون مین سے
سیدون کی جان کا وبال تھا +

سیدون پاس برہانپور سے نوشتے آئے کہ جبنے قلعہ آسیر کا حال معلوم ہوا کہ نظام الملک
کا جیدحسر قلعہ کے ہزاریون پاس گیا اور قلعہ کے حوالہ کرنے کے باب مین سوال وجواب کا واسطہ
بنا - سادات نے جو طالب خان کو قلعہ دار آسیر بنایا تھا اوسکو بخوشی وناخوشی نظام الملک نے اپنا
مطیع بنایا اوسکی کمال عسرت مین گذری تھی - احشام کی تنخواہ دو سال کی چڑہی ہوئی تھی
وہ نظام الملک نے اپنے خزانہ سے دیدی - محمد حسرت خان نے جاکر قلعہ پر تصرف کرلیا اور قلعہ
ارک برہانپور بھی بغیر اوسکے کہ کسی کی نکسیر بھی نہ پھوٹی اور نہ تلوار میان سے نکلی نظام الملک
نے تسخیر کیا اور یہ خبر بھی آئی کہ عوض خان صوبہ دار برار کہ نظام الملک سے قرابت قریبہ رکھتا
تھا اور بشمشیر اور رستے دہائے مین زمانہ کے مشاہیر مین سے تھا شائستہ فوج کے ساتھہ فتح جنگ
پاس آگیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ انور خان صوبہ دار برہانپور اور [illegible] گرد مال گرہ
نامی مرہٹون مین سے نظام الملک کے رفیق ہوگئے ہین - اور یہان [illegible] مقصدی اور
اطراف کے بعض زمینداروں نے نظام الملک کی طرف رجوع کرکے اطاعت اختیار کی
سادات اس اخبار ملال افزا سے کاروبار مین سراسیمہ ہوئے دلاور علی خان [illegible]
بھیم سنگہ کو پیہم تاکید لکھی جاتے لگی کہ وہ نظام الملک کے مقابل جائیں حسین علی خان دکن کے جانے
کے لئے ہر روز و ہر ہفتہ مین مصلحت تازہ کرتا تھا اور دلاور علی خان کی خبر کا انتظار کھینچ رہا
تھا - رتن چند مال کار پر نظر کرکے کہتا تھا کہ فتح جنگ کو صوبجات دکن دیدیے جائیں تا کہ
فتنہ جائے صلح ہوجائے - وہ جانتا تھا کہ یہ فساد اوسکی جان کا وبال ہے حسین علی خان اس
صلح پر راضی نہین ہوتا تھا وہ نظام الملک کی صلح قبول کرنے سے خاطر جمع نہ تھا +

عبد النبی کشمیری مخاطب محبوب خان مدت دراز سے اپنی حماقت سے ہندون کے
ساتھہ کاوش رکھتا تھا - جب اوسنے یہ انقلاب روزگار دیکھا تو اوباش احمق مفسد مسلمانون کو
اپنے ساتھہ متفق کیا اور میر احمد خان نائب صوبہ کشمیر اور قاضی کشمیر سے گھر گیا اور اونسے

حضرت نے بروایات شرعی فرمایا کہ آپ یہ احکام جاری کیجئے کہ گھوڑون پر ہندو نہ سوار ہون وہ جامہ نہ پہنین اور پگڑی اور ہتیار نہ باندہین۔ باغ وسبزہ زارون کی سیر نہ کرین اور مخصوص ایام مین اپنے نہانون نہ جایئن - اونھون نے جواب مین کہا کہ سارے ملک محروسہ مین بادشاہ اور ارباب شرع میون کے لئے احکام جاری فرمایئں گے اونکو ہم بھی یہان ہنود پر جاری کرینگے محبوب خان یہ سنکر بے دماغ اور آزردہ خاطر ہوا مسلمانون کی ایک جماعت کو اپنا معاون بنایا - اور جہان ہندو کو دیکھا اوسکو ستایا کسی بازار اور کوچہ مین ہندو نہین گذرتا تھا کہ وہ اوسکو چھیڑتا نہو - ایکدن معزز ہندو کشمیری مجلس رائے ایک جماعت کے ساتھ سبزہ و باغ کی سیر کو گیا تھا اور برہمنونکو کھانا کھلاتا تھا کہ محبوب خان دس بارہ ہزار مسلمان سوار اپنے ساتھ جمع کرکے وہان پہنچا اور پیٹنا - باندہنا - مارنا (زدن وبستن وکشتن) شروع کیا مجلس رائے کچھ آدمیون کے ساتھ میر احمد خان یا موی وڑا گیا محبوب خان اپنی جماعت کے ساتھ مجلس رائے کے گھر اور محلہ پر چڑہ گیا سارا مال لوٹ لیا محلہ کو آگ لگادی ہندو مسلمانون مین سے جو اوسکو منع کرتا وہ کشتہ وزخمی ہوتا۔ اوسکے بعد میر احمد خان کے گھر کو جاکر گھیر لیا اور وہان ایک آفت برپا کی - کوئی اینٹ مارتا ہے کوئی پتھر پھینکتا ہے کوئی گولی چلاتا ہے - جو کوئی ہاتھہ آجاتا ہے ایک کم بختی مین پڑجاتا ہے بڑا بے عزت و بے حرمت ہوتا ہے بعض کو جان سے مارڈالا ایک جماعت کو زخمی کیا اور لوٹ لیا میر احمد خان ایک رات دن نہ گھر سے باہر نکل سکا نہ اونکے شر کو دفع کرسکا یسو حیلہ کرکے اس جماعت کے ہاتھہ سے نجات پائی - دوسرے روز جمعیت فراہم کرکے میر شاہور خان بختیی کے اور متفیدیون کے ساتھہ سوار ہوا اور محبوب خان پر چڑہا - اونہی ہی اپنی جماعت سابق کو جمع کیا اور میر احمد خان سے لڑنے کہڑا ہوا - ایک جماعت نے پیچھے جاکر اس پل کو جلادیا جسپر سے میر احمد خان گیا تھا اور اس بازار کے رستہ کے دونوطرف کے مکانات جلادئے جہان میر احمد خان موجود تھا اور مقابل سے اور گھرون کی دیوارون اور کوٹھون پر سے تیر و بندوق و اینٹ وپتھر چلانے شروع کئے اور عورتون اور لڑکون نے اطراف سے نجاست کلوخ جو ہاتھہ لگتا اوسکو پھینکتے ایک جنگ عظیم ہوئی میر احمد کا خواہرزادہ

سید ولی اور ذوالفقار خان بیگ نائب چبوترہ کوتوالی ایک جماعت کے ساتھ کشتہ و زخمی ہوئے
میر احمد خان کے لئے نہ پیچھے ہٹنے کی نہ آگے جانے کی راہ تھی۔ نہایت تنگ ہوا عجز کرکے
ہزار خواری خفت سے اس تہلکہ سے نجات ہوئی۔ محبوب خان محلہ منو دبر گیا کوئی گھر نہ چھوڑا جسکو
جلایا اور لوٹا نہ ہو۔ دوبارہ پھر میر احمد خان کے گھر پر آیا مجلس اسے اور ایک جماعت جس نے
پناہ لی تھی بہت ذلت کے ساتھ کھینچا اور اون کو پکڑکر اونکے ناک کان کاٹے ختنہ کیا بعض کا
عضو تناسل کاٹا اونکو مقید کیا دوسرے دن مسجد جامع مین جمع ہوکر ہنگامہ برپا کیا۔ میر احمد خان
کو نیابت صوبہ داری سے معزول کیا۔ بانی فتنہ و فساد کو مخاطب بہ دیندار خان کیا اور مسلمانون نے
اوسکو حاکم قرار دیا اور مقرر کیا کہ جب تک اور نائب صوبہ دار آئے دیندار خان کے حضور سے
اجراے احکام شرعی اور تنقیح قضایا ہوا کرے۔ پانچ مہینہ تک میر احمد خان بیدخل و گوشہ نشین
رہا اور دیندار خان حاکم مستقل مسجد مین بیٹھکر امور ملکی و معاملات کے اجرا مین کوشش کرتا۔
جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو مومن خان نجم ثانی کو عنایت اللہ خان صوبہ دار کشمیر کا نائب صوبہ مقرر کیا
اہل کاران کشمیر معاتب ہوئے۔ اواخر شوال مین مومن خان کشمیر سے تین کروہ پر آیا تو محبوب خان
اپنے افعال اور کردار ناصواب سے شرمندہ ہوا۔ اور خواجہ عبد اللہ کے پاس گیا۔ وہ کشمیر کے
مشاہیر مین سے تھے اور اونسے کہا کہ اب ایک جماعت فضلاء اور اعیان کے ہمراہ لے کر
نائب صوبہ کے استقبال کو جائیں اور اوسکو اعزاز کے ساتھ لائیں خواجہ عبد اللہ نے ازراہ
اتحاد ہدایت کی کہ تم میر شاہور خان بخشی پاس جاؤ اور جو کچھ گذرا ہے اوس کا عذر کرو بعد
اسکے مین سب کی رفاقت مین مومن خان کے لانے کے لئے جاؤنگا خواجہ عبد اللہ کے
کہنے سے محبوب خان میر شاہور پاس گیا۔ صاحب خانہ چند باتین کہکے شغل ضروری کے بہانہ
سے اٹھ گیا اور خواجہ کی صلاح سے محلہ حبہ ہلی اور کھگردل کے محلون سے آدمیو نکی ایک جماعت
طلب کی اور گھر کے گوشہ و کنارون مین چھپادی وہ محبوب خان کے منتظر رہے اسپر دفعۃ
جا پڑے اول اوس کے دو خوردسال بیٹون کا جو اوسکے آگے آگے ہمیشہ چلا کرتے تھے
پیٹ چیرا اور اوسکو نہایت عقوبت و عذاب سے مارا۔ دوسرے روز مسلمانون کی ایک جماعت

اپنے مقتدا کے خون کے دعوی کے جر بلیون کے محلہ پر گئے وہ سب شیعہ مشہور تھے انہون
نے اونکو پیٹنا اور باندھنا اور مارنا شروع کیا دو روز جنگ رہی آخر کو مسلمان غالب ہوے
دو تین ہزار آدمی اس محلہ مین جنمین جمع کثیر مغل مسافرون کی تھی مع عورات اور اطفال
مارے گئے - اور لاکہون روپیہ کا مال غارت ہوا - دو تین روز تک فساد رہا - یہان سے
فارغ ہوکر وہ قاضی اور بخشی کے گھر پر گئے - میر شاہور خان نے لاحاصل ہاتھہ پاؤن پیٹے -
ایک مکان مین روپوش ہوا جسکا پتا کسی کو معلوم نہ تھا - قاضی تغیر لباس کرکے باہر گیا
اوسکے گھر کو ڈھاکر اینٹ سے اینٹ بجادی - اور ہاتھون ہاتھ اینٹون کو لے گئے
مومن خان شہر مین داخل ہوا - میر احمد خان کو سامان و بدرقہ کے ساتھہ امین آباد
بھیجا - اور کشمیر کے آدمیون کے ساتھہ طوعًا وکرہًا دار ومدار کے ساتھہ موافقت کی +

دلاور علی خان بخشی حسین علی خان کے پاس سابق مین مہم راجہ بوندی مین
چھہ ہزار سوار تھے - اوسنے بارہ تیرہ ہزار سوار جمع کر لئے - اوسکی مختلف خبرین منتشر
ہوئین کہ وہ نربدا سے پار اوترا نظام الملک خصم کے مقابلہ کے لئے تیار ہوا عالم علیخان
اس تدبیر مین تھا کہ دلاور خان کے نزدیک آنے کی خبر آنے تک مرہٹون اور نواح کے
عمدہ فوجدارون کی سپاہ کو فراہم کرکے ایک سپاہ سنگین کے ساتھہ اورنگ آباد سے
چلے اور ادس طرف سے دلاور علی خان آئے ہم دونو کی فوجین فتح جنگ کی فوج کو بیچ مین
گھیر لین - عالم علی خان نے اپنے چچا حسین علی خان کو خط مین لکھا کہ سات ہزار کے قریب
قدیمی سوار اور اس نواح کے کومکیون اور فوجدارون اور متعینہ اورنگ آباد کے دو تین ہزار
سوار لکھے گئے ہین مین نے عمدہ جماعہ دارون کے چھہ ہزار سوارون سے زیادہ نگاہداشت
کئے ہین اور کر رہا ہون اور سرداران راجہ ساہو کی فوج کو ملکی اور راو رنبہ تازہ مرہٹون کی جماعت
جو جان ومال سے اس جناب کے فدوی ہین پندرہ سولہ ہزار سوارون سے کمتر نہوگی
کل مجمع تیس ہزار سوار سے زیادہ ہوگا - اوائل شعبان مین اورنگ آباد سے مین روانہ ہونگا
اوسنے امین خان صوبہ دار معزول نادر کو کہ حسین علی خان حد سے زیادہ ناراض تھا ایک

نظام الملک و عالم علی خان [illegible]

ایک لاکھہ روپیہ نقد اور کچھہ جنس دیکر بحسب ظاہر رفاقت پر راضی کر لیا جب عالم علی خان
کے خیمہ کے باہر لگانے کی خبر آئی تو فتح جنگ نے عالم علی خان کے مقابلہ کے قصد سے
لعل باغ سے برہانپور کی غربی جانب کوچ کیا اور آب تاپتی سے عبور کیا اور شرقی طرف
ڈیرہ ڈالا۔ دلاور علی خان کی خبر سنکر فتح جنگ نے اول اوسکی فوج کا دفع کرنا اہم جانا
اپنے متعلقون کو آسیر روانہ کیا محمد غیاث خان اور شیخ محمد فاروقی کے ساتھہ توپخانہ
روانہ کیا اور پھر خود آراستہ لشکر کے ساتھہ دشمن کی طرف متوجہ ہوا۔ رتن پور سے دو تین
کوس پرے اور برہانپور سے سولہ سترہ کوس پر راجہ لکرائی کے تعلقہ مین خیمہ زن ہوا۔ اب دشمن سے
اسکا فاصلہ دو کوس تہا فتح جنگ تا مقدور مسلمانون کی خونریزی پر راضی نہ تہا اسلیئے اوسنے
حجت تمام کرنے کے لیئے دلاور علی خان کو ملائم نصیحت آمیز پیغام بھیجے جس سے منع دفع قتال
وجدال ہو مگر فائدہ مرتب ہوا ۱۶ شعبان ۱۱ مئی سنہ ۱۱۳۲ھ ۱۷۲۰ء کو طرفین کے لشکر کارزار پر مستعد ہوئے
صف بندیان ہوئین اور لڑائی بڑہتی گئی۔ دلاور علی خان ہاتھی پر سوار تہا اور بڑی دلاوری
سے لڑا اور ایک گولی کے لگنے سے بڑی بہادری سے مرا۔ سادات بارہ کی فوج کا منہ موڑ لیا
لیکن راجپوت راجہ بھیم اور راجہ گج سنگہ فرار کی عار کو گوارا نہین کرتے تہے وہ ہندوستان
کے بہادرون کے دستور کے موافق ہاتھی گھوڑون سے اُترے اور شمشیر و سپر ہاتھہ مین لیکر
تہوڑی کی۔ یہ دونو نامی راجپوت مع چارسو راجپوتون اور بعض جماعہ داران بارہ کشتہ ہوئے
کل چار یا پانچ ہزار سوار و پیادہ دلاور علی خان تیغ و تیر و سنان کے طعمہ ہوئے۔ فتح جنگ
کے لشکر مین فتح کے شادیانے بجنے لگے۔ اس طرف بہت کم سردار زخمی و کشتہ ہوئے غنیمت
بہت ہاتہہ لگی طبلین توپخانہ اور ہاتہی سرکار مین ضبط ہوئے باقی جو چیز جسکے ہاتھہ آئی
تھی وہ اوسکو معاف ہوئی۔ اس جنگ کے بعد خبر آئی کہ عالم علی خان تالاب ہرتالہ پر برہانپور سے
سات کوس پر آگیا ہے۔ تو فتح جنگ نے اس خبر کو سنکر محمد متوسل خان کو تین ہزار سوارون کی جمعیت
کے ساتھہ برہانپور کی حفاظت اور رعایا کی کمک کے لئے بطریق ایلغار بھیجا لشکر کے آدمیون کے
قبائل اکثر وہان تھے خان مذکور نے ایک روز مین چالیس کوس کی مسافت طی کی او جاکر

شہر کا بند و بست کیا +

جب لاور علی خان کی شکست ہونے کی خبر سادات کو پہنچی تو دونو بھائی نہایت مضطر و سراسیمہ ہوئے دکن جانے کے لیے ہر روز ایک فکر تازہ کرنے لگے کبھی یہ ارادہ ہوتا کہ دونو بھائی اور بادشاہ دکن کو جائیں کبھی یہ مصلحت ٹھیرتی کہ بادشاہ کے ساتھ سید حسین علی خان دکن روانہ ہو اور سید عبد اللہ خان شاہجہان آباد جائے کبھی یہ مصلحت ٹھیرتی کہ قطب الملک بادشاہ کے ساتھ شاہجہان آباد روانہ ہو اور حسین علی خان دکن کو بہادرون کو ساتھ لے کر کوچ کرے کبھی یہ چاہتے کہ فتح جنگ کو نامہ و پیغام التیام آمیز کے افسوں سے دکن کی صوبہ داری دی جائے اور صلح کی جائے غرض کسی تدبیر پر قرار نہ ہوتا۔ ہر ہفتہ و مہینہ میں دونوں بھائیوں اور بادشاہ کا پیش خانہ مختلف سمتوں میں نکلتا اور پھر اس عزم میں خلل پڑتا اعتماد الدولہ کی شجاعت و رائے صائب کے سبب سیدون کے دلون مین وسواس و ہراس تھا تدبیر کار میں مذبذب تھے کبھی اسے نزاع کی کبھی وفق و مدارا کی ٹھہرتی

زلزلہ +

۱۲ جون ۲۲ رمضان ۱۱۳۲ روز جمعہ کو اکثر سپاہی جدار الخلافہ مین نماز پڑہ رہے تھے کہ زلزلہ کی صدا وحشت افزا زمین کے نیچے سے اور در و دیوار و چھتون کی حرکت سے آئی جس سے خلقت کو توہم ہوا اس دن رات مین صبح تک نو دس دفعہ عمارات اور زمین جنبش مین آئی۔ کچھ عمارتین شکست و ریخت ہوئیں فصیل حصار کہیں کہیں پھٹ گئی۔ شہر پناہ کے دو دروازون میں کچھ نقصانات ہوا۔ مسجد فتحپوری کے تین کنگرے گر پڑے دس بارہ آدمی مجروح ہوئے تعجب یہ ہے کہ ایک مہینے دس روز تک ہر شبانہ روز مین چار پانچ دفعہ اور عمارت مین جنبش آتی اور آواز نکلتی بعض آدمیون کے دل مین اس مرتبہ پر وحشت چھائی کہ اونھون نے چھت کے نیچے سونا موقوف کر دیا اوسکے بعد زلزلہ مین تخفیف ہوئی لیکن چار پانچ مہینہ تک کبھی کبھی زمین اور عمارات لرزہ مین آتین جو لوگ توہمات باطلہ مین مبتلا تھے وہ اس زلزلہ ہی کو سلطنت کے تزلزل ہونے کی بسم اللہ کہتے تھے +

[illegible] +

غرہ ذیقعدہ کو یہ قرار پایا کہ بادشاہ اور سید عبد اللہ خان شاہجہان آباد کو جائیں اور سید حسین علیخان

ایک جماعت امراء رزم آزما کے ساتھہ دکن کو روانہ ہون اس ضمن مین اعتماد الدولہ محمد
امین خان سے بگاڑ ہوا - امیر الامرا کا ارادہ ہوا کہ اوسے مار ڈالے قطب الملک نے کہا
کہ اگر اوسکو مار ڈالو گے تو مین خود مر جاؤنگا - اُسّے میرا عہد و پیمان ہو چکا ہے - غرض
شب و روز محمد امین خان بھی سپاہ توران کی معیت مین پیکار کے لئے کمر بستہ رہتا تھا +

جب دلاور علی خان میدان کارزار مین کشتہ ہوا اور اوسکا لشکر غارت زدہ دو تین ہزار
عالم علی خان برادر زادہ امیر الامرا حسین علی خان پاس آیا تو اوسنے اس ہزیمت خوردہ لشکر
کو دلاسا دیا - اوائل ماہ رمضان سنہ جلوس مین تیس ہزار فوج کے ساتھہ جنمین سے دس بارہ
ہزار سوار راجہ ساہو کے تھے وہ نظام الملک سے لڑنے کے لئے اورنگ آباد سے برآمد ہوا
اور کتل فیروزپور سے کہ صوبہ خاندیس و بالاگھاٹ اورنگ آباد کے وسط مین ہے آیا اور یہان
اوسنے استقامت کی اور مرہٹہ کی فوج اپنے ڈیرہ پر سے طرف خاندیس کی رعایا کے مال کے
تاراج کے لئے روانہ ہوئی - ان دنون مین انور خان جو از راہ عذر نظام الملک کا رفیق بنا تھا
اوسنے عالم علی خان کو ایک خط لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ نظام الملک کی ابھی قوت جتنی چاہیئے
زیادہ نہین ہوئی اور اپنے زخمدارون کے احوال مین مشغول ہے اور تمھارے پاس جمعیت خاطر خواہ
وافر تازہ دم و شائستہ موجود ہے فرصت وقت کو غنیمت گنو جلد مقابلہ مین آؤ - اور مجھے
یہ سمجھو کہ مصلحتاً یہ حرکت مینے کی ہے مجھے اپنے سے جدا نہ جانو - اتفاقاً یہ خط نظام الملک
کے جاسوسون کے ہاتھہ پڑا - انور خان قید ہوا - اسکا اموال و اسباب ضبط ہوا ساری
عزت حرمت اوسکی خاک مین ملی - الحاصل نظام الملک نے صلاح حال اور اندیشہ مآل پر نظر کر
عالم علی خان کو لکھا کہ تم مع اپنے قبائل کے دو نو چچاؤن پاس چلے جاؤ تا کہ مسلمانون کی
خونریزی ناحق نہو مگر اوسے کچھہ فائدہ نہ ہوا - ناچار نظام الملک اپنی قبائل اور اسباب کو قلعہ اسیر
مین پہنچا اور برہانپور کی سواد سے دشمن کی طرف متوجہ ہوا - دریائے پورنا جو برہانپور سے
ڈیڑہ دن کی راہ پر ہے طغیانی پر تھا اسلئے عبور در جنگ مین توقف ہوا - عوض خان اور
اس نواحی کے زمیندارون کی راہ نمائی سے پایاب جگہ معلوم ہوئی تو نظام الملک اوسکو پار اوترا

معرکہ عالم علی خان کا نظام الملک سے اور کشتہ ہونا +

پرگنہ بالاپور متعلقہ برار کی سمت مین عبور کرنے کے لئے بطور ایلغار گیا۔ جب عالم علی خان
کو اس جرات کی خبر ہوئی تو وہ محاربہ کی طرف متوجہ ہوا۔ قصبہ بالاپور کے قریب مکان
مصاف قرار پایا۔ پنجم شوال سنہ جلوس ہیں عالم علی خان افواج کی ترتیب مین مشغول ہ
ہراولی میں تہور خان اور غالب علی خان پسر رستم خان دکھنی و عمر خان بنی عم و داؤد خان و
غیاث الدین خان وامین خان برادر جان عالم و محمد اشرف خان بخشی و فدائی خان دن لوا
و شمشیر خان و ہستی خان و محمدی بیگ و رفاہت طلب خان و خواجہ رحمت اللہ خان و بہادران
دکن و بارہ کی ایک جماعت اور بارہ ہزار کرناٹکی پیادے اور جنگی مست ہاتھی اور شائستہ توپخانہ کو
لیکر متوجہ محاربہ پر ہوا اور نظام الملک نے مرحمت خان و نعمت الہی اور اپنے پسر کلان
غازی الدین خان اور عبد الرحیم خان و رعایت خان و سعد الدین خان و داراب خان و
کامیاب خان و محمد غیاث و اختصاص خان و قادر داد خان و روح اللہ خان و دلیر خان
اور چند اس طرف کے راجاؤن مین سے بعض کو مقدمۃ الجیش اور بعض کو میمنہ و میسرہ بنایا اور خود
مع عوض خان کے قول مین جاگیر ہوا اور رنبھا مرہٹہ اور بعض دلاوردون کو باردین کی
حراست سپرد کی۔ توپخانہ جو اپنے پاس تھا اور جو قلعہ آسیر وارک برہانپور کی تسخیر اور
دلاور علی خان کے لشکر سے ہاتھ لگا تھا۔ ان سب کو رومی فرنگی توپ اندازون کی
صلاح و تدبیر سے بمقتضاء الحرب خدعۃ ان کو تو دشمن کے سامنے کھڑا کیا اور رات کو
او سمین سے آدھے توپ خانہ کی مکان کو بدل کر اپنے مدعا کے موافق پسند کر کے گوشہ و
کنار مین و لیسار مین آئین کمین کے موافق توپون کو چن دیا۔ ۶ ماہ مذکور کو دونون
لشکرون کے صفوف کارزار آراستہ ہوئیں پہلے اس شے کہ بہادرون کی ناک مین بارود
کی بو پہنچی۔ عالم علی خان نے فوج کے ہراولون کے گھوڑے دوڑائے فتح جنگ کے توپخانہ
شرربار کے مقابلہ مین وہ آئے شجاعت تو سادات کا جو ہر ذاتی تھا اونھون نے دائیں
بائین طرف کچھ نہ دیکھا دشمن کے گولون کے نیچے آئے نظام الملک کے توپچیون نے قابو
کے وقت چارون طرف سے ایک دفعہ توپون مین آگ لگادی جسنے سربازان بارہ اور

یکہ تازان دکن اور اور نبرد سازون کی ایک جماعت کثیر ہلاک ہوئی صفوف لشکر سے سلم فوج
مقتول نکلی اور تفنگ اندازون نے چستی و چالاکی سے باقی ماندون کو تفنگ کی شلک سے
مارا اور کماندارون نے اکثر کو ہدف بنایا عالم علی خان کی فوج مین تزلزل ڈالا جب عالم علیخان
اس احوال پر مطلع ہوا تو اپنی سواری کے فیل جس کے حوضہ میں غیاث الدین خان برابر
بیٹھا تھا اور اور پندرہ بیس فیل سوارون کو لے کر ہراول کی کمک کی اور فتح جنگ کی فوج
کو تنگ کیا اوسوقت فتح جنگ کے ہراول نے خصم سے جنگ گریز کر کے اوسکو اپنے توپخانہ
کے روبرو لا ڈالا جو علیحدہ کمین مین چھپا ہوا لگا تھا اور ناگاہ اس توپخانہ مین آگ لگائی تو
توپون اور رہکلون کی آوازون سے ایک قیامت مچ گئی - اور دہوان آسمان پر پہنچا جب باروت
کا دہوان دور ہوا تو دیکھا کہ عالم علی خان کے ہراول مین - غالب علی خان و غیاث الدین
خان و شمشیر خان و محمد اشرف خان و خواجہ رحمت اللہ خان و مستے خان و محمدی بیگ
اور بہت سے فیل نشین اپنے اپنے ہاتھیون کے حوضہ و عماری مین مر کر پڑے ہوئے تھے
عالم علی خان باوجود اس قتال کے اور خود زخمی ہونے کے مردانہ وار ثابت قدم رہا اور
جب تک سانس چلتا رہا آگے قدم بڑہاتا رہا کہتے ہیں کہ جب اوسکے ترکش میں تیر باقی نہیں
رہے تو جو تیر دشمن کی طرف سے اوسکے حوضہ فیل در جسم مین لگتا اوسکو نکال کر وہ دشمن پر
چلاتا اوسوقت اختصاص خان نبیرہ حسان عالم و محمد غیاث خان جنکی پتلی مین زخم لگا ہوا تھا
عالم علی خان کے مقابل آئے اور اوسکی جلاوت رستمانہ کو روکا - اختصاص خان کی ضرب
شمشیر سے عالم علی خان کا ہاتھ کارزار مین بیکار ہوا متوسل خان نے جو فتح جنگ سے
قرابت قریبہ رکھتا تہا تردد نمایان کیا - آخر کار عالم علی خان کمال بہادری سے اونیس
فیل سوارون کے ساتھ میدان جنگ مین کشتہ ہوا - سنکراجی ملہار مرہٹہ زخمدار ہو کر
چند مرہٹون کے ساتھ گرفتار ہوا - ہاتھی و جھنڈے و توپخانہ کل کارخانہ جات جو اوباش لشکر کی
لوٹ سے محفوظ رہے وہ نظام الملک نے ضبط کئے - اس لڑائی مین نظام الملک کے رفقا مین
سے کسی کو آسیب جانی نہین پہنچا چند آدمی زخمی ہوئے وہ جراحون کے علاج سے

اچھے ہو گئے۔ جب یہ خبر سید عبداللہ خان اور سید حسین علی خان کو پہنچی کہ دونو لڑائیون مین نظام الملک کا کوئی ملازم جان سے نہین مارا گیا۔ تو کمال غم و غصہ مین آکر انھون نے کہا کہ شاید نظام الملک کے نوکرون نے آب حیات پی لیا ہے یا سلب وئین تن ہین کہ تیغ و سنان و کمان و بندوق کے صدمون سے صحیح البدن رہتے ہین۔ دونون شکستون اور دلاور علی خان و عالم علی خان کے مارے جانے سے دونون بھائیون کو جو غم و الم ہوا وہ بیان نہین ہو سکتا خصوصاً حسین علی خان کو کہ ہر روز وہ اس رنج مین آنکھون سے ایک چشمہ خون بہا دیتا تھا اور دل پر درد سے آہ سرد کھینچتا اور اپنے مآل کار کو نہیں جانتا تھا کہ کیا ہوگا۔ فتح کے ایک ہفتہ کے بعد لیکن یہ سنا گیا کہ قبائل حسین علی خان کو مع خزانہ و جواہر و اجناس کے قلعہ دار دولت آباد نے پہلے اسکے کہ فتح جنگ کا لشکر اس طرف آئے قلعہ مین جگہ دی۔ باوجودیکہ قلعہ دار بسبب جاگیر کے ضبط ہونے کے سید حسین علی خان سے کمال آزردگی رکھتا تھا لیکن اسنے سادات کا پاس کیا اور دونون بھائیون کی گردن پر احسان رکھا۔ اس خبر کو سنکر کہ نقود مخفیہ اور مال ضبط سے محفوظ رہا سید حسین علی خان کی جان مین جان آئی۔ انہی دنون مین سنا گیا کہ بہادر خان ناظم حیدرآباد مع دلاور خان کے جو اس کا ہم زلف تھا چھ سات (نو دس) ہزار سوارون کو لیکر نظام الملک پاس آیا اور اوس سے شمہ رفاقت استوار کیا۔

دونو بھائیون نے بہت مشورون کے بعد یہ قرار دیا کہ سید عبداللہ خان قطب الملک تو شاہجہان آباد جائے اور بندوبست صوبون کا کرے اور امیر الامرا سید حسین علی خان بادشاہ کے ہمرکاب مع امرائے نامدار اور عمائد ذوی الاقتدار نظام الملک کی تنبیہ کے لئے جائے۔ امیر الامرا ایک لاکھ سوارون کے جمع کرنے کی فکر مین ہوا۔ سید احمد خان پسر اسد اللہ خان کو بارہ کے عمدہ جماعہ دارون اور صاحب ہمت افغانون کے بلانے کے لئے بہت روپئے اور طلب کے پروانے دے کر روانہ کیا۔ چونکہ مسافت بعید قطع

کرنی پڑتی تھی اور جماعہ دارون اور رسالدارون کی نظر نظام الملک کی یادری ہمت پر اور سادات بارہ کے انقلاب روزگار پر تھی اسلئے دکن جانے پر راضی نہین ہوتے تھے۔ روح خاطر خواہ بہم نہ پہنچی تھی لیکن سادات کی زرپاشی عالم مین مشہور تھی۔ اونکی شجاعت کے ساتھہ سخاوت بھی ہم عنان رہتی تھی تو بھی ساٹھہ ہزار سوارون کے قریب قدیم وجدید مردم پادشاہی جمع ہوئے۔ اور توپخانہ بڑا اور اسباب جنگ وافر مہیا ہوا۔ سوا اس کے توقع تھی کہ مردم بارہ اطراف سے نامور راجہ اور معتبر زمیندار اکثر متعاقب ملینگے۔ آخر ماہ شوال مین دکن کی سمت کو پیش خانہ روانہ ہوا۔ اکبرآباد سے امیرالامرا کا دو کردہ کوچ ہوا۔ اوائل ماہ ذیقعد مین خدمت میرآتشی سید خانجہان سے چھن کر حیدر قلی خان کو ملی۔ نہم ماہ مذکور ۱۱۳۲ھ کو بادشاہ نے آگرہ سے تین کوس کوچ کیا۔ سید عبداللہ خان بھی حصول رخصت کے لئے ہمراہ تھا چنانچہ تفریق دفتر کے وقت سید حسین علی خان کا ارادہ یہ تھا کہ بائیس صوبون کی تمام سررشتہ دیوانی و بخشیگری و صدارت کو مع دونو دیوان تن وخالصہ کے اپنے ہمراہ لے جاوین اور سررشتہ بیکار حکومت اپنے برادر قطب الملک کو تفویض کردن تاکہ وہ شاہجہان آباد مین ایک جو معطل رہے۔ ادیر بہت ردوقدح ہوکر یہ قرار پایا کہ حسین علی خان چار صوبون مالوہ و احمدآباد و اکبرآباد و اجمیر کا مع دکن کے چھہ صوبون کے دفتر مفصل اور باقی صوبجات کا یک حرفی مجمل بادشاہ کے ہمراہ جائے۔

۱۵ ذیقعد کو بادشاہ کے جلوس کا جشن تھا۔ عبداللہ خان چاہتا تھا کہ یہ جشن میرے سامنے ہو بعد اس کے وہ شاہجہان آباد کو کوچ کرے لیکن حسین علی خان اسپر راضی نہ ہوا۔ آگے چلا اور عبداللہ خان کو بادشاہ کے پاس سے چار کوس پرسے رخصت کرادیا۔ نقل ہے کہ حسین علی خان اسقدر عبداللہ خان پر غالب و متسلط تھا کہ زیادہ تر مقدمات مین عبداللہ خان کو مجبور ہو کر بھائی کی متابعت کرنی پڑتی تھی۔ اور امیرالامرا اپنے اندازہ سے قدم آگے بڑھاتا تھا اس سبب سے بھائی کو یک گونہ ملال تھا۔ چودھوین ذیقعدہ کو فتحپور کے متصل لشکر اترا اور چار روز یہان جشن رہا۔ پانچوین روز کوچ بکوچ ممالک دکن کی طرف متوجہ ہوا کہ

ثقات کی روایت سے یہ معلوم ہوا کہ سرکار عبداللہ خان حسین علیخان کی جو جماعت قدیم نوکرون
اور پرانے رفیقوں کی تہی اور وہ ان دونو بھائیوں کی بدولت لاکھون روپئے کی
جاگیر و مشاہرہ اور فائدہ پاتے تھے وہ ان بھائیون کی اس حرکت سے کہ انہون
نے بادشاہ فرخ سیر کو شہید کیا تھا اور اختیار سلطنت ایک بقال رتن چند کو
دے رکھا تھا اُن کے دلون کو ان دو بھائیون کی طرف سے مقلب القلوب نے ایسا پھیر دیا تھا کہ
وہ خلوت و جلوت میں اکثر کہا کرتے تہے کہ عبداللہ خان و حسین علی کی دولت کے زوال سے ہماری
دولت کا زوال ہے بلکہ تمام مردم بارہ کی بود و باش معرض فنا میں ہے معہذا ہرچہ باشد باشد
دولت تیموریہ کے بدخواہون کا مکافات عمل مین گرفتار ہونا اور اس خاندان کے اعداء سے
کا انکے رشتے اعمال کے موافق سزا کا پہنچنا ہم کو منظور ہے تاکہ دولت سلطنت بار دیگر از سر نو
رونق پائے اور اس دودمان والا کا بول بالا ہو - اور ان دونو بھائیوں کے بعض اقرباء
پکار پکار کے کہتے تھے کہ عبداللہ خان و حسین علی خان کے کوئی فرزند نہیں ہے کہ اُنکو یہ گمان ہو
کہ ہمارے اعمال کی سزا ہماری اولاد و احفاد کو پہنچیگی - مگر جو انہون نے صاحب تاج و تخت سے بدسلوکی
کی ہے اسکی مکافات انپر ضرور ہوگی لیکن ہمکو رحم اس جماعت پر آتا ہے کہ اُنکی ہم قوم و ہم وطن
ہے مبادا وہ انکی ریاست کے وبال مین گرفتار ہو +

امیر الامراء حسین علی خان کا مارا جانا +

عقلائے عالم پر ظاہر ہے کہ کفران نعمت کرکے آقا پر تلوار کھینچنے کا اور ولی نعمت کی بے آبروئی اور بے
ناموسی اور زوال دولت مین کوشش کرنے کا مآل یہ ہے کہ اپنا کام جزائے اعمال مین تمام ہو بادشاہان
سلف کی تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر آقا نے نوکر پر تعدی کی ہو اور نوکر کی
جانب حق ہو اور نوکر نے پاس نعمت و حق نمک نامنظور کرکے ولی نعمت کی بے حرمتی و بے
ستری اور اوسکی جان و مال کے تلف کرنے میں کمر باندھی ہو تو آخر کار منتقم حقیقی اسکو خواری اور
پاداش اعمال پر پہنچاتا ہے - تاکہ اہل بصیرت بحکم فاعتبروا یا اولی الابصار عبرت پکڑیں خصوص
وہ جماعت کہ ولی نعمت کے خوان دولت سے مدتون تک پرورش پا کے نہایت دولتمند ہوئی ہو
نمک خوار موروثی ہو جسپر بہت احسان ہوئے ہوں وہ جزائے اعمال سے نڈر ہو کر نمک حلالون کے طریقہ کے برخلاف

اپنا شعار اور مزید اعتبار کا سرمایہ بنائے۔ اور بیجا کی کر کی ایسے خاندان کی دولت خداداد
کی استیصال پر کمر باندھے جو عالم و اہل عالم کے فیض کا سرچشمہ ہو۔ وہ کیسے ایسے کام پر
کمر بستہ ہو سکتی ہے یقین ہر گز نہ ہو نیگے وہ کامینگے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ۲۰ ذی حجہ ۱۱۳۱ھ
کو سید عبد اللہ خان شاہجہان آباد سے چالیس کوس پر پہنچا۔ پہر رات گئی تھی کہ عزت خان
کا بھیجا ہوا شتر سوار رتن چند کا یہ شقہ لایا کہ حسین علی خان و عزت خان و نور اللہ خان
کشتہ ہوئے۔ اب اس قصہ کی شرح سنو سلطنت تیموریہ خاندان کا انتظام جاتا رہا تھا۔
دونو بھائیون کے تسلط کے لئے کل امور ملکی مالی مین رتن چند کے اختیار سے جو سوا
قوم بارہ اور قوم بقال کے کسی پر نوازش نہین کرتا تھا سب چھوٹے بڑے متنفر تھے
اور بہر دیار کے شرفا خواری اور بے اعتباری سے زیست کرتے تھے۔ اعتماد الدولہ
محمد امین خان چین بہادر جانتا تھا کہ باوجود عہد و پیمان کے جسوقت سید حسین علی خان کو
قابو ملے گا تجھیا کہ دونو بھائی بادشاہ فرخ سیر کے ساتھ الیفاء وعدہ بجا لائے ہمارے ساتھ
بھی ایسا ہی وعدہ پورا کر کے ہمارا وعدہ پورا کرینگے اسلئے وہ ہمیشہ بارہ کی زوال دولت کے
درپے رہتا لیکن بغیر کسی رفیق شفیق کی مدد کے اس امر خطیر مین اقدام کرنا اصلاح کار نہین
جانتا تھا اب اوسکو سعادت خان عرف میر محمد امین مل گیا جسکا حال یہ ہے کہ مرزا نصیر
سید شمس الدین نیشاپوری حسینی موسوی یعنے اولاد جناب موسی کاظم سے تھا اوس کے
دو بیٹے تھے بڑا میر محمد باقر اور چھوٹا میر محمد امین۔ وہ ۱۱۱۰ھ میں بنگالہ مین آیا میر محمد باقر
کو ساتھ لایا عظیم آباد پٹنہ مین اقامت اختیار کی شجاع الدولہ ناظم بنگالہ نے اوکی خبر گیری
کی ۱۱۲۰ھ مین میر محمد امین عظیم آباد مین باپ کی زیارت کو آیا۔ اور بڑے بھائی کے ساتھ
شاہجہان آباد مین آیا فرخ سیر کی ابتدائی سلطنت مین منصب ہزاری پایا صوبہ اکبر آباد
کے محال عمدہ ہنڈون و بیانہ کی فوجداری اوسکو سپرد ہوئی اپنی صائب تدبیر و شجاعت
ذاتی سے اور سلوات کی امداد سے ناظم و نسق فوجداری مین مفسدون کی تنبیہ و تادیب مین قرار واقعی
کوشش کی خلعت ملا اور اضافہ پانصدی ہوا۔ کارطلبی و تردد جوئی مین یکتائے روزگار تھا

فرخ سیر مرحوم کے خون ناحق کی عداوت اوسکے دل مین جوش کرتی تھی۔ بادشاہ کے ایام کوچ مین
بعض مطالب کے سرانجام کیلئے لشکر مین آیا۔ اعتماد الدولہ کے ساتھہ ہمدم محرم و رفیق و جانباز ہوا
میر حیدر خان کاشغری جو ترکان الوس چغتائیہ سے تھا اور میر شمشیر اوسکا لقب تورانی تہا
اسلئے اوسکو میر کہتے تھے مرزا حیدر فرمانروائے کشمیر مصنف تاریخ رشیدی اسکا جد کلان تھا
(یہ تاریخ احوال تیموریہ مین اوسنے تالیف کی تھی) سید حسین علی خان کے رشتہ حیات کے
منقطع کرنے پر اوسکو راضی کیا۔ اس ارادہ کے اقدام مین مصلحت کی جو کسی کے وہم و گمان
مین بھی نہ تھا مصلحت کر کے تینون باہم اس راز مین محرم جانباز ہوئے اوس اخفائے راز
کے باہم عہد و پیمان ہوئے۔ اس راز کے اخفا مین اتنی کوشش کی گئی کہ بادشاہ اور قمر الدین خان
پسر اعتماد الدولہ کو بھی اطلاع نہ ہوئی اور سوائے والدہ بادشاہ اور صدر النسا کے جو سید عبد اللہ خان
کی دست گرفتہ تھی کوئی اور شریک مصلحت نہ تھا۔ ششم ذیحجہ ۱۱۳۲ھ کو بادشاہ منزل تورہ
مین آیا جو فتحپور سے ۳۵ کروہ عرفی تھی بادشاہ دولت خانہ کے قریب پہنچا تو اعتماد الدولہ
اپنی طبیعت کی علالت کا اظہار کر کے حیدر قلی خان بہادر کے پیش خانہ میں چلا گیا بادشاہ
حرم سرا مین داخل ہوا تو سید حسین علی خان بادشاہ سے جدا ہو کر گلال بار کے دروازہ
کے نزدیک پہنچا۔ میر حیدر خان کہ حسین علی خان کا روشناس تھا اور اوس سے باتین کرنے
کی اجازت بھی جان سے ہاتھ دہو کر امیر الامرا کی پالکی پاس آیا اور ایک عرضی لکھی ہوئی
اوس پاس تھی وہ حسین علی خان کے ہاتھ مین دی وہ اوسکے پڑھنے میں لگا اوس نے
اپنا حال بیان کرنا اور اعتماد الدولہ کی شکایت کرنی شروع کی بسطرح غافل کر کے چستی و چالاکی
سے ایک خنجر آبدار اوسکے پہلو مین مارا۔ یہ بات بھی مشہور ہے کہ ایک اور مغل کو بھی اوس نے
رفیق کیا تھا اوسنے بھی اپنی تلوار امیر الامرا کے پیٹ مین گھسائی مگر اوسکی کچھ اصل نہیں ہے
اول زخم جان ستان سے حسین علی خان کا کام تمام ہوا۔ اس جلدی مین نور اللہ خان پسر سید خان
نے جو عم زادہ مقتول تھا اور پالکی کے ساتھہ پیادہ ہمراہ تھا میر حیدر خان کو تلوار سے مار ڈالا۔ روایت
ضعیف یہ بھی ہے کہ میر مشرف نے بھی پہنچکر اوسپر حربہ چلایا اور کام تمام کیا اور دوسرے مغل کو بھی

مار ڈالا اور خود زخمی ہوا - جان سلامت لیکے گیا مغلون نے ہر طرف سے ہجوم کرکے نور اللہ خان کو کشتہ کیا اور حسین علی خان کا سر بطریق ارمغان بادشاہ پاس لے گئے - خواجہ مقبول خان ناظر (خواجہ سرا) سادات کے دست وبازی کرکے اپنے دو تین زخم لگواکے تین چار روز بعد اپنے زخمون سے مرگیا - حسین علی خان کا ایک سقا اور خاکروب شرط فدویت وتہور بجالائے کہ روتے ہوئے تلوار اور نیزہ ہاتھہ مین لئے ہوئے صف ہجوم کو چیرتے پھاڑتے تسبیح خانہ کے نزدیک آئے مغلون کے پیاپے گولیون اور تیر سے ہلاک ہو لئے محکم سنگہ کے بخشی مصطفے خان نے جب خانہ جنگی اور حسین علی خان کے ساتھہ شورش کی خبر سنی تو وہ محکم سنگہ کو ہمراہیون کی ایک جماعت لیکر بغیر مقدمہ کی تحقیق کے محکم سنگہ کی اجازت بغیر گلال بار کے دروازہ پر آیا - کثرت ازدحام سے راہ نہ ملی تو دوسری طرف سے دیوان خاص کے سراچہ کو پھاڑکر ننگی تلوارین لئے گالیان دیتا ہوا اندر آیا مغلون کے تیر وگولی سے دو تین آدمیون کو زخمی کراکے جان سلامت باہر لے گیا - حسین علی خان کے توپخانہ کے بعض آدمیون نے گلال بار کی طرف مین تفنگ اور رہکلہ جنگی کے گولے مارے +

جسوقت امیر الامرا کے بھانجے عزت خان نے امیر الامرا کے قتل کی خبر سنی تو اوسکی آنکھون مین عالم سیاہ ہوگیا - اوسی لحظہ تہوری کو کار فرما ہو کر چار پانچسو سوار کی جمعیت سے ساتھہ لے ہاتھی پر بیٹھہ دولت خانہ کی طرف متوجہ ہوا - حیدر قلی خان بہادر ابتدا مین سالار سپہ سے انتقام لینے کی مصلحت مین شریک اور ہمراز نہ تھا - لیکن جب اوسنے بادشاہ کو امور سلطنت مین بے اختیار دیکھا اور مدار کار رتن چند اور ہندوٗن نے قبضہ اقتدار مین دیکھا اور مشاہدہ کیا کہ صاحب ارجو صاحب السیف والقلم ہندوستان کے سمجھے جاتے ہین انکی راے اور شمشیر بارہ کے مقابل مغل ایرانی اور تورانی کے وجود کو معدوم جانتے ہیں اور یہ نہین سمجھتے کہ ایک جماعت ہزار دو ہزار کوس کی مسافت بعیدہ طے کرکے آئی اور اپنے جوہر ذاتی وشمشیر ورلے صائب سے مملکت وسیع ہندکو باہم بادشاہ نے بادشاہان ذوی الاقتدار اور راجہاے نامدار سے مقابلہ ومقاتلہ کرکے تسخیر کیا ہے اور دو سو سال سے زیادہ خاندان

عزت خان کا مارا جانا اور حیدر قلی خان کا بادشاہ کی رفاقت کرنا +

صاحب قران کے نمک پروردہ ہیں کیونکر اپنے ولی نعمت کو بے اختیار دیکھ کر اس عار کی برائی کو گوارا کرینگے ۔ اسلئے اس شیر بیشیہ حیدری کے دل مین انتقام کا کانٹا کھٹکتا تھا جب دیکھا کہ بادشاہ کا طالع یاور ہوا تو اوسنے فدویت بیکر حیثیت کی اور دونو لڑائیو مین جنکا اوپر ذکر ہوا بڑی بہادری کے کام کئے ۔ غرض ہر گوشہ و کنارہ مین صداے دارو گیر بلند ہوئی تو حیدر قلی خان بہادر کی رہنمونی سے اور اعتماد الدولہ کے حکم سے سعادت خان اپنے جو سرفدائی کے سبب بیباکانہ گستاخانہ اوسوقت بادشاہ کے سراچہ محل مین پہنچا کہ بادشاہ اندر تھا دونو بھائیون کے ہواخواہ بادشاہ کے حق مین ارادہ فاسد رکھتے تھے ۔ نواب قدسیہ بیگم مہر مادری کے سبب سے بادشاہ کے باہر جانے کو منع کرتی تھین سعادت خان اپنے منہ پر شال ڈال کر گستاخانہ محل کے اندر آیا اور منت سماجت کرکے بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کے محل سے باہر لایا ۔ اعتماد الدولہ نے بادشاہ کو ہاتھی پر سوار کرایا اور خود خواصی مین بیٹھا ۔ بادشاہ کے سارے آدمی متفرق ہوگئے تھے اور امرا جابجا اپنے مکانون مین بادشاہی گھوڑون اور ہاتھیون کو لے گئے تھے سوا محمد امین خان چین بہادر و قمر الدین خان بہادر اور چالیس پچاس جانباز مغلون کے اور توپخانہ کی ایک جماعت کے کل مجموعہ سو دو سو سوار و نکا بھی بادشاہ کے رکاب مین نہ تھا حیدر قلی خان بہادر سواری کے لئے ہاتھی گھوڑون کی اور توپخانہ کے آدمیون کی گردآوری مین مصروف ہوا جمعیت معدود جو بادشاہ کی رکاب مین تھے وہ اور قمر الدین خان بہادر و سعادت خان عزت خان کے مقابل ہوئے ۔ عزت خان شیر تیر خوردہ کی طرح غراتا ہوا شجاعت و تہوری کی داد دیتا تھا اور پیش قدمی کرتا تھا ۔ طرفین سے دار و گیر کی صدا بلند ہوئی ۔ بارہ کے دلاورون نے بہادرانہ معرکہ کارزار مین قدم رکھا اور سلطان ایران و توران کے مغل بھی رستمانہ چپقلشین کرتے تھے اور جان نثار ایک دوسرے پر پیشقدمی پر سبقت لیجانے کے لئے تردداے نمایان کرتے تھے ۔ ہر ساعت بارہ کی فوج بڑھتی تھی اور بادشاہ کے بھی ہمرکاب آدمی زیادہ ہوتے جاتے تھے ۔ دونو طرف سے بلا فاصلہ تفنگ اجل کے تگرگ و ژالہ گولہ اور تیر جانستان برستے تھے ۔ قمر الدین خان بہادر و حیدر قلیخان

بہادر نے ہنگامہ رزم کو ایسا گرم کیا کہ سب طرف سے واہ واہ ہوتی تھی - بادشاہ خود بھی دشمنون پر
تیر چلاتا تھا غارتگرون نے سید حسین علی خان کے بازار اور کارخانون کو لوٹنا شروع کیا - اور اوسکے
خیمون مین آگ لگا دی صمصام الدولہ خان دوران بہادر منصور جنگ اپنی افواج کے ساتھ
بادشاہ کے لشکر مین شریک ہوا - اسی عرصہ مین عزت خان کی بندوق کا گولہ لگا جسے اوسکی
جان گئی اور فوج بارہ متفرق ہوئی - بادشاہ کی فتح کا نقارہ بجا - اسی ہنگامہ مین بازار کے رستے
اور صرف خانہ اور حسین علی خان کے اکثر کارخانے مع خزانہ کے ارابون کے جو منزل مین
پہنچے تھے لٹ گئے - اس لوٹ کا حساب کروڑ روپیہ کا کیا جاتا ہے جواہر خانہ اور خزانہ
کہ پیچھے رہا تھا وہ سب تاراج سے محفوظ رہا ضبط بادشاہی مین آیا - پوچ اور بے سروپا آدمیون نے
جنکا دل دو بھائیون کے بغض سے بھرا ہوا تھا حسین علی خان کی لاش کی ایسی بے حرمتی کی
کہ اوسکا نہ بیان کرنا بہتر ہے +

بادشاہ کی مراجعت کے بعد حیدر قلی خان بہادر نے محکم سنگھ کی جان و آبرو کی امان دیکر
اور عنایت بادشاہی کا پیمان کرکے اپنے پاس بلالیا اور اوسکے جرائم معاف کرکے منصب
شش ہزاری اور بعد ازان ہفت ہزاری کا منصب دیا مگر اوسنے اس عنایت کی قدر نہ جانی
اعتماد الدولہ نے رتن چند پاس پیغام استمالت مکرر بھیجے - اوسنے آبرو و جان کے بچنے کا خیال
محال کرکے ہاتھی سے اترکر پالکی میں بیٹھ کر دولت خانہ کا قصد کیا مغلون اور بازار کے
لچون اور بیکار تماشائیون نے جنکے دل اسکے اطوار ناہموار سے دانہائے انار کی طرح
پرخون تھے اوسکو پالکی سے اتار کر خوب جوتی پیزار لات مکّے سے خبر لی اوسکے کپڑے
اوتار کرکے لے گئے اور ننگا کر دیا - اس اعتماد الدولہ پاس لائے اوسنے اوسکو کپڑے پہننے
کے لیے دئے اور طوق و زنجیر کا زیور اوسپر اور زیادہ کیا ٥

آن را کہ جہان کند چنین آمد پیش   رائے سرمن داس کایت جو قدیم
نوکر اور وکیل سید عبداللہ خان کا تھا فقیر بن کر اپنے آقا کی خدمت مین گیا - میر علی خان
خدمتگار سید حسین علی خان کہ صاحب فیل و مکنت تھا دس پندرہ روز مقید رہا

وہ لڑائی مین زخمی بھی ہوا تھا وہ بادشاہ کی خدمت مین آگیا غرض سیدون کے رفیق کچھ عبداللہ خان پاس بھاگ گئے کچھ بادشاہ سے آن ملے سپاہ جو کسی طرف نہ ہوئی تھی وہ بادشاہ سے مل گئی - اب محمد امین خان نے اسلئے کہ عوام الناس اوسکو برا نہ کہین کہ سیدون کو قتل کرڈالا عزت خان و امیر الامرا و نور اللہ خان کے تابوت کو زربفت مین لپیٹا اور اونکی نماز پڑھی اور یہ پکار کر کہا کہ اے یارو یہ شیر پڑے سوتے ہین اور جنازون کو اجمیر شریف روانہ کیا کہ اونکے باپ کی قبر کے نزدیک خاک مین سپرد کرین سید عبداللہ خان نے مکرر سہ کرر کہا کہ ایسا معلوم ہوا کہ کوچ کے وقت کہار میسر نہیں ہوئے اور تابوتون کے غلاف لٹ گئے -- (بعض کہتے ہین کہ شرارت سے تابوت زربافت کئے گئے تہے کہ وہ رستہ مین لٹ جائین) اور صندوق پڑے رہے اور دفن نہ ہوئے پھر خارج سے معلوم ہوا کہ اونکو اجمیر مین لیجا کر مدفون کیا +

غرض امیر الامرا کو وہی صورت پیش آئی جو فرخ سیر کو پیش آئی - دنیا مین یہ ایک انتقام کی عمدہ مثال ہے کہ جو فرخ سیر نے اورون پر ظلم کیا وہ اسپر سیدون نے کیا اور جو سیدون نے اوسپر ظلم کیا وہ اورون کے ہاتھ سے سیدون پر ظلم ہوا - کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے + سادات کو اس مغل کی کچھ شکایت نہیں ہونی چاہیئے یہ تو وہی قتل تھا جسکو اونھون نے خود انتظام ملکی مین داخل کیا تھا جو راہ اونھون نے اورون کے لئے نکالی تھی اوسپر اونکو خود چلنا اور جو کنوان اورون کے لئے کھودا تھا اوسمین خود گرنا پڑا +

اعتماد الدولہ کو ہشت ہزاری ہشت ہزار سوار دو اسپہ کا منصب اور ایک کروڑ پچاس لاکھ دام انعام اور وزارت سپرد ہوئی وزیر الممالک ظفر جنگ کا لقب ملا میر بخشی کی خدمت صمصام الدولہ کو ملی اور ہفت ہزاری پر ایک ہزاری کا اضافہ اور امیر الامرا کا خطاب ملا - قمر الدین خان بہادر کو بخشی دوم کی اور داروغہ غسل خانہ کی اور اور خدمات عطا ہوئین اور ہزاری ہزار سوار کا اضافہ ہوا حیدر قلی خان بہادر کو شش ہزاری شش ہزار سوار دو اسپہ یک اسپہ کا منصب ملا اور ناصر جنگ خطاب ہوا - سعادت خان کو پنج ہزاری پنجہزار سوار کا منصب اور سعادت خان بہادر کا

دوم اسکے خطاب ۲

خطاب اور نقارہ عنایت ہوا غرض ہر ایک قدیم اور جدید خانہ زاد اور وارد الا شاہی نوکر
موافق جنس تردد جانفشانی مورد عنایات ہوا۔

سید عبد اللہ خان شاہجہان آباد سے چالیس کوس پر تھا کہ بھائی کی سناونی آئی جس سے
اوسکی آنکھون مین عالم سیاہ ہوگیا سوا صبر کے کچھہ اور چارہ نہ تھا۔ روتا پیٹتا شاہجہان آباد
کی طرف چلا۔ اس خبر کے آنے کے بعد اوسکے بعض ہمدمون نے مصلحت بتلائی کہ پہلے
اس سے کہ اطراف کی فوج بادشاہ سے ملے اور حسین علی خان کا لشکر بادشاہ سے گردیدہ ہو
بہت جلد وہان پہنچیے یہ مصلحت اوسنے پسندیدہ نہیں کی اور کہا کہ اب بادشاہ مستقل امرا
اوسکے ساتھہ یکدل ہماری فوج خاطر شکستہ اب بادشاہ سے لڑنا اسکے بغیر نہیں ہوسکتا
کہ عالمگیر کی نسل میں سے کسی شاہزادہ کو بادشاہ بنائے اور اوسکے استحقاق سے سامان
بہم پہنچائے اور امیرون کو اپنا حامی بنائے غرض اس عمر رسیدہ سید کو جسقدر غم پر غم
اور رنج پر رنج بڑھتے گئے اتنی ہی اوسکی عقل وہمت زیادہ بڑہتی گئی اب اوسکی ہوا
ایسی بگڑ گئی تھی کہ جب وہ شاہجہان آباد کو چلا ہے تو اوسکی بہیر اور پیشخانہ پر میواتیون
اور مفسد پیشہ زمینداروں نے ہر طرف فراہم ہوکر تاخت کی اور جو ہاتھہ آیا اوسے لوٹ کر
لیگئے۔ ہر چند دل باختہ فوج تعین کی جاتی ہے کچھہ فائدہ نہ ہوتا ایک جماعہ دار اور کچھہ آدمی کشتہ
ہوئے۔ ایک قافلہ جسکے ساتھہ بعض کارخانجات سید حسین علی خان کے تھے شاہجہان آباد سے
جاتا تھا وہ سید عبد اللہ خان کے لشکر سے دو تین کوس پر مع کارخانجات و مال و ناموس مردم
غارت غول ہوا۔ سید عبد اللہ خان اور کل سادات کی جاگیر میں رعایا سے مالگذار اور اطراف
کے مفسد پیشہ زمینداروں نے اتفاق کرکے عمال جاگیر کو بے دخل اور اخراج کیا اور انتظام سلطنت
تک محصول خریف پر زیادہ تر رعایا پرگنات متصرف ہوئی۔ سید عبد اللہ خان نے شجاعت اللہ خان
اور مرتضی خان کو دار الخلافہ روانہ کیا اور اس بارہ مین نجم الدین علی خان صوبہ دار شاہجہان آباد
کو خط لکھا اور سپاہ کو بھی اشارہ کیا کہ کسی شاہزادہ کو بادشاہ بنانے کے لئے تیار کرین۔
۸۔ ذی الحجہ ۱۱۳۲ھ کو نجم الدین علی خان کو یہ خبر پہنچی تو اوسنے کوتوال کو سوار اور

سپاہ دیگر اعتماد الدولہ کے گھر کو گھیر لیا۔ اعتماد الدولہ کے آدمیون کو پہلے خبر ہو گئی تھی انھون نے حویلی میں جابجا مورچال بنائے تھے مصالح جنگ تیار تہا وہ انند کے تار بجا رہے تہے اُنھون نے اپنی دفع مضرت میں کوشش کی۔ سید عبد اللہ خان نے اعتماد الدولہ کے قبیلہ و ناموس سے پرخاش کرنے کو منع کر دیا۔ شجاعت اللہ خان و مرتضی خان اور جہاندار شاہ کے بیٹون کے پاس تکلیف سلطنت کے لئے گئے۔ اونہون نے دروازہ بند کر لیا۔ منت سماجت کے بعد اُنکو اندر آنے دیا اور آنے کا سبب پوچھ کر اونکو جواب درشت دیا اور سلطنت کو قبول نہ کیا۔ یہان سے مایوس ہو کر نیکو سیر پاس گئے تو اوسنے بھی انکار کیا۔ پھر سلطان ابراہیم خلف رفیع الشان پاس آئے اپنی غرض عرض کی کہ آپ کے بادشاہ ہونے سے سادات کی ایک جماعت کی جان بخشی ہے بعد گفت و شنید سلطان محمد ابراہیم نے سلطنت قبول کی +

سلطان ابراہیم کی چندروزہ سلطنت اور اوسکی لڑائی محمد شاہ سے اور اسکا شکست پانا اور سید عبد اللہ کا قید ہونا +

۱۱۔ ذی الحجہ ۱۱۳۲ھ سلطان محمد ابراہیم کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور ابو الفتح ظہیر الدین محمد ابراہیم لقب رکھا۔ دو روز بعد سید عبد اللہ خان شاہجہان آباد مین داخل ہوا اور بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ غازی الدین خان غالب جنگ کو منصب ہشت ہزاری میر بخشیگری کا عہدہ اور خطاب امیر الامرائی کا عنایت کیا اور نجم الدین علی خان کو بخشیگری دوم سید صلابت خان ابن سادات خان کو بخشیگری سوم۔ اور بیرم خان کو بخشی چہارم مقرر کیا۔ مراتب کے مناصب بڑھا کے امرا کی دلداری کی۔ رفیع الدرجات کے ایام سلطنت مین جو جماعت مساعدت زمانہ سے مایوس تھی انمین سے ہر ایک کو طلب کر کے استمالت کی اور اونکو اسّی روپیہ درماہہ پر سپاہ کی گرد آوری کے لئے سرگرم کیا۔ حامد خان کی جاگیر ضبطی سے نکال دی منصب قدیم پر اضافہ جدید کیا۔ اعتقاد خان مغضوب کو پھر منصوب کیا شائستہ خان و سیف خان و اسلام خان و صفی خان کی بہت چاپلوسی کر کے عنایتون سے انکا امیدوار کیا۔ اور رفاقت کی تکلیف دی اسلام خان و صفی خان نے بہ لطائف الحیل پہلو تھی کی سیف خان و اعتماد خان نے منصب قبول کر کے وقت سپاہ کی نگاہداشت کے لئے روپیہ لیا۔ اعتقاد خان کا دلخواہ مدعا حاصل نہ ہوا کچھ دنون رفاقت کی پھر اثناء راہ سے دار الخلافہ کی طرف چلا آیا۔ اسی طرح قدیم ملازمون کی جو ان دنون مین

خانہ نشین تھے پرداخت کی سید عبداللہ خان کے قدیمی نوکر جو پچاس روپیہ ماہوار پاتے تھے اونکے
سراسری اسی روپیہ درماہہ مقرر ہوا۔ قدیم وجدید نوکرون میں اس اشتراک تنخواہ سے شرفا
ونجبا وبیواج و بے سروپا آدمیون میں تمیز باقی نہ رہی۔ اس سبب سے باوجود شائستہ اضافے
قدیمی فوج کی شکستہ خاطری و بیدلی ہوئی۔ سید عبداللہ خان کی فوج کا بخشی ہمیشہ سے فرخ سیر
سے دلی محبت رکھتا تھا اور رتن چند کے تسلط سے متنفر تھا اور عبداللہ خان کے ساتھ کمال بیدلی
سے بسر کرتا تھا۔ اوسنے فوج جدید کی نگاہداشت مین جوانون اور گھوڑون کے برے بھلے ہونے
مین امتیاز نہین کی۔ نجم علی خان اور بعض اور عمدہ امرا کے سرکار نے ندائے عام دیدی کہ خواہ
کیسا ہی چھوٹا ٹٹوا ور بوڑھا لنگڑا گھوڑا لائین اوسکو بھی صحیح کرین جہان کوئی بورچی دھنے جلاہے
قسائی کا شاگرد تھا وہ دس پندرہ روپیہ کا ٹٹو جو حقیقت مین چار پانچ روپیہ سے زیادہ قیمت کا
نہ ہوتا تھا خرید کر اوسکے داغ کراتا اور ایک ماہہ لیکر روپوش ہوجاتا۔ پاجیون کے سوا اشرافون نے
بھی سید عبداللہ خان کو مضطرب الحال دیکھکر یہی طریقہ اختیار کیا تھا۔ بہرحال قدیم نوکرون کے
درماہہ کے علاوہ ایک کروڑ روپیہ سپاہ جدید کے خرچ مین رائگان گیا۔ ثقات کی روایت ہے
کہ عبداللہ خان سے جب ایک مخلص نے کہا کہ بندگان عالی کس لئے روپیہ کو بے فائدہ
آدمیون کو دیتے ہیں تو اوسنے جواب دیا کہ اگر ہم نے لڑائی مارلی تو تمام ممالک محروسہ اور
خزانہ ہماری ملک ہے اور دوسری صورت مین یہ بہتر ہے کہ زر ہم اپنے ہاتھ سے بخشش
کرین تا دشمنون کے ہاتھ نہ آئے۔ اول یہ خبر آئی کہ محمد شاہ راجپوتانہ کی راہ شاہجہان آباد
جائیگا۔ اسلئے سلطان ابراہیم نے شاہجہان آباد سے نکل کر عیدگاہ کو خیمہ گاہ بنایا۔ ان دنون
مین غلام علی خان محمد شاہ کے لشکر مین سے اور تہور علی خان اکبرآباد سے سید عبداللہ خان
پاس آئے۔ غلام علی خان اور نجابت علی خان جو سید عبداللہ خان کا برادرزادہ اور متبنی تھا
قلعہ وشہر شاہجہان آباد کی حراست کے لئے بھیجے گئے اور پھر محمد شاہ کی خبر یہ آئی کہ وہ اکبرآباد
کی راہ سے شاہجہان آباد کو آتا ہے تو عبداللہ خان نے فرید آباد کی راہ اختیار کی اور بارہ کی
فوج کے انتظار کے سبب آہستگی کے ساتھ قطع منازل کرتا تھا۔ کہتے ہیں کہ باوجود اسقدر خزانہ وافر

اور حشم و خدم متکاثر کے عہدہ دارا اور خواجہ سرا وغیرہ سلطان ابراہیم کے محل کے ہمراہ بدون
زین کے گھوڑون پر سوار ہوتے تھے۔ ہر منزل مین و مقام مین نامدار افغان اور بارہ و
عمدہ زمینداروں کی افواج لشکر محمد ابراہیم مین آتی جاتی تھی۔ اور حسین علی خان کے نوکر
کہ محمد شاہ کے لشکر کے رسالون مین نوکر ہو گئے تھے وہ یک ماہہ پیشگی لیکر جوق جوق سید
عبداللہ خان کا لشکر زیادہ ہوتا تھا سوار اور پیادہ کی نوکری کا بازار ایسا گرم ہوا کہ بڑا اور اچھا
گھوڑا عنقا ہو گیا۔ ایک ٹٹو دو تین جگہ صحیح ہوتا۔ محمد ابراہیم شاہجہان آباد سے ۳۵ کوس
چلکر پلول مین آیا سیف الدین خان برادر سید عبداللہ خان و شہامت خان بیٹے اور
بھائیون سمیت اور سید محمد خان خلف کلان اسداللہ خان و ذوالفقار علی خان اور بارہ کے
بہادرون کی جماعت جو سب ملکر بارہ ہزار سوار ہوتے تھے عبداللہ خان کے لشکر سے ملے
ڈیڑہ دو سوار ایسے سادات بارہ کے بھرے ہوئے لشکر مین داخل ہوئے جنمین سے ہر ایک
سید اپنے تئیں بیس سوارون کی برابر گنتا تھا اور ہر ایک کی زبان زد تھا کہ جنگ کے روز
ہمکو تیر و تفنگ کی درکار نہین جب مقابلہ ہوگا حملہ اول مین برہنہ تیغ و خنجر لے کر شعلہ کی
طرح توپخانہ کی آتش سے نکلکر مغلون کی فوج قول پر یورش کرین گے۔ حاصل کلام
تا دہم محرم ۱۱۳۳ھ کو ایک لاکھ سوار جمع ہو گئے جنمین چودہ پندرہ ہزار بارہ کے سوار تھے سوا
انکے چورامن جاٹ و محکم سنگہ اور ایک اور جماعت حسین علی خان کے نوکرون کی اور زمینداران
اطراف کی سپاہ متفق ہو کر فوج مذکور پر اور زیادہ ہوئی۔ اس دن محمد شاہ کے لشکر کے
تین ہاتھی اور چند قطار شتر چورامن جاٹ لوٹکر بطریق تحفہ کے سید عبداللہ خان پاس لایا
سید نے یہ تحفہ اوسی کو دیدیا۔ اب لشکر محمد شاہی میں حیدر علی خان میر آتش نے زر پاشی بے دریغ
کر کے اور بادشاہی لطف آمیز وعدے کر کے لوگون کی تالیف قلوب کی۔ جو کام اوسنے عملہ
توپخانہ سے روز جنگ مین لیا شاید کسی اور میر آتش کے عہد مین زمانہ سلف مین کیا گیا ہو۔
دہم محرم کو نواحی منزل پورن سے کوچ کر کے اور موضع شاہ پور سے گذر کر لشکر کا خیمہ لگا
میر آتش اور امراے رزم کے تردد سے صفوف لشکر مرتب ہوئیں۔ باوجود یکہ افواج

محمد شاہی دشمن کی سپاہ سے آدھی بھی مگر اس مین سے ہر ایک دل سے جان نثاری کا ارادہ کرتا تھا
عبدالصمد خان دلیر جنگ و راجہ دھیراج سنگہ سوائی کا انتظار تھا مگر بعد مسافت کے سبب سے دونو کو
بروقت پہنچنا میسر نہین ہوا مگر شروع جنگ مین راجہ جی سنگہ کی تین ہزار سپاہ اور ایک نامی سردار
حاضر ہوئے اور محمد خان بنگش بھی دو تین ہزار سوارون کے ہمراہ آیا۔ شیر افگن خان جیکلہ دار
کوڑہ سات آٹھ ہزار سوار لیکر اور عزیز خان روہیلہ بایزید خان میواتی یکہ تازون کے ساتھ
حضور مین آئے۔ اوسکے بعد محمد شاہ نے حیدر قلی خان کو توپخانہ کے ساتھہ ہراول مقرر کیا
سعادت علی خان برہان الملک و محمد خان بنگش کو میمنہ کی طرف اور صمصام الدولہ نصرت یار خان
کو ایک بہادرون کی جماعت کے ساتھہ میسرہ کی جانب و اعتماد الدولہ محمد امین خان و ہادی خان
و قمر الدین خان و عظیم اللہ خان و طالع یار خان کو یلتمش اور اعظم خان مردم کار زار دیدہ کے
ساتھہ طرح فوج اور شیر افگن خان و تربیت خان اور ایک گروہ فدویان عقیدت نشان کو
بادشاہ نے اپنی رکاب مین قول اور میر جملہ و عنایت اللہ خان و روشن الدولہ ظفر خان
رستم جنگ و اخلاص خان و راجہ گوپال سنگہ بھدوریہ و راجہ بہادر کو چنداولی اور حراست
کارخانجات پر مقرر کیا۔ ایسے ہی مجاہد خان و امین الدین خان و اسد علی خان و سیف اللہ خان
کو ایران و توران کے جنگ آورون کی جماعت کے ساتھہ اور جی سنگہ سوائی کی فوج کو جا بجا
یمین و یسار کی سپاہ کی کمک کے لئے ہمراہ سواری خاصہ محل پر مقرر کیا۔ اور جنگی ہاتھیون کو
سازون و یراق اور اسباب و ادوات حرب کے ساتھہ آتش خانہ کے پیچھے قایم کیا۔ سید
عبداللہ خان کو لشکر محمد شاہی کے شبخون مارنے کا خوف تھا اسلئے بعض اقرات کو
ہاتھیون پر بسر کرتے تھے ۔۔ ۱۲ محرم کو حسن پور کے سواد مین محمد شاہ کے لشکر سے تین کروہ
پر سید عبداللہ خان کا لشکر اترا۔ فوج کی آراستگی ہر روز تازہ ترتیب سے ہوتی تھی اور پھر برہم
ہو جاتی تھی۔ ترتیب اس طور سے ہوئی کہ سیف الدین خان و سید محمد خان و شہامت خان
مع بیٹے و بھائیون کے تہور خان و شجاعت اللہ خان و ذو الفقار علی خان و عبد الغنی خان
و مظفر خان کو نجم الدین علی خان و غازی الدین خان غالب جنگ کی مدد کے لئے ہراول مقرر کیا

حامد خان وسیف خان وبیرم خان ونعمت اللہ خان وامیر خان وسید صلابت خان وعبد الغنی خان واخلاص خان افغان وعمر خان روہیلہ ودیندار خان جلال آبادی وعبد القدیر خان وصبغۃ اللہ خان وغلام محی الدین خان ودلیر خان وشجاع خان بلوچی وعبد اللہ خان ترین اور دلاوروں اور بہادروں کی جماعت جسمین ستر اسی فیل سوار تھے صف کارزار مین سلطان ابراہیم کے دست راست ودست چپ پر مقرر ہوئے اور سید عبد اللہ خان خود ابو الحسن خان بخشی سائر اور ہیرا من بخشی مردم بارہہ وسید علی خان بخشی رسالہ کے ساتھ کہ قریب تیس ہزار سوار قدیم وجدید تھے اور ایک جماعہ بارھہ کے ہمراہ کہ کار کے وقت پیادہ ہوکر بڑی بہادری سے لڑتے ہین اور کبھی کارزار سے مُنہ نہین پھیرتے ہین مستعد مقابلہ ہوا۔

۱۴۔ محرم کو ڈیڑھ پہر رات گئی تھی کہ محکم سنگھ مع خداداد خان مرزا کے فوج محمد شاہی سے جدا ہوکر سید عبد اللہ پاس آیا۔ کہتے ہین کہ عبد اللہ خان کے نوشتجات ان کے پاس اس مضمون کے پہنچتے تھے کہ تمھارا مجراے کلی یہ ہے کہ تا بقدر ربارود خانہ بادشاہی کو آگ لگا کے ہماری فوج مین آؤ۔ اونھون نے ہر چند اس کام کے لئے تلاش کی مگر حیدر قلی خان بخرم سے وہ اپنے کام کو نہ کرسکے ناچار فرار کرکے دشمن سے جاملے جب صبح ہوئی تو محمد شاہ ہاتھی پر سوار ہوا اور سواری کے وقت بادشاہ کے حکم سے رتن چند کا سر میر بخش نے جدا کرکے بطریق شگون ہاتھی کے پائون کے آگے رکھا۔ حیدر قلی خان میر آتش نے اپنی چھوٹی بڑی توپون ورہکلہ وتفنگ وبان کی آوازین بلند کین کہ زمین لرز گئی دوپہر تک اس حالت نے اشتداد پایا جب آفتاب ڈھلا تو لشکر عبد اللہ خان کی صفوف مین انتظام نہ تھا۔ لشکر کثرت سے تھا سپاہ کے سردار کسی کا کہنا مانتے نہ تھے خودسر تھے جو چاہتے تھے سو کرتے تھے۔ ایک جماعت کثیر کشتہ ہوئی اور نئے ملازم خاصکر پالو سوار اور قدیمی نوکر جنکی شکایت کا جراحت مرہم اضافہ سے نہیں بھرا تھا فرار ہوگئے۔ مگر بارہہ کے بہادرون نے بارہا بہادرانہ اور مردانہ قدم جرأت آگے رکھا رستمانہ حملے کئے خصوصاً نجم الدین علی خان کے سترہ ہزار سوارون نے توپخانہ کے مقابلہ مین ایسے حملہ کئے کہ

فوج محمد شاہی تنگ آگئی اور اسکے بڑے بڑے جوانمردون کے پاؤن اکھڑ گئے اور فوج درہم برہم
ہوگئی - اس اثناء مین خاندوران بہادر منصور جنگ و حیدر قلی خان ناصر جنگ نجم الدین علیخان
کے مقابل پہنچے اونکی بہادری نے دشمن کے لشکر کو روکا نصرت یار خان و دیانت خان
بھی کمک کو آگئے غرض اونھون نے نجم الدین علی خان کے مورچال مین جو درختون کی
پناہ مین تھا خلل ڈال دیا جب رات ہوگئی اور چاندنی نکلی تو حیدر قلی خان ناصر جنگ
توپخانہ کی نامی توپین آگے لے گیا اور دشمن کو اونکے چھوڑنے سے رات بھر سونے نہ دیا
حیدر قلی خان نے روپئے اشرفیون کی تھیلیان کھول کر مٹھیان بھر بھر کر توپچیون کے
دامن مین ڈالین اور مخالفون کو مارا - بڑی بڑی توپین برابر چھوٹتی تھین - اور دشمن کا کام
تنگ کرتی تھین سنہ [illegible]ھ مین محمد شاہ بہمنی کی فرمانروائی دکن مین محمد خان رومی بیجانگر کی
مہم مین توپون کو کام مین لایا تھا اور جب ہی سے ہندوستان مین شایع ہوئین -
جب سے اب تک کبھی ایسا توپخانہ نہین چھوٹا تھا کہ حیدر قلی خان کا اوسکے گولون نے
دشمنون کو بیہراد دیا اور بہر اس انپیر غالب ہوا اکثر سردار پیادہ ہوکر لڑے اور دیہات اور
قصبات مین بھاگ گئے اور جو اونھین اندھیری رات مین بھاگے اونکو چورون اور راہزنون
نے لوٹ لیا - آخر شب مین دشمن کے لاکھ سوارون مین سے سترہ اٹھارہ ہزار سوار باقی
رہ گئے اونھون نے قدامت اور سید عبداللہ خان کی روشناسی کا پاس کرکے
توپخانہ کے مقابل بھوکے پیاسے رات گذاری صبح کے قریب محکم سنگھ کے ہاتھی
پر ایک گولہ لگا تو وہ گھوڑے پر سوار ہوکر ایسا بھاگا کہ پھر مدت تک کسی نے نہین دیکھا
کہ وہ مردہ ہے یا زندہ ہے جب دن ہوا محمد شاہ ہاتھی پر سوار ہوا رزم کا میدان گرم ہوا
نجم الدین علیخان سادات بارہ کے ساتھ حیدر قلی خان کے توپخانہ کے مقابل آیا - ستیز
و آویزش بشدت گرم ہوئی کشش و کوشش سخت ہوئی باوجود توپخانہ کے قیامت
برپا کرنے کے نجم الدین علی خان نے ایسی بہادری دکھائی کہ میدان جنگ سے بادشاہی
لشکر کے پاؤن اکھڑ گئے ہوتے کہ صمصام الدولہ منصور جنگ وقت پر کومک پر آگیا مردانہ

چغلشین ہوئین درویش علی خان داروغہ توپخانہ کی جان گئی اور دوست علی خان
ایک جماعت کے ساتھ زخمدار ہوا۔ نصرت یار خان بھی زخمی ہوا اس حال مین سعادت خان
برہان الملک و شیر افگن خان مدد کو بارہ کے بہادرون کے صف کے مقابل آئے۔ سادات
بارہ مین سے شہامت خان و فتح یار خان مع برادر دیگر پسر و تہور علی خان و عبدالقدیر خان
برادر قاضی میر بہادر شاہی و عبدالغنی خان پسر عبدالرحیم خان اورنگ زیبی غلام محی الدین
خان و صبغۃ اللہ خان عرف شجاع و پسر شجاع پلولی زخمی ہوئے اور خدا کو جان سپرد
کی۔ محمد شاہ کے لشکر مین سے داروغہ توپخانہ صمصام الدولہ و میارام منشی حیدر قلی خان
ناصر جنگ و عبدالغنی خان داروغہ توپخانہ و محمد جعفر نبیرہ حسین علی خان اور بعض اور مردم
بے نام و نشان کے کسی اور نے دنیا سے سفر نہین کیا۔ اور کسی نامی آدمی کو آفت جانی نہین
پہنچی۔ اس حالت مین کہ عبداللہ خان نے نجم الدین علی خان پر عرصہ کارزار تنگ دیکھا۔
بارہ کے دلاورون کی جماعت کے ساتھ ہاتھی کو بڑھا کر بڑی بہادری دکھائی محمد شاہ کا
ارادہ خود اوسے لڑنے کے لئے جانے کا ہوا مگر ہوا خواہون نے جانے نہین دیا چورامن
نے اس پر خانہ مین بھیر پر تاخت کرکے شوخی جیسے زیادہ کی اور ایک ہزار گاڑی اور
اکثر خچر پر نل کے اور چند شتر لوٹ کر لے گیا۔ بادشاہ نے خود تیر چلایا اور آخر اعتماد الدولہ
پسر محمد امین خان دہادی خان داروغہ نے اوسکو بندوقون سے مار کر بھیر سے باہر
نکالدیا عبداللہ خان سنے سپاہ تازہ دم سے محمد شاہ کے لشکر مین تزلزل پیدا کیا کہ سعادت خان
برہان الملک حیدر قلی خان ناصر جنگ نے عبداللہ خان کی فوج کی کمرگاہ پر حملہ کیا اور
خوب لڑائی ہوئی۔ سید علی خان برادر حسن علی خان بخشی رسالہ زخمی ہوکر قید ہوا۔
حیدر قلی خان نے دلیرانہ حملہ عبداللہ خان پر کیا سید بھی ہاتھی پر سے اوتر کر اور شمشیر
ہاتھ مین لیکر بڑی شجاعت سے لڑا دو زخم لگے اور تقدیر الہی سے زندہ معرکہ مین اسیر ہوا
حیدر قلی خان پر خدا کی رحمت ہو کہ اوسنے ایسے وقت مین سید عبداللہ خان کا احترام کیا
اور سلام مودبانہ کیا۔ اسکی توقیر کو واجب جانا کمال اعزاز اور دلداری کے ساتھ اپنے ہمراہ

ہاتھی پر سوار کرکے بادشاہ پاس لایا نجم الدین علی خان نے بھی شیر افگن خان سے سخت جنگ کی اوسکی آنکھ میں تیر لگا شیر افگن خان نے اوسکی سب طرح خاطر جمعی کی اور اوسکو اپنے ہاتھی پر بٹھالیا۔ جب عبداللہ خان ہاتھی سے اُترا ہے تو اوسکے ساتھ دو تین ہزار سوار ہمراہ تھے اوسکا یہ حال دیکھتے ہی باقی فوج مع سیف الدین علی خان و شجاعت اللہ خان و ذوالفقار علی خان و عبداللہ خان ترین کے اس کو تنہا چھوڑکر بھاگ گئی۔ یہ ضعیف روایت ہے کہ سیف الدین علی خان میدان رزم سے باہر نکل کر بارہ کو بھاگ گیا۔ غازی الدین خان غالب جنگ نے عبداللہ خان نجم الدین علی خان کے مقید ہونے کے بعد ایک ساعت ٹھیر کر عبداللہ خان کی سپر کو ہمراہ لیکر وطن کی راہ لی۔ محمد شاہ کے لشکر میں فتح کی عید ہوئی اور لشکر سادات میں شکست کا محرم ہوا۔ حیدر قلی خان ناصر جنگ سید عبداللہ خان کو اور شیر افگن خان نجم الدین علی خان کو محمد شاہ پاس لائے بادشاہ نے اونپر کمال رافت و شفقت کی اور جان بخشی کی نوید سنائی جسے ان دو گرفتار اسیرون کی خاطر افگار مطمئن ہوئی۔ حیدر قلی خان ناصر جنگ کو سید عبداللہ خان سپرد ہوا۔ اور شیر افگن خان کو نجم الدین علی خان حوالہ ہوا۔ محمد شاہ کو اوسکے نوکرون نے مبارکباد فتح دی اور اوسنے سب کو علی قدر حال انعامات لائق سے سربلند کیا اور تحسین و آفرین کی عبدالغنی خان اور سادات بارہ جو بادشاہ کے لشکر مین آگئے تھے وہ محفوظ و مامون رہے سید عبداللہ خان کے زر سرخ و سفید و جواہر مرصع و طلا و نقرہ آلات و ہاتھی گھوڑے مع تمام کارخانجات جو لوٹ سے باقی رہے تھے وہ سرکار مین ضبط ہوئے سلطان ابراہیم بے تقصیر نے بطریق ایلغار فرار اختیار کیا تھا وہ دو تین کوس سے بادشاہ پاس پکڑا آیا بادشاہ نے اوسکی خاطر داری کی +

۱۴ محرم کو اس فتح اور سید عبداللہ خان و نجم الدین علی خان کے قید ہونے کی خبر شاہجہان آباد مین آئی تو گھر گھر اس نوید سے شادیانے بجنے لگے عبداللہ خان اور نجم الدین علی خان اور سرداران بارہ کی خدمہ کہ صدہا سے کم نہین اور فتح و ہزیمت کے

تذبذب مین تھیں وہ بادشاہی آدمیون کے پہنچنے تک جو کچھ نقد و زیور لے سکیں برقع یا پھٹی
پرانی چادر پہن کے گھرون سے نکلکر شاہجہان آباد کے کوچہ و بازار مین روانہ ہوئیں چند
نجیبہ سیدہ خواہش ایزدی پر صبر و شکیب کر کے اپنی جگہ پر رہیں عبد اللہ خان کاشی
کہ سید عبد اللہ خان کا معتبر و معتمد تھا اور اوسکے متعلقون کی حراست اوسکے سپرد تھی
اوسنے ایک جماعت کے ساتھ اتفاق کر کے امانت کے مال مین خیانت کی اور روپوش ہو گیا
غلام علی خان کہ سید عبد اللہ خان کی طرف سے شاہجہان آباد کا حاکم تھا وہ تغیر وضع کر کے
بارہ کو گیا - نجابت علی خان کہ برادر حقیقی عالم علی خان کا اور عبد اللہ خان کا متبنی +
تیرہ چودہ برس کا لڑکا اور غلام علی خان کا بھائی تھا بادشاہی آدمیون کے ہاتھہ مین
گرفتار ہوا - بادشاہ نے اوسکو سید عبد اللہ خان پاس بھیجدیا - ۱۶ محرم ۱۱۳۳ھ کو بادشاہ نے
فتح پور سے کوچ کیا اور لمبی منزلین طے کر کے - ۱۹ کو شاہجہان آباد کے نزدیک آیا سلطنت کے
سرانجام کے لئے دو مقام کا حکم دیا سر سواری حضرت قطب صاحب کی زیارت کی - وہان سے
آنکر بخشیون کو حکم دیا کہ جن امرا اور خانہ زادون نے جانفشانی کی ہے اونکو روبرو لائین -
حیدر قلی خان بہادر ناصر جنگ ششش ہزاری کا ہفت ہزاری منصب پر اضافہ کیا
اور معز الدولہ کا خطاب دیا - ۲۲ - کو شہر کی آئین بندی ہوئی - بڑے دبدبے اور شان سے
دار الخلافہ کے قلعہ مین داخل ہوا - آخر ماہ محرم مین سیف الدولہ عبد الصمد خان بہادر دلیر جنگ
و داعی خان لاہور سے آنکر ملازمت سے شرف اندوز ہوئے - اوائل صفر ۱۱۳۳ھ مین راجہ جی سنگھ
اپنے وطن سے اور راجہ گردھر بہادر صوبہ اودہ سے آنکر عنایات شاہانہ سے سرافراز ہوئے -
نجم الدین علی خان کی بیٹی نواب قدسیہ بیگم پاس آگئی تھی بیگم کا ارادہ ہوا کہ اسکا نکاح محمد شاہ
سے کر دے - مگر سید عبد اللہ خان کو یہ امر ناگوار تھا اسلئے یہ لڑکی نجم الدین علی خان کے گھر
مین بھیجدی گئی - خبر آئی کہ اورنگ آباد سے نظام الملک چلا ہے لگر وہ اولتابیجاپور کے
بندوبست کے لئے مصلحتاً چلا گیا +
راجہ جی سنگھ و گردھر بہادر نے اس بات پر نظر کر کے کہ افواج کی آمد و رفت اور گرانی غلہ سے

اکثر پرگنون کے باشندے بڑے پریشان حال ہورہے ہین اسلئے اونھون نے بادشاہ سے التماس کیا
کہ جب تک رعایا بحال ہو اور ملک کا بندوبست ہو جزیہ معاف کیا جائے بادشاہ نے جزیہ معاف کردیا۔

اس زمانہ مین زوال سلطنت کی علامت کوئی نہ کوئی ظاہر ہوتی جاتی تھی ۔ راجہ
اجیت سنگہ کو اس رفاقت کے صلہ مین گجرات کی حکومت عنایت ہوئی تھی جو اوسنے کسی زمانہ
مین سادات کے ساتھ کی تھی اور اجمیر کی حکومت خود محمد شاہ نے اس شرط پر دی تھی کہ اگر
بادشاہ اور سیدون کے درمیان لڑائی کا ہنگامہ برپا ہو تو اسمین کسی کی طرفداری نہ کرے
اور اگر کسی کی اعانت کرے تو بادشاہ کی غرض اجمیر و احمدآباد کے دونو صوبے راجہ کو محمد شاہ کی
بقاے دولت تک حسب ضابطہ بادشاہی ملی تھی ۔ راجہ سادات کا شریک و رفیق تھا اوسکو
اپنا رفیق و معین بنانے کے واسطے محمد شاہ کی مان نے یہ تدبیر کی تھی کہ ان دونو صوبون کا فرمان مع
پنجہ کے نشان کے اس پاس بھیجدیا تھا ۔ راجہ نے ان دونون صوبون کے آدمیون پر وہ ستم
ڈھایا کہ خدا کی پناہ بہت سے باشندے وہان سے بادشاہ کے حضور مین استغاثے کے لئے آئے
یہان اہل دربار کو راجہ سے کینہ اس سبب سے چلا جاتا تھا کہ وہ سادات کا رفیق پرلے درجہ کا تھا ۔ راجہ
بھی مذہبی تعصب کے سبب سے مسلمانون کے ساتھ ناحق کا فتین کرتا تھا ۔ بادشاہ نے ان دونو صوبون
سے راجہ کو خارج کیا گجرات کی صوبہ داری مظفر خان کو جو صمصام الدولہ و راجہ جے سنگہ سوائی
کے متوسلین مین تھا عنایت کی جب راجہ اجیت سنگہ کی معزولی کی خبر اس صوبہ گجرات مین منتشر
ہوئی تو راجہ کے نائب نے چاہا کہ حیدر قلی خان کے آنے تک شہر کو غارت اور تجار کو تاراج
کر کے باہر چلا جائے جعفر علی خان بخشی معزول جو راجہ کی نیابت چند روز کر چکا تہا اور راجہ کے محاسبے آزردہ
تھا اور حیدر قلیخان بھی بخشی مذکور اور صفدر خان ثانی سے ملول و مکدر تھا ان دونو نے اتفاق کر کے اس نظر سے
کہ راجپوتونکا ظلم دفع ہوگا اور حیدر قلیخان کی خوشنودی حاصل ہوگی اور حسن خدمت کے حقوق اسپر متحقق ہونگے
ایک جماعت افاغنہ اور رعایا کی جمع کر کے راجہ کے نائب سر پر جا چڑھے ۔ ایک جنگ ہوئی اور راجپوتو
کی جمع کثیر کشتہ و زخمی ہوئی نائب مغلوب و محصور اپنی حویلی مین ہوا صفدر علیخان بابی کے خواہرزادہ
کی اعانت سے خفت و خواری کے ساتہہ شہر بدر کیا گیا ۔ وہ اپنے وطن جودہپور کی راہ مین ست ایذا دہی

راجہ اجیت سنگہ کی معزولی +

کرتا ہوا چلا گیا۔ اور مظفر علی خان جو اجمیر کے صوبہ دار مقرر ہوا تھا بسبب عسرت و بے
سرانجامی کے قصبہ داڑھی سے جو شاہجہان آباد سے تیس کوس ہے آگے نہ بڑھا تھا کہ خبر
آئی کہ اجیت سنگھ راجہ جودھ پور اجمیر مین آگیا اس پاس تیس ہزار سوار اور اطراف کے زمیندار
اور راجپوت ہمراہ ہین اس سبب سے بھی مظفر علی خان نے رواڑی مین چند روز توقف کیا
راجہ اجیت سنگھ نے اجمیر مین داخل ہوکر اول منادی پھروائی کہ تمام قصبات دست کار اور
اہل حرفہ اپنے پیشہ مین بے اندیشہ و خرخشہ مصروف ہون مسجدون کے موذنون اور
خادمون کو بلاکر اپنی بدنامی دور کرنے کے لئے اور قواعد اسلام کی تبعیت کے اظہار کے
لئے تاکید کی کہ وہ اپنی مساجد کی تعمیر کرین اور تمام ارکان بادشاہی کو بلاکر اوسنے محمد شاہ کا وہ
فرمان دکھادیا کہ جسمین قول و قسم لکھے ہوئے تھے کہ محمد شاہ کی بقاء عمر و دولت تک اجمیر و احمد آباد
کی صوبہ داری راجہ پاس بحال رہیگی اب اوسنے اپنے عرایض اور اس فرمان کی نقل ایوان
بادشاہی کے ساتھہ صمصام الدولہ و روشن الدولہ پاس بھجوائی اور عرضداشت مین یہہ
درخواست کی کہ احمد آباد کی صوبہ داری حضور کی مرضی کے لئے نذر کرتا ہون مگر اجمیر کی صوبہ داری
کا امیدوار اور خواستگار ہون اگر وہ بحال نہ رہیگی اہل مضمون مین میری آبرو نہ رہے گی اور
جب آبرو نہ رہی تو جان لیکر مین کیا کرون گا اسلئے امیدوار ہون کہ دونون صوبون مین سے
کوئی ایک صوبہ عنایت ہو یہان دونو صوبون کے ساتھہ میرا سر اور میری جان وابستہ ہے
جب راجہ اجیت سنگھ کے یہ نوشتے آئے تو صمصام الدولہ قلت زر اور دشواری جنگ پر نظر
کرکے مصالحت پر اور ترک منازعت پر مائل ہوا اور کہا کہ صوبہ اجمیر مین اکثر بزرگون کے
مزار ہیں اور دار الخلافہ کے نزدیک ہے اسلئے صوبہ گجرات اجیت سنگھ کے لئے بحال رکھنا مناسب
ہے اور صوبہ اجمیر بادشاہ کے کسی مخلص کو دینا چاہیے مگر بادشاہ کا اور بعض ارکان
دولت کا بخصوص حیدر قلی خان کا ارادہ یہ ہوا۔ راجہ کی تنبیہ و تادیب کرنی چاہیے۔
حیدر قلی خان کے ساتھہ اور امرا شریک ہوئے تو اوسنے سعادت خان بہادر جنگ کو بلایا۔
جو اسوقت اکبرآباد کی صوبہ داری پر سرفراز تھا۔ وہ فوراً آیا۔ سامان کارزار درست ہوا۔

نگر اور امرا اوسکے ساتھ متفق نہ ہوئے۔ پھر بادشاہ نے بھی اعانت مین پہلو تہی کی۔ اتنے
مین یہ خبر آئی کہ مظفر علی خان کا تو سارا اسباب سپاہ نے اپنی تنخواہ مین لے لیا اور اوس نے
صوبہ داری کا فرمان اور خلعت بادشاہ کی خدمت مین بھیجدیا۔ اور خود جے پور چلا گیا۔ اوسکے
تعاقب مین بعض زمینداروں اور مفسدون نے بادشاہی ملک کو تاخت و تاراج کیا۔ راجہ
اجیت سنگہ نے نارنول کو خوب لوٹا۔ یہان فوجدار بایزید خان سے راجہ کا مقابلہ نہ ہوسکا
پھر راجہ سے صمصام الدولہ نے لڑنے کا ارادہ کیا۔ افواج مغلیہ نے اوسکے ساتھ اتفاق
نہ کیا۔ حیدر قلی خان اوسکے ساتھ متفق ہوا اور خیمہ سے باہر نکلا۔ خلوت مین صمصام الدولہ
نے بادشاہ سے کہا کہ لڑنا مصلحت نہین ہے اگر راجہ کو فتح ہوئی تو بادشاہی کا کیا ٹھکانا
ہے۔ اور اگر راجہ کو شکست ہوئی تو وہ پہاڑون مین جا چھپیگا تو روپیہ اور لشکر کہان ہے
جو اسکا علاج کریگا۔ پھر قمر الدین خان نے اس کام کا بیڑا اوٹھایا اور سید عبد اللہ خان
اور نجم الدین علی خان کی رہائی کی درخواست کی تو وہ نامنظور ہوئی۔ اجیت سنگہ نارنول
پر قبضہ کرکے روڑی مین آیا جو شاہجہان آباد سے پچاس میل پر ہے اسکی روک تھام
مین سپہ سالار کے نفاق و عدم اتفاق سے اور کام کرنے مین نارضامند ہونے سے سارے
عزم اور آزادی بیکار رہی اور آخر کار امیر الامرا صمصام الدولہ شہر سے باہر نکلا اور راجہ
کی دلجوئی بار بار کی۔ راجہ اپنے ارادہ سے باز رہا۔ راجہ جو یہ چاہتا تھا کہ اگر اجمیر اوس کو
ملجائیگا تو وہ گجرات کو چھوڑدیگا اسکا متوقع وہ کیا گیا۔ نظام الملک ورنگ آباد سے
بادشاہ پاس آتا تھا۔ اوسکے آنے پر یہ تمام تدابیر اور سرانجام و انتظام ملکی موقوف رہا
تاریخ ہندی رستم علی مین سال پنجم جلوس کے سوانح مین لکھا ہے کہ راجہ اجیت سنگہ کی
تنبیہ کے لئے شرف الدین خان ارادت مند خان امرا کی جماعت کے ساتھ بھیجا گیا۔
راجہ نے علانیہ بغاوت اختیار کی تھی اور اجمیر و سانبھر پر قبضہ کرکے وہ نارنول مین آیا
شرف الدین کے ساتھ راجہ جی سنگہ سوائی اور محمد خان بنگش اور گوپال سنگہ راجہ بھدادر کے
ایک لاکھ سوار اور دو لاکھ سے زیادہ پیادے ساتھ تھے۔ راجہ اجیت اس خبر کو سنکر

ہواس باختہ ہوا اور نارنول سے بہاگا اور گدھ پہنی کے قلعہ مین پناہ لی۔ یہان وہ چندروز ٹھیرا
پہر ایک اونٹ پر سوار ہوکر جودہ پور چلا گیا۔ امراء شاہی کی معرفت درخواست کی اور اپنے بیٹے
دہونکل سنگہ کو امراے شاہی کے حوالہ کیا کہ وہ بادشاہ پاس اس کو لے جائین۔ اس اثناء
مین اجیت سنگہ کو اوسکے چھوٹے بیٹے بخت سنگہ نے مار ڈالا۔ دہونکل سنگہ نے دربار شاہی
مین آنکر باپ کی جانشینی کا خلعت پایا۔ اپنے ملک کو اوسنے مراجعت کی۔ اور وہان کا حاکم ہوا
اوسکے بہائی بخت سنگہ نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور یہان کے راجہ کو بھگاکے آپ خود راجہ بن بیٹھا
اس سال مین راجہ جے سنگہ نے ایک بڑا شاندار نیا شہر انبیر اور سنگانیر کے درمیان آباد کیا
اور سوائی جے سنگہ کے نام پر جے پور اسکا نام رکھا خافی خان لکھتا ہے کہ راجہ اجیت سنگہ نظام الملک
کی آمد آمد کی خبر نے خواب غفلت سے بیدار کیا اور اوسنے پیغام دیا کہ مین صوبہ احمد آباد سے ہاتھ اٹھاتا
ہون اور صوبہ اجمیر کے بحال رہنے کی درخواست کرتا ہون +

سلاطین نامدار کا دستور ہے کہ وہ رزم سے فارغ ہوکر بزم کی آرایش کرتے ہیں اور
اوسکے سوا فرخ سیر کی بیٹی سے بادشاہ کی شادی کا بھی جشن تھا ان دونو جشنون کے لئے
سب اقسام کا اسباب طرب و سرود تیار ہوا اور ۵ سنہ جلوس کے عشر ثانی ربیع الاول میں ان
جشنون کی تیاریان ہوئین دستور کے موافق امراء کو خلعت انعام ملے عشر ثانی ربیع الاول
مین محمد امین خان چین بہادر نے انتقال کیا عنایت اللہ خان کو وزارت کی نیابت تفویض
ہوئی نظام الملک دربار بلایا گیا تھا وہ ربیع الآخر کے عشر ثانی مین شاہجہان آباد کے نزدیک
آیا۔ اسکی نسبت برہم کار منافقون نے بادشاہ سے کلمات نامناسب کہے مگر بادشاہ نے
اون کو نہ سُنا۔ ۲۲۔ ربیع الآخر ۱۱۳۴ھ کو نظام الملک بادشاہ کی ملازمت سے شرف اندوز
ہوا پنجم شہر جمادی الثانی ۱۱۳۴ھ کو قلمدان و خلعت وزارت اوس عنایت ہوا۔
نظام الملک ہر چند چاہتا تھا کہ وزارت کا بندوبست اسطرح ہو کہ بادشاہ کی نیکنامی ہو
اور خزانہ جمع ہو مگر برہم کار مخل ہوئے اور اونھون نے چند کلمات افترا بادشاہ کے کان
مین پھونکے اور وزارت مین دخیل ہوئے خصوصًا بادشاہ کی کوکی کہ ایک ان سحر آفرین

پر فن صاحب جوہر تھی خواجہ خدمت گار خان بادشاہ کا مقرب تھا اوسکے ساتھہ وہ ہمراز اور
ہمدم ہوئی - کفایت اور خزانہ جمع کرنے کے لئے وہ آدمیون سے بہت روپیہ پیشکش کے نام
سے لیتی اور بندوبست وزارت مین خلل ڈالتی ساده لوح بادشاہ کو اور مقرب بھی نظام الملک
کی طرف سے بہکاتے رہتے - معزالدولہ حیدر قلی خان جو میر آتش مستقل تھا چرب زبانی سے
مقدمات مالی و ملکی مین دخیل ہوتا تھا جب نظام الملک نے حیدر قلی خان کی حرکات پر بادشاہ
سے اشارہ کیا - بادشاہ نے اوسکو ملامت سے نصیحت کی تو وہ اپنے صوبہ احمد آباد کو روانہ ہوا
اور وہان جا کر اکثر بندہاے بادشاہی کی جاگیرین ضبط کرلیں اوسکی جب فریاد ہوئی اور
اوسکو فہمائش کی گئی اوسنے سنا نہیں تو اوسکی جاگیرین اطراف شاہجہان آباد میں احمد آباد
کی جاگیرون کے عوض میں ضبط ہوئین +

سید عبد اللہ خان نے سلخ ذی الحجہ ۱۱۳۴ کو اس جہان فانی سے روضہ جاودانی کو کوچ کیا
کہتے ہیں کہ وہ مسموم ہوا لیکن اسمیں عجیب بات یہ ہے کہ ثقہ آدمیون کی زبانی معلوم ہوا کہ
جسوقت سلطان محمد ابراہیم و سید عبد اللہ خان سے مقابلہ کے لئے محمد شاہ سوار ہوا ہے
تو اوسنے خدا سے عہد کیا تھا کہ فتح اور مستقل سلطنت پانی کی صورت مین کسی سید کو قتل و
استیصال نہیں کرون گا خواہ اوسنے کیسی ہی بڑی تقصیر کی ہو - اور نظام الملک بھی سید
عبد اللہ خان کی رعایت میں کوشش کرتا تھا اور جب خلا ملا مین ان دو بھائیون کا
ذکر آتا تو سید عبد اللہ خان کو فرخ سیر کے بارہ مین وہ بے قصور بتاتا اور مدعیون کے مقابل
مین وہ اصلاح میں کوشش کرتا تھا چنانچہ دونو بھائی جو نمک حرام اور حرام نمک لکھی جاتے
تھے اوسکو منع کیا ہر گز یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ مسموم کرنے مین شریک ہوا ہو بازا العلم عند اللہ +
اگرچہ دونو بھائیون نے خصوصاً سید عبد اللہ خان نے فرخ سیر شہید کے باب میں اور
رشوت لینے مین اور اجارہ کی سختی مین اور اوسلوکون مین ایسے کام کئے کہ جس سے خلق کو
شکایت ہوئی مگر ان سب کامون کا سبب دیوان رتن چند تھا وہ خلق کے ایذا مین زیادہ
کوشش کرتا تھا حسین علی خان دکن جانے سے پہلے زر کار سازی کے لینے سے نہایت

مرگ عبد اللہ خان کی وفات +

مرگ عبد اللہ خان و سید حسین علی خان

نفرت رکھتا تھا۔ دکن مین جاکر اوسکو محکم سنگھ اور اور پیشکارون نے بگاڑا لیکن اسیر بھی اس
زمانہ مین دونو بھائی رعیت پروری اور کم آزاری مین کافہ انام مین ممتاز تھے سید حسین علیخان
بڑے بھائی سے صاحب کمالون اور ارباب حاجت کے ساتھہ زیادہ سلوک کرتا تھا اپنے وقت کا حاتم
تھا ہر روز فقرا مین بہت طعام اور غلہ تقسیم کرتا تھا ۱۱۳۰ سنہ اورنگ آباد مین رفاہ خلق کے لئے ایک حوض بنایا۔ وہانکے آدمیونکو
پانیکی کمی کے سبب سے بہت تکلیف ہوتی تھی۔ قطب بارہ مین سرا اور پل اور عمارات عاقبت بخیر تعمیر کرائین سید عبداللہ خان
بھی تحمل و بردباری بسبعت خلق مین مشہور تھا ملا عبدالغفور بوہرہ ملک التجار بندر سورت ایک کروڑ
کئی لاکھہ روپیہ چھوڑ مرا تھا جسکو فرخ سیر کے متصدی ضبط کرنا چاہتے تھے مگر سید حسین علیخان
نے یہ سب روپیہ عبدالحق پسر ملا عبدالغفور کو دلوایا۔ صحیح النسب سید کے لئے یہ ضرور ہے کہ
وہ خلق محمدی و سخاوت ہاشمی و شجاعت حیدری سے بہرہ تمام رکھتا ہو ان دونون مین یہ
تینون صفتین تھین۔ نظام الملک کی واپسی کے بعد اسکے سوا کوئی معرکہ نہین واقع ہوا۔
کہ برہان الملک سعادت خان بہادر کو صوبہ اکبر آباد کے علاوہ صوبہ اودہ مرحمت ہوا۔ اس
صوبہ جدید کے انتظام کے واسطے برہان الملک گیا اور اکبر آباد مین اپنا نائب راے نیلکنٹھہ
کو مقرر کر گیا۔ ایکدن یہ نائب ہاتھی پر سوار جاتا تھا کہ ایک جاٹ نے درخت کی پھلنگ
پر بیٹھہ کر اوسکو تفنگ کا ایسا نشانہ بنایا کہ دنیا مین اسکا نشان نہ رکھا۔ سعادت خان
بہادر کا ارادہ تھا کہ انسے انتقام لے کہ صمصام الدولہ نے موقع پاکر راجہ جی سنگہ سوائی کو
جو جاٹون کا پرانا دشمن تھا انتظام و انتقام کی نظر سے آگرہ کا حاکم مقرر کردیا سعادت خان
فقط اودہ ہی کا صوبہ دار رہ گیا۔ سعادت خان ہر چند جاٹون کی تنبیہ و تادیب مین تردّدات
نمایان کرتا تھا مگر تراکم اشجار دشوار گذار اور قلب مکان جاٹون کی ایسی پناہ گاہ تھے
کہ اونکا استیصال واقعی نہیں ہوتا تھا۔ ایران و توران و افغان کے چند امرا مغلیہ سے
اور توپخانہ اور مصالح قلعہ گیری اور دو لاکھہ روپیہ کا خزانہ راجہ کے ہمراہ کیا گیا۔ راجہ جی سنگہ
نے جنگل کو کاٹ کاٹ کر مورچا لون کو بڑھانا شروع کیا اور جاٹون کی گڑہیون کو گھیر لیا
چورامن جاٹون کا بوڑھا راجہ تھا اوسکے قلعہ تھون کو محاصرہ کیا اور اوسکے بھتیجے بدن سنگہ

جاٹون سے لڑائی +

اپنے ساتھہ متفق کرلیا اور اوسکے استحقاق کے دعوی کی تائید کرکے جاٹون مین پھوٹ
ڈال دی چورامن جاٹ کے بیٹے محکم سنگہ نے باپ سے کچھہ ایسی گستاخی کی کہ وہ باپ بیٹون کی
شان کے لئے شایان نہ تھی اسلئے چورامن زہر کھاکر مرگیا محکم سنگہ اسکا جانشین ہوا۔ وہ
احمق تھا۔ راجہ جے سنگہ نے اوسکے رفیقون کو توڑکر بدہی سنگہ کا ساتھی بنادیا محکم سنگہ
بھاگ گیا۔ نہم صفر ۱۱۳۵ھ مین قلعہ تہون فتح ہوا اور ایک دو اور گڈھیان تسخیر ہوئیں تو افواج
بادشاہی کے تسلط سے جاٹ اپنے مقام وماوے مین بھاگ گئے۔ اور آدہی رات کو اپنے گھرون
مین آگ لگائی اور بارودت خانہ کو جھلسا لگایا۔ نقد وجنس جواہر تھا اوسکے اوٹھاکر بھاگ گئے تو
اور غلہ بہت چھوڑ گئے جان سلامت لیگئے۔ بندہاے بادشاہی کے تصرف مین گڈھیان
آئین خزانہ کی بڑی شہرت تھی اسکا پتا کہین نہین لگا۔ بہت مکان اوسکے لئے کھدوائے گئے
اس شرط سے بدہی سنگہ راجہ ہوا کہ وہ بادشاہ کو خراج دیا کرے

محمد شاہ کی سلطنت مین بھی عجیب غریب اقعات وحادثات وقوع مین آتے رہے
چنانچہ کابل مین قوم کا سید مشہد مقدس کا رہنے والا میر محمد حسین آیا۔ اوسنے عمدۃ الملک
امیرخان صوبہ دار کابل کے ہان رسوخ پایا۔ اور اوسکے کسی رشتہ دار عورت سے اپنا
نکاح کیا۔ جب یہ رشتہ تعلق پیدا ہوا تو کابل سے عالمگیر بادشاہ کے واسطے بہت تحفے
تحائف اور عطئے وغیرہ لیکر وہ روانہ ہوا۔ لاہور مین پہنچا تھا کہ عالمگیر کے مرنے کی خبر
اس پاس آئی۔ تو اوسنے وہ سب تحفہ تحائف ستہر اسی ہزار روپیے کو بیچڈالے اور اس
سرمایہ کو بغل مین دبایا اور توکل اور فقر کا جامہ پہنا علم سے بے بہرہ نہ تہا۔ دو چار
طالبعلمون کو شاگرد بنایا۔ ایک نئی زبان کا ڈہنگ جمایا کہ فارسی کے الفاظ متروک
جنسے لوگون کے کان آشنا نہ تھے انمین امالہ واشباع وقواعد غریبہ خرچ کئے۔ اور اوس کو
اپنے شاگردون کو تعلیم کیا۔ اور اسی مین اپنی بات چیت کرنی شروع کی پہر ایک نیا مذہب
اختراع کیا کہ پیغمبری اور امامت کے بیچ مین ایک درجہ بیگوگیت کا گھڑا۔ اور خود بیگوگ ہونے کا
دعوی کیا۔ ایک کتاب تالیف کی اسکا نام اجورہ مقدسہ رکھا۔ گویا وہ اوسکی زبان مخترع مین

میر محمد حسین کی مخترع زبان اور بیگوگیت کا مذہب

قرآن تہا جو اسپر خدا نے بھولی بھٹیاری کے محل (یہ مقام شاہجہان آباد سے دو میل کے فاصلہ
پر ہے) مین نازل کیا تھا یہ پہاڑی اسکے واسطے گویا کوہ طور تھی اسپر جاتا اور کوئی نہ کوئی
ڈھکوسلا گھڑلاتا وہ بیان کرتا تھا کہ ہر پیغمبر الوالعزم کے بعد نو بگوگ ہوتے ہین خاتم الانبیا
کے اول بگوگ حضرت علی مرتضی اور آٹھوین حضرت امام رضی تہے تو ان بگوگ مین ہون
امام ہشتم تک امامت و بگوگیت دونو ایک ہی شخص کی ذات مین جمع ہوتی تھین مگر انکے بعد
وہ دونو جدا ہو گئین بگوگیت نے مجھہ مین اور امامت نے حضرت امام محمد تقی مین انتقال کیا
اور مین خاتم البگوگیت ہون پانچ وقت کی نماز کے سوا صبح شام دوپہر کو تین بار دو نماز
مقرر کین جو یون پڑھی جائین کہ مربع کی شکل پر چار صفین ایک دوسرے کی طرف منہ کئے
ہوئے کھڑی ہوتین اور زبان نو ایجاد مین کچھہ پڑھتے پڑھی جاتی غرض کفر کی باتین
ایسی کرتا جو شخص مرید ہوتا اوسکا نام وہ نہایت عجیب و غریب رکھتا اپنا نام منود اللہ منود و امنود رکھا
اور شاگرد کا نام فرالود رکھا غرض وہ اقوال کاذبہ اور افعال باطلہ کو شایع کرتا رہتا اور دنیا
کو اپنے جال مین پھنساتا رہتا۔ یہانتک اسکے اعتبار کی نوبت پہنچی کہ خود بادشاہ فرخ سیر
چھپ کر اوسکی ملاقات کو گیا تو اسکا دماغ ایسا چلا کہ اپنے حجرہ کا دروازہ نہ کھولا جب بادشاہ
بہت گڑگڑایا تو اوس کو اندر بلایا۔ جب حضرت کو بادشاہ نے نذر پیش کی تو اوسپر نظر نہ کی
مگر بادشاہ کو اپنا تصنیف کیا ہوا مصحف نذر دیا اور اوسکی لکھائی کا ستر روپیہ لے لیا جب
حضرت سے بادشاہ نے اپنی نذر قبول کرنے کے لئے بہت کچھہ کہا تو فرمایا اچھا غریبون
اور بیکسون مین اوسکو بانٹ دو۔ فرخ سیر کے عہد میں اوسکی یہ صورت رہی اب محمد شاہ
کا عہد آیا اس کے فرقہ نے اور بھی زور پکڑا۔ محمد امین خان وزیر نے اوسکے استیصال کا
ارادہ کیا۔ منود اللہ کی گرفتاری کے لئے سپاہیونکو بھیجا تو حضرت نے سپاہیون کو
یون پرچایا کہ اپنی ایک پیاری شکل کی بیٹی کے ہاتھہ روٹیان بھیجیں اور سپاہیون سے
کہا کہ فقیر کے گھر کا ناشتا اتنے کرو مین بھی آتا ہون کہ اتنے مین خبر آئی کہ درد قولنج سے
محمد امین خان کا برا حال ہو رہا ہے یہ سن کر سپاہی اولٹے چلے گئے جو لوگ توہمات

باطلہ مین گرفتار تھے وہ یہ سمجھے کہ ان حضرت کی گستاخی سے درد قولنج اوٹھا - یہان تک
اس وہم نے لوگون کو گھیرا کہ محمد امین خان کے بیٹے قمرالدین خان نے اوسکی بھینٹ
کے لئے پانچہزار روپئے بھیجے - اب ان حضرت پاس دم بدم یہ خبر آتی ہے کہ وزیر کا
دم لبون پر ہے بہلا ایسے وقت مین کیون نذر قبول کرکے وہ اپنی بیگو گیت مین ٹال لگاتا
جب نذر پیش نظر ہوئی تو فرمایا کہ اُسے لے جاؤ - ہم نے اس کافر کے جگر پر تیر ایسا مارا ہے کبھی
زندہ نہ بچے گا - مین مسجد مین شہید ہونے کے لئے آ بیٹھا ہون - میرا باپ بھی مسجد مین شہید
ہوا تھا - اگرچہ مین خود ایک دفعہ شہید ہو چکا ہون اب مین دوبارہ شہید نہیں ہونگا قمرالدین
خان کے آدمیون نے گڑگڑا کر عرض کیا کہ کچھہ جواب لکھہ دیجے تو یہ لکھہ دیا کہ تیر از کمان جستہ
وآب از جو رفتہ باز نمے آید - اور ایک قرآن کی آیت لکھہ دی جسکا حاصل مطلب یہ تھا کہ مومنین
کے لئے شفا اور ظالمین کے واسطے خسارت اترتی ہے - یہ لکھہ کر کہا کہ لے جاؤ لیکن جب
وہان پہنچو گے تو بیمار کو زندہ نہ دیکھو گے - یہی ہوا کہ ان آدمیون کے آنے سے پہلے
وہ تیر اجل کا نشانہ ہوا - قاعدہ ہے کہ وزیرون کے ایسے مرگ مفاجات مین زہر
کھانے کا گمان ہوا کرتا ہے - مگر یہان ایک اور ہی زہریلا سانپ نکلا جسکا کاٹا لوگون
کے نزدیک نہ جیا - دو تین برس کے بعد یہ ہمُود وامُود نابود ہوئے پھر کچھہ مدت یہ سلسلہ اونکی
اولاد مین جاری رہا مگر سنہ ۱۱۹۶ھ مین کوئی اس نسل کا پانی دیوا اور نام لیوا نہ رہا +

حیدر قلی خان
جب حیدر قلی خان کو خبر لگی کہ اطراف شاہجہان آباد مین اوسکی جاگیرین ضبط ہوئین
تو اوسنے بادشاہ کے بعض مقربین سے عرض کیا کہ جاگیرون کے ضبط ہونے کی صورت مین
مجھہ سے نوکری کی توقع نہ رکھین حیدر قلی خان پر نالشین بہت سی ہوئین اور اوسکی
نافرمانی حد سے گذری تو وہ احمد آباد کی صوبہ داری سے بدلا گیا - اور غازی الدین خان
بہادر خلف الصدق نظام الملک بہادر فتح جنگ اوسکی جگہ مقرر ہوا - یہ صوبہ داری دکن
کی صوبہ داری کا ضمیمہ بنی - جاٹون کی مہم کے انفراغ کے بعد - دوم ماہ صفر سنہ ۵ جلوس
کو احمد آباد کے بندوبست کے لئے احمد آباد کو نظام الملک روانہ ہوا اور اوسکو یہ خدمت بھی سپرد ہوئی

کہ اگر حیدر قلی خان اطاعت نہ کرے تو اوسکی تادیب کرے جب وہ اکبر آباد مین آیا تو
حیدر قلی خان کی سالوسی اور چاپلوسی کے خطوط معذرت آمیز نظام الملک پاس آئے۔
جب نظام الملک مالوہ مین آیا تو خطوط سے معلوم ہوا کہ حیدر قلی خان کو جنون ہو گیا ہے
ایک اور روایت یہ ہے کہ نظام الملک کی یہ خبر سنی کہ وہ احمد آباد مین آیا ہے اور عوض
خان بہادر افواج دکن کے ساتھ اور راجے راو وغیرہ مرہٹے راجہ ساہو کے اس سے مل گئے
ہیں اور احمد آباد کے ہمراہی اوسکے مطیع ہو گئے ہیں تو اس نے تمارض کیا اور اپنی مالیخولیا کی شہرت
دی۔ بادشاہ پاس بیٹے کے ہاتھ عرضداشت بھیجی کہ میں بادشاہ پاس آنے کو مجبور ہون
اور اوسکے بعد خود روانہ ہوا جب نظام الملک کو مالوہ مین یہ خبر معلوم ہوئی تو اوس نے
اپنے عم حامد خان بہادر کو احمد آباد میں اپنا نائب مقرر کیا اور خود اوائل جمادی الاخری ۱۱۳۵ھ
مین دار الخلافہ کی طرف مراجعت کی بادشاہ کے حضور مین پہنچکر اوس نے وزراے خیر اندیش
کا طریقہ اختیار کیا۔ امور ملکی کا بندوبست خزانہ کی گرد آوری اطراف کے فساد کے دفع
مین ازراہ فدویت واظہار کفایت کی سعی کی مگر حضور کے برہم کار دون کے حسد وعناد سے جیسا
کہ چاہیے تھا کہ امور ملکی کا بندوبست وکار وزارت ہونا نہ ہوا۔ ارکان سلطنت جو اسوقت
بڑے بڑے کامون پر مامور تھے یہ تھے صمصام الدولہ امیر الامرا بخشی اول اعتماد الدولہ
معز الدین خان بخشی دوم۔ روشن الدولہ بخشی سوم۔ سید صلابت خان بخشی چہارم
عزۃ الدولہ شیر افگن خان اور لطف اللہ خان صادق صدر الصدور۔ بادشاہ کے
مزاج پر روشن الدولہ بڑا حاوی تھا عمدۃ الملک نواب امیر خان ایک قدیم الخدمت اور
مستجاب الدعوات اور خاندانی امیر زادہ تھا۔ دلیرانہ ہمت اور مردانہ دماغ رکھتا تھا۔ اسکی ظرافت اور لطیفہ
ایسی تھین کہ سارے دربار کو آفات اور مصائب مین بھی ہنسی کے مارے لٹا لٹا دیتا تھا
شاہ صاحب محمد درویش کی صاحبزادی رحیم النسا بادشاہ کی کوکی تھی۔ بادشاہ سے اوسکو
وہ تقرب حاصل تھا کہ بادشاہ کا قلمدان اوسکے سپرد تھا اور وے صاحب دستخط تھی۔
محل کے اندر عرائض پر احکام اسی کے جاری ہوتے تھے۔ غرض بادشاہی اختیارات کی

کل کوکنی بی کوکی کے ہاتھ میں تھی +

نظام الملک بہادر کے دکن جانے کی روایتیں مختلف بیان کی جاتی ہین مگر خافی خان نے جو ثقہ معتبر آدمیون سے روایت سُنی ہے وہ یہ ہے کہ ان ہی ایام مین ایران کے فساد کی خبر آئی کہ سلطان حسین شاہ فرمان روائی ایران پر محمود خان شاہ افغانستان غالب آیا۔ اصفہان پر سرحد شیراز تک قابض ہوا اور اہل اصفہان پر بڑی خرابی لایا سلطان حسین کو مقید کیا شاہزادہ طہماسپ مع برادر دلپسران سلطان حسین قلعہ اصفہان سے باہر اس ارادہ سے گیا کہ لشکر فراہم کرے۔ محمد شاہ پاس پیہم یہ خبرین آتی تھین۔ ایک دن نظام الملک نے خیر خواہی کے اظہار کے لئے عرض کیا کہ اول اجارہ محال خالصہ جس سے ملک کی خرابی و ویرانی ہوتی ہے برطرف ہونی چاہئے۔ دوم رشوۃ جسکا نام پیشکش رکھا گیا ہے جاری ہو رہی ہے وہ بادشاہون کی داب سے بعید اور رائے سلیم کے خلاف ہے موقوف کیجائے سوم عالمگیر بادشاہ کے عہد کے موافق جزیہ جاری ہونا چاہئے۔ چہارم شیر شاہ نے ہمایون سے ہندوستان چھین لیا تھا اور ہمایون شاہ ایران پاس گیا تھا تو شاہ ایران نے اوسکی کومک و خدمتگاری و مہمان پرستی واقعی کی تھی اگر اس وقت افغانون کی اذیت کے دفع کے لئے فرمانروائی ایران کی کومک کیجائے تو تواریخ مین خاندان تیموریہ کی نیکنامی یادگار روزگار رہے گی۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ہمارے پاس ایسا آدمی کونسا ہے کہ ایسی مہم پر مامور کیا جائے۔ فتح جنگ نے عرض کیا کہ حضور بندہ ہا کار طلب مین سے جس کسی کو مامور فرمائینگے حکم کی اطاعت بجالائیگا۔ اگر خانہ زاد کو اس مہم کے لئے حکم ہوگا تو دل و جان سے کوشش کریگا۔ اور اسی طرح بادشاہ کی خدمت مین خیر اندیشی و خیر خواہی کی باتین عرض کین۔ اس مصلحت کی واسطے بادشاہ نے مشورہ اور امرائے حضور سے کیا۔ اونہون نے نظام الملک کی طرف ایسی باتین بادشاہ سے عرض کین کہ نظام الملک سے بادشاہ بدگمان ہو گیا۔ اس سبب سے کہ روئیہ سلطنت کے موافق عنایات و آداب اطاعت بادشاہ بالکل نہین رہی تھین نظام الملک آداب بادشاہی کے نسق کے لئے از سر نو اجرائے حکم چاہتا تھا

نظام الملک کا دکن جانا +

اور یہ بات مقربون کے دلون میں کانٹون کی طرح چبھتی تھی - اسلئے نظام الملک کے مرکوز خاطر جو تھا وہ اصلا بادشاہ کے خاطر نشان نہ ہوتا تھا - ناتجربہ کار بادشاہ کو نظام الملک بہادر کے حق میں فاسد فکرون نے ایسا بہکایا کہ نظام الملک نے عاقبت اندیشی اور اپنی آبرو کے لحاظ سے اپنی نیک صلاح و مصلحت اس مین دیکھی کہ اواخر ماہ ربیع الاول سنہ ۶ جلوس میں شکار کے نام سے چند روز کی رخصت لی اور دارالخلافہ سے نکل کر اور آب و ہوا کی تبدیل کا بہانہ بنا کے گنگا کے کنارہ پر تیس چالیس کوس پر شاہجہان آباد سے شکار کھیلتا ہوا پہنچا - اس اثنا میں خبر آئی کہ ضلع صوبہ احمد آباد اور مالوہ مین مرہٹون اور مفسدون نے فساد اٹھا رکھا ہے - صوبہ اول تو اس سپہ سالار سے اور صوبہ دوم اوسکے بڑے بیٹے غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ سے تعلق رکھتا تھا اسلئے نظام الملک نے بادشاہ کے حضور میں عرضداشت بھیجی کہ ان دو صوبون کے انتظام کے لئے جانے کی رخصت دی جائے - دریائے گنگ کے کنارہ پر سوروان ایک مشہور شکارگاہ سے وہان سے مفسدون کی تنبیہ کے لئے دکن روانہ ہوا - ابھی اجین میں پہنچا نہ تھا کہ مرہٹے اوسکی آمد کی خبر سنکر عبرت پذیر ہوئے اور اب نربدا سے پار دکن مین چلے گئے مفسدون نے بھی اپنی لوٹ مار کم کی - نظام الملک نے اوجین کی نزدیکی تک تعاقب کیا - جب اوسنے سن لیا کہ مرہٹون نے دریائے نربدا سے عبور کیا تو اوسنے معاودت کی پرگنہ سہور مین آیا جو مالوہ کے متعلقات مین بلدہ سرونج سے قریب ہے - وہ چاہتا تھا کہ صوبہ مالوہ کا بندوبست کرکے بادشاہ پاس جائے +

دو سال ہوئے کہ عالم علی خان کی جنگ کے بعد مبارز الملک نظام الملک پاس آیا تھا اور عقیدت اور اخلاص کو ظاہر کیا تھا - نظام الملک بہادر نے اوسکے چار ہزاری منصب پر دو ہزاری کے اضافہ کی اور عماد الملک مبارز خان بہادر ہزبر جنگ کے خطاب کی تجویز کرکے بادشاہ سے منظوری منگائی تھی - ماہی مراتب پالکی جھالر دار خود تواضع کی اور اوسکے بیٹون اور رفیقون کے لئے بڑے بڑے اضافے اور خطاب تجویز کئے

مبارز خان اور نظام الملک بہادر کی لڑائی +

اور حضور رعایت کرکے سابق کی جاگیر اور خدمات پر اضافہ کیا - عماد الملک مبارز خان
نے فتح جنگ سے عہد و قرار کیا کہ جب تک بادشاہ آپ کی قدر دانی کریگا تو مین بادشاہ
کا نوکر رہونگا اور اگر یہ نہ ہوگا تو مجھے آپ اپنے مطیع رفیقون مین سے جانین - اب
دکن کی طرف سے خبر آئی کہ مبارز خان ناظم صوبہ حیدر آباد اس ارادہ سے حیدر آباد سے
اورنگ آباد کی طرف چلا ہے کہ کل دکن کی صوبہ داری اوسکے نام پر مقرر ہوئی
اور بیجاپور کے صاحب فوج افغانون عبد الغنی خان و دلیر خان و بہادر خان اور نواح
کے عمدہ فوجدارون کو کمک کے لئے طلب کیا ہے عضد الدولہ عوض خان بہادر منور جنگ
جس کہ نظام الملک بہادر کی عمہ منسوب تھی اور نظام الملک کی طرف سے دکن
کی نیابت صوبہ داری پر مقرر تہا - اوسکو لکھا کہ مین آتا ہون آپ اورنگ آباد کو
خالی کیجیے اور ایسے ہی اورنگ آباد کے اور منصبدارون کو نوشتجات استمالت آمیز بہیجے
اور حضور کے نوشتجات سے ظاہر ہوا کہ باوصف اسکے کہ غازی الدین خان بہادر
فیروز جنگ اس سیہ سالار کا بیٹا بطریق نیابت وزارت کا کام کرتا تہا اوسکو
بدل دیا اور اعتماد الدولہ قمر الدین خان بہادر کو وزیر مقرر کیا - اور کوکی مرشیہ کا
استقلال اور زیادہ کیا - اسلئے بعض اور وجوہ کے سبب سے نظام الملک لوہ سے
دکن کی سمت چلا گیا اور اواخر ماہ رمضان مین اورنگ آباد مین آگیا - مگر خطوط نصائح
آمیز عماد الملک کو لکھے جنکے جواب مین لکھا آیا کہ مبارز الملک نے اپنے ارادہ کو فسخ کیا
نظام الملک باوصف اسکے کہ سراپا حلم و تمکین تھا اور مکرر اوسنے نصیحت آمیز نوشتجات
بھیجے اور مواثیق سابق کے حقوق یاد دلائے اور اورنگ آباد مین دو مہینے تک
دفع الوقت کرتا رہا مگر مبارز خان کی موت اوسکو دامن کشان اورنگ آباد کی طرف
لاتی تھی اور اس پاس بہادر خان برادر داؤد خان ہنی کی - اور اور سردارون کی
بہت سی جمعیتین جمع ہوگئی تہین اور بے شمار پیادے اکٹھے ہوگئے تھے اور روز
بروز اوسکی جمعیت بڑھتی جاتی تھی اور اس بات سے مرہٹون کا فساد بڑھتا جاتا تھا

اور ملک میں خرابی پھیلتی جاتی تھی۔ اسواسطے اواخر ذی قعدہ مین نظام الملک بہادر اورنگ آباد سے چلکر تالاب جسونت نگر کے کنارہ پر آیا جو بلدہ سے نزدیک تھا اور نامہائے نصیحت آمیز بمقتضائے الصلح خیر لکھے کہ مسلمان کی خون ریزی نہو دفع شر کے لئے حجت تمام ہو مگر مبارز الملک کے دکن کی صوبہ داری کا ستا ایسا چڑھا ہوا تھا کہ اوسنے کچھہ نہ سنا کبھی اوسنے یہ ارادہ کیا کہ ایلغار کرکے نظام الملک بہادر کی فوج کے مقابل آئے کبھی اپنے مشیرون سے مصلحت کرتا کہ نظام الملک نے لشکر دائیں بائیں طرف سے ہوکر دوسرے رستہ سے اورنگ آباد میں ایلغار کرکے جائے۔ اور اوس کو تسخیر کرکے اپنے تصرف میں لائے چنانچہ اسی قصد سے نظام الملک کی فوج کے سامنے سے منحرف ہوکر دریائے پورنا سے گذرا اور سوار اور پیادون کی ایک جماعت کو اپنے ایک میر شمشیر کے ہمراہ نالہ قلب کے کنارہ پر بھیجا کہ وہ نظام الملک بہادر کی فوج کو روکے۔ اس نالہ پر فریقین کی سپاہ متعینہ میں جنگ ہوئی۔ مبارز خان کی فوج کے بہت آدمی مع سرداروں کے مقید ہوئے اور نظام الملک کی فوج نے فتح و نصرت کے ساتھ مراجعت کی۔ پھر ۲ محرم ۱۱۳۶ھ کو اورنگ آباد سے چالیس کوس پر قصبہ شکر کھیرہ پر مقابلہ کا اتفاق ہوا نظام الملک اور عماد الملک نے اپنی اپنی فوج بندی کی دونو فوجین مقابل ہوئیں۔ نظام الملک نے تیز جلوے میں سبقت اسلئے نہین کی کہ مسلمانوں کی خونریزی میں پیش قدمی اس سے ظہور میں نہ آئے مگر مبارز خان نے پیش قدمی کی۔

دونو طرف کے بہادرون اور دلاورون نے رزم گاہ میں قدم رکھا۔ ۲۳ محرم ۱۱۳۷ھ کو ایسی لڑائی ہوئی کہ کمتر دیکھنے اور سننے میں آئی۔ کمتی چالیس کے قریب فیل سوار نامی سردارون نے جان آفرین کو جان سپرد کی۔ مبارز خان کے دو بیٹے اسعد خان و سعود خان کشتہ ہوئے اور دو بیٹے محمد خان و حامد اللہ خان زخمی ہوکر دستگیر ہوئے۔ مبارز خان کے ہاتھی کا فیلبان زخمی ہوکر ہاتھی پر سے گر پڑا تھا مبارز خان اپنا خون سے بھرا ہوا کرتہ کفن کی صورت پہن کر فیلبانی کرتا تھا۔ آخر کو زخمہائے کاری نے اوسکا کام بھی تمام کیا۔ نظام الملک بہادر کی فوج مین فتح کے شادیانے بجے۔ مبارز خان کی لشکر مین تین ہزار آدمی مقتول ہوئے

نظام الملک نے جو مبارز خان کی سپاہ کے قیدی زخمی تھے خاص کر اوسکے دو بیٹون کے حوالہ کی بڑی خبرگیری کی اور اونکا علاج کرایا۔ دوا غذا دی۔ مردون کی تجہیز و تکفین اچھی طرح کی۔ مبارز خان کے بیٹون اور امیرون کے جو جواہر و اثاثہ ضبط ہوئے تھے وہ پھر انکو دیدیے +

بعد فتح کے اورنگ آباد مین نظام الملک گیا اس ضمن مین حیدرآباد کے سوانح نگار کے نوشتے پڑھ لیے کہ خواجہ احمد خان پسر مبارز خان جسکو حیدرآباد مین باپ کی نیابت مقرر ہوئی تھی وہ محمد نگر کے قلعہ مین گیا جو حیدرآباد کے قریب ہے اوسپر متصرف ہوا اور اپنے مال و متاع کو قلعہ مین لے گیا اور قلعہ کا بندوبست کیا۔ نظام الملک اورنگ آباد مین ٹھیر کر حیدرآباد مین گیا اور اس ضلع کا بندوبست کیا۔ خواجہ احمد خان نظام الملک کی طرف سے بیجا وسوسے و توہم رکھتا تھا۔ قلعہ کی پشت گرمی اور خزانے کے موجود ہونے سے اور اس شہرت سے کہ بادشاہ کی طرف سے اوسکو صوبہ داری اور قلعہ داری کا فرمان پہنچا ہے تمام صوبہ مالوہ مین فساد و شورش کا مادہ فساد ہوا ایک سال تک اطراف کے عمال و قلعہ دارون و زمینداروں کو لکھتا رہا کہ وہ دخل نہ دین اور جابجا قلعہ دارون اور زمینداروں کی مدد کے لئے فوجین مقرر کین اور بعض مفسدون کو جنکو مدتون سے مبارز خان نے قلعہ مین مقید کر رکھا تھا اونکو چھوڑ دیا کہ مادہ فساد کو بڑھائین اونہون نے اپنے محالات مین جا کر تمام صوبہ مین اس مرتبہ پر شورش برپا کی کہ عاملون کا عمل ایک لخت اٹھ گیا اور تحصیل بند ہوگئی اور مسافرون کی آمد و شد جاری نہ رہی۔ بعض محالات مین مفسدون نے عاملون پر حملہ کرکے ایک ہنگامہ برپا کیا چنانچہ اس فساد مین کاظم علی خان فوجدار نواح بھونگیر ایک جماعت کے ساتھ مارا گیا۔ لیکن آخر کو نظام الملک نے طرح طرح کی مہربانی و لطف و احسان اضافہ ہائے نمایان اور خطابہائے موروثی کے عطا کرنے سے خواجہ احمد خان کو شہامت خان کا خطاب و خواجہ محمود خان کو مبارز خان کا خطاب بخشنے سے اور سپر حاصل جاگیرون کے عنایت کرنے سے اور تمام مبارز خان کے وابستون پر نوازش کرنے سے ایسا خواجہ احمد کو ممنون کیا کہ اوسنے قلعہ کی کنجیان دیدین نظام الملک قلعہ مین گیا اپنی طرف سے قلعہ دار کو

مع لشکر مقرر کیا اور مفسدوں کی تنبیہ مین واقعی مصروف ہوا - ان ہی دنون مین کہ صوبہ حیدر آباد
کے ملک کے انتظام مین نظام الملک اشتغال رکھتا تھا انور الدین خان بہادر شاہجہان آباد
سے اس پاس آیا - اوسنے اسپر بہت مہربانی کی حیدر آباد کی صوبہ داری کی خدمت پر
مقرر کیا - اوسنے حیدر آباد کے بدبختون کی اور ضلع سنکاکل وغیرہ سرکارون کی متمردون
کی تنبیہ و تاکید بوجہ احسن قرار واقعی اسی طرح کہ اس کانٹے بھرے ملک مین انتظام اور
کمال امنیت ہوگئی - اور منافع کلی کو جو کبھی ابتدا تسخیر ملک سے عالمگیر اور بہادر شاہ کے
عہدون مین خزانے مین داخل ہوا نہین تھا وہ داخل کیا غرض اگر نظام الملک کا سارا انتظام
بالتفصیل لکھا جاوے تو اختصار کا سررشتہ ہاتھ سے جاتا ہے نظام الملک فتح جنگ بہادر
ہمیشہ قادریت مین مصروف رہتا اور کوئی حرکت بیجا اصلاح وقت سے غیر اسسے ظہور
مین نہ آتی اور فی الحقیقت وہ کوئی کام سوا اسکے نہیں کرتا جس سے خاندان تیموریہ
کی سلطنت جو ہاتھ سے جا چکی تھی رونق تازہ ہوتی اور سرمو نافرمانی نہیں کرتا محمد شاہ
بادشاہ نے بہ تقاضاء وقت فیل اور جواہر بھیجے اور آصف جاہی کا خطاب دیا -
وہ ملک کے بندوبست اور مفسدون کی تنبیہ اور سرکشون کی تادیب اور زیر دستون کی
غمخواری حال مین مشغول ہوا جو سابق عملداری مین مرہٹون اور دشمنوں کا فساد تھا
اسمین تخفیف ہوئی اگرچہ بحسب ظاہر مبارز خان سادات کی قرارداد کے موافق نہین دیتا تھا
اور مرہٹون کی تنبیہ و تادیب مین نمایان تردد کرتا تہا لیکن جس جا غنیم سے منسوب
قابو پاتے تھے چوتھ سے زیادہ جو کچھ لے سکتے تو لے لیتے تہے اور اکثر اسیں مخوف تہیں +
جب نظام الملک یہان احمد آباد کا صوبہ دار مقرر ہوا اور احمد قلی خان بہادر
بادشاہ پاس آیا تو اوسنے دو بھائیون شجاعت خان و ابراہیم خان کو جو اوس کے
پیش آوردے تھے احمد آباد مین اور اونکے تیسرے بھائی رستم علی خان کو بندر سورت مین
اپنا نائب مقرر کیا نظام الملک نے اپنے عموے حامد خان کو اپنا نائب مقرر کیا شجاعت علی خان
اپنے بھائی ابراہیم علی خان کو شہر مین چھوڑ کر خود پرگنات کے بندوبست کے واسطے گیا تھا

جب اوسنے حامد خان کی آمد کی خبر سنی تو اوسنے چاہا کہ شہر مین پہنچکر شہر کے دروازے
بند کرکے حامد خان کو نہ آنے دون یا امان کا قول لیکر اطاعت کرون - اس باب مین
مختلف اقوال ہین مرہٹون سے ان تینون بھائیون کا فساد رہتا تھا جنگ ور فوج کشی
ہوتی تھی اور عمال چوتھ نہین دیتے تھے صفدر علی خان بانی حیدر قلی خان کی سختی
کا سوختہ تھا وہ آٹھہ سات ہزار سوارون کے ساتھہ دوڑکر حامد خان سے جا ملا اور اوسنے
ان بھائیون کے صاحب داعیہ ہونے کا حامد خان کے خاطر نشان کیا اتفاق سے
شہر مین شجاعت خان اور حامد خان ایک ہی وقت مین داخل ہوئے - شجاعت خان
اپنا ہاتھی حامد خان کے ہاتھی کے برابر لایا - دونو طرف سے قتال و جدال شروع ہوا -
شجاعت خان کشتہ ہوا - ابراہیم قلی خان اپنے گھر مین جاکر چھپا صفدر خان بانی کہ
حیدر قلی خان کے سبب سے اس خاندان کا دل سے سخت دشمن تھا جب سر میانجی ہوا
طرفین کو سمجھایا اور بال دھری ہوا - اس صوبہ مین بال دھری اس شخص کو کہتے
ہین کہ مقدمات و معاملات مالی مین صاحب مطلب مغضوب کو حاکم پاس لیجاکر یا تصفیہ
کرکے معاملہ درست کے لئے لاتا ہے اور اوسکی بدقولی کا کفیل ہوتا ہے - ابراہیم قلی خان نے اس
بال دھری پر اعتماد کیا اور ایک جماعہ دار کی معرفت حامد خان سے ملاقات کی اوسنے
اوسپر بہت مہربانی کی اور اوسکی تسلی مین کوشش کی خلعت و جیغہ دیکر رخصت کیا - ایک
ہفتہ کے بعد صفدر علی خان کے اغوا سے اور برہم کارون کی رہنمائی سے حامد خان
اپنے قول سے پھر گیا اور اوسنے یہ مصلحت جانا کہ ابراہیم قلی خان کو طلب کرکے مقید
کرے بلکہ اوسکی حیات کے شجر کو قطع کرے - کہتے ہین کہ **مصرع**
نہان کی ماند آن رازے کزو سازند محفلہا + گوش بگوش سرگوشی سے یہ خبر اس جماعہ دار
کو ہوئی جسکی وساطت سے حامد خان سے ابراہیم قلی خان کی ملاقات ہوئی تھی اوسنے
حقیقت حال پر ابراہیم قلی خان کو مطلع کیا اور کہا کہ اگر ہو سکے تو تو نکل مین تیرا رفیق
ہون محفوظ جگہ تجھے پہنچا دونگا مگر اوسنے فرار کے عار کو قبول نہین کیا - حامد خان سے

ہزادل اوسکو تیس یا چالیس رفیقون کے ساتھ جو اس بیکسی کی حالت مین اوسکے ہمراہ تھے
لیے گئی - دروازہ پہ چوبدارون نے اُس سے ہتیار مانگے - اونمین سے دو چار کو مارکر وہ حویلی مین
گیا - وہان حامد خان ڈرکر دیوانخانہ سے کہین چلا گیا - غرض زد و کشت کے بعد ابراہیم قلی خان
اور اوسکے ہمراہی کشتہ و زخمی ہوئے - حامد خان نے ابراہیم کا سر کاٹکر اوس کی لاش
کے ٹکڑے دروازہ پر لٹکا دیے +

جب رستم علی خان نائب سورت کو اپنے دو بھائیون کے اس طرح کشتہ ہونے
کی خبر ہوئی تو اوسکے رگ و پے مین خون جوش کرنے لگا اور اوسنے دونو بھائیون کے
خون کے انتقام کی لیے پہ کیا پیلوجی مرہٹون کا سردار ایک سال سے دس گیارہ ہزار سوارون
کے ساتھ نواح بندر سورت سے چوتھ وصول کرنے کے لئے اطراف مین فساد و تاخت و
تاراج کر رہا تھا اور رستم علی خان سے بار مقابلہ و مقاتلہ ہو چکا تھا - پیلوجی واقعی دخل
نہ پاتا تھا - اس حال مین بہ تقاضاے وقت رستم علی خان نے پیلوجی وغیرہ سے مہربانی
آمیز دعا کیا اور اوس سے صلح کرکے اپنے ساتھ رفیق بنایا - پیلوجی نے بھی قابو سے وقت
کو ہاتھ سے نہ دیا مرہٹے ہمیشہ طرف مغلوب کے یا نستہ کو اپنی خوش طالعی جانتے تھے اور خوب
اونکے سطرح بوبارہ ہوتے تھے اوسنے اپنی فوج کے ساتھ اوسکی رفاقت کی حامد خان نے
رستم علی خان کی یہ نقل و حرکت سنکر فوج کو مرتب اور توپخانہ کو آراستہ کیا - اور مرہٹون کے
سردار کنٹھہ کو بارہ ہزار سوارون کے ساتھ اپنا شریک کیا - دریاے مہی کے کنارہ پہنچ کر
ایک سخت لڑائی ہوئی طرفین کے لشکر مین سے جمع کثیر کشتہ و زخمی ہوئی اور اس روز حامد خان کو شکست عظیم ہوئی وہ
کی طرف بھاگا - رستم علی نے فتح کے شادیانے بجوائے اور حرب گاہ سے ایک دو کروہ پر
خیمہ زن ہوا - دوسرے روز حامد خان اپنی فوج کو اور بعض کے قول کے موافق پیلوجی کو جو
رستم علی خان کی سرکشی کا ذخیرہ تھا اپنی طرف لطف آمیز پیغام بھیجکر مائل کیا - اور جنگ کا
نقارہ از سر نو بجایا اور معرکہ جنگ مین قدم رکھا اور اس طرف سے رستم علی خان بھی جو سب کی
قدیم الخدمت نوکر کا سردار دیدہ کشتہ و زخمی ہو گئے تھے مقابلہ مین مشغول ہوا اس حالت مین

پیلاجی نے رستم علی خان کی بہیر پر تاخت کی - بعد زد و خورد کے رستم علی خان کو شکست فاحش ہوئی اور وہ کشتہ ہوا - اس فساد میں چند روز کے لیئے دونو طرف سے مرہٹون کی خوب بنی آئی چیپری اور دودو دونو طرف سے خوب لوٹ ہاتھ آئی - اور دکانون کو لوٹ لیا اور جو کچھ اور لوٹ سکے اوسکو لوٹ لیا - پرگنہ بڑودہ اور دریائے مہی کی نواح میں وہ لوٹ مچائی کہ معاذ اللہ -

جب محمد شاہ بادشاہ کو یہ خبرین پہنچین تو اوسنے سر بلند خان کو احمد آباد کا صوبہ مقرر کرکے بھیجا - نظام الملک بہادر نے حامد خان کو اپنے پاس بلا لیا - باوجودیکہ سر بلند خان پاس سات آٹھ ہزار سوار تھے جنمین اکثر رزم دیدہ آدمی تھے اور توپخانہ عظیم ہمراہ تھا - مگر مرہٹون کی فوج پرگنات مین ایسی پھیلی ہوئی تھی کہ وہ ملک کا بند و بست اور غنیم کی تنبیہ نہین کرسکا اور مرہٹون کا تسلط روز بروز زیادہ ہوتا گیا غلہ کا نرخ گران ہوگیا سر بلند خان شہر مین بطریق محصورین کے بیٹھ گیا - اسنے مظلومون پر جو تعدی ہوتی تھی اوس سے چشم پوشی کی - اور مرہٹون کے پاس تیس ہزار سوار جمع تھے - نہ اونکی تنبیہ کرسکا نہ اونکے بیکار کرسکا شہر کے دروازون تک اکثر پرگنات کو مرہٹے تاخت و تاراج کرتے تھے بہت بیوپاریون و اہل حرفہ اور موالید ثلاثہ کے کاسبون نے جلاء وطنی اختیار کی - اور اطراف مین چلے گئے - ملک تاراج ہوا - سپاہ ضروری و غیر ضروری نوکر تھی وہ مرہٹون کو دفع نہیں کرسکتی تھی سپاہ کے جماعہ دارون نے سپاہ کی تنخواہ کو طلب کیا اوسکے واسطے پرخاش شروع کی تو آخر کو تسلی اور سپاہ کے رفع فساد کے لیئے یہ مقرر ہوا - کہ جماعہ دارون کو تنخواہ کی چٹھی جس صراف و بیوپاری کے نام وہ چاہتے لکھہ کردی جاتی تھی اور وہ جاکر بیوپاری اور تجار کو پکڑ کر مقید کرتے اور شکنجہ عذاب مین کھینچکر اپنا روپیہ تحصیل کرتے - پرگنہ بیرنگر بہت آباد قصبہ تھا وہ بالکل ویران ہوگیا - اس مین تجار اور قوم ناگر کے ایسے امیر جو لاکھون روپئے کی داد و ستد کرتے تھے آباد تھے - اور یہان ہندوستان کے تمام معموروں کے طرح طرح کے مال اور زر نقد جمع اور موالید سہ گانہ کی کانون سے بھرا ہوا تھا - اقسام مال و زر نقد یہان کے

رہنے والون کی صوبہ دار غارت سے نہین بچا سکتے تھے جب محمد شاہ سے یہ عرض ہوا تو اوسنے
سربلند خان کو صوبہ داری سے بدل کر راجہ ڈونگر سنگہ کو اسکی جگہ مقرر کیا۔ جب راجہ یہان آیا
تو سربلند خان نے اوسکو دخل نہ دیا جنگ پر خاش کرنی چاہتا تھا مگر نہ کر سکا تو پھر ایسا کہین
بھاگ کر چلا گیا کہ چند روز تک اوسکا پتا نہ معلوم ہوا وہ بادشاہ پاس نہ گیا اسلیے مغضوب ہوا
اور مدت تک بادشاہ نے اوسکو ملازمت سے محروم رکھا۔ حاصل یہ ہے کہ ہندوستان مین
یہ صوبہ جو سیر حاصلی مین ہندوستان کے سارے صوبون کی ناک تھا اس مین میوے کثرت سے
ہوتے تھے۔ اکثر حبوبات و بقولات و اقسام امتعۂ نفیسہ بیش بہا ہوتے تھی کہ ربع مسکون کی تجار کیواسطے
اور سلاطین ہفت اقلیم کے تحفے بھیجنے کے لیے ہندوستان کی آبرو بڑہاتا تھا اس قدر ویران
ہوا کہ تجار اور زیادہ تر اہل حرفہ جلاوطن ہوئے اور خانمان موروثی کو ترک کیا اطراف
مین جا کر پراگندہ ہو گئے۔ مگر پھر فضل الہی سے مظلومون کی فریادرسی کے لیے نظام الملک
بہادر فتح جنگ آصف جاہ نے اس ملک پر اپنا سایہ ڈالا اور اس صوبہ کی آبادی اور بحالی
ہونے کا سبب ہوا۔

حیدرآباد مین آصف جاہ کے بندوبست کا بیان

دالگلکہرا اور نو جرہ اور پرگنات کوال ور سرکار ایلکندل وغیرہ مین مفسد جو اکثر پرگنات
مین سرکشی کرتے تھے اور کوہنشین تھے سب تھوڑی مدت مین بہادران اسلام کے مطیع ہوئے
اور اکثر جگہ ظلم مین کمی ہوئی سابق کے صوبہ دارون کے عہد مین ہمیشہ راہون مین مرہٹے
تاخت و تاراج کرتے تھے اور راہزن فتور و فساد مچاتے تھے اور مفسد زمیندار مسافرون
کا چلنا مشکل کرتے تھے اب اسکے برخلاف ان راہون مین امن امان کے ساتھ آمد و رفت
جاری ہو گئی مرہٹے جاگیردارون پر اپنے طرح طرح کے ظلم کرکے چوتھ لیتے تھے اور سواء
اسکے دس روپیہ سیکڑہ بنام سردیس مکھی زمیندارون اور رعایا سے تحصیل کرتے تھے اور
کمائش دار ہر ہفتہ اور مہینے مین بدلتے تھے اور رعایا کے حوصلہ سے زیادہ فرمایشین
کرتے تھے اور جاگیردارون کے عمال کو جبراً ذلیل کرتے تھے اور تصدیع دیتے تھے
اب آصف خان نے یہ مقرر کیا کہ چوتھ کے عوض صوبہ حیدرآباد سے نقد خزانہ سے روپیہ

مرہٹون کو دیدیا اور دس روپیہ سیکڑہ بابت سردیس مکھی کے جو رعایا سے لیا جاتا تھا وہ معاف کیا اسطرح چوتھہ کے گماشتہ اروں اور سردیس مکھی اور راہداری کے گماشتون سے نجات ہوئی جنسے مسافرون اور آنے جانے والون اور بیوپاریون کو بڑی اذیت ہوتی تھی جب بادشاہ نے آصف جاہ کو بدلے قمرالدین خان بہادر کو خلعت وقلمدان وزارت عطا کیا تو آصف جاہ کو وکالت کا فرمان عنایت آمیز مع خلعت و فیل وجواہر بھیجا۔

اگرچہ آصف جاہ اپنے بادشاہ سے دور دراز حیدرآباد مین آزادانہ حکومت کرنے لگا اور اوسکے قابو سے نکل گیا مگر ہمسایہ مرہٹون سے وہ محفوظ و مصئون نہ تھا۔ اس وقت مرہٹون حکومت بڑے لایق فایق سردارون کے ہاتھہ مین تھی آصف جاہ کا ایسا مقدور نہ تھا کہ وہ اونکی برابر ٹھہر سکتا۔ اسلئے اوسنے ایسی حکمتین کین اور پیچ پر پیچ ڈالے کہ مرہٹون کا زور اوسکی طرف سے ہٹ کر دلی مین اوسکے دشمنون پر پڑا +

آصف جاہ دلی کو مرہٹون کے نشانہ بناتا ہے +

مرہٹون کی سلطنت کے استقلال کی حالت

ساہو کو تمکو یاد ہو گا کہ اعظم شاہ نے بادشاہی قید سے چھوڑ دیا تھا۔ اوسکی دارالخلافت ستارا تھی تارابائی کا بیٹا سیواجی مرگیا تو راجہ رام کا بیٹا دوسری رانی سے سنبھاجی دوم راج گدی پر بیٹھا۔ اوسکی دارالسلطنت کولاپور تھا۔ یہ دونو خاندان آپس مین رقیب تھے۔ آصف جاہ نے اپنی عقل دوراندیش سے یہ تدبیر سوچی تھی کہ مرہٹون مین ضعیف گروہ کو تقویت دیکر اوسکے قوی گروہ کو ضعیف کرنا چاہیے۔ اسلئے وہ سنبھاجی دوم کا جو کمزور اور ضعیف تھا حامی و مددگار ہوا۔ اس وجہ سے اور اور سببون سے ساہو کا گروہ دب گیا تھا اگر اوسکو ایک وزیر بالاجی وسواناتھہ ہاتھہ آگیا ہوتا تو وہ اپنی قوت نہ دکھا سکتا۔ اوسکی بدولت ساہوجی کو اپنی پہلی عزت حاصل ہوگئی سیواجی کے وقت سے پیشوا کا عہدہ چلا آتا تھا۔ اس زمانہ مین مرہٹون کی سلطنت مین

پیشوا بالاجی وسواناتھ ۱۷۱۴ء +

دو اعلے عہدے تھے ایک پت نیدھی یعنے نائب السلطنت کا اور دوسرا اوس کے بعد
پیشوا کا کئی لائق پیشوا مقرر ہو چکے تھے مگر بالاجی وسوا ناتھ راؤ ایسا پیشوا ہوا کہ
اوسنے پیشواؤن کے خاندان کی بنیاد ہی جمادی - یہ پیشوا قوم کا برہمن کانکن کا
رہنے والا کسی گانوُن کا موروثی پٹواری تھا اس مین برہمنون کی فطرتی عادتون
کے علاوہ ہمت اور جرأت ایسی تھی کہ برہمنون مین شاذ ونادر ہوتی ہے - گو وہ خود
بڑا سپاہی نہ تھا بلکہ گھوڑے پر اسقدر کم چڑہنا آتا تھا کہ جب دشمنون کے خوف سے
گھوڑا دوڑانا پڑتا تھا تو دو آدمی اوسکے گھوڑے کو ادہر اودہر ہو کر تھامے رہتے
تھے - وہ پہاڑی آدمی تھا اگر گھوڑے پر چڑہنے کی مشق نہ ہو تو تعجب نہین غرض وہ
خود بھی لائق تھا اور اوسکی اولاد اُس سے بھی زیادہ لائق ہوئی - اول وہ کسی جد پیسی راجہ
کا ملازم ہوا اور وہانسے راجہ ساہو کی ملازمت مین آیا - یہان اوسنے اپنی لیاقت و
ذہانت سے راجہ کی نظرون مین وقار اور سب ہمنظرون سے زیادہ اعتبار پیدا کیا
اوسنے کمال کا کام یہ کیا کہ مشہور بحری قزاق اور زبردست سردار انگرائی کو سنبھاجی
دوم کی طرف سے توڑ کر کانکان مین ساہو کا رفیق بنادیا - راجہ ساہو نے بالاجی کو اسکی
حسن خدمات کا یہ صلہ دیا کہ اوسکو پیشوا کا عہدہ مرحمت کیا اور مستحکم قلعہ پورندھر اور
اوسکے گرد کا ملک بھی عنایت کیا اور مالگزاری کا انتظام اوسکے سپرد ہوا جس کا
بند و بست اوسنے ایک نئی طرح سے کیا جس سے اوسکی کمال ذہانت اور لیاقت معلوم
ہوتی ہے واقعی اس انتظام نے مرہٹون کی سلطنت کی رونق زیادہ کردی اول کام
اوسنے یہ کیا کہ مہاراسٹر کی بلا مین جو درہمی برہمی ہو رہی تھی اور مغربی ساحل پر
جو فساد برپا ہو رہے تھے ان سب کو مٹادیا پھر اپنے اضلاع کو اور شہر پونہ کو جو اوسکے
جانشینون کا دارالسلطنت ہوا اپنی حسن تدبیر سے بڑی رونق دی اس ملک مین
جو رہزنون اور قزاقون کے گروہ کے گروہ لوٹ مارتے پھرتے تھے انکا انتظام کیا
دیہات کے آباد کرنے پر اوسنے بڑی توجہ کی زراعت کی ترقی کے واسطے اوس نے

بہت تہوڑسی جمع مقرر کی اور بتدریج اوسکو بڑھایا +

تم کو یاد ہوگا کہ اس بالاجی کی بدولت یہ کام بھی ہوا تہا کہ ۱۷۱۸ء مین سید حسین علیخان کے ماتحت فوج لیکر وہ دہلی گیا تہا اور اس سید کی بدولت ان شرائط پر بادشاہ سے عہد و پیمان ہوئے تھے کہ مرہٹون کے پاس جسقدر ملک سیواجی کی وفات کے وقت تھا وہ راجہ ساہو کو دیا جائے اور دکن کے چھہ بادشاہی صوبون اور خراج گزار ریاستون ترچناپلی اور تنجور اور میسور سے چوتھ اور سردیس مکھی دی جائے - اور اوسکے عوض مین ساہو بادشاہ کا مطیع رہے اور دس لاکھہ روپیہ سالانہ خراج دیا کرے اور تمام ملک کے امن امان اور رعایا کے حفظ جان و مال کا ضامن رہے - یہ فائدے بالاجی کو سید حسین علی خان کی خدمت گذاری سے حاصل ہوئے تھے مگر جب سید حسین علیخان مرگیا اور اوسکے خاندان کا سارا کارخانہ خاک مین مل گیا تو بھی راجہ ساہو اور بادشاہ دہلی کے تعلقات مین کوئی تغیر نہین ہوا - فرخ سیر کی وفات پر بھی بالاجی دہلی مین ٹھیرا اور ۱۷۲۰ء مین عہدنامہ مذکور کو محمد شاہ کی مہر و حکم سے مستحکم کیا اور راجہ ساہو کو اوس نے دہ ہزاری کا خطاب عنایت کیا غرض اس عہدنامہ سے مرہٹون کو جو دولت اور سلطنت حاصل ہوئی اوسکے سبب سے اس دانشمند پیشوا نے مرہٹون کا وہ پرانا رنگ ڈہنگ قزاقون اور رہزنون کا بدل دیا - اس عہدنامہ پر بھی مرہٹون کو اختیار تھا کہ وہ اپنے حقوق کی تحصیل خود کرین اس تحصیل مین وہ نہایت سختی و جبر کرتے تھے - اب بالاجی نے اس سختی کو ترقی سے یون بدلا کہ پہلے چوتھ اٹکل بچو لی جاتی تھی اسلئے یہ قاعدہ مقرر کیا کہ چوتھ اس زر مالگزاری پر لی جائے جو مستقل طور پر راجہ ٹوڈرمل اور ملک عنبر نے زمین پر مقرر کی تہی - گو اس سبب سے کہ ملک ویران ہوگیا تھا مالگزاری مذکورہ کا ایک حصہ حاصل ہوتا تہا بالاجی نے اس قاعدہ کی تکمیل پوری پوری نہیں کی مگر اس سے مرہٹونکا دعوی غیر محدود رہا مرہٹون کو باقی کی تحصیل مین جبر و تعدی کرنے کا موقع مل جاتا تھا اوسنے خاص ضلاع مین توسیع فتوحات کے لیے سردارونکو واسطے

حقوق مختص المقام مقرر کیئے ـ مگر اس سے یہ بھی اندیشہ تھا کہ کہین سب جدا جدا نہ ہو جائین اسلیئے باہمی اتفاق کے لیئے اصل محاصل کو جدا جدا بالتفصیل تقسیم کیا اور اس تقسیم کی تقسیم در تقسیم کی اور ہر ایک سردار کے واسطے ایک خاص حصہ محاصل کا تجویز کیا ـ اس لئے ایک ضلع پر کئی سردارون کی اور اونکے ملازمون کی توجہ رہنے لگی راجہ کے رشتہ دارون کی بسر اوقات کے لیئے جدا جدا دہات یا بعض اضلاع انعام و جاگیر مین دیدئے تھے وہ سب ایک سردار کے احاطہ اضلاع مین واقع تھے ـ آیندہ بھی چھوٹی چھوٹی جاگیرین خاص خاص آدمیون کو مرحمت ہوتی تھین ـ علاوہ اسکے ہر سردار کو صدر مقام کے لیئے ایک دو گانون کی ضرورت ہوتی تھی اور تمام سردار اس بات کے خواہان تھے کہ ان دہات مین ہم کو اختیار و اقتدار حاکمانہ حاصل ہو جس مین وہ رہتے تھے یا موروثی افسر تھے غرض اس تقسیم اور تقسیم در تقسیم اور تعین حقوق کا بڑا نتیجہ بالاجی کی مد نظر ہمیشہ رہتا تھا کہ برہمنون کا اختیار بڑھے اس طرح حاصل ہو گیا کہ مرہٹے سردارون کے پیچھے حساب کتاب کا عذاب لگا یا گیا ـ جتنے جاگیردار اور سردار تھے سب جاہل تھے ـ وہ اپنی جاگیرون کے محاصل اور تقسیم در تقسیم کے حسابون کو بغیر برہمنون کے کیونکر سمجھ سکتے تھے اسلیئے وہ برہمنون کے دست نگر ہو گئے اس طرح اپنی قوم کی عزت بڑھنے سے پیشوا کی قوت کو بڑی تقویت حاصل ہوئی +

جب بالاجی کا انتقال ہوا تو اسکا بیٹا باجے راؤ باپ کا جانشین ہوا ـ یہ راؤ برہمنون کے سارے خاندان مین اور مرہٹون کی ساری قوم میں سیواجی کے سوا قابلیت اور لیاقت مین سب سے زیادہ تھا مگر بالفعل اوس کو وہ تمام اختیارات نہیں حاصل ہوئے جو اوسکے باپ کو حاصل تھے ـ اسکا سبب یہ تھا کہ راجہ کے دربار مین اسکا بڑا مخالف پنیدہی سری پت راؤ تھا ـ وہ بھی برہمن تھا اور ستارہ ادہر کے ملکون کا رہنے والا تھا ـ وہ یہ چاہتا تھا کہ راجہ کی سلطنت اور حکومت کو مہاراشٹر مین استحکام دے اور کولاپور کے راجہ کو مغلوب کرے اور سیواجی کے وقت کا کرناٹک کا میدانی ملک فتح کیا ہوا جسکو مغلون اور سیواجی کے بھائی کی اولاد نے دبا لیا ہے اوس پر قبضہ کرے اور ہندوستان کے

ختم کرنے کے ارادہ سے پہلے دکھن مین حکومت کو استقلال دے۔ مگر اوسکے خلاف باجی راو
کی رائے عالی بہادرانہ یہ تھی کہ لٹیرے سوار وہ لشکر وہ جو دشمن کے ملک مین زیادہ کارآمد
ہوگا وہ اپنی قلمرو مین محکوم نہ ہوگا اور ملک مین لوٹ مار بغیر اونکو چین نہین آئیگا وہ ملک مین
امن امان قائم نہین رہنے دیگا۔ فوج کے مستقل انتظام سے ملک کی حکومت کا عمدہ انتظام
ہوسکتا ہے اسلیئے مرہٹون کو شمالی ملک مین لے جانا چاہیئے۔ جہان اب تک وہ نہین گئے اور
اور وہین سے اونکا پیٹ بھرنا چاہیئے۔ اسسے اونکے حوصلے اور اونکے سردارون کے
عزم بڑہینگے۔ یہان رہینگے تو اپنے ملک کو کھائینگے۔ وہ ہمیشہ یہ چاہتا تھا کہ دور دور
کی مہمات مین لشکر مصروف رہے جس سے راجہ کی سلطنت کو وسعت برائے نام ہو اور
اضلاع سے جو محاصل کا روپیہ آئے اُسسے خزانہ معمور ہو اور سپاہ کا دل لوٹ مار سے
خوش رہے اور اپنے ملک مین امن رہے۔ اور دشمنون سے جنہون نے اونکو پہلے پامال کیا تھا
عوض لیا جائے۔ اوسنے اپنے دشمنون یعنی مسلمانون کی سلطنت کا حال یہ بیان کیا کہ اب
اس مین کچھ دم باقی نہین ہے جیسی اسکی اصل بالکل سڑ اور گل کر بودی مٹیا بھوس ہوگئی ایسی کسی اور جنگل
کم زور نہین ہے جہان اسکے خشک تنہ پر ہمارا ہاتھ لگا تو وہ گریگا اور اُسکی ساری شاخیں گر کر خشک
ہو جائینگی راجہ کے سامنے ایک اور تقریر پر زور یہ کی کہ اب ہمارا وہ زمانہ آگیا ہے کہ ہندوستان
کی زمین سے بیگانون کو نکال باہر کرین اور اونکی سلطنت کو پامال کرین اور یون قیامت
تک نیک نامی حاصل کرین۔ اے راجہ اپنی کوشش سے تیری سلطنت کو یہان سے ہمالیہ
تک پھیلا دین۔ آپ نربدہ پار جانے کی اجازت دیں اوسپر راجہ بے اختیار ہو کر بولا کہ تو
ایسا ہی لائق باپ کا بیٹا ہے کہ مجھے یقین ہے کہ میرے جھنڈے ہمالیہ پہاڑ پر
تو گاڑے گا +

باجی کی صفات اور پیشوا کی لیاقت +

راجہ ساہو کے دربار مین جو یہ مباحثے پیش ہوئے انمین باجی راؤ کی رائے کو
غلبہ رہا اور روز بروز اس کا اختیار اور اقتدار بڑھتا گیا اور اوسکی امداد کی ضرورتون
کے سبب راجہ اسکا محتاج ہو گیا۔ اگرچہ راجہ ساہو قابلیتون سے خالی نہ تھا مگر بادشاہی

محلون کی نازپروردگی کے سبب سے جسم مین جیسی چالاکی اور مضبوطی اور مزاج مین جفاکشی نہ
تھی برخلاف اسکے باجے راؤ لشکر مین پیدا ہوا - وہین رہا سہا مدبرون اور تجربہ کارون
مین تربیت پائی سوا اسکے اس مین فہم و فراست خداداد تھی - تجربہ کار ہوشیار تھا اور
اپنے بھائی بند برہمنون کی طرح روکھا سوکھا بودا ٹھنڈا نہ تھا بلکہ خوش مزاج صاحب تدبیر
سلیقہ مند تھا مرہٹونکی سپاہیانہ خصائل رکھتا تھا سادہ سپاہی تھا - سفر کی ماندگی اور
کاموںکی محنت کی کچھہ اصل نہین سمجھتا تھا - مزاج مین سادگی ایسی تھی کہ گھوڑے پر سوار ہے
راہ مین باجرہ کا کھیت آگیا اس مین سے دس پانچ بالین توڑلین اور اونکے دانے نکال کر
چبائے اور پیٹ بھر لیا +

باجے راؤ کے شمالی صوبون کے عزم کے مغل و مسلمان غیر مدد و معاون ہوئے - مبارز خان کی
لڑائی سے تھوڑی مدت پہلے آصف جاہ کو مالوہ اور گجرات کی حکومت سے منتقل کردیا تھا جب
آصف جاہ کو مبارز خان پر فتح حاصل ہوئی - تو اوسنے اپنا چچا حامد خان نائب صوبہ دار گجرات
کو لکھا کہ وہ فساد برپا کرے - اسنے پیلاجی اور کنتاجی مرہٹون کے سردارون کو اپنا
طرفدار اور یار بنایا اور اونکی امداد سے بادشاہی فوجدارون اور جاگیردارون کے گماشتون
کو ملک سے باہر کردیا اور خود مختاری کا مدعی ہوا - جب محمد شاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اوسنے
تورانی امیرون کے اکھیڑنے کے واسطے قطب الملک پاس جو قیدخانہ مین پڑا تھا
ایک معتمد آدمی بھیجا اور پیغام دیا کہ اب بھی تم سے کچھہ ہوسکتا ہے تو اس بیچارے سید نے
یہ جواب دیا کہ اگر حضور کا ہاتھہ میرے سر پر ہو تو سب کچھہ کرسکتا ہون - اب تک
پانچ چھہ ہزار سوار میرے قابو مین ہین اونکی مدد سے جو کچھہ حکم ہو بجالاسکتا ہون جب
مخالفون کو اسکی خبر ہوئی تو اونہون نے اس سید کو زہر دیکر قید ہستی سے رہا کیا -
پھر حامد خان کی تادیب و تنبیہ کے واسطے مبارز الملک سربلند خان کو گجرات کا صوبہ دار
مقرر کیا - نظام الملک سے یہ صوبہ لے لیا سربلند خان کو ایک کروڑ روپیہ سامان درست
کرنے کے واسطے دیا گیا - اوسکی سفارش سے سید نجم الدین علی خان بھی قید سے رہا ہوا

اونسے سادات بارہ کو جمع کیا سربلندخان سپاہ دوست آدمی تھا وہ ہرصوبہ مین کچھہ کچھہ دنون
رہ چکا تھا تھوڑے بہت اوسکے پرانے دوست موجود تھے۔ تھوڑے دنون مین ایک لشکر
شائستہ اس پاس جمع ہوگیا سربلندخان نے گجرات کے لیئے اپنی نیابت کی سند
شجاعت خان کو بھیجی۔ اسپر حامدخان غصہ ہوکر اپنی بےمقدوری کے سبب سے گجرات
سے موضع دہد مین آنکر مقیم ہوا اور کنتاجی کو اپنی اعانت کے لیئے طلب کیا اور ایک جمعیت
ہم پہنچائی۔ اوراس کو ساتھہ لے گجرات پہ چڑھا شجاعت خان بھی گجرات سے نکلا
اور حامدخان سے لڑا اور جان کھو بیٹھا مقتول کا بھائی رستم علی خان بندرسورت مین
حاکم تھا اونسے جب بھائی کے مرنے کی خبر سنی تو اونسے پورا سامان جنگ تیار کیا اور
پیلاجی گائیکوار کو جو اس نواح مین تاخت وتاراج کرتا تھا اپنے ساتھہ متفق کیا۔ اور
بندرسورت سے چلا۔ حامدخان اور کنتاجی تیس ہزار سوار لے کر احمدآباد سے چلے بیچ مین
لڑائی ہوئی۔ ظاہر مین پیلاجی رستم علی خان کی طرف تہا مگر باطن مین وہ کنتاجی سے
ملا ہوا تھا۔ اونسے دغا سے اپنے ساتھی کو لڑائی مین قتل کرادیا۔ حامدخان کو جتوادیا جسنے
اس کمک کے عوض مین اپنے ممالک مقبوضہ کی چوتھہ اور سردیس مکھی مرہٹون کے لیئے
مقرر کردی۔ سربلندخان وزارت کی امیدواری مین اکبرآباد اور اجمیر کے دوراہے پر
ٹھیرا ہوا تہا کہ اوسکو بادشاہ کا حکم پہنچا کہ گجرات کو روانہ ہو۔ اس وقت بادشاہ تورانی
امیرون سے ایسا ناراض تھا کہ اوسنے آصف الدولہ سے مالوہ کا صوبہ لے لیا اور گردھر
کو اوسکی جگہہ مقرر کردیا نجم الدین علی خان کو اجمیر کی صوبہداری عنایت ہوئی۔ اور اوس کو
سربلندخان کی اعانت کے واسطے حکم ہوا۔ وہ بھی اپنا سامان درست کرکے اوسسے
جاملا۔ حامدخان بھی کنتاجی اور پیلاجی کو ہمراہ لے میدان جنگ مین دشمن سے مقابل
ہوا۔ مگر شکست پائی سربلندخان اور سردارون نے ایک دوراہ سے جاکر احمدآباد پر
قبضہ کرلیا۔ حامدخان آصف جاہ پاس چلا گیا۔ یہ واقعہ ۱۱۳۶ھ ۱۷۲۴ع کا ہے۔ اوسنے دوسرے
سال مین آصف جاہ نے مرہٹون کے ساتھہ حامدخان کو لڑنے کے واسطے گجرات پر بھیجا

مسلمانونکا مرہٹون سے مدد طلب کرنا اور چوتھہ دینا +

حدود گجرات مین مرہٹون کے ساتھہ بڑی لڑائیان ہوئین نجم الدین علی خان نے مرہٹون کو خوب
ٹھیک بنایا مرہٹون نے بدہ نگرا ور بیل نگر جا کر امیر الامرا کو تاخت و تاراج کیا - خانہ زاد خان
پسر سربلند خان و سید نجم الدین علی خان ساٹھہ ہزار سوارون و پیادون کی جمعیت اور چند ضرب
توپ خرد و کلان لیکر میدان کھنبایچ مین مرہٹون کے مقابل ہوئے مرہٹون کی ایک جماعت
کثیر کو قتل کیا اور باقی کو بھگا دیا - دریاے نربدا تک اونکا تعاقب کیا - حدود گجرات سے باہر
نکالدیا - مبارز الملک سربلند خان بہت فوج رکھتا تھا پانچ لاکھہ روپیہ کی ہنڈوی ماہ بماہ
بادشاہ سربلند خان پاس بھیجتا تھا - اور یہہ بھی مقرر ہوچکا تھا کہ جبتک گجرات کا انتظام کلی نہ ہو
تو گجرات کا محاصل سپاہ ہی مین خرچ ہو - جب بادشاہ کو اس فتح کی خبر پہنچی تو صمصام الدولہ
کی صوابدید سے زیادہ فوج کی برطرفی کا حکم ہوا اور سربلند خان کا درماہہ موقوف ہوا -
جب تک سربلند خان پاس یہہ حکم نہین پہنچا تھا اس صوبہ مین بادشاہ کے سطوت کا
آوازہ بلند تھا اور متمرد خستہ حال و مستمند تھے +

ان دنون مین بادشاہ کے دربار مین اور ہی گل کھلا - روشن الدولہ مین ہرچند بعض صفات
حمیدہ تھین لیکن اسکے سارے کامون کا مدار رشوۃ پر تھا صوبہ کابل کی بابت بارہ لاکھہ
روپیہ سال بسال خزانہ عامرہ سے روشن الدولہ کے حوالہ ہوتا تھا - اسمین سے آدھا آپ کھا جاتا تھا
اور آدھا بادشاہ پاس بھیجدیتا تھا اور ایسے ہی اور کامون مین عمل کرتا تھا - اسپر امرانے منادی
کر کے اسکا پردہ فاش کیا - بادشاہ نے اوسپر عتاب کیا اور محاسبہ لیا بادشاہ کے متصدیون نے
دو کروڑ روپیہ اوسکے ذمہ نکالا - بادشاہ کے حکم سے روشن الدولہ سے یہ روپیہ طلب ہوا مجبور ہوکر
یہ روپیہ اوسکو اوگلنا پڑا - وہ بادشاہ کی نظر سے گر گیا اور اخراجات کا کام صمصام الدولہ
کو سپرد ہوا - شاہ عبد الغفور بھی مرتشی تھا بادشاہ کے مزاج مین دخیل تھا وہ بھی معرض عتاب مین آیا
اور محبوس و مقید ہوکر بنگالہ بھیجا گیا - بادشاہ کی عزیز کوکی رحیم النسا بھی ان دونو مختارون کی ہمراز
تھی - اوس کا بھی محل سے اخراج اور اوباہے ازدواج ہوا - غرض اب بادشاہ کے مزاج مین
صمصام الدولہ نے بڑا دخل پیدا کیا - اوسنے سربلند خان کی جگہ راجہ ابھے سنگہ کو گجرات کا

دربار شاہی کی کیفیت اور راجہ ابھے سنگہ کا صوبہ گجرات مین مقرر ہونا +

صوبہ مقرر کیا اور سربلند خان کو بادشاہ پاس بلایا - راجہ نے اپنی آرام طلبی کے سبب سے اپنا نائب
گجرات بھیجا - سربلند خان نے اوسکو شکست دی کر نکال دیا - اوسکے بعد دوسرا نائب بھیجا
اسکا حال بھی پہلے نائب کا سا ہوا - پھر راجہ خود بچاس ساٹھ ہزار سپاہ لیکر گجرات
روانہ ہوا - سربلند خان ہر چند بادشاہ اور آصف الدولہ سے تشویشیں رکھتا تھا - لیکن
بسبب قلت زر و اسباب سفر ناچار ابھے سنگہ سے لڑا اور اوسکو ایکدفعہ شکست دیدی
اسی فتح کو غنیمت جانا اور آئندہ جان لیا کہ راجہ سے مین نہین لڑ سکتا - اسلئے پیغام سلام
کرکے راجہ سے صلح کرلی اور پگڑی بدل بھائی بن گیا اور اوس سے روپیہ وصول کرکے آگرہ
کی طرف چلا - بادشاہ کی مرضی کے خلاف راجہ ابھے سنگہ سے سربلند خان لڑا تھا اسلئے
بادشاہ نے دو سو گرز بردار بھیجے کہ سربلند خان کو قید کر کے لے آئین - اکبر آباد مین جب سربلند خان
آیا تو گرز برداروں نے اوسے قید کرلیا - یہان وہ تقصیر کے انتظار مین مقیم ہوا - تو ہمراہ کی سپاہ
جو اکثر برطرف ہوگئی تھی تنخواہ کے تقاضے کی شورش کی - برہان الملک جسنے
سربلند خان کی مدتون نوکری کی تھی وہ اکبر آباد مین تھا اوسنے سربلند خان سے درخواست
کی کہ مین اپنے پاس سے تنخواہ چکا دون تو یہ بات سربلند خان کو گران معلوم ہوئی اور
اوسنے کہا کہ خدا کے فضل سے میرا حال ایسا نہین ہے کہ دوستون کا احسان اوٹھاؤن
اسکی حرم سرا مین خزانہ مخفی تھا اوسنے اشرفیان نکال کر سپاہ مین تقسیم کردین +
جب آصف جاہ وزارت کے عہدہ سے مستعفی ہوکر ۱۱۳۶ھ مین تیسری مرتبہ دکھن مین آیا تو اوسنے
ارادہ یہہ کرلیا کہ وہ ایک خودمختار ریاست قایم کرے چنانچہ ہم پڑھ چکے ہین کہ وہ مبارز الملک کو
مارکر دکن مین مستقل حاکم ہوگیا - اگر اوس پاس سے مالوہ اور گجرات کے صوبے نہ نکل جاتے
تو وہ تہائی ہندوستان کا بادشاہ ہوچکا تھا اب دکن مین اوسکی سلطنت ایسی شان
و شوکت سے جم گئی تھی کہ اوسنے ارادہ کیا کہ مرہٹون سے جو اوسکے ہمسایہ مین بڑے
اندیشہ ناک دشمن تھے اپنے معاملات کو درست کرے وہ مرہٹون کی خصلت سے خوب
واقف تھا - اونکے ایسے جو فساد اور عناد تھے اونکو خوب سمجھتا تھا اون کے بڑے بڑے

سرداروں سے اوسکا اتحاد تھا اوسکو مرہٹون کے آپس کے فساد اور نفاق سے جو فتحیابی و
کامیابی کی امید تھی وہ اپنی حسن لیاقت سے نہ تھی - اب اوسنے یہ چھیڑ نکالی کہ باجے راؤ کو
شمالی ملک کی مہمات مین مصروف دیکھکر سری پت سے جو پیشوا کا مخالف تھا رسم و راہ
پیدا کرکے یہ عہدنامہ حاصل کرنا چاہا کہ حیدرآباد کے گرد کے اضلاع سے چوتھ اور سردیس مکھی
نہ لے جائے ۔ ان دونون چیزون کے لینے کا فیصلہ پہلے مرہٹون کے حق مین بادشاہی
حکم سے ہوچکا تھا اور اوسکے عوض مین ملک یا نقد روپیہ ٹھیر جائے غرض اس سے یہ تھی کہ
اوسکی دار السلطنت کے گرد ملک بالکل مرہٹون کی اس مداخلت سے خالی ہوجائے جو بار بار ان
محصولون کے سبب سے ہوتی تھی - اور ایک ملک جو سب طرح مرہٹون کے جھگڑون سے
پاک ہو اوسکو حاصل ہوجائے - اس راجہ اور سری پت کو اوسنے راضی کرلیا - مگر پیشوا جو آیا تو اوس
اس انتظام کو ناپسند کیا - بھلا وہ اپنے اختیارات کو جو غیر محدود تھے کیون اس انتظام کو
منظور کرکے محدود کرتا - خیر یہان اس امر پر گفتگو ہو رہی تھی کہ نظام الملک اپنی قدیمی
چال چلا جسمین اوسکو پہلے کامیابی حاصل ہوچکی تھی وہ یہ تھی کہ ان دنون مین کولاپور کا
راجہ سنبھاجی دوم مرہٹون کی ریاست کا دوسرا دعویدار ساہو کی اقبالمندی کے مقابل مین
پھیکا پڑا تھا اپنے خاندان کے ملک مین صرف جنوبی حصہ پر اوسکا قبضہ تھا اور باقی ملک کا وہ
دعویدار تھا اب اس دعویدار کی حمایت پر آصف جاہ نے کمر باندھی اور بادشاہ کا اپنے تئین قائممقام
سمجھکر اوسنے یہ حاکمانہ حکم دیا کہ ہمکو یہ شبہ واقع ہوتا ہے کہ میرے ملک سے چوتھ اور سردیس مکھی
وغیرہ حقوق کا روپیہ مرہٹون کا حق مقرر ہے وہ سنبھاجی کا حق ہے یا ساہو راجہ کا - فریقین اپنے
دعوے کو بدلائل پیش کرین - تمام راجہ ساہو کے کلکٹرون کو اوٹھا دیا اور چوتھ کا روپیہ ادا نہ کیا
راجہ ساہو اس امر کو سنکر آپے سے باہر ہوا اور اوسکا ارادہ ہوا کہ اسی وقت لشکر کو خود چڑھا کر
لے جائے مگر پیشوا نے اوسکو ٹھنڈا کرکے اس مہم کا اہتمام اپنے ذمہ لیا - اور تھوڑے دنون
مین اپنی دانشمندی سے سپاہ اور سامان سپاہ کو جمع کیا اور اس خوبصورتی سے اس کام کا انجام
دیا کہ اپنے راجہ کی سلطنت کی بنیاد پختہ کردی - نظام الملک نے اس اپنی عمدہ تدبیر کے پورا ہونے کے

واسطے پہلے اسنے کہ ساہو کے مقابلہ مین میدان جنگ مین آئے اوسنے مصالحت کی باتین
کرنی شروع کین اور یہ اوسنے کہا کہ مین نے یہ تجویز فقط تمہارے ہی فائدہ کے لئے پیشوا کے ہاتھ سے
رہائی دلوانی کے لئے سوچی تھی - پس راجہ کو چاہئے کہ جن لوگو نکو موقوف کیا ہے او نکو بحال کرے
- وہ ہمیشہ اوسکے وفادار تابعدار رہینگے مگر اسوقت ایسی چالاکی کی باتین بنانا نظام الملک کی
غلطی تھی شاید یہ باتین او روقت راجہ کو اپنے وزیر پر شک دلاتین مگر اسوقت تو سارا غصہ
راجہ کا اسطرف جھکا ہوا تھا پیشوا کی شیوا بیانی اور خوش زبانی کب ایسی باتون کی طرف متوجہ
ہونے دیتی تھی - غرض برسات کے موسم مین دونو طرف لشکرون کے سامان ہوتے رہے
اور ۱۷۲۷ء مین نظام الملک کی ہراول کی فوج کو پیشوا صدمہ پہنچا کر پھر گیا اور دشمن کو دق کرنیکے
واسطے اورنگ آباد کو جا دہمکایا اور مشہور کر دیا کہ میرا ارادہ برہانپور کے غارت کرنے کا ہے
اس سبب سے دشمن شمال کو چلا - کچھ فوج اوسنے دشمن کے سامنے کی - باقی فوج سے بڑی تیزی
اور تنا ہی چالاکی سے گجرات پر یورش کی اب آصف جاہ یہ سوچا کہ دشمن کا تعاقب کرنا
بے سود ہے اسلئے وہ جنوب کی طرف چلا اور پونہ جا کر لیکن پیشوا جلدی سے گجرات کے باشندون
کو قتل کر خزن کے ندی نالے پہاڑ سیکڑون گہ ونکو بے چراغ کرکے اپنے ملک کی حفاظت
کے واسطے بہت جلد لیا - اب یہان آصف جاہ کی فوج نے کچھ کام نہ کیا - اس کام کے کرنے
او سکے بڑے دوست مرہٹے تھے یا دکی دوستی پر چندان اعتبار نہ تھا - سواء اس کے آپس مین نا اتفاقی
تھی - غرض اسوقت نظام الملک بڑی مصیبت مین پھنسا - اور اوس سرزمین مین ٹھہر گیا جہان
پانی ملنا بھی دشوار تھا - آخر کو لاچار ہو کر اوسنے کولاپور کے راجہ سنبھاجی کا بھی ساتھ چھوڑا -
اور ۱۷۲۸ء مین راجہ ساہو سے اس اقرار پر صلح ہو گئی کہ چوتھ اور سردیس مکھی کی تمام باقیات کا روپیہ
ادا کرونگا - اور چند مضبوط قلعے اپنے ملک کے آیندہ محصول ادا کرنیکے لئے ضمانت مین سپرد کرونگا
یہ پہلا ہی وقت تھا کہ یہ دونو رقیب میدان جنگ مین آمنے سامنے آئے - کیا خدا کی قدرت ہے کہ
وہ اورنگ زیب کے زمانہ کا بوڑھا تجربہ کار امیر جسنے سیکڑون میدان مارے ہون وہ یون عاجز ہو کر
ایک نوجوان برہمن سے ایسی شرائط پر صلح کرے جبکہ باجی راؤ اس کام مین مصروف تھا سری پت نے بھی

سنبھاجی ثانی کولاپور کے راجہ کو گھیر کر شکست دی اور ۱۷۳۰ء مین اوسے مجبور کرکے یہ دستاویز
لکھالی کہ تمام مرہٹون کا مسلّم اور سردار ساری ریاست کا مستحق راجہ ساہو ہے وہ راجہ فقط حوالی
کولاپور پر جسکی مغربی حد سمندر سے محدود ہے قابض رہیگا۔ اس کام سے سری پت راؤ کی بھی
عزت ہوئی۔ مگر یہ کام اوس رتبہ اور شان کا نہ تھا جو باجے راؤ نے کیا تھا۔ گو آصف جاہ کو
یہ خفت اپنے رقیب کے سامنے پیش آئی مگر پھر بھی وہ مرہٹون کی حکومت کے توڑنیکی حکمتین
سوچتا رہا۔ اور آخر کو اوسنے ایک بڑا زبردست دشمن پیشوا کے لئے کھڑا کیا۔

ترمبک راؤ دہابری ایک بڑا مرہٹون کا سردار تھا۔ اور وہ گجرات مین لڑا تھا
اور اوسکی بدولت مرہٹون کی حکومت کی صورت گجرات مین جمی تھی۔ مگر پیشوا نے گجرات
کے حاکم سے جو عہد نامہ کیا اوس سے کچھہ ثمرہ ترمبک راؤ کو اپنی جانفشانی کا نہین حاصل ہوا
بلکہ وہ اولٹا باجے راؤ کو حاصل ہوا۔ اس سبب سے اوسکا دل پیشوا سے گھٹنے اور جلنے لگا۔
اور اوسنے آصف جاہ کو اپنے ساتھہ متفق کیا۔ اور یہ پینتیس ۳۵ ہزار آدمی دکھن کی طرف لیجاکر
یہ ارادہ مصمم کیا کہ راجہ ساہو کو پیشوا اور برہمنون کے پھندے سے نکالے +

باجے راؤ نے بہت چستی اور چالاکی سے یہ چاہا کہ یہ دونو اوسکے قوی دشمن متفق نہون
اسلئے گو اوسکی فوج ترمبک راؤ سے آدھی بھی مگر اوسمین چیدے چیدے سوار اور خاندانی سپاہی
تھے۔ اس سپاہ کو وہ جلدی سے گجرات مین لے گیا۔ شہر کی مورچون کو اوسکے غار مین گھیرنے کا
قصد کیا۔ ترمبک راؤ کے ہراول کو شدید کے قریب شکست دی اسپر اوسکی بھاری فوج
پر جا پڑا۔ ترمبک راؤ نے یہ ارادہ کیا کہ یا فتح حاصل کیجیے یا جان دیجیے۔ اسلئے اوسنے اپنے ہاتھی
کے پیرون مین زنجیرین ڈلوادین۔ اس بلند ہمتی سے سپاہ نے بڑا سخت مقابلہ کیا اور باجی راؤ
بھی گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے لشکر کا دل بڑھاتا رہا۔ آخرکار ترمبک راؤ کے ایک گولی اتفاق
سے لگی جس سے وہ مرگیا اور اس طرح ۱۷۳۱ء مین اس قوی دشمن کا خاتمہ ہوا۔ نظام الملک کا
یہ دوسرا وار تھا وہ بھی خالی گیا۔ اب اوسکو فقط اپنی ذات سے رقیب سمجھنا پڑا
اس فتح سے پیشوا کو بالکل مگر برائے نام غلبہ مرہٹونکی بادشاہت پر ہوگیا۔ دشمن کے ساتھہ

اوسنے بڑی بڑی تری ــ دشمنونکو بہت تنگ کیا بلکہ ترمبک اوکے بیٹے کو گدی پر بٹھایا ـ اور وہ حقوق اور مراقف مرہٹونکے جو گجرات مین متعین تھے بایں شرط عطا فرمائے کہ نصف آمدنی اوسکی معرفت سرکار بساہوجی مین داخل ہوا کرے یہ راجہ لڑکا تھا اسلئے اوسکی ماکو اوسکا محافظ مقرر کیا اور گجرات کا انتظام اوسکی طرف سے پیلاجی گائیکوار کو سونپا یہ بڑا ہوشیار سردار تھا ـ یہ خاندان وہی ہے جسکے راجہ آجکل بڑودہ مین حکومت کرتے ہین بھیل اور کولی قومون کی اعانت سے اس خاندان کا عروج ہوا تھا ـ وہ ان جھوٹی قومون کے سردار اور افسر تھے ـ یون اس دانشمند پیشوا نے اپنے ملک کے جھگڑون کو تمام کیا +

سربلندخان مرہٹون کی خصلت اور عادت سے خوب واقف تھا ـ اب جو اوسنے دیکھا کہ نظام الملک بازی لے گیا ـ تو اول اوسنے بادشاہ سے متواتر امداد طلب کی مگر وہان نقارخانہ مین طوطی کی آواز کون سنتا تھا تو پھر اوسنے مرہٹون سے ان شرائط پر صلح کرلی کہ وہ اپنے ملک کی محاصل زمین اور سائر کی چوتھ اور سردیس مکھی دیگا ـ یہ دونون محصول ملکر پینتیس ۳۵ روپیہ سیکڑا کل محاصل ملک ہوتی تھی اور اسکے عوض مین راجہ کو ڈہائی ہزار سوار ہر وقت کمک کے واسطے تیار رکھنے پڑینگے ـ اور چوتھ کی تحصیل کے واسطے دو ایک کلکٹر اوسکی طرف سے رہینگے سوا اسکے کچھ اور سعایا نہ مطالبہ کیا جائے اور بادشاہی سلطنت کے قیام اور استحکام مین ہر طرح کی کوشش کی جائے ـ ایک بڑی بھاری شرط یہ بھی جو باجے راؤ نے راجہ کی طرف سے کی تھی کہ جو زمیندار اور سردار کسی طرح کا خلل انداز ملک کے امن مین ہوگا اوسکا انتظام کرنا ہمارا کام ہوگا ـ یہ شرط گائکوار کی مرضی کے خلاف تھی کیونکہ وہ بھیلون اور کولیون کا سردار تھا ـ اور ان دونو قومونکی گذر اوقات لوٹ مار پر تھی ـ اس شرط سے اونکے رزق کا دروازہ بند ہوتا تھا پیلاجی گائکوار اس وقت ترمبک اوڈہاری کا نائب تھا ـ وہ اس شرط سے یون جل گیا کہ گویا اسکو باجے راؤ کو اختیار ہوا کہ اگر ترمبک اوراوس کے دوستون مین سے کوئی ملک مین دست اندازی کرے تو اوس مین بھی وہ دخیل ہو ـ اس سبب سے اوسنے نظام الملک سے اتفاق پیدا کیا ـ اور پونہ کا قصد اس ہیئت سے کیا کہ راجہ کو پیشوا کے ہاتھ سے چھٹائے مگر پیشوا کی پیش قدمی اور دانشمندی فرزانگی کے آگے ترمبک اوڈہاری کر کے رہ گئے +

سربلندخان اور مرہٹون مین [illegible] +

آصف جاہ اور باجی راؤ کی مصالحت +

جب آصف جاہ کی کوئی چال ٹھیک نہ بیٹھی اور پیشوا اوسپر غالب ہوا - اور اوسکو یہانتک اقتدار حاصل ہوگیا - کہ چاہتا تو آصف جاہ کو اوسکی تدابیر پر تیر بہدف کا مزہ چکھا دیتا - مگر یہ دونون آدمی عقلمند تھے اور خوف دونو طرف تھا - باجی راؤ یون ڈرتا تھا کہ مہمات دور دراز پر جانا ہے اور ہمسایہ مین آصف جاہ جیسے دشمن کو چھوڑنا عقل دور اندیش کا کام نہین - اسمین بڑا خوف ہے کہ کہین عزت اور آبرو جو گھر کی سلطنت مین حاصل ہوئی ہی برباد نہ ہوجائے - آصف جاہ کو یہ خوف تھا کہ مین نے بادشاہ کا مقابلہ کیا ہے کہین میری جگہ باجی راؤ کو بادشاہ نہ مقرر کردے - غرض یہ دونو عاقل تھے اسوقت اپنی مصلحت اسی مین سمجھے کہ چپکے چپکے دونون نے آپسمین صلح کرلی - اور انمین قول و قسم ہوگیا - دونون ایکدوسرے کے ممد و معاون رہین +

ہلکر اور سیندھیا +

اسوقت مین مرہٹون کی اور بڑے بڑے خاندانون کی نیو پڑی جب باجے راؤ نے مالوہ پر دھاوہ کیا تو اوسنے اپنی سپاہ کے حصون کے تین بڑے افسر مقرر کیے - اوداجی پوار - ملہار راؤ ہلکر - راناجی سیندھیا - اوداجی تو پہلے سے بھی ایک چھوٹا سا سردار تھا - وسنے ملک دہار پر جو گجرات اور مالوہ کی سرحدون پر واقع ہے قبضہ کیا تھا - مگر اوسکو اور نہ اوسکی اولاد کو وہ عروج اور رتبہ حاصل ہوا جو سیندھیا اور ہلکر کے گھرانے کو حاصل ہوا - ملہار راؤ ہلکر ایک چرواہے کا لڑکا تھا - دریاء نیرا پر پونہ کے جنوب مین وہ بھیڑ بکریان چراتا تھا - راناجی سیندھیا کا خاندان ستارہ کے قریب معزز شمار ہوتا تھا مگر تنگ دستی کے سبب سے وہ باجے راؤ کے ادنی خدمتگارون مین نوکر ہوا - یہ تینون سردار بعض اور خود مختار سردار نہ تھے - بلکہ باجے راؤ کے محکوم تابعدار تھے اوس کی طرف سے مہمات عظیم کا سرانجام دیتے تھے -

ابھی سنگہ کا حال اور اوسکی صوبہ داری گجرات +

سربلند خان کی معزولی کا حال پڑھ چکے ہو کہ اوسکی جگہ راجہ ابھی سنگہ جودہپور والا مقرر ہوا تھا اگرچہ ایک خود مختار راجہ کو کسی صوبہ مین حاکم مقرر کرنا سب وقتون مین قابل اعتراض اور مصلحت کے خلاف ہے اور خصوصاً ابھے سنگہ جیسے راجہ آوارہ مزاج کو تو اس کام پر مقرر کرنا سراسر حماقت تھا - اوسنے اپنے باپ اجیت سنگہ کو قتل کیا تھا - اس قتل کا سبب مورخون نے جدا جدا بیان کیا ہے - راجہ اجیت سنگہ نے بادشاہ سے مخالفت اختیار کی تھی - اسلیئے قمرالدین خان نے اوس سے وعدہ کیا

کہ باپ کو مار ڈالے تو اوسکو جودہ پور کی ریاست ملجائیگی - اسلئے اوسنے باپ کے خون سے ہاتھ لال کئے
کوئی لکھتا ہے کہ کسی رجپوت کی لڑکی سے ابھے سنگہ کی نسبت ٹہیری تھی - مگر راجہ اجیت سنگہ نے
خود اوسسے شادی کرنی چاہی - اسلئے بیٹے نے غیرت مین آنکر باپ کو مار ڈالا - اور یہ عورت راجہ کے
ساتہہ ستی ہوگئی غرض جس بیوفا راجہ نے باپ کو دغا سے قتل کیا ہو اوسسے وفاداری اور
جان نثاری کی امید کرنی آگ سے پانی کی امید رکھنی ہے مگر بات اسمین یہ تھی کہ ابھے سنگہ کو
ایسے قوی ذریعے حاصل تھے کہ مغلون کی حکومت کو حاصل نہ تھے اور وہ اپنے ذریعون کی
بدولت اس بات کے قابل سمجھا گیا کہ سربلند خان کے قبضہ سے گجرات نکال لیگا اور مرہٹون
کی لوٹ مار سے بچا دیگا - پہلا مطلب تو حاصل ہوا کہ سربلند خان کو ایک سال مین فوجکشی
کر کے ۱۷۳۰ع مین گجرات سے باہر کر دیا - مگر دوسرا مقصد حاصل نہیں ہوا تہا - پیلاجی گائکواڑ
اگرچہ ۱۷۳۲ع مین بڑودہ سے خارج ہو گیا تہا - مگر اوسکے دلمین اس قدر دم باقی تھا کہ جب
راجہ ابھے سنگہ نے اپنی حکومت کا استحکام اسمین سمجھا کہ کسی طرح اوسکو ٹھکانے لگا دے -
چنانچہ ۱۷۳۲ع مین اوسکو دغا سے مار ڈالا اسپر اوسکے بھائی بندونکے ایسی آگ لگی کہ وہ
گجرات پر چڑہ گئے - اور اوسکو برباد کر دیا اور آس پاس کی قزاق قومون بھیل اور کولیون کو
برانگیختہ کیا کہ وہ کبھی مسلمانونکی مطیع نہ ہوئیں - غرض ان جنگلی قومون اور گائکواڑ کے خاندان
نے ملکر ملک گجرات کو آپسمین تقسیم کر لیا - بلکہ اونہون نے جودہ پور پر جا کے ہاتہہ پہیکا جسکے
سبب راجہ ابھے سنگہ گجرات کو چھوڑ کر اپنی ریاست کی واسطے یہان نائب چھوڑ کر بہاگ
گیا اور اس نائب سے کچھہ نہ ہو سکا +

پہلے لکھہ آئے ہین کہ مالوہ مین راجہ گردہر صوبہ دار تہا - یہ راجہ جوانمردی سے خالی نہ تہا
اوسنے باجے راؤ سے لڑنا شروع کیا اور بادشاہ سے بار بار بسبب قلت سپاہ کے امداد مانگی
مگر وہان سے کچھہ جواب نہ آیا - آخر کار کسی لڑائی مین وہ مارا گیا - اور اوسکی جگہ اوس کا بھتیجا
دیا رام مقرر ہوا وہ بھی لڑتا رہا اور بادشاہ کو لکھتا رہا کہ جب تک مین زندہ ہون ہندوستان
سے مرہٹون کو روک رہا ہون میرے مرنے کے بعد وہ سارے ملک مین پھیل جائینگے

مالوہ کی صوبہ داری پر باجے راؤ کا مقرر ہونا +

مالوہ کی صوبہ داری پہ باجے راؤ کا مقرر ہونا +

غرض وہ بھی مر گیا ۱۱۴۳ھ میں محمد خان بنگش اوسکی جگہ مقرر ہوا مگر اوسکو بندیلون سے ایسا معرکہ آن پڑا کہ وہ اوسمین مصروف ہوا۔ راجہ جے سنگہ والی جے پور کو یہ صوبہ عنایت ہوا یہ راجہ خود بڑی مہارت علم نجوم میں رکھتا تھا اور علم و ہنر کا بڑا قدرشناس تھا دلی مین آجتک جیسنگہ پورا اور جنتر منتر اوسکی نام کو یاد دلا رہے ہیں اس وقت وہ بڑا معزز راجہ تھا مگر مستقل مزاج اور عالی ہمت نہ تھا مرہٹون سے اوسکو موروثی تعلق تھا مگر یہ تعلق ایسا تھا کہ دغا بازی سے وہ مالوہ مرہٹون کو دیدیتا جب اوسنے دیکھا کہ مرہٹون سے مقابلہ کرنے مین کچھہ فائدہ نہیں ہے تو بادشاہ کے اشارہ سے اوسنے یہ صوبہ باجے راؤ کو ۱۱۴۷ھ مین دیدیا۔ اب اس مالوہ کی مہم مین مرہٹون کو بندیل کھنڈ مین بھی جانیکا اتفاق ہوا جسکا ذکر نیچے دس پانچ سطر دن کے بعد لکھا جاتا ہے۔ گجرات اور مالوہ کے صوبون کے نکل جانیسے سلطنت کو بہت ضعف ہو گیا۔ ایسے وقت مین افسوس ہے کہ مسلمانون مین ننگ و نام کے رکھنے والے جوانمرد اور جنگ آور موجود نہ تھے۔ نامردون سے کیا کام ہوتا ہے جہان شیر کا کام ہو وہان لومڑی سے کیا کام نکلتا ہے جہان لوہے کی تلوار کا کام ہو وہان لکڑی کی تلوار سے کیا سرانجام ہوتا ہے۔ پانی سے آگ کا کام نکلتا ہے خاک سے ہوا کا کیا خاک کام ہوتا ہے۔ قاعدہ ہے جہان جبن اور نامردی گھر بناتی ہے وہان مکاری دغابازی بیوفائی بے ایمانی ضرور اوسکے ہمسایہ مین آباد ہوتی ہین صمصام الدولہ نے تمام باغیون کی تنبیہ اور سلطنت کے انتظام کو مکاری اور عیاری پر موقوف رکھا تھا اور یہہ چاہتا تھا کہ حیلون اور شعبدون سے سارے فتنہ اور آشوب کو دور کردون۔ اور آصف جاہ اور باجے راؤ جیسے دشمنون کو لطائف الحیل مین ٹال دون بھلا پانی مین کہونکر آگ لگ سکتی ہے یہ ارادہ اوسکا کیونکر پورا ہوتا۔ ایسی تدبیرون سے تو اور سلطنت کی قوت گھٹتی اور باغیون کی تقویت بڑھتی روز بروز نفاق کا دروازہ کشادہ ہوتا تھا۔ اور حوادث اور فتنون کا مادہ زیادہ ایسے وقت مین تو ایسا کوئی بادشاہ ذی شوکت صاحب سطوت عالمگیر جیسا ہوتا کہ متمرد سرکشون اور باغی گردن کشون کے نخل نخوت اور بغاوت کو اپنے صدمون سے جڑ پیڑ سے اوکھیڑ کر پھینکتا +

جب مالوہ اور گجرات پر مرہٹون کا تسلط ہو گیا اور بادشاہ سے انکا تدارک کچھہ نہ ہوا تو اونکا
اور آگے حوصلہ بڑھا اور صوبہ الہ آباد اور اکبر آباد پر اونکا دانت ہوا جسوقت باجے راؤ مالوہ
مین آیا ہے اوسوقت محمد خان بنگش جو مالوہ کا صوبہ دار تھا۔ بندیل کھنڈ کے راجہ چہتر سال سے
لڑ جھگڑ رہا تھا۔ اس راجہ کی ریاست مالوہ اور الہ آباد کے درمیان واقع تھی۔ محمد خان بنگش اپنی
قوم کے بہت سے سپاہیون کو ساتھہ لیکر بندیل کھنڈ پر چڑہ گیا۔ اور اکثر مقامات پر قبضہ کر لیا۔
وہان کے دار الملک مین اس جدید ملک کے انتظام کے لئے اقامت اختیار کی۔ راجہ ایسا اوسکے
ہاتھہ سے تنگ آیا کہ اوسنے ناگ پور کالان کے مرہٹون سے استعانت کی درخواست کی باجے راؤ
ان سردارون مین سے جو اجین مین تھے وعدہ کیا کہ ہم اس اعانت کے عوض مین ملک اور
روپیہ دینگے۔ باجے راؤ نے اوسکی درخواست منظور کی اور سپاہ روانہ کی جو بجلی کی طرح محمد خان
بنگش پر جا پڑی وہ گھبرا کر قلعہ جیت گڈہ مین محصور ہوا۔ اس قلعہ کو مرہٹون نے ایسا محاصرہ کیا کہ
گھاس کا تنکا نہین پہنچنے دیا۔ اور یہانتک قلعہ والون کو کھانے پینے کی تنگی ہوئی کہ گائے

گھوڑے
گدہے کتّے تک
نہ چھوڑے
جو کھانے کی

چیزین نہ تھین وہ کھائین۔ باہر نکلنا میسر نہ ہوا غضنفر جنگ کے زن و فرزند فرخ آباد مین تھے
وہ امراء حضور سے استغاثہ و استمداد کرتے تو کوئی نہین سنتا۔ دہلی کی سلطنت مین ایسی قدرت
ہی نہ تھی کہ وہ اعانت کرتی آخر ناچار ہو کر احمد خان کے بیٹے قائم خان نے اقوام سے رجوع
کی اور اوسکی بیوی نے روہیل کے پٹھانون کے پاس اپنی چادر بھیجی کہ وہ بنگش کو گرفتاری سے
خلاص کرین (پٹھانون مین اس طرح چادر بھیجنا نہایت ضرورت کی حالت مین عزت بچانے
کے لئے درخواست کرنا ہے)+

غضنفر جنگ بندیل کھنڈ مین اور مرہٹون کا دخل +

افغان ہم قومی کی حمیت کے سبب سے جمع ہوئے غضنفر جنگ کی بیوی اور بیٹے سے تہوڑے روپیہ کا سرانجام ہوسکا افغانون نے اسی پر قناعت کی اور وہ قائم جنگ کو اپنا افسر بناکے وقت غضنفر خان پاس پہنچے اور قلعہ سے اوسکو نکالا اور الہ آباد مین پہنچایا بیٹے نے یہ بڑا کام کیا کہ باپ کو بچایا مگر اس بچنے سے اسکا صوبہ نہ بچا - راجہ بندیل کھنڈ نے باجے راؤ کو اسکی حسن خدمات کے عوض مین جمنا کے کنارہ پر جھانسی کا علاقہ دیا - بعد ازان جب مرنے لگا تو باجے راؤ کے لئے ایسے حقوق بندیل کھنڈ مین چھوڑ گیا کہ جنکے سبب سے کل ملک مرہٹون کے ہاتھہ لگ گیا - کوئی لکھتا ہے کہ راجہ نے باجے راؤ کو متبنی کرلیا تھا +

امرائے حضور نے غضنفر جنگ پر مرہٹون اور بندیلون سے مغلوب ہونے کا قصور ثابت کیا تو وہ مورد عتاب مین آیا اور الہ آباد کی صوبہ داری سے معزول ہوا - اور مبارز الملک سربلند خان کی عفو تقصیرات ہوئین اور وہ الہ آباد کا صوبہ مقرر ہوا - اوسنے اپنے بڑے بیٹے خانزاد خان بہادر غالب جنگ کو صوبہ مذکور مین نائب مقرر کیا - وہ خود اکثر بادشاہ پاس رہتا مگر دربار مین شکستہ خاطر ہونے کے سبب سے کمتر جاتا اکثر گھر مین پڑا رہتا +

غضنفر جنگ پر بادشاہ کا عتاب +

ان ہی دنون مین حیدر قلی خان مع اپنی بیوی کے حسن خانہ مین سوتا تھا - رات کو حسن خانہ مین آگ لگی بیوی نیم سوختہ زندہ نکلی میان ایسا سوختہ ہوا کہ کسی علاج سے اچھا نہوا و بیماری لمبا اور ۱۸ جمادی الاولی ۱۱۴۳ھ کو محمد یار خان صوبہ دار شاہجہان آباد نے انتقال کیا -

اسی سال مین میر آتشی کی خدمت مظفر خان برادر صمصام الدولہ کو مفوض ہوئی - اس سال مین چہارم شوال کو برہان الملک کے باروت خانہ پر آگ لگی - فیروز شاہ کا منارہ آدھا اڑگیا اور اوسکے نیچے کی آدھی عمارت اڑکر دور جا پڑی - اس ماہ مین نجم الدین علی خان رحمت الٰہی سے واصل ہوا اور اجمیر کی صوبہ داری علاوہ میر آتشی کے مظفر خان کو ملی دہم جمادی الاخری کو بادشاہ کچھہ بیمار ہوگیا - ۷ شعبان کو راجہ ابھے سنگھ پسر مہاراجہ اجیت سنگھ بادشاہ پاس آیا تھا اوسنے سنا کہ مرہٹون نے اوسکے وطن مین فساد مچایا اسلئے وہ رخصت لیکر اپنے دار الملک جودہ پور مبرتھا کو روانہ ہوا - اس سال مین ایک ہندو جوہری نے پنجابی

متفرق واقعات ۱۱۴۳ھ +

کفش دوزون مین سے ایک کفش دوز کو ہولی کے ہنگامہ مین مار ڈالا تھا اونھون نے بادشاہ
فریاد کی جب کسی نے نہ سُنی تو اونھون نے جامع مسجد مین دو جمعون کی نماز نہ پڑھنے دی۔ قاضی
کو بے عزت کیا۔ روشن الدولہ انتظام کو گئے تو اونپر بھی دور سے جوتیان پھینکی گئین۔ غرض مشکل
سے یہ دنگہ مٹا۔ آخر شوال اور ماہ ذیقعدہ مین شاہجہان آباد مین عفونت کے سبب سے سب چھوٹے
بڑے تپ مین مبتلا ہوئے۔ پٹنہ والہ آباد و اکبر آباد سے بیماری شروع ہو کر شاہجہان آباد
مین آئی۔ یہان سے پانی پت و لاہور مین اوسنے سرایت کی مگر انجام بخیر ہوا تھوڑے سے آدمی مرے
ماہ رجب ۱۱۴۳؁ھ مین بعض راتون کو ایسی سردی پڑی کہ مٹکے اور ٹھلیون مین پانی جم گیا اور
برف پڑی۔ اس شہر مین کبھی ایسی جاڑے کی شدت نہین ہوئی +

پانچوین رجب ۱۱۴۵؁ھ کو بادشاہ شاہجہان آباد سے اعز آباد پڑوتھہ کی طرف سیر و شکار
کو گیا۔ سرزمین اکبر آباد مین مرہٹون کی شوخیون کی خبر سنکر اونکی گوشمالی کے ارادہ سے ایک دو
منزل بادشاہ چلا اور ہنڈن ندی کے کنارہ پر سات آٹھہ روز قیام کیا۔ جب مرہٹون کے
باہر چلے جانے کی خبر سنی تو ماہ شوال مین شاہجہان آباد مین چلا آیا +

دہم رمضان ۱۱۴۶؁ھ کو بادشاہ نے مظفر خان بہادر میر آتش برادر صمصام الدولہ کو مرہٹون
کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا۔ جب مرہٹون نے گجرات اور مالوہ کے صوبون کو تسخیر کر لیا اور کوئی
اوسکا تدارک ظہور مین نہین آیا۔ تو اونھون نے تنگ تاز کو اور دست طلب دراز کیا آہستہ آہستہ
آگے قدم بڑھایا۔ اور کچھہ مدت گذرنے کے بعد ممالک بادشاہی کے ایک دو محال پر تصرف کیا
یہانتک کہ ایک زمانہ گذرنے کے بعد وہ گوالیار تک جو اکبر آباد سے قریب ہے متصرف ہوئے
آصف جاہ نے مرہٹون کے اغوا مین کوشش کی فساد کو بڑھایا۔ اور مرہٹون کو اون
بلاد کی تسخیر پر دلالت کر کے دلیر کیا۔ ارکان سلطنت کے ضعف کو مرہٹے دیکھہ کر خود بخود
آگے بڑھنے کا ارادہ رکھتے تھے اب آصف جاہ کی تحریک کے بہانہ کو خاطر خواہ جان کر
قدم آگے بڑھایا۔ امیر الامرا اور خالصہ کے محالات پر اونھون نے تاخت و تاراج کی۔
جب مرہٹون کی تاخت و تاراج نے حدود گوالیار سے آگے بڑھ کر محالات متعلقہ اکبر آباد و اجمیر پر

بادشاہ کا سیر و شکار کو جانا +

مظفر خان کا مرہٹون کی تنبیہ کے لئے جانا +

بھی سرایت کی تو امیر الامرا نے ناچار ہوکر اپنے بھائی مظفر خان کو جو گھر میں بیٹھا اپنی شجاعت کی شیخیان بگھارتا تھا مرہٹون کی جنگ و تنبیہ کے لئے بادشاہ سے رخصت دلائی اور بائیس امیر مع سپاہ کے اوسکے رفیق او معین کئے۔ افواج شاہی اوسکی ہمراہی مین گئی غرض وہ بڑے ٹھاٹھہ سے مرہٹون سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا۔ مرہٹون کی لڑائی کا ضابطہ جنگ بطور جپاولی قرار دی ہے اثناء راہ میں کہیں مظفر خان سے مرہٹے دوچار نہ ہوئے۔ وہ سرونج مین جاکر مقیم ہوا۔ اس میدان مین مرہٹون نے چند ماہ اوسکو محصور رکھا اور اجناس و غلہ کو اس پاس جانے نہ دیا۔ مظفر خان بہادر نے خودداری کرکے بادشاہ اور اپنے بھائی کے حکم کا انتظار کیا جب حکم معاودت صادر ہوا تو اوسنے خدا کا شکر کیا۔ اور بادشاہ اور بھائی کی خدمت مین آیا۔ دوازدہم محرم ۱۱۴۷ھ کو بادشاہ کی کورنش بجالایا۔ اس سفر پر بھی اوس کے خوشامدیون نے کہا کہ ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند+ چہارم جمادی الثانی کو امیر الامرا صمصام الدولہ اور اعتماد الدولہ قمر الدین خان مرہٹون کی تنبیہ کے لئے بادشاہ سے رخصت ہوئے۔ یہ دونو بہادر بھی مظفر خان کی طرح مرہٹون کو تلاش کرکے اولٹے چلے آئے۔

شوال ۱۱۴۷ھ میں مرہٹون نے قصبہ سانبھر پر کہ شاہجہان آباد سے سو کوس پر ہے تاخت کی وہان کے فوجدار فخر و نے تین چار ہاتھی اور تین لاکھ روپیہ کا مال اسباب خانہ مرہٹون کو دیا کہ وہ اسّے دست بردار ہون مرہٹون نے اوسپر قناعت نہ کی فخرو کو ایسا لوٹا کہ صرف اوسکے بدن پر کپڑے چھوڑے۔ قصبہ مذکور کے قاضی نے جاہلیت کی حمیت کو کار فرمایا کہ پہلے اپنے عیال کو مارا اور پھر جہان تک ہوسکا مرہٹون سے لڑا اور مجروح ہوکر اپنے گھر مین بیٹھا۔

اس زمانہ مین راجہ بھگونت کچھار زمیندار غازی پور ضلع کوڑہ مین سرکشون کا بڑا سرغنہ تھا وہ جان نثار خان کو ہمیشہ آزار پہنچاتا تھا۔ جان نثار خان و قمر الدین خان کا بہنوئی ضلع کوڑہ کا ناظم تھا جب کوڑہ مین نواب سربلند خان صوبہ الہ آباد سے آیا تو جان نثار خان نے بھگونت کے

استیصال کے لیے اس سے مدد مانگی - سربلند خان نے کہا کہ بھگونت کے مطیع کرنے مین بہت مدت لگیگی -
میرے پاس سپاہ کے خرچ کے لئے روپیہ نہیں ہے - اگر تم روپیہ دو تو مین بھگونت کو سزا
دون جان نثار خان نے روپیہ دینے سے انکار کیا تو سربلند خان نے الہ آباد کو مراجعت کی
بھگونت سنگہ جان نثار خان کی جان لینے کے لئے اپنا قابو ڈھونڈ رہا تھا کچھہ تھوڑی مدت کے
بعد اوسنے دفعتہً جاکر اوسکو مار ڈالا - اسکا سارا مال اسباب لوٹ لیا - اوسکے گھر کی عورتون پر
متصرف ہوا - (منتخب اللباب مین لکھا ہے کہ روپ رائے پسر بھگونت نے اوسکی بیٹی پر تصرف
کرنا چاہا مگر اوسنے اپنی عصمت بچانے کے لئے زہر کھاکر جان دیدی) یہ خبر سنکر قمرالدین خان
وزیر کو بڑا غصہ آیا - وہ امراے دہلی کو ساتھہ لیکر بھگونت سے لڑنے کے لئے نکلا بھگونت قلعہ
غازی پور مین متحصن ہوا - وزیر نے سب طرح کی کوششین کیں مگر اونکا کچھہ اثر مرتب ہوا - تو آخر
کو محمد خان بنگش نواب فرخ آباد کو قلعہ غازی پور کا محاصل سپرد کرکے دہلی چلا گیا - نواب ممدوح نے
بھگونت سے کچھہ روپیہ لیکر معاملہ کرلیا اور فرخ آباد کو معاودت کی اسسے بھگونت کو پہلے سے
بہت زیادہ دلیری ہوئی اوسنے کوڑہ پر قبضہ کرلیا +

جب بادشاہ نے ضلع مذکور برہان الملک کو سپرد کیا تو وہ ۱۱۴۸ھ مین بہت سی سپاہ
لیکر گیا - قلعہ غازی پور سے بھگونت تین ہزار سوار لیکر دفعتہً لشکر کے روبرو آیا - نواب کے توپخانہ
سے اوسکے بہت آدمی مارے گئے گو بھگونت ان توپون کی مار سے بچکر ہراول پر حملہ آور ہوا
جسکا سردار ابوتراب خان تھا بھگونت نے اوسکو مار کر نواب کے قول پر حملہ کیا - میر خدا یار خان چہہ ہزار
سوارون کے ساتھہ اوسسے لڑا سخت لڑائی کے بعد اوسکو شکست ہوئی تو نواب خود اوسکی کمک کو
گیا اور بڑی گھمسان لڑائی ہوئی - بھگونت کو گھیر کر درجن سنگہ چودھری نے مار ڈالا -
نواب برہان الملک نے بھگونت کا سر کاٹ کر بادشاہ پاس بھیجا - اور کھال مین بھس بھرکر
قمرالدین خان پاس بھیجی بعض کہتے ہین کہ درجن سنگہ بھگونت کا رشتہ دار اور نواب کا نوکر تھا
بعض اس کو برہمن بتاتے ہین راجہ بھگونت کو فارسی کتابونمین اجارو ازارو اور ادارو ادھی لکھا ہے
برہان الملک چند روز اس جگہ مین رہکر شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا - ۷ رجب ۱۱۴۸ھ کو

بادشاہ کی ملازمت کی - ۲ شوال کو ابوالمنصور خان صفدر جنگ داماد و خواہر زادہ برہان الملک
اور شیخ عبد اللہ خان وغیرہ نے اس سبب سے رخصت کی درخواست کی کہ پسر بھگونت نے مرہٹون کو اپنی
کمک کے لئے بلایا تھا +

امیر الامرا صمصام الدولہ وزیر الممالک اعتماد الدولہ کا باجے راو مرہٹہ کے لئے جانا اور اس مہم کا انجام +

اسی عرصہ میں ۲ ذیقعدہ ۱۱۴۸ھ کو یادگار خان کشمیری کو کہ چرب زبان و ہوشیار اور
امیر الامرا صمصام الدولہ کے رفقا مین سے تھا راجہ جے سنگہ سوائی اور آپاجی راؤ سپہ سالار مرہٹہ پاس بھیجا
جو راجہ ساہو کی طرف سے ممالک ہندوستان کی تسخیر کے لئے مامور ہوا تھا - کہ وہ راجہ جے سنگہ سوائی
کی معرفت مرہٹون سے جواب سوال کرے - گجرات اور مالوہ کی صوبہ داری بھی اونکو دی گئی تھی
مگر مرہٹون نے کسی بات کو نہ سنا اور گجرات اور مالوہ کے صوبون کے لینے پر اونکی حرص کی آگ
نہ بجھی بلکہ اونھون نے اپنا مقدور بیشتر سے بیشتر دیکھا اونھون نے اور زیادہ پاؤن پھیلائے
پیشوا کو اس وقت بڑی فرصت حاصل تھی کیونکہ کولاپور کے راجہ سے پہلے ہی صلح ہو چکی تھی -
نظام الملک سے کچھہ خوف باقی نہ رہا تھا اوسنے تو خود مرہٹون کو شمال کا رستہ تبلا دیا تھا -
وہ بیٹھا ہوا اپنی جدا ہی سلطنت قایم کر رہا تھا گو اوراطراف سے بالکل غافل نہ تھا مغربی ساحل
پر جو دشمن پیشوا کے راجہ کے تھے ان دور دراز کی مہمات کے زمانہ مین مغلوب کر لیا تھا گجرات
مالوہ - بندیل کھنڈ مین بادشاہی اہلکار کا نام نہ تھا - اسکے محصول سے اسکی سپاہ کثیر کا کام چلتا
تھا - اجمیر و بندیل کھنڈ کے راجپوت اسکے دوست تھے - ہان برار مین خاندان بھوسلا نے
سلطنت کی ایک نئی شاخ قائم کی تھی جس سے ناگپور کی ریاست کی بنیاد پڑی - اگرچہ
یہ ریاست پیشوا کی مخالف ہوئی - مگر اوسنے مغلون کے ساتھہ لڑنے مین کچھہ خلل نہین ڈالا
پیشوا کے زیر حکومت بڑے بڑے جوانمرد افسر ہولکر اور سیندھیا تھے - جب سب باتین
جمع ہو گئین تو باجے راؤ نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اپنی قوت کو بادشاہ دہلی پر آزمائیے
بادشاہ نے ۷ ذیقعدہ ۱۱۴۹ھ کو امیر الامرا صمصام الدولہ کو مرہٹون کی تنبیہ کے لئے
رخصت کیا - اوسنے اکبر آباد مین تیس چالیس ہزار سوار مع توپ و توپخانہ اور اور آلات
کارزار کے آراستہ کئے - ہندوستان کے بعض عمدہ راجہ اسکے ہمراہ تھے - سرداران مغل و

ہندوستانی اوس کے ملازم ہمرکاب تہے علاوہ انکے مغلیہ اور تورانیہ قدیمی ملازم بادشاہ کے اوس کے
ہمراہ تھے۔ اس لشکر کے ساتھہ اجمیر کی راہ پر دشمن کا منتظر تھا۔ محمد خان بنگش اپنے مسکن فرخ آباد
سے بادشاہ کے حکم سے مرہٹون کی روبراہ تھا ان تمام مشہور امرائے مقتدرہ مین سے کسی کی جرأت
یہ نہ تھی کہ مرہٹون پر خود تاخت کرتا لوراونکے کان امیٹھتا۔ خود صمصام الدولہ بیٹھا ہوا
تدبیرات سوچتا اور اونکا خلاصہ جی سنگھ لکھتا۔ اونکے جواب مین جی سنگھ کے دل مین جو کچھہ آتا وہ
امیر الامرا کو لکھہ بھیجتا۔ راجہ ابھے سنگہ راٹھور اپنے وطن مین افیون کی پینک مین رہتا۔ دن کو
خواب مین رات کو بیہوشی مین رہتا کہ کیا کرنا چاہیے جب امیر الامرا اوسکو طلب کرتا تو خودداری
اور اپنے ملک کی حفاظت کا عذر لاطائل لکھہ بھیجتا علی ہذا القیاس اعتماد الدولہ کبھی اپنے سے
غافل کبھی ہراس مین اپنے لشکر گاہ مین اپنے رفقا اور اپنے ہم قوم امرا سے مشورہ کرتا مگر
عقدہ نہ حل ہوتا ہمیشہ آصف جاہ کی اعانت کی امید رکھتا صمصام الدولہ و بادشاہ سے
دونو سے آصف جاہ نہایت آزردہ خاطر ہو کر دکن کو چلا گیا تھا۔ وہ ان طرفون کی مفاسد
کی اصلاح پر التفات نکرتا بلکہ یہ چاہتا تہا کہ جس صورت سے ہو سکے ارکان سلطنت و اعیان
مملکت کی کسر شان ہو۔ آصف جاہ کی طرف سے بادشاہ سوء ظن رکھتا تھا۔ امیر الامرا کی ممانعت
کے سبب آصف جاہ سے رجوع نہیں کرتا بلکہ قطعی امرائے تورانیہ سے بدگمان ہو کر کسی سے
اپنی اعانت نہین چاہتا تھا۔ روز و شب تذبذب مین گذرتے تہے۔ اور کوئی کام کسی بنائے
درست پر نہین قائم ہوتا تہا حضور بادشاہ کے امرائے بے مقدور او منصب ار معذور کسی
کام کو نہیں کرتے تھے اونمین سے اکثر کو لیاقت بھی نہ تھی بعض مثل عمدۃ الملک وغیرہ کے
امیر الامرا کی ناخوشی کے سبب اسکی مرضی کے خلاف کسی التماس کی مجال نہ رکھتے تھے
اگر عمدۃ الملک یا مبارز الملک سربلند خان کہ جرأت اور کام کی لیاقت رکھتے تھے کچھہ کہتے تو
بادشاہ صمصام الدولہ کی مرضی کے خلاف کسی کی بات نہ سنتا جو کچھہ بادشاہ کے دل مین آتا
وہ صمصام الملک کو لکھہ بھیجتا اور وہ عذر مین عرائض دور از کار جواب مین لکھہ بھیجتا۔ امرا
مین سے ہر ایک مرہٹون سے مصالحت چاہتا تہا اور مرہٹون کے استیصال کو امیر الامرا اپنی

تابِ توان سے باہر جانتا تھا صلح و جنگ کی شقوق پر تامل عمیق ہوتا اور معاملہ کا انفصال
ناتمام اور ملتوی رہتا سبب باتون سے اصلح شاہجہان آباد کی مراجعت ٹھیری +

برہان الملک کا مرہٹون سے جنگ کرنا اور اونکو شکست دینا +

برہان الملک سعادت خان بہادر جنگ فقط اودہ کا صوبہ دار اور خواص بادشاہی کا
داروغہ تھا۔ تین امیرون مین سے جنکا ذکر اوپر ہوا اوسکے مدارج مین کمتر تھا۔ لیکن نہایت شجاع
و غیور مردانہ صاحب شعور اور جویائے نام و ننگ و الوالعزم با فرہنگ تھا وہ امرا کی سستی
دیکھ کر اور مرہٹون کی شوخی سے دل تنگ ہوا باوجودیکہ صوبہ کی حدود شمالی گنگا کی طرف
تھے اور اوسکو دکھنیون سے سروکار نہ تھا اوسنے محض غیرت کے سبب مرہٹون سے رزم کا عزم کیا اور
پیکار کے لئے مستعد ہوا۔ وہ اپنی فوج کو پیکار کے لئے ہمیشہ آراستہ رکھتا تھا اب از سر نو
آراستہ کیا اور اسباب حرب آذوقہ کو جسقدر مناسب تھا مہیا کیا۔ اور اپنے داماد ابو المنصور خان
صفدر جنگ کو ساتھ لے اپنے دار الملک سے کوچ کیا اور گنگا سے پار گیا اور جمنا سے پار اترنے کا
ارادہ تھا کہ راجہ بھدورا کی کمک کرے۔ راجہ کہ برہان الملک سے توسل رکھتا تھا۔ اوس کے قلعہ کا
محاصرہ مرہٹون نے کر رکھا تھا اوسنے برہان الملک کو عرائض لکھی تھین کہ وہ میری امداد کرے
برہان الملک نے جواب میں لکھا کہ کبھی عاجز ہوکر مرہٹون کو کوڑی نہ دینا مین ابھی آیا۔ مرہٹون از بندیلکھنڈ
نے آپسمین اتفاق کرکے جمنا کے گھاٹون پر اپنا ازدحام کر رکھا تھا۔ اُنپر سے عبور کرنا آسانی اور جلدی
سے نہین ہوسکتا تھا۔ راجہ کو مرہٹون کے ہاتھ سے ایک صدمہ عظیم پہنچا۔ راؤ ملہار نے کہ باجی راؤ
کا عمدہ سردار تھا جمنا سے پایاب جگہ سے عبور کیا۔ اور برہان الملک کے عقب مین آیا جیکلہ اٹاوہ سے
آگرہ کے موتی باغ تک جس جگہ آبادی دیکھی اوسکو جلایا یا غارت کرکے خاک کی برابر کیا سعد آباد
و جالیسر پر دست درازی کی اور اونکو خراب کیا ۲۴۔ ذیقعدہ کو ۱۱۴۹ھ کو برہان الملک بلائے
ناگہان کی طرح ملہار راؤ ہلکر پر گرا۔ اکثر مرہٹون کو قتل اور تین عمدہ نامدار سرداروں کو اسیر کیا
اعتماد پور تک کہ چار کروہ مسافت پر تھا تعاقب کیا اور راہ مین کشتون کے پشتے لگا دئے۔ راؤ ملہار کے
ایک زخم منکر لگا اور فراریون کے ساتھ گیا اور بھاگ گیا۔ راہ مین جمنا مین کچھہ مرہٹے ڈوبے۔ باجی راؤ
کے پاس ملہار راؤ گیا۔ یہ سپہ سالار دکھن قصبہ کوٹلہ آبادی سادات مین کہ گوالیار کے قریب تھا

ٹھیرا ہوا تھا - برہان الملک اوسکے تعاقب مین دھول پاری کی طرف آیا کہ اکبر آباد سے اٹھارہ کوس
پر دریائے چنبل کے اس طرف واقع ہے - اوسنے سنا تھا کہ باجے راؤ وہان ہے - اسکا ارادہ تھا
کہ باجے راؤ سے جہان ملاقات ہو وہان مقابلہ و مقاتلہ مین مشغول ہون کہ ہندوستانیون کی
آبرو گئی ہوئی پھر حاصل ہو اور بگڑی ہوئی بات بنے - مگر وہان مرہٹون کے لشکر کا پتا نہ تھا
ناچار برہان الملک اپنے خیمون مین آیا اور دو روز آرام کیا اور حکم دیا کہ لشکر کا ہر سوار چار روز
کا سامان کھانے پینے کا اپنے ساتھ لیکر مسلح و مکمل ہوکر ہمراہ ہو اور خود بھی پانی سے بھری
مشکین اور پکی روٹیان ساتھ لین اور حکم دیا کہ جو شخص ملازمون مین سے اپنے خیمہ گاہ مین رہیگا
اوسکے گھوڑے کی دم کاٹ کر تشہیر کی جاویگی اور ہاتھیون پر بھاری جزائل کو اونٹون پر
رہکلی توپون اور ضربون کو ہمراہ لیا اور کھانے پینے کی چیزین اونٹون اور خچرون پر لدی
ہوئی ساتھ لین اور مصمم عزم کیا کہ اگر چنبل کے اس طرف غنیم ہوگا تو مع فوج دریا کے پار جاکر
اوسے دست برد مردانہ اور مبارزت دلیرانہ کرونگا جب سامان تیار کرکے حرکت پر مستعد ہوا -
تو برہان الملک کی جرأت و جلاوت کی خبر صمصام الدولہ کو پہنچی تو وہ بڑا اثر شدہ ہوا اوسنے
چاہا کہ مین بھی برہان الملک کی طرح نام پیدا کرون یا اوس کو بھی اپنی طرح بدنام و رسوا کرون
اسلئے اوسنے شتر سوارون کے ہاتھ متواتر مکتوبات بھیجے ان مین یہ مضمون لکھا کہ مین آپ آتا ہون
ہم تم دونون ملکر دشمن کو استیصال کرینگے زنہار کار مین جلدی نہ کرنا - برہان الملک بہادر نے
امیر الامرا کے خطوط آنے سے عین سواری و تیاری لشکر کے وقت اپنا ارادہ ترک کیا تین چار
روز بعد امیر الامرا آیا بادشاہ کے حکم سے جو بسبب مرہٹون کے قرب کے خوفناک تھا اور صاحب فوج
امیر مہم و مدافعہ مین مامور تھے قمر الدین خان بھی مع اپنی فوج کے شاہجہان آباد سے تیس کوس پر
آمیر کی سڑک پر تھا محمد خان غضنفر جنگ بنگش بھی اپنی جمعیت کے ساتھ ایک طرف غنیم کا
منتظر تھا صمصام الدولہ اور برہان الملک مین ملاقات ہوئی طرفین مین ضیافتین ہوئین -
اسطرح غنیم کو چھ سات روز کی فرصت مل گئی - اور برہان الملک کے تعاقب کا اضطراب
باجے راؤ کے دل سے باہر ہوا - اوسنے شاہجہان آباد کو فوج سے خالی تصور کیا - برہان الملک کی

کی فتح کی یہ ہوائیان اڑین کہ سارے مرہٹے دکھن کو بھاگ گئے جب باجے راؤ کے کان مین یہ خبر پہنچی تو وہ مرہٹون کی بدنامی کا دہبہ مٹانے کے لئے اور زیادہ لڑائی پر آمادہ ہوا اور اون سے کہا کہ اب مین بادشاہ کو جتلاتا ہون کہ ہندوستان خاص مین ہون اور اوسکی دارالسلطنت مین اپنے مرہٹون کو دکھلاتا ہون اور اپنی لڑائی کے شعلون کو بھڑکاتا ہون۔ وہ بڑی بڑی منزلین طی کرتا ہوا ۸- ذی الحجہ ۱۱۴۹ھ مین تغلق آباد مین آیا۔ اُس دن کالکا کا میلا تھا اس مین ہندو مسلمانون کا جم گھٹا تھا۔ اس میلے کو اونے بڑی دل جمعی سے لوٹا بہت مال جمع کیا۔ رات کو قطب صاحب کے سرا کے قریب آیا۔ پھر عرفہ کے دن مینا بازار اور آبادی کی دکانون کو جلایا اور غارت کیا۔ دوپہر کے قریب حویلی پالم کو تاراج کیا۔ کالکا کے مجروح و مضروب شہر مین آئے مرہٹون نے قتل و غارت کو زبان حال و مقال سے ظاہر کیا۔ اِس خبر کے سُننے سے اور مجروحون کے حال دیکھنے سے دہلی مین نہایت ہول پیدا ہوا۔ بادشاہ کے حکم سے دس پانچ امیر ٹوٹی پھوٹی سپاہ لیکر باہر نکلے اور تال کٹورہ پر کہ شاہجہان آباد سے بہت قریب ہے لڑائی شروع ہوئی دو چار عزت مند امیر مارے گئے۔ باقی بے حیا اپنا سا منہ لیکر شہر مین چلے آئے۔ شاہجہان آباد کے قریب جو بادشاہی لشکر تھے وہ اس خبر کو سنکر اور بادشاہی کی تنہائی کا اندیشہ کرکے ہر ایک یلغار کرکے شاہجہان آباد کی طرف دوڑے۔ اور چند روز مین جمع ہو گئے۔ باجے راؤ نے جب بُرہان الملک کا آنا سنا تو اپنے مین تاب مقاومت نہ دیکھی چار و ناچار قصبہ ریواڑی و پاٹودھی کی طرف گیا! اور دو نو قصبون کو خاطر خواہ لوٹا۔ اسی راہ سے گجرات اور مالوہ چلا گیا۔ اور کہین نہین ٹھیرا۔ برہان الملک کے سوا کسی اور کو مرہٹون کے تعاقب کی ہوس نہ تھی۔ ہر ایک امیر کچھہ بہانہ بناکے اپنی جگہ سے نہین ہلا + اب ارکان شاہی سے کچھہ اور نہ ہو سکا سوا اس کے کہ نظام الملک کی منت سماجت کرین۔ بادشاہ نے جو لشکر کشی کی اُسسے مرہٹون کی نظر مین بادشاہ کی عزت اور گھٹ گئی تھوڑی مدت کے بعد باجے راؤ نے خود عہد نامہ کی بابت کتابت شروع کی۔ مالوہ اور گجرات دینے کی تجویز دربار شاہی مین ہوئی۔ اِن ملکون کے دیدینے کا پوشیدہ عہد نامہ لکھا گیا۔ مگر اوسپر امرا شاہی کا اتفاق نہ ہوا۔ مرہٹون کے ایک سردار کو

یہ سب حال معلوم ہوگیا۔ اوسنے یہان کے نفاق کا حال باجے راؤ کو لکھہ بھیجا تو باجی راؤ نے اپنی
درخواستون کو بڑہانا اور مالوہ اور گجرات کے سوا تہرا اور الہ آباد و بنارس ہندؤن کے مقدس
شہرونکو بھی مانگا۔ اگرچہ بادشاہ مین یہ قدرت نہ آئی تھی کہ وہ علانیہ مرہٹون کا مقابلہ کرتا۔
مگر ایسا ذلیل بھی نہین ہوا تہا کہ وہ اس درخواست کو منظور کرتا۔ اب وسنے کچھہ تہوڑا سا نقصان
اُٹھاکر مرہٹون کو ٹھنڈا کرنا چاہا مرہٹون نے بھی اپنا مقصود عظیم ہاتہہ سے نہین دیا بلکہ ادہر
عمل کیا کہ بکے راہگیر و دیگرے رادعوی کن۔ مرہٹون کے حال گرچہ اور عنایتین کین تھین
منجملہ اونکے یہ بہی تھی کہ مرہٹے راجپوتون کے ملک سے خراج وصول کرین اور آصف جاہ کے
ملک مین سے جو حقوق اونکو حاصل ہین اونپر اضافہ کرین اور وجہ ان حقوق کے عنایت کرنے
کی یہ تھی کہ آصف جاہ اور راجپوتون کی لڑائی مین مرہٹے مصروف ہوجائین یہ مقصد
کسی قدر حاصل بھی ہوا۔

آصف جاہ نظام الملک کو بادشاہ مرہٹون کے فسادون اور خللون کا بانی مبانی
جانتا تھا۔ اب معلوم ہوا کہ اسسے عہدہ برآ ہونا دشوار ہے تو اوسکی دلجوئی ضروری جانی اور
۱۱۵۰ھ مین اوسکے پاس بادشاہی شقے اشفاق آمیز گئے اور بادشاہ نے اوس کو اپنے
پاس بلایا۔ آصف جاہ بھی مرہٹون کا حال دیکھہ کر جو کتنا ہوگیا تھا کہ مین نے اپنی
منصوبے کو حد سے بڑہادیا۔ اور اب وسکو بادشاہ کے ضعیف ہونیسے ایسا ہی اندیشہ تھا
جیسا کہ پہلے اوسکے دشمن ہونے سے خوف تھا سوا اسکے دربار دہلی اوسسے امداد و استعانت
کے لئے التجا کررہا تھا اور اس بے وقت میں وہی کو اپنا بیڑا پار کرنے والا سمجھتا تہا۔ دارو کی
سرکشی اور بغاوت کی باتون کو سب بھول گیا تھا دہی کو اپنی بلاؤن کا ٹالنے والا جانتا تھا
اب آصف جاہ نے بھی یہ سوچ سمجھہ کر بادشاہ کی اعانت کا ارادہ مصمم کرلیا۔

باجے راؤ کے آنیسے دلی والون کے دلون پر جو صدمہ ہوگا وہ وہی خوب جانتے ہونگے
مگر اسکا یہان آنے سے فقط بادشاہ کو اپنی ہیبت دکھانی اور ڈرانا منظور تھا۔ اوسکو غضہ لانا
منظور نہ تھا۔ اسلئے اوسنے شہر پر اپنی فوج کی دست درازی نہونے دی مگر دو ایک کام ایسے کھادے

جلنسے معلوم ہوجائے کہ ہان اسمیں قدرت غارت گری اور نقصان پہنچانے کی ہے نہایت آدمیت کے ساتھہ بادشاہ سے خط وکتابت شروع کی مگر اوسکا نتیجہ کچھہ نہ ہوا - پھر وہ شہر سے تھوڑی دور چلا گیا - اور اوسنے بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ شہر کے پاس رہنے مین مجھے یہہ اندیشہ تھا کہ کہیں فوج اوسکو لوٹ نہ لے - اسلئے پرے ہٹ گیا ہون جب وہ شہر سے پیچھے ہٹا تو شہر کی خلقت اوسے کچھہ اور سمجھی اور لڑنے کے لئے آمادہ ہوئی - مگر پھر شکست کھا کر آفت اوٹھا کر شہر مین چلی آئی جب سعادت خان کو قمر الدین خان ساتھہ لے دار السلطنت کی امداد کے لئے پہنچا تو باجے راؤ نے اوسے جانیکا قصد کیا اسطرح واپس جانا مرہٹون کے آئین جنگ کے موافق کچھہ بیعزتی کی بات نہ تھی - بادشاہ نے اوسکو مالوہ جاگیر مین اور تیرہ لاکھہ روپیہ عنایت کئے - یہ کامیابی اوسکو ایسی ہوئی کہ ابتک اوسکی کسی قوم کے سردار کو نہیں حاصل ہوئی تھی - اوسکا ارادہ تھا کہ جمنا کے نیچے سے پار اُترے - اور گنگا جمنا کے دوآبہ کو لوٹتا ہوا جائے مگر برسات قریب آنے اور آصف جاہ کے دلی کی جانب بڑھے آنے سے یہ قصد کیا کہ دکن کو جلد چلا جائے - وہان اوسکو بعض اور کامون کی بھی ضرورت تھی - اگرچہ دکن کو باجے راؤ چلا گیا - مگر آصف جاہ دلی کی طرف بدستور چلا آتا تھا - کیا خدا کی قدرت ہے کہ وہ آصف جاہ جسکا بادشاہ دشمن تھا - اور رات دن اوسکی بیخ کنی کی فکر مین رہتا تھا - ابتک اوسنے کس منت اور سماجت سے اوسے اپنی حمایت کے لئے بلایا اور بالکل اختیار اپنا اوسکو دیدیا اور کہدیا کہ جو کچھہ وہ میری سلطنت نے لڑائی کا سامان جمع کرسکے اکٹھا کرے - غرض آصف جاہ دہلی مین ربیع الاول ۱۱۵۰ھ مین پہنچا اور اپنے بیٹے غازی الدین خان کو دکن مین نائب کر آیا تھا - اب بادشاہ نے آصف جاہ کو مرہٹون سے لڑنے کے لئے روانہ کیا - اور مالوہ کی صوبہ داری بجائے باجے راؤ کے غازی الدین خان کو مرحمت ہوئی - ابوہ اکبر آباد مین آیا ساری سلطنت ایسی ضعیف ہوگئی تھی کہ کہین سے سامان جنگ عمدہ مہیا نہ ہوا - اوس پاس فقط پینتیس ہزار سپاہ تھی - اور اوسمین بعض راجپوت راجہ بھی ہمراہ تھے - وہ ابتک محمد شاہ کا ساتھہ دیے جاتے تھے - توپخانہ کا سامان اوسکے ساتھہ نہایت عمدہ تہا - اب سعادت خان کا بھانجا صفدر جنگ بھی لشکر کے ساتھہ اوسکی

تائید کرنے کے لئے آیا پیشوا اس سے دو چند فوج لیکر دریاے نربدا سے پار اترا۔ اگرچہ اوسنے اپنی فوج کا
تخمینہ بہت کیا تہا مگر بعض سپاہ اس سے نہ مل سکی۔ اب اوسکو اوس دشمن کے مقابل آنا پڑا جس سے وہ پہلے
ہزیمت پا چکا تہا۔ مگر اس سے اس کی شہرت مین کچھہ فرق نہین آیا تھا۔ اوسکے ساتھہ وہ ہندو راجپوت
تھے جو شجاعت اور مردانگی ملک کے سبب سے لیکر نکلے تھے۔ بادشاہ کا نام بھی اب تک لوگون کے دلون مین ہیبت
اور خوف پیدا کرتا تھا۔ ان سب باتون کے سوا آصف جاہ کے بھاری توپخانہ کے سامنے ہلکی
مرہٹے سپاہیونکا ٹہرنا مشکل تھا گو یہ سب باتین تھین مگر یہ پیشوا اپنی سپاہ کو سوچ بچار کرکے آگے
بڑہائے لایا۔ اسوقت نظام الملک اس بڑی لڑائی کی جوابدہی کے ذمہ سے مضمحل ہوجاتا تھا
دوم پیرانہ سالی نے بھی ضعیف کر دیا تھا۔ اوسنے خود حملہ نہ کیا اور نہ اوسکی پرانی حکمت چل سکی کہ
مرہٹون کو اپنے ساتھہ لیکر مرہٹون سے لڑتا۔ لوہے کو لوہے سے کاٹتا۔ غرض اوسنے جو حزم اور احتیاط سے
بھوپال کے قلعہ کے قریب اقامت اختیار کی اوس سے کچھہ فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ اوس سے پیشوا کو خوف بھی جاتا رہا
اور وہ یہ سمجھا کہ دشمن نے خود اپنے تئین آپ ایک مستحکم مقام مین قید کر رکھا ہے۔ غرض اس حصار نے اگرچہ حملون
کا اثر نہ ہونے دیا مگر دشمن کا حوصلہ بڑہا دیا۔ اور اوسنے سارا ملک گرد و نواح کا تاخت و تاراج کیا اور سپاہ
جو آصف جاہ کی امداد کیواسطے آئی تھی اوسکو ملنے نہ دیا۔ اور راہ آمد و شد کی بالکل مسدود کر دی۔
اس سبب سے سپاہ کی شکستہ دلی روز بروز بڑہتی چلی گئی۔ اور دشمنون کی فوج کے دل دن بدن بڑہتے
چلے گئے جب اودہ کا صوبہ دار لشکر لیکر نہ آیا تو نظام الملک کی سپاہ کا رہا سہا دل اور بھی بجھ گیا
پیشوا نے جہانتک ہو سکا مغلون کی سپاہ کو گہیرے پڑا رہا۔ اور اونکی مصیبت کو اس سبب سے
زیادہ کر دیا کہ کسی ہمدرد سپاہی کو جو اوسکے لشکر مین آنے سے خوش تھا اپنی طرف نہین آنے دیا۔
اب دونو رقیب میدان جنگ مین ترازو کی تول تھے۔ ہر ایک اپنے پلڑے کو اورون کی امداد سے
بھاری کرنے کی آرزو رکھتا تھا۔ مگر یہ آرزو کسی کی پوری نہ ہوئی نہ باجی راؤ کی فتوحات بڑہانیکے
لئے بھوسلا نے امداد کرنی گوارا کی۔ نہ باجی راؤ کا بھائی حقیقی استعانت کیلئے آسکا۔ کیونکہ اسوقت
اوسنے پرتگیزونکو اونکی آبادی بسائین پر گھیر رکھا تھا اور قریب تھا بسئی فتح پانے کو تھا۔ اس اپنی پکائی
ہانڈی کو چھوڑ کر کہان جاتا۔ اب دوسری طرف آصف جاہ کا یہی حال تھا کہ اوسکا دوسرا بیٹا

ناصر جنگ بادشاہ کے دربار مین تھا وہان وہ سپاہ لیکر دکھن کی فوج کو محنت و مشقت سے نہ چھڑا سکا
جب بھوپال کے شہر پر بہت ہجوم ہوگیا تو آصف جاہ نے بڑی مشکل اور آفت سے اپنے تئیں اس پھندے
سے نکالا۔ اور توپونکی امداد سے بہت سہج سہج سفر تین تین میل کا ایک ایک دن کرنا شروع کیا
مگر پھر اوسکو وہی وقت پیشوا کا آگے پیش آیا جو پہلے آچکا تھا اور مجبور ہوکر یہ عہدنامہ اپنے ہاتھ سے
لکھکر باجے راؤ کو دیا کہ سارا مالوہ اوسکو دیا جائے جو نربدا اور چنبل ندی کے درمیان واقع ہے اس پر
بالکل اختیار حکومت دیا جاوے اور خرچ لڑائی کا جو پچاس لاکھ روپئے سے کم نہ تھا بادشاہی خزانہ سے
ادا کیا جاوے۔ غرض یہ عہدنامہ بادشاہ کے دستخط کے واسطے لیکر آصف جاہ دلی کی طرف
چلا۔ اور پیشوا اپنے ملک کو گیا۔ پھر یہ دونون رقیب کبھی آمنے سامنے نہ ہوئے لیکن پیشوا کے
سامنے اس پیر کہن سال کا بیٹا کھڑا ہوا۔ اور اوسنے باپ کا عوض لے لیا اب مرہٹون کا دماغ
آسمان پر ہوگیا تھا۔ اونہون نے نظام الملک کی حکومت اور سلطنت کو بالکل دکھن سے اکھیڑنا چاہا مگر
وہ اس کام مین خود ذلیل ہوئے پیشوا کی اس محنت و کامیابی کی ایسی دھوم سارے ملک مین ہوئی
اگر او شور و فساد ملک مین دور رہے عہدنامہ ہنوز بادشاہ کے دستخط سے مرتب نہین ہوا تھا کہ ۱۱۵۱ھ
مین نادرشاہی بلا آئی جس سے سب لوگ ایسے بدحواس ہوئے کہ سب کچھ بھول گئے۔ ایک مدت کے
بعد ہوش حواس درست ہوئے +

نادرشاہ کا دور +

اپنی کتاب کو نادرشاہ کا سارا حال لکھکر نادرنامہ اور درۂ نادرہ بنانا منظور نہین ہے
اسکا وہی حال جو ہندوستان سے متعلق ہے بہ تفصیل اور کچھ اور مختصر حال اس کا لکھتا
ہون۔ اسوقت ہندوستان کی سلطنت کی وہی کیفیت تھی جو تیمور اور بابر کے عہد مین ہوئی تھی
اسلئے ضرور تھا کہ کوئی مغرب سے اس ملک کا خبر لینے والا آوے سوا اسکے ایران کے ملک کا بھی
حال ایسا ہی ہو رہا تھا کہ جسے ہندوستان پر حملہ ہونا ضرور تھا۔ اب ہم اول کچھ ایران
کا حال لکھتے ہین +

ایران کی تاریخ کا خلاصہ +

ایشیا کے ملکون کا یہ دستور ہوگیا ہے کہ کسی خاندان کا عروج دو سو برس سے زیادہ نہین رہتا
اس امر کو ہمنے کئی جگہ اپنی تاریخ مین بالتفصیل بیان کیا ہے۔ اب ایران مین خاندان صفوی کی سلطنت تھی

پر دو سو برس کا عرصہ گذر چکا تھا اسلئے اب اوسکا ایسا بتلا حال ہو گیا تھا کہ مغربی افغانون نے ایران پر
حملہ کیا۔ اونکا سردار بڑا عالی حوصلہ اور صاحب ہمت محمود خان تھا۔ اوسنے ۱۱۳۴ھ مین اصفہان کو فتح کر لیا
اور حسین شاہ شاہ ایران کو گرفتار کر لیا اور دار الخلافہ پر قبضہ کر لیا۔ اور خود بادشاہ ہو گیا۔
باقی ملک کے فتح کرنیکا بھی ارادہ کیا۔ اوسمین کبھی شکست کبھی فتح پاتا رہا۔ ان افغانون کی اسقدر تعداد
نہ تھی کہ وہ سارے ملک پر تصرف کر سکتے محمود جب تخت پر بیٹھا تو اوسنے سب اہل ایران کو اپنی عہدون پر
بحال کیا مگر ایک ایک افغان اونکے ساتھ شریک کر دیا غرض ابتدا سلطنت مین اوسنے عمدہ تدبیرین
کین لیکن آخر کو ایسا درشت مزاج ہو گیا کہ اوسکے خود بعض افسر اوس سے برگشتہ ہو گئے۔ اور اہل ایران کے
ساتھہ مراعات چھوڑ دی اور تین سو ایرانیون کو دغا سے مار ڈالا غرض تین برس سلطنت کر کے
۱۱۳۷ھ مین مر گیا اوسکا رشتہ دار اشرف جانشین ہوا۔ وہ نہایت جوانمرد اور صاحب تدبیر اور معظم تھا۔
مگر اسوقت یہ آفت آن پڑی کہ ایران مین جو افغانون کے تسلط سے بد نظمی پھیلی تو روس کے بادشاہ پطر اعظم
اور شاہ روم نے اوسکے شمالی اضلاع پر حملہ کیا۔ اور آخر کو جو صلح ہوئی تو ایران کی سلطنت سے بہت سے
اضلاع علیحدہ ہو گئے۔ شاہ ایران قید مین تھا۔ اوسکا بیٹا شاہزادہ طہماسپ نکل گیا تھا اور شمالی مغربی
اضلاع مین جو افغانون نے ابتک فتح نہین کئے تھے وہ بادشاہ بن بیٹھا۔ اور اوسنے روس اور روم سے پیغام
سلام شروع کئے۔ اور اونسے اقرار کیا کہ اگر مجھے میرے باپ دادا کی سلطنت افغانون سے دلا دین تو مین
اونکو وہ اضلاع دیدونگا جو اونھون نے اپنے قبضہ مین کر لئے ہین مگر پطر تو مر گیا تھا فقط شاہ روم نے
اوسکی درخواست کو منظور کیا۔ اور اشرف نے کچھہ تو اوسکو تلوار سے اور کچھہ اس لعنت ملامت سے اُسکو رد کیا
کہ شیعون کے عوض مین سنیونکا گلا کاٹنا کونسا اسلام ہے۔ شاہزادہ طہماسپ نے فتح صاحب لیا تھا۔ اوسکے
پاس سامان بہت کم تھا۔ رعایا اوسکی دوست نہ تھی۔ اوسکی کوششین بھی کچھہ ٹھکانے کی نہ
تھین۔ دشمن اوسکو ذلیل جانتے تھے۔ کچھہ خوف اوسکا نہ رکھتے تھے مگر ۱۱۴۰ھ مین قسمت سے اوسکو ایک
لائق اور مستقل مزاج آدمی ایسا مل گیا جسنے اوسکو باپ دادا کی تخت پر ایکدفعہ بٹھا دیا۔ اور وہ
آدمی کون تھا۔ نادر شاہ تھا +

نادر شاہ کا اصلی نام نادر قلی خان تھا اور اوسکے باپ کا نام امام قلی تھا قوم اوسکی افشار تھی۔ وہ کہ

کچھ رتبہ کا آدمی نہ تھا بعض اوسکو پوستین دوز بتاتے ہین اس پستی خاندان کو میرزا مہدی ندیم منشی
نادرشاہ اس پیرایہ مین بیان کرتا ہے کہ اس دُرِ شاہوار کو اپنی ذاتی آب ورنگ پر فخر ہے کچھ
معدن پر نازش نہین ہے۔ نادر کے لڑکے کی شادی جب محمد شاہ کی بیٹی سے ہوئی ہے اور
دلہن والون کی طرف سے آدمی پیغام لیکر آے کہ ہمارے ہان دستور ہے کہ دولہا اپنی سات
پشت کا نام بتاے آپ اپنی باپ دادا کا نام بتائیے تو اوسنے یہ کہا کہ بگو داماد شما پسر نادرشاہ
و نادرشاہ پسر شمشیر تا ہم چنین تا ہفتاد بار بشمار۔ غرض نادرشاہ سنہ ۱۱۰۰ھ مین پیدا ہوا۔ اوسکے
لڑکپن کا حال تو کسی نے کچھ لکھا نہین۔ مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آغاز عمر ہی مین شجاعت
اور مردی و تہور و حذاقت کے آثار اوسے ظاہر ہونے لگے تھے سترہ برس کی عمر مین
وہ ازبکون کے ہاتھ مین جو خراسان کو لوٹے آتے تھے گرفتار ہوا اور ما بھی اوس کے
ساتھ پکڑی گئی۔ چار سال وہ قید مین رہکر رہا ہوا۔ اور ما اوسکی اس قید ہی مین دنیا کی
قید سے چھوٹ گئی۔ اب یہ جو چھوٹ کر اپنے وطن مین آیا جب تو وہ شاہ طہماسپ کی
خدمت مین پہنچا۔ حال اوسکا سوا اسکے نہین لکھا گیا کہ اس مرد عجیب کی طبیعت ہمیشہ ایک ہی
وتیرہ پر یکسان رہی اول اپنے ملک کے ایک امیر بابل بیگ کا ملازم ہوا۔ اوسکو قتل کیا
اوسکی لڑکی کو بھگا لے گیا۔ اوسسے نکاح کیا۔ رضا قلی مرزا اوسسے پیدا ہوا پھر لٹیرون کو ساتھ
لیکر لوٹ مار سے اوقات بسر کرتا رہا اسوقت سے اوسکی بہادری کا شہرہ ہونا شروع ہوا۔
والی خراسان نے اوسکو نوکر رکھہ کر ازبکون سے لڑایا۔ اس جنگ مین اوسنے اپنی شجاعت اور
مردانگی دکھائی کہ سپاہی سے افسرون مین اوسکی ترقی ہوئی۔ مگر یہان کچھ ایسی حرکات نامناسب
کین کہ والی خراسان نے اوسکو لکڑیان مارکر نکال دیا۔ وہ اس سبب سے ایسا غضب مین آیا
کہ مشہد سے چلا گیا۔ اوسکا چچا کلات مین ایک چھوٹی قبیلہ افشار کا سر طائفہ تھا اوس پاس
چلا گیا۔ مگر چچا بھی بھتیجے کی حرکتون سے تنگ آگیا۔ اوسکو نکالدیا۔ پھر اوسنے اپنی لوٹ مار
شروع کی۔ اسوقت مین دولت صفویہ پر زوال آرہا تھا سارے ملک مین شور و غوغا مچ رہا تھا
تین ہزار فتنہ برپا کرنے والے نادر کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوگئے اوسکو اپنا امیر بنایا۔

اوسنے خراسان پر سخت خراج لگایا جب چچانے دیکھا کہ بھتیجے کا اختیار اور اقتدار روز بروز بڑھتا جاتا ہے تو اوسنے خط لکھا کہ تم شاہ طہماسپ کی نوکری کر کے افغانون سے لڑنے جاؤ۔ اور اپنے بدبخت بادشاہ کی امداد کرو۔ نادر نے جواب لکھا کہ اگر بادشاہ میرے پہلے جرمون کو معاف کر دے تو مین خدمت گزاری کے واسطے حاضر ہون۔ پرانے قصور جو بادشاہ کے ہان سے معاف ہو گئے تھے اونپر یہ ایک نیا قصور اور بڑہایا کہ اپنے چچا کو مار ڈالا۔ اور یہ سمجہا کہ وہ اسکی ترقی کا حاجب ہے اور خراسان مین فاغنہ سے لڑنے پر تیار ہوا۔ چونکہ ان افغانون کو خراسان سے نکالنا منظور تہا اور وہ نادر کی قوت بازو سے بن پڑا اسلئے شاہ طہماسپ نے اوسکے پہلے قصورون کا ذرا خیال نہ کیا۔ اب فتوحات نادری سے بادشاہی جہونکو رونق حاصل ہونے لگی۔ مگر بادشاہ کو اول ہی سے نادر پر رشک و حسد تہا۔ ایک مہم مین نادر مصروف تہا جب بادشاہ نے اوسکی طلبی کے واسطے حکم لکھا تو اوسنے آنیسے انکار کیا۔ اسلئے بادشاہ نے اوسے باغی کہا۔ اس لفظ کو سنکر وہ ایسا افروختہ ہوا کہ بادشاہ پر فوج لیکر جہپٹا۔ اور اوسکو ایسا مغلوب کیا کہ جو اوسنے کہا وہ بادشاہ کو کرنا پڑا اور اوسوقت سے بادشاہ کا کچہہ اختیار باقی نہین رہا۔ اب اس اولوالعزم نے اپنے ملک کے آدمیونکو خواب غفلت سے بیدار کیا اور اونکو اپنی ہمت مردانہ دکھا کر مرد بنایا اور تہوڑے دنون بجلی اور آندھی کی طرح سے سارے ملک پہ پہر گیا۔ اوسکی شہامت اور جلادت اور سرعت کے کام دیکہہ کر عقل دنگ ہوتی ہے کہ ملک کے ملک اور صوبونکے صوبے فتح کرتا چلا گیا۔ سب سے عظیم الشان کام اوسکا یہ تہا کہ اوسنے ایران کو سنہ ۱۱۴۲ھ مین بالکل پٹھانون سے پاک صاف کر دیا۔ اور اوسکے عوض مین بادشاہ نے چار ملک عظیم خراسان اور مازندران و سیستان و کرمان یعنے اپنا آدہا ملک اوسکو مرحمت کیا۔ جس شخص نے ظالم دشمنونکے پنجون سے ملک نکالا ہو اوسکے لئے یہ بڑا انعام نہ تہا۔ بادشاہ نے اوسکو یہ بہی اجازت دیدی کہ وہ اپنے سر پر تاج رکہے اور اپنے نام پر سلطان کا لفظ بڑہا دے۔ مگر اوسنے انکار کیا۔

سنہ ۱۱۴۲ھ مین اوسنے روسیونکو بحر خزر پر روک کر صلح نہایت استحکام کے ساتھ کر لی تا کہ وہ مغرب مین آگے نہ بڑہنے دیا سلطان روم کو شمال سے خارج کر دیا اور جو صوبے سلطنت ایران کے دشمنونکے قبضون مین چلے گئے تھے اون سب کو دوبارہ لے لیا۔ یہ سب کام سنہ ۱۱۴۳ھ سے سنہ ۱۱۴۵ھ تک کئے مین ایران کی سلطنت کو وہ وسعت دی کہ اوسکی حدود اپنی قدیمی صورت پر قایم ہو گئین پہر سنہ ۱۱۴۷ھ تک مین خاندان صفوی کا خاتمہ کیا۔

اور دفعتہً اپنے مذہب کو بدل ڈالا۔ کیا تو شیعہ تھا یا سُنّی ہو گیا حقیقت مین نادر کا کوئی مذہب سوا اپنی خودبینی کے نہ تھا جب اوسنے اپنا کام شیعہ ہونے مین بنتے دیکھا شیعہ رہا جب اور ملکون کی فتح کرنے مین دیکھا کہ سنی ہونا کام آئیگا سُنّی ہو گیا۔ اب وہ مستقل بادشاہ ہوا۔ اور یہ سکہ اوسکا چلا جسپر ایک طرف نادر شاہ ایران زمین و خسرو گیتی ستان دوسری طرف الخیر فیما وقع منقش تھا جسکو بذلہ سنج الاخیر فیما وقع پڑہتے ہین سنہ ۱۱۵۰ھ مین اوسنے اپنے استحکام سلطنت کیلئے افغانونکو اپنا رفیق بنایا اور سنہ ۱۱۵۱ھ مین ہندوستان پر آندھی کی طرح چڑہ آیا۔ اب اس کا مفصل حال ہم لکھتے ہین +

جبکہ نادر شاہ نے خلجیون سے ملک فتح کرلیا تو تیموریہ سلطنت سے اوسکی سلطنت کا ڈانڈا میڈا مل گیا۔ وہ ہندوستان کی سلطنت کے ضعف اور ناتوانی سے خوب واقف ہو گیا۔ ہندوستان سونے کی چڑیا ہمیشہ سے مشہور ہے اوسنے یہ ارادہ کیا کہ کسی طرح اس چڑیا کو پکڑنا چاہئے اور اسکی پیچ پیچ سے جواہرات اگلوا کے اور مہمات کے نقصانون کو پورا کرنا چاہئے سوا اسکے یہ خیال بھی اوسکو تہا کہ یہ جنگ جو فوج اوسکے زیر حکم ہے اگر نئی نئی فتوحات مین مصروف نہ کیجائیگی تو خود آپسمین دنگہ فساد کریگی اور لڑ کر کٹ مریگی غرض ہندوستان پر اوسکا حملہ حذاقت اور دانشمندی سے خالی نہ تہا۔ اور لڑائی کے واسطے یہ سبب بھی پیدا ہو گیا کہ قندہاری افغان اودہر سے نکل کر تمام کوہستان کابل مین پہیل گئے تھے چونکہ کابل مین بادشاہ کی طرف سے صوبہ دار رہتا تہا۔ اسلئے نادر شاہ نے محمد شاہ کے پاس نامہ محمد خان کے ہاتھ بھیجا جسمین اتحاد اور وداد قدیم کی باتین بیان کین جو ایران اور ہندوستان کے بادشاہون کے درمیان ہمیشہ سے چلی آتی ہین اور پہر یہ لکھا کہ تم بھی اپنے صوبہ کابل کے نام حکم بھیجدو کہ وہ افغانون کو نکال دے تاکہ دونو طرف سے دب کر اس فرقہ کی قرار واقعی گوشمالی ہو جائے یہان ان دنون مین عیش و عشرت کا زور شور تھا محمد شاہ بہادر صاحب سریر تھا تاج ساغر کے سوا کسی کام سے کام نہ تھا ہر وقت ہاتھ مین جام اور بغل مین دلارام تہا کسکو دماغ تھا کہ نامہ کا جواب لکھتا سوا اسکے نادر شاہ کی نادر شاہی کو کون مانتا تھا ابتک اوسکو نادر قلی سمجھے بیٹھے تھے۔ اب تردد یہ پڑا کہ اصل جواب کیا لکھین۔ اور جواب لکھین تو القاب کیا لکھین

خیر یہ تو بہانہ ہی تہا مگر اصل حقیقت یہ تھی کہ ہندوستان کی سپاہ مین سکت کہان تھی کہ وہ افغانونکو
نکالتی اور روکتی مصلحتاً یہ توقف تہا اور یہ سمجھا تھا کہ نادرشاہ کو حسین خان افغان مارکر قندہار
سے پرے بھگا دیگا - جب محمد خان ایلچی ایک سال کے بعد بھی نہ آیا تو اوس پاس نادر نے آپنے آدمی
دوڑائے - اور اصل حال پوچھا جب آدمی بھی جواب لیکر نہ آئے اور ایک سال کے اندر قندہار فتح
ہو گیا - اب بھی دلی سے جواب نہ آیا تو نادر کو بھی غصہ آیا - اور کابل پر وہ اُمنڈ کر چڑہ آیا - ناصر خان
صوبہ کابل نے کچھ مقابلہ کیا مگر آخر کو شکست پائی - نادر کا کابل پر بھی تسلط ہو گیا - یہان کابل و
قندھار دونون فتح ہوئے وہان دلی مین جو کوئی امیر الامرا خاندوران خان سے یہ خبر کہتا
تو وہ ہنس کر یہ کہتا کہ تمھارے سکھر بہت بلند پہاڑ پر ہین اس سبب سے تم کو نادرشاہ قزلباش و اُجڑ
مغلون کے ساتھ دور سے دکھائی دیتا ہے اور سارے بادشاہ کے رفیق اور مصاحب یہ کہتے تہے کہ
یہ ساری افترا پردازیان اعتماد الدولہ اور آصف جاہ اور اور تورانی امیرون کی ہین نادرشاہ کے
ایلچیون کو بھی بتلاتے تھے کہ وہ زکریا خان تورانی حاکم لاہور نے بنا کر بھیجے ہیں بعض یہ خیال
کرتے ہین کہ آصف جاہ جب دکن کو گیا تو نادرشاہ کو خفیہ ایلچی بھیجکر سنکار گیا کہ آپ بےتکلف چلے
آئین - یہان دلی تک میدان صاف ہے - مگر یہ کب عقل باور کر سکتی ہے کہ وہ امیر جو کسی ملک مین
درجہ اول رکھے وہ دشمنونکو اپنے گھر بلائے - اب یہان نادرشاہ نے کابل مین مقیم ہو صفر ۱۱۵۱ھ کو اپنے
ایلچی کے ہاتھ پھر بادشاہ کو ایک خط لکھا اور اوسمین پہلی حرکات پر اوسکی لعنت ملامت کی اور یہ تحریر کیا
باوجود ان سب باتون کے ہمارے اور تمھارے اتحاد مین فرق نہین آیا امید ہے کہ آیندہ اوسکو تم برقرار
رکھو گے - یہ ایلچی دس آدمیون کے ہمراہ جب جلال آباد مین آیا تو مارا گیا - نادر کو اس واقعہ پر علم ہوا
وہ پہلے ہی سے محمد خان ایلچی کے انتظار مین مضطرار تہا - اب یہ خبر سنکر اور بیقرار ہوا - اوس نے
شعبان ۱۱۵۱ھ (اکتوبر ۱۷۳۸) مین کوچ کر دیا - ابتک دلی کا دربار اس غفلت مین بیٹھا تہا کہ کابل و پشاور کے
درمیانی پٹھان نادر کو آگے نہ بڑھنے دینگے مگر اسوقت مرہٹون کی لڑائی کے سبب صوبہ کابل کا
انتظام بالکل بگڑ رہا تہا - راستون کے انتظام کے واسطے جو افغانون کو روپیہ دیا جاتا تہا وہ بھی
نہین پہنچا تہا - غرض دشمنون کے آنے کے لیے سارے درے اور راستے غیر محفوظ کھلے پڑے تھے

نادرشاہ نے اول جلال آباد مین آنکر قتل عام کیا پشاور مین آیا دریا اٹک سے پار اُتر کر پنجاب مین
رمضان ۱۱۵۱ھ (نو امبر ۱۷۳۸ع) مین پہنچا اور یہان اک قیامت برپا کی ہزارون لٹیرے ملک کو لوٹنے لگے دریاے
راوی کے کنارہ پر زکریا خان صوبہ دار لاہور اپنی سپاہ کے انبوہ کو نادرشاہ کے سامنے لڑنیکے
لئے لے گیا لیکن احمقون کی صلح اور جنگ عجیب و غریب ہوئی ہے - نادر گھوڑا دریا مین ڈال کر
اوتر گیا اور چند قزلباش سوارون نے زکریا خان کا لشکر تتر بتر کر دیا - تو وہ خود بھی جا کر نادر کا مطیع اور
تابعدار بن گیا اب آگے دلی سے سو میل پرے بےروک ٹوک بادشاہ جا پہنچا محمد شاہ نے بھی اوسکی آمد کی
خبر سنکر تھوڑی بہت فوج اکٹھی کی آصف جاہ بھی جسکی دانائی اور مردانگی سب کے نزدیک
مسلم تھی آن پہنچے - راجہ جے سنگھ اور راجاؤن نے اسوقت امداد مین لیت و لعل کیا غرض دو مہینے
مین چلتے چلتے چار منزلین طے ہوئیں - کرنال مین ڈیرے خیمے پہنچے علی مردانخان کی نہر کے
کنارے گرد توپون کا زنجیرہ باندھ کر پڑے - برہان الملک سعادت خان صوبہ اودہ کا بڑا انتظار ہو رہا
تھا - اوس پاس توپخانہ نہایت عمدہ تھا - ۱۵ - ذیقعد ۱۱۵۱ھ کو وہ بھی آن پہنچا خان دوران خان اوسکے
استقبال کے واسطے گیا - اور اوسکو بادشاہ پاس لایا - اوسکو حکم ہوا کہ امیر الامرا کے
پاس لشکر اُتارے - مگر اہنون نے یہ چاہا کہ اوسکے لشکر کو بادشاہی لشکر سے ملنے نہ دین -
چنانچہ باہم مقابلہ ہوا اور یہ خفیف مقابلہ لڑائی کی صورت پکڑ گیا جب بادشاہ نے آصف جاہ سے
کہا کہ برہان الملک کے لشکر کی کمک کے جاؤ تو اوسنے یہ کہا کہ پہر دن باقی ہے برہان الملک کا لشکر
منزلین مار کر ہارا تھکا آیا ہے - بہتر ہے کہ آج کے دن آرام کرے برہان الملک جلدی نہ کرے
کل توپخانہ کو آگے رکھکر اور کل لشکر کو ترتیب دیکر انتظام سے لڑینگے اسکو آصف جاہ کی سہل انگاری
خاندوران خان سمجھا اوسنے بادشاہ سے کہا کہ برہان الملک تو نکل گیا ہے وہ دشمن سے
لڑ رہا ہوگا حیف کی بات ہے کہ ایسا جوانمرد جان فشان مرنیکے لئے جائے اور ہم اوسکا تماشا
دیکھا کرین میری غیرت اور مروت کا یہ اقتضا نہیں ہے کہ مین اوسکے پہلو مین جا کر نہ کھڑا ہون
اور ونکو اختیار ہے یہ کہکر کھڑا ہو گیا اور ہاتھی پر سوار ہوا اور لشکر ساتھ لے برہان الملک کے لشکر سے
آدہ کوس پر جا کھڑا ہوا - نادرشاہ کے لشکر نے حملے پہ حملے کیے اور دو گھنٹے لڑائی کا ہنگامہ گرم رہا -

ایران کے آزمودہ کار سپاہ کے روبرو اس سپاہ کی کیا حقیقت تھی اونسے گھنٹہ دو گھنٹہ مین تھوڑی
دیر مین مار کر دہوئیں اڑا دئے میدان جنگ مین بہت بڑے بڑے سردار کام آئے امیر الامرا
خاندوران خان زخمی ہو کر میدان سے پھرا۔ یہان بادشاہی انتظام کی یہ خوبی تھی کہ امیر الامرا پہنچا
نہ تھا کہ سب ڈیرے خیمے لٹ گئے۔ اور سارے کارخانون کی خاک اڑ گئی یہ بھی نہیں معلوم ہوتا تھا
کہ امیر الامرا خاندوران خان صمصام الدولہ بہادر کہان فروکش تھا۔ اس بیچارے زخمی کو خیمہ کا
بھی کہین سایہ نہ ملا۔ ایک بیچوبہ کہیں پڑا تھا اوسمین لے وتارا۔ اعتماد الدولہ آصف جاہ اور
خواجہ سرایان بادشاہی عیادت کے لئے آئے وہ آنکھیں بند کئے پڑا تھا جب ہوش آیا
تو یہ زبان پر لایا کہ ہم نے تو اپنا کام تمام کیا اب تم جانو اور تمہارا کام جانے۔ مگر اتنا ہم کہے جاتے
ہین کہ بادشاہ کو نادرشاہ کی ملاقات کے لئے اور نادرشاہ کو دلی مین ہرگز مت لیجانا جس طرح
ہو سکے اس بلا کو اسی جگہ سے ٹالنا۔ ۱۹۔ تاریخ خاندوران خان کا انتقال ہوا۔ اب
برہان الملک اور اوس کے رفیق دشمن سے میدان مین لڑ رہے تھے۔ اونکو چارون طرف سے
قزلباشون نے گھیر لیا۔ ایک نوجوان ہم وطن برہان الملک کا گھوڑا دوڑا کر اوسکے ہاتھی کے سامنے
گیا۔ برہان الملک نے تیر او سپر چلانا چاہا لیکن اس نوجوان نے یہ کہا کہ محمد امین دیوانہ شدۂ با کہ
میجنگی۔ اور یہ کہہ کر نیزہ زمین مین گاڑا اور گھوڑے کو اوسسے باندھا اور خود رسہ پکڑ کر ہاتھی پر
عماری کے اندر برہان الملک کے پاس جا بیٹھا۔ برہان الملک ایران کے دستور سے واقف تھا۔ اوسنے
اطاعت اختیار کی۔ اور بیچہ تقدیر کا اسیر ہوا۔ لشکر قزلباش کے ہمراہ لشکرگاہ مین پہنچا صرف ایک گھنٹہ
دن باقی رہا تھا کہ نادرشاہ اپنے خیمے مین اولٹا چلا آیا۔ بادشاہی مورچے مستحکم بہت تھے اونپر
حملہ نہیں کیا۔ برہان الملک کی تقصیرات معاف کردین۔ اور اوسکو اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھایا۔
اب برہان الملک کے پاس یہ خبر پہنچی کہ امیر الامرا مر گیا۔ اوسکو ایک مدت سے امیر الامرائی کی لو لگی ہوئی
تھی۔ اسلئے اوسنے بادشاہ سے مصالحت آمیز باتین بنانی شروع کین اور نادرشاہ کو اس بات پر
راضی کر لیا کہ حضور دو کروڑ روپیہ لے لین اور یہین سے واپس تشریف لیجائین۔ نادرشاہ اس بات پر
راضی ہو گیا۔ برہان الملک نے یہ بشارت اپنے بادشاہ کو لکھی۔ یہان بادشاہ اور آصف جاہ سر بگریبان

حیران پریشان انگشت بدندان بیٹھے تھے کہ دیکھئے اب کیا ہوتا ہے۔آیندہ کیا کرین کہ اس مژدہ کو سن کر شادان ہوئے۔بادشاہ نے فوراً آصف جاہ کو روانہ کیا۔اوسنے برہان الملک کی وساطت سے نادر کی ملازمت حاصل کی۔اور دو کروڑ روپیہ بھیجنے کا وعدہ کرکے وہان سے رخصت ہوا محمدشاہ کی خدمت مین آیا اور اپنی کاردانی اور دولت خواہی ظاہر کی۔برہان الملک کی حسن خدمات کو اوڑا دیا۔بادشاہ نے اُسسے خوش ہوکر امیرالامرائی کا خلعت بیش بہا مرحمت کیا دوسرے روز ۱۶- ذیقعد ۱۱۵۱ھ ۱۴- فروری ۱۷۳۸ کو نادرشاہ کے بلانے سے محمدشاہ اوسکی ملاقات کیلئے گیا جب لشکر کے قریب وہ پہنچا تو نصراللہ مرزا کو استقبال کے لئے بھیجا جب وہ رستہ مین ملا تو بادشاہ نے تخت رواں کو زمین پر رکھواکر اوسکو گلے لگایا اور اُس کو فرزندون کی طرح ساتھ لیکر نادرشاہ کے خیمے پر پہنچا۔وہان نادر بھی خیمہ کے باہر استقبال کے لئے آیا۔اور اپنی مسند پر اوسکو نہایت تعظیم سے بٹھایا بعد اسکے دردمندی اور بھائی بندی کی باتین ہونے لگین۔ نادرشاہ نے شکایت کی کہ اتنے خط مین نے بھیجے آپنے اوسکا جواب نہ دیا۔اس سبب سے مجھے یہان آنا پڑا۔بادشاہون کو ایسا تغافل مناسب نہین ہے۔محمدشاہ نے اسکا یہ جواب دیا کہ اگر یہ تغافل نہ ہوتا تو آج یہہ ملازمت کی سعادت کیونکر حاصل ہوتی۔اس جواب کو نادرشاہ سنکر بڑا خوش ہوا اور بولا کہ حق تعالیٰ ہندوستان کی سلطنت آپکو مبارک کرے یہان کی فرمان روائی آپ ہی کا حق ہے جو شخص آپ کے حکم سے سرتابی کرے اوسکی گوشمالی کے لئے مین حاضر ہون غرض بادشاہ ہنسی خوشی اپنے خیمہ مین واپس آیا۔اب یہان سے مورخون کی یہ گفتگو شروع ہوتی ہے برہان الملک امیرالامرائی کی تمنا مین بیٹھا تھا جب اوسنے سنا کہ آصف جاہ آکے لے اوڑا تو وہ بہت دل ہی دل مین گھٹا غیظ و غضب مین آنکر نادرشاہ سے عرض کیا کہ بجز آصف جاہ احمد مقتدر امیر ہی تو اندشہ آپنے کیا غضب کیا کہ دو کروڑ روپیہ پر قناعت اختیار کی۔اور ہندوستان کے خزانون اور دفینون اور فلان فلان جواہرات لاکھون روپیہ کی قیمت کے چھوڑ دئے دو کروڑ روپیہ تو یہ فقیر اپنے گھر سے نکال کر دے سکتا ہے۔بادشاہی خزانون اور امرا اور تجار اور مہاجنون کی دولت کا کیا ٹھکانا ہے۔آپ شاہجہان آباد چلئے اور ان قارونی خزانون کو نہ چھوڑئے۔نادر یہ سن کر بڑا خوش ہوا

اور اوسنے آصف جاہ کو سوال و جواب کے واسطے طلب کر کے نظر بند کر لیا۔ اور اوسے کہا کہ بادشاہ کو بلا دو۔ اوسنے کہا کہ آپسے یہ عہد نہین ٹھیرا تھا۔ نادر نے کہا کہ ہم اپنا عہد نہین توڑتے ہین بادشاہ کی عزت آبرو اور سلطنت و دولت سے کچھہ کام نہین رکھتے ہین صرف ملاقات منظور ہے۔ غرض آصف جاہ نے عرضی بادشاہ کو لکھی۔ بادشاہ تنہا آیا۔ نادر نے اوسکو عزت حرمت کے ساتھہ خیمہ مین اوتروادیا اور کہا کہ اسباب تجمل سلطنت او مستورات حرم سرا کو مع اپنے عملہ فعلہ کے یہان بلا لو اور خاطر جمع سے یہان استراحت کرو۔ اور اوسکے لشکر مین حکم بھجوا دیا کہ جسکا جی چاہے یہان آجائے۔ جس کا جی چاہے وہان چلا جائے۔ بادشاہ نے مجبور وہی کیا جو اوسنے کہا۔ بعد اوسکے برہان الملک اور طہماسپ خان جلائر کے ہاتھہ اپنا فرمان اور بادشاہ کا شقہ لطف اللہ خان صادق قلعہ دار شاہجہان آباد کے نام بھیجدیا کہ وہ سارے کارخانے شاہی اونکے حوالہ کرے۔ غرض وونہون نے یہان آنکر قلعہ دار سے کنجیان لے لین۔ اور سارے کارخانون پر قبضہ کر لیا جبتک حال گذرا تو محمد شاہ کا لشکر پریشان ہوا۔ اکثر راہ مین قزلباشون کے ہاتھہ سے جو تاخت و تاراج کرتے پھرتے تھے مارے گئے۔ اور جو اوسکے ہاتھہ سے بچے اونکو ہندوستانیون نے زندہ نہ چھوڑا۔ اور اگر زندہ چھوڑا تو کپڑا بدن پر نہ چھوڑا۔ القصہ غرہ اول ذی الحجہ ۱۱۵۱ھ مین شاہجہان آباد کے اندر محمد شاہ و نادر شاہ داخل ہوئے اور نادر شاہ بادشاہی محلون مین قلعہ کے اندر اوترا۔ اور اپنے سپاہیون کو محلون مین جا بجا حفاظت کے لئے بھیجدیا۔ اور حکم دیدیا کہ کوئی سپاہی رعایا پر دست درازی نہ کرے۔ اور اگر کوئی خلاف حکم کرے تو اوسکے گوش و دماغ کو کاٹ ڈالو۔ باوصف اسکے کہ نادر شاہ نے یہ دور اندیشیان کین۔ مگر ہندوستانی اس خونخوار فوج سے راضی نہ ہوئے۔ اتفاق سے عید اور نوروز دونون ایک روز ہوئے اسلئے بڑی دھوم دھام سے جشن ہوا۔ جامع مسجد مین عید کے دن نادر شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ چوتھے روز عصر کے وقت مشہور ہے کہ بھنگیر خانہ مین بیٹھے بیٹھے ایک بھنگڑ بولا کہ واہ محمد شاہ رنگیلے تیر اکیا کہنا ہے مغل کو ایک قلماقنی کے ہاتھہ سے مروا ہی دیا۔ یہ ہوائی خبر سارے شہر مین ہوا کی طرح پھیل گئی۔ دلی کی خلقت اون قزلباشون پر پل پڑی جو محلون مین محافظت کی واسطے مقرر تھے۔ اور مختلف جگہ مین متفرق تھے اونکو بے خبر جا کر قتل کر ڈالا۔ اسوقت ہندوستانی

امرا کا باجی پن یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ جن ایرانی سپاہیون کو اپنی حفاظت کے واسطے نادر سے
کہہ کر لے گئے تہے اونکی بہی حفاظت نہ کی بعض نے انکو قتل کر کے عوام الناس کے حوالہ کر دیا اور بعض نے
خود مورچے جا کر اونپر حملہ کیا جب نادر کو اس قضیہ کی خبر ہوئی تو اوسنے چند آدمی بہیجے کہ وہ آدمیون کو
سمجہا دین کہ میرے مارے جانے کی خبر بے اصل ہے۔ مگر ان آدمیونکو بہی لوگون نے مار ڈالا۔ رات بہر نادر
نے صبر کیا اور سارے آدمیون کو جو اوسکے پاس تھے حکم دیا کہ وہ چپ چاپ بیٹھے رہین جو حملہ کرے اوسکا
جواب دین خود کسی پر حملہ نہ کرین جب صبح ہوئی تو نادر شاہ خود گہوڑے پر اس لحاظ سے سوار ہوا
کہ اس شورش کو مٹائے مگر اوسکے سوار ہونیسے اور فتنہ برپا ہوا۔ اسمین سبب خون کا اتفاق
ہے کہ ہرگز نادر کی نیت یہ نہ تھی کہ وہ دلی والون کو خود تکلیف دیوے اور دن تکلیف پہنچا۔ مگر وہ شہر
سوار ہوا تو اوسپر پتھرون کی بوچھار شروع ہوئی۔ بلکہ ایک شخص نے تفنگ اوسپر چلایا جس سے ایک بیک
اوسکا پہلو مین گر کر مر گیا۔ اپنی آنکھون کے سامنے اوسنے دیکھا کہ جا بجا قزلباش مردہ پڑے ہین اور
لشکر بہی اوسکا لشکرگاہ سے شہر مین آن پہنچا تو اوسنے قتل عام کا حکم دیدیا۔ اور کہہ دیا کہ جہان ایک
ایرانی مردہ دیکھو وہان ایک ہندوستانی زندہ نہ چھوڑو جسوقت اوسکے لشکر کا ہاتھ تلوار پر پڑا تو
شہر والونکا ہاتھ دیون کا یون ہی رہ گیا پھر نہ ہلا۔ صبح سے دوپہر تک کشتون کے پشتے لگ گئے اودہر تلوار
کی آنچ سے آدمیون کا کام تمام ہو رہا تھا ادہر آگ کی آنچ سے مال اسباب مکان خاک ہو رہے تھے
اسوقت وسط شہر مین روشن الدولہ کی مسجد مین نادر شاہ تلوار کہینچے ہوئے بیٹھا ہوا تھا اور اوس کی
آنکھون مین خون اوتر رہا تھا کسی کا یارا نہ تھا کہ شفاعت کے لئے زبان ہلا سکے! اوسکا غضب قہر خدا کا تہا
سب اسیر بیٹھے تھے اور دم نہ مارتے تھے۔ ایک خواجہ سرا محمد شاہ پاس روتا ہوا گیا کہ حضور کی رعایا سب قتل
ہو گئی یہ سنکر بادشاہ آبدیدہ ہوا اور آصف جاہ اور قمر الدین خان کو لیکر نادر شاہ پاس پہنچا اور اوسنے
اپنی رعایا کے قصور معاف کرنیکے لئے کہا۔ نادر نے کہا کہ بادشاہ ہند کی کوئی درخواست ایسی نہین
ہوئی جسمین خون ریزی ہو اسلئے تلوار اپنی نیام مین کھینچی سارے شہر مین ایرانی نقیب الامان الامان کہتے
ہوئے بہاگے پل کی پل مین امن امان ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی سپاہ کا کیا عمدہ انتظام
تھا کہ ادہر اوسنے اپنی تلوار کو نیام مین ڈالا ادہر سارے لشکر کی تلوار نیام مین پڑ گئی۔ اگر کسی کی

تلوار گردن پر رکھی ہوئی تھی تو وہین ہی آگے نہ چلی - اب اسمین مورخون کا اختلاف ہے کہ کتنی آدمی مرے
آٹھ ہزار سے ڈیڑہ لاکھ تک تخمینہ کیا ہی مگر سچ یہ ہی کہ جن لوگون کا خانہ حیات تاراج ہوا
اونکی خانہ شماری اور مردم شماری کون کرتا ہے - نادرشاہ کے آدمیون کو جو ہندوستانیون کے
ہاتھہ سے قتل ہوئے کوئی سات سو بتاتا ہی کوئی ہزار کہتا ہی - پانی پت کی لڑائی مین تین آدمی مرے
تھے اور بیس زخمی ہوئے تھی ہندوستانی بیس ہزار مرے تھے غرض ایرانی اور ہندوستانی دونون کے لئے
یہ ہنگامہ پانی پت کی لڑائی سے بڑا تھا جو امرا بھاگ کر دہلی سے کچھہ فاصلہ پر کسی قلعہ مین محصور تھے
اُن سبکو نادر نے مار ڈالا جس شخص پر اوسکو گمان اس معرکہ مین شریک ہونے کا ہوا اوسکی جان نہ چھوڑی
بعد اسکے اپنے پسر دوم نصراللہ مرزا کا محمد شاہ کی بیٹی سے نکاح کیا جو محفلین سوگ اور سوز کی تھین
اب وہ سرور و رقص و سرود کی مجلسون سے بدل گئین - معلوم ہوتا ہی کہ دلی کے آدمی کیسے لہو و لعب کو
پسند کرتے تھے اور امراء دہلی کس درجہ نالائق ہوگئے تھے کہ ہنوز ایرانی دلی سے گئے نہ تھے کہ اونکی
مجلسونمین نقلین ہونی شروع ہوگئین کہ ایرانیون کے چہرے خونخوار بنائے جاتے اور ہندوستانی
گڑگڑاتے ہوئے اونکے پانؤن مین گرتے اسپر اہل مجلس خوش ہوتے اور قہقہے مارتے غرض دہلی مین نادر شاہ
اٹھاون دن رہا - محمد شاہ سے خلوت مین ملاقاتین رہین اور اوسنے انتظام سلطنت اور دوام دولت کے
قیام اور استحکام کیواسطے بہت نصیحتین کین - پھر اوسنے امرا اور اعیان سلطنت کو بلاکر بادشاہ کی خیر خواہی
کے لئے تاکید و تنبیہ کی اور اطراف کے حاکمون کے نام یہ حکم گشتی پھرایا کہ محمد شاہ کی اطاعت کرو آخر
فقرہ اس تحریر کا یہ تھا کہ من و محمد شاہ یک روحیم در دو بدن اگر خدا نخواستہ خبر طغیانی شما بالنسبۃ
بہ بادشاہ گوش زد من شود نام شمارا از صفحہ خلقت محو خواہم کرد - جو اوسنے کہا اگرچہ اوسکے کرنے
کی فرصت تو اوسے نصیب نہین ہوئی مگر جنکو اوسنے دہمکا دیا تھا اونہون نے اوسکی تقلید کرکے
بہت جلد اس خاندان کو خاک مین ملا دیا - گویا نادر اس خاندان کے ذلیل و خوار کرنیکا خود سبق
لوگون کو سکھا گیا اور اوسکی ہیبت کو لوگون کے دلون سے اوٹھا گیا اگرچہ وہ امرا کی بڑی خاطرداری
کرتا تھا مگر اونکو خوب پہچانتا تھا - ایکدن قمرالدین خان سے پوچھا کہ آپکی کسقدر بیبیان ہین
اوسنے عرض کیا کہ ساڑھے آٹھہ سو - نادر نے اپنے نوکرون سے کہا کہ ڈیڑہ سو اور قیدی عورتون سے

بھیجدو کہ وزیر صاحب کو منصب مین باشیگری (یعنے ہزار آدمیون کی افسری) کا حاصل ہو جائے۔ اس
قتل عام ہی پر بس نہ ہوئی۔ اس ہندوستان کی چڑہائی سے نادرشاہ کا بڑا مطلب تھا کہ یہان کے
مال سے اپنے تئین مالامال کرے جب سے اوسنے فتح حاصل کی تھی دولت کے لوٹنے پر غش تھا۔ اول
اس روپیہ کے دلانے والا اسعادتمند سعادتخان تھی جسنے اپنے بھتیجے شیر جنگ کی معرفت دو کروڑ روپیہ
گھر سے منگا کر خزانہ نادری مین داخل کیا تھا جب سعادت خان مرگیا تو اونکی جگہ سر بلند خان شاملو
اور طہماسپ خان ایرانی کھڑے ہوئے۔ اول انھوننے بادشاہی خزانون اور جواہرات پر تصرف کیا۔
بیگمات تک کا زیور اوتروالیا تخت طاؤس لیلیا۔ بعد اوسکے بڑے بڑے امیرون کے گھر ضبط کئے بعض امیرون
پر جبر و تعدی کرکے بہت سا مال چھین لیا پھر چھوٹے چھوٹے ملازمون اور عام رعایا کی کم بختی
آئی۔ سارے شہر کے دروازون پر پہرہ بندی تھی کہ کوئی شہر سے مال لیکر نہ نکل جائے۔ غرض مال
بتلانے کے لئے سر دولتمند کے گلے پر چھری رکھی ہوئی تھی بہت سے غیرتمند زہر کھا کر مرگئے
بہت سے لوگ بیچارے پکڑے گئے باندھے گئے۔ نادر کی طرف سے جو ظلم تھا سو تھا بیچ کے یہ اہلکار اپنا
گھر دولت سے بھرنے کے لئے غریبون کی جان کھائے جاتے تھے۔ دس وصول کرتے تو پانچ
آپ کھاتے غرض جان اور مال اور عزت اور آبرو کے لئے گھر گھر رونا تھا اہل صوبہ سے برسون کی باقی
کا روپیہ وصول کیا گیا جب نادر کو خوب معلوم ہو گیا کہ اب کوئی ٹھکانا روپیہ ہاتھ لگنے کا باقی نہین
رہا تو اوسنے مراجعت کا ارادہ کیا اور اوسنے محمد شاہ کو خود تخت سلطنت پر بٹھایا اور سارا زیور
پہنایا اور عہدنامہ لکھایا جسمین دریاء سندھ کی مغرب طرف کا ملک سارا اوسکی قلمرو مین داخل ہوا اب
جو لوٹ وہ ہندوستان سے لے گیا اوسکے تخمینہ مین اختلاف زمین و آسمان کا ہے کوئی ستر کروڑ بتلاتا ہی
کوئی پندرہ کروڑ لکھتا ہی اور بہت سے جواہرات بتلاتا ہے جنکی قیمت کا تخمینہ نہین ہو سکتا اس نادرشاہ
کے آنیکی ہزارون حکایتیں اور روایتین مشہور ہین سیکڑون نقلین اوسکی اب تک نقل مجلس ہوتی ہیں مگر
صحیح صحیح حال اوسی قدر سمجھنا چاہیئے جو نادرشاہ نے خود اپنے بیٹے رضا قلی کو خط مین لکھا ہے
اور اوسمین وہ سارا حال لکھا ہی جو لاہور سے محمد شاہ کے دوبارہ تخت پر بٹھاتے تک گذرا ہی اوس کا
خلاصہ ہم ذیل مین درج کرتے ہین +

اول خبرے از جنگ وجے از سپاه ایران با مقدمهٔ لشکر هند و غلبهٔ ایرانیان میدهد و بعد از کوششے که برای
منع ملحق شدن لشکر سعادت خان به لشکر محمد شاه نموده فائده بران مترتب نشده بود مینویسد و بعد ازان میگوید
بدین مضمون که چون این مدد بمحمد شاه رسید مستظهر گشته لشکر خود را نموده در میدان صف محاربت آراست
و ما که در آن از زخیلی [illegible] بودیم قرار دل بجهت صیانت اردو گذاشته و از قادر متعال استعانت جسته بر دشمن حمله بردیم
تا دو ساعت تمام تنور حرب گرم بود و آتش توپ تفنگ خرمن سوز عمر بعد ازان بعون الهی بهادران شیر
شکار صف خصم را بر هم زده ایشان را متفرق کردند درین مقام تفصیل نامهای اعاظم امرا که کشته و زخمی و
اسیر شدند مینویسد از جمله مقتولین خاندوران و از ماسورین سعادت خان را ذکر میکند و بعد میگوید
که این جنگ دو ساعت طول کشید و دو ساعت دیگر عساکر ما غنیم را تعاقب کردند هنوز یک ساعت از روز
باقی بود که معرکهٔ حرب بکلی از دشمن پاک شد و چون استحکامات اردوے ایشان مستحکم و مضبوط بود فرمان
دادیم که از یورش دست بدارند خزانه بسیار و چند فیل و قدرے از توپخانهٔ پادشاه هندوستان و
نفائس غنائم از هر قسم بسبب این فتح بدست افتاد و از بیست هزار متجاوز از دشمن بر خاک
هلاک افتادند خیلے بیش ازین نیز در قید اسار در آمد بعد ازین جنگ فی الفور لشکر محمد شاه را احاطه کرده
راه مراودت با اطراف و حوالی را بر ایشان مسدود ساختیم و توپها و خمپارها را بجهت با خاک یکسان
کردن استحکامات مهیا نمودیم چون اختلال اغتشاش عظیمی در بارهٔ هندیان راه یافته و بهیچ وجه
آواره پذیر نبودند محمد شاه از روے اضطرار ملتجی بدرگاه ما شده بعد از یک روز در پنجشنبه هفدهم ذیقعده
نظام الملک را به اردوے ما فرستاده روز دیگر خود با اعیان مملکت بحضور رسید و روزیکه محمد شاه رو باردو
می آمد بملاحظه اینکه ما ترکانیم و او نیز از سلسلهٔ ترکانیه و خانوادهٔ گورکانیه است فرزند عزیز نصر الله میرزا تا بیرون
اردو باستقبال فرستادیم و او در خیمهٔ پادشاهی ما گشت نظر بملاحظه قرابت ایلی آنچه لازمهٔ احترام پادشاهی
وے بود معمول داشتیم و او مهر سلطنة خود را بما سپرده و ما حکم کردیم که کسی متعرض سراپردهٔ شاهی متعلقان
سرای سلطنت و امرا و اعیان مملکت نشود درین وقت پادشاه و حرم پادشاهی و جمیع اکابر و اعاظم
هندوستان که از اردو حرکت کرده اند بدهلی رسیده اند و ما نیز در بیست و نهم ذی القعده بجانب دهلی
حرکت خواهیم کرد اراده این است که نظر بملاحظه نسب محمد شاه و قرابت ایلی که فیما بین هست او را دوباره

بر بادشاہی ہندوستان مقرر ہو وہ تاج سلطنت بر سر و نہیم حمد خدا یرا کہ باسخام چنین کار مارا قدرت داد
باقی ہم اِن باتون کو زٹل جانتے ہین کہ آصف الدولہ اور سعادتخان دونو نے یا اونمین سے ایک نے نادرشاہ کو
بلایا تہا - یا یہ سعادتخان نادرشاہ کو بہکا کر دلی مین لایا تہا - اب ان دونو کہانیون کے سوا ایک
کہانی اس سے بڑہ گئے اور غضب کی سنو جسکو آجکل فرنگستانی مورخ او محقق بھی یقین کرتے ہین اور
اور ہم اوسکی نقل آگے کرتے ہین - اس ملک مین ایک گروہ یاوہ گوؤں اور حماقت پیشیون کا ہی کہ وہ
اپنے تئین عاملون سے بہتر اور حکیمو نسے برتر سمجہتا ہے اور بازاری آدمیون مین اپنی عقل فروشی کے
لیئے دماغ سے گھڑ گھڑ کر کہانیان کہا کرتا ہے اونکو اپنی عقل کے زور سے ایسے پیرایہ مین لاتا ہی کہ اصل
واقعہ کچھہ سے کچھہ نظر آنے لگتا ہے اور بے اصل بات اصلی واقعہ معلوم ہوتا ہے افسوس کہ
بعض اوقات ایسی باتون کو عقلمند بھی یقین کرنے لگتے ہین - اب وہ نقل یون ہے کہ نادرشاہ نے
آصف جاہ کو بلایا اور کہا کہ او بڈہے تو نے ہمکو قندہار مین کیا لکھہ کر بہیجا تہا کہ اگر بندگان حضور یہان
تشریف لائین تو پچاس کروڑ روپیہ غلام حاضر کریگا بادشاہ اور امرا کے خزانے اور دفینے علاوہ
اسکے ہین - اب وہ روپیہ کہان ہی - جا آج کل کی اور مہلت ہے اگر روپیہ لایا خیر ہے نہین تو
تو نہین - آصف جاہ یہ سنکر سیدہا برہان الملک کے پاس گیا اور کہا بھائی آج یہ مجھپر آفت آئی
ہی کل تم پر آنیوالی ہے مین وہی آصف جاہ ہون کہ بلکہ کن کو کئی دفعہ مین نے خاک مین ملایا - اٹھتر
لڑائیون مین نام پایا - آج یہ قزلباش سچ بے نام و نشان مجھے یون لعنت ملامت کرتا ہے
اس جینے سے تو ڈوب مرنا بہتر ہے میرا ارادہ ہی کہ زہر کا پیالہ پیکر مر رہون - خدا کے ہان نادر
سے میرا سوال و جواب ہوویگا - برہان الملک نے بھی کہا اچہا مین بھی یہی کرتا ہون اس بڑہاپے مین
کون بے عزتی اٹھائے - غرض برہان الملک نے جا کر اپنے گھر مین زہر کا پیالہ پی لیا اور خدا کو
جان سونپ دی - اور آصف جاہ گھر مین آرام سے سو رہا صبح اوٹھہ کر جو سنا کہ برہان الملک فوت ہوا
تو ظاہر مین رنجیدہ مگر دل مین خوش ہوا - بعض نے اسمین اور نمک مرچ یہ لگایا ہے کہ دونو آصف جاہ
اور برہان الملک کو نادر نے بلایا اور اونکی دغابازی اور بیوفائی پر لعنت ملامت کی اور ڈاڑہی
مین تھوک دیا - اسلیئے دونو نے آپسمین یہ ٹھیرایا کہ زہر کا پیالہ پیکر جان آفرین کو جان دیدین آصف جاہ

جھوٹ موٹ دم چرا کر پڑ رہا ۔ برہان الملک نے آدمی کو خبر کے لیے بھیجا ۔ اوسنے جا کر کہا کہ آصف جاہ
کا دم لبون پر ہے تو وہ اس کام مین سے رقیب کم رہنے کو معززی سمجھا ۔ اور سچ مچ زہر کا پیالہ
پی گیا اور مر گیا ۔ آصف جاہ بھلا چنگا صبح اوٹھا اور اوسنے فخریہ دوستون سے کہا کہ کیا دشمن
کو مارا ہے ۔ فقط اصل حال یہ ہے کہ سب معتبر مورخ لکھتے ہین کہ نادر شاہ دہلی مین تھا کہ برہان الملک
سرطان کے پھوڑے سے مر گیا ۔

جب نادر شاہ یہان سے چلا گیا تو اول اوسکا اثر یہ ہوا کہ سلطنت دہلی سے تین زرخیز صوبے بنگال
بہار اڑیسہ علحدہ ہو گئے ۔ اور اونمین جدا ہی علی وردی خان کی ایک ریاست قائم ہو گئی ۔
شجاع الدولہ قوم افشار سے تھا اور جعفر خان کا داماد تھا ۔ جب جعفر خان کو صوبہ بنگالہ کی نظامت
اور دیوانی مرحمت ہوئی تو اوسکی سفارش سے شجاع الدولہ اڑیسہ کا صوبہ دار ہوا ۔ مگر ان داماد اور خسر
مین ایسا مزاج کا اختلاف تھا کہ وہ پاس پاس رہنا پسند نہین کرتے تھے ۔ اور شجاع الدولہ کی
باپکے گھر خاوند کی بدمزاجی کے سبب سے رہتی تھی ۔ اور اوسکا بیٹا سرفراز خان بھی اپنی ما کے ساتھ
رہتا تھا اور نانا نواسے کو بہت چاہتا تھا ۔ جعفر خان کا پہلے نام مرشد قلی تھا ۔ اسلیے جو شہر
اوسنے بنا گیا اوسکا نام مرشد آباد رکھا ۔ اوسی مین وہ رہتا تھا ۔ شاہزادہ اعظم شاہ کے رفیقون
مین ایک شخص مرزا محمد تھا ۔ اوسکے دو بیٹے مرزا محمد علی و حاجی احمد لائق فائق کہتے تھے ۔ جب
شاہزادہ اعظم مارا گیا تو مرزا محمد زمانہ کے ہاتھ سے تنگ ہو کر شجاع الدولہ صوبہ دار اڑیسہ کے
پاس چلا گیا ۔ اوسکی بی بی بھی قوم افشار سے تھی اور شجاع الدولہ کی رشتہ مند تھی ۔ کوئی کہتا
ہے کہ اوسکی انا تھی ۔ پھر مرزا محمد علی بھی باپ پاس گیا اور اس سرکار مین نوکر ہو گیا اور روز بروز
اپنی حسن لیاقت کے سبب سے ترقی پاتا گیا ۔ اور شجاع الدولہ کے مزاج پر حاوی ہوتا گیا ۔ اوسنے
پھر اپنے بھائی حاجی احمد کو بھی یہان دہلی سے مع اہل و عیال کے بلوا لیا ۔ وہ بھی شجاع الدولہ
کے رفیقون مین شریک ہو گیا ۔ ان دونو بھائیون کی حسن تدبیر سے ملک اڑیسہ کا خوب بندوبست
ہو گیا ۔ اور ریاست کو خوب استحکام ہو گیا ۔ اوسکی آمدنی بھی بڑھ گئی +
شجاع الدولہ نے بادشاہ کی خدمت مین آدمی بھیجکر مرزا محمد علی کو علی وردی خان کا

خطاب دلایا جعفر خان کو تو داماد سے رنجش تھی مگر اوسکے بیٹے علاء الدولہ سرفراز خان یعنے
نواسے سے کمال محبت تھی جب اپنا وقت مرگ قریب پہنچا تو نواسہ کو اپنے جانشین مقرر
کرنا چاہا محمد علی وردیخان اور حاجی احمد سے شجاع الدولہ نے مشورہ کیا اور ان بھائیون نے
بادشاہ دہلی کی خدمت مین اسکی طرف سے درخواستین بھیجین کہ ملک اڑیسہ اور بنگالہ کی
نظامت اور دیوانی اوسکو مرحمت ہو اور اپنی سپاہ کے معتمد آدمیون کو ظاہر مین موقوف کیا۔
اور اونسے کہہ دیا کہ تم مرشد آباد مین مختلف مقامات پر جاکر جمع ہو۔ اور اس خبر کے منتظر رہو
کہ کب جعفر خان کے گھر مین شجاع الدولہ آتا ہے۔ برسات کا موسم بھی قریب تھا۔ اسلئے
کشتی وغیرہ سب سامان درست کرلیا اور جعفر خان کی ڈیوڑھی تک راہ بر ڈاک لگادی کہ
جسوقت قاصد اجل آئے تو فوراً خبر پہنچ جائے جب یقین ہوگیا کہ جعفر خان پانچ چھ روز
کا مہمان ہے تو شجاع الدولہ مع محمد علی وردیخان اور اور رفقا کے کٹک سے چلدیا۔ اور اپنے
بیٹے محمد تقی خان کو جو دوسری بی بی سے تھا اڑیسہ مین اپنا قائم مقام کیا۔ راہ ہی مین جعفر خان
کے انتقال کی اوسکی خبر پہنچی۔ ادھر بادشاہ کی طرف سے سند بھی آگئی۔ وہ بہت جلد مرشد آباد
مین پہونچا۔ اور چہل ستون مین جعفر خان کا جانشین ہوگیا۔ اور شادیانے مسند نشینی کے بجوائے
اب سرفراز خان دیکھتا کا دیکھتا رہ گیا کہ کیا تھا کیا ہوگیا۔ ناچار سوا اسکے چارہ نہ دیکھا کہ
باپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور نذر اور مبارکبادی دی۔ شجاع الدولہ نے نہایت عدالت سے کام کیا۔
سرفراز خان کو بدستور دیوان صوبہ بنگالہ رکھا اور بیٹے محمد تقی خان کو اڑیسہ کا نائب صوبہ۔ مرشد قلی خان
اپنے داماد کو جہانگیر پور ڈھاکہ کا حاکم اور محمد علی وردی کو عظیم آباد میں اپنا نائب مقرر کیا اور
بادشاہ کے ہان سے اوسکو مہابت جنگ کا خطاب اور پنجہزاری کا منصب دلایا +

جب نادر شاہ دہلی میں آیا تو شجاع الدولہ اپنی اجل سے مرگیا علاء الدولہ سرفراز خان باپ کا
جانشین ہوا حاجی احمد اور محمد علی وردی خان کے تمام رشتہ دار ریاست مین دخیل تھے۔ اونہوں نے
سرفراز خان کی بگڑی۔ اور ادھر نادر شاہ کے دینے کے لئے زر کثیر کا مطالبہ آیا۔ خرچ کم کرنیکے
واسطے محمد علی وردی خان نے لشکر کے موقوف کرنیکی صلاح سرفراز خان کو بتائی۔ اسنے اور سب

اوس کے دلمین پیدا ہوا حاجی احمد اوسکے بھائی سے دیوانی لے لی۔ اسپر اوسنے جلکر اپنے بھائی کو
ایک ایک بات کی سو سو باتین لکھہ کر بھیجنی شروع کین جب محمد علی وردی خان نے دیکھا کہ سرفراز خان
سے کسی طرح نہین نبھے گی۔ تو اوسنے اپنے پرانے دوست مؤتمن الدولہ محمد اسحق خان بہادر کی سعی سے
ایک کروڑ روپیہ نذرانہ دینے کے وعدہ پر یہ حکم منگا لیا کہ سرفراز خان کا گھر ضبط کرو اور اوس کے
ہاتھہ تلے سے تینون صوبے نکال لو۔ غرض ۱۱۵۲ھ ۱۷۳۹ع مین ان تینون صوبون کا وہ مالک ہو گیا اور
سرفراز خان کا گھر بار ضبط کر کے اوسنے بادشاہ کا نذرانہ بھی بھیجدیا۔ اب یہ ایک طول طویل قصہ
ہے جسکے پڑھنے سے دل گھبراتا ہی کہ اوسنے کسطرح سے مرشدآباد پر قبضہ پایا۔ اور سرفراز خان کو کیونکر
نکالا اسکا فیصلہ کرنا نہایت مشکل ہی کہ آیا سرفراز خان نے محمد علی وردی خان سے بدسلوکیان کین یا
اوسنے نمک حرامی کی۔ اور فریب و دغا اور مکاری سے ان تینون صوبون پر قبضہ پایا۔ اڑیسہ
مین سرفراز خان کا بہنوئی مرشد قلی خان صوبہ تھا۔ اوسکو محمد علی وردی خان مہابت جنگ نے
لکھا کہ تمھارا مافی الضمیر کیا ہی۔ اوسکا ارادہ صلح کا تھا مگر اپنے داماد باقر علیخان کے کہنے سے اوسنے
مصالحت سے انکار کر دیا۔ اور مہابت جنگ دس بارہ ہزار سوار لیکر اڑیسہ کی طرف روانہ ہوا سخت لڑائی
کے بعد مرشد قلیخان کو شکست ہوئی۔ اور وہ جان بچا کر بھاگ گیا۔ اور پھر آیندہ لڑنیکی قسم کھائی
مگر کٹک مین یہ معاملہ پیش آیا کہ مہابت جنگ نے اپنے بھتیجے صولت جنگ کو وہان صوبہ دار مقرر کیا تھا
اوسنے سپاہ کی تنخواہ مین تخفیف کرنی چاہی۔ اس سپاہ نے قبول نہین کیا کیونکہ یہ بیچارے غریب الوطن مرشدآباد
سے گئے تھے مگر کٹک کے آدمیون نے گھر کی نوکری سمجھکر تھوڑی تنخواہ قبول کر لی غرض اس طرح
قدیم الخدمت موقوف ہوتے گئے۔ اور نئی فوج بھرتی ہو گئی۔ اس نوجوان نے جوانی کی مستی مین آن کر
ایسے برے کام کرنے شروع کئے کہ کٹک مین ایک قیامت برپا کر دی اسپر لوگون نے باقر علی خان داماد
مرشد قلی خان کی تحریک اور ترغیب سے ایک ہنگامہ برپا کر کے صولت جنگ کو گرفتار کر لیا۔ اور باقر علیخان
کے حوالہ کر دیا۔ ہرچند صولت جنگ کے ماباپ نے مہابت جنگ سے کہا کہ باقر علی خان کو اڑیسہ دیکر صلح کر لو
اور صولت جنگ کی جان بچالے۔ مگر اوسنے کسی کا کہنا نہ مانا اور فوج کو چڑھا کر ملک اڑیسہ مین لے گیا۔ اور
اور باقر علی خان کو شکست دی اور بھتیجے کو اجل کے حلق مین سے نکال کر لے آیا۔ اور وہان

صوبہ اڑیسہ کا انتظام کرکے مرشدآباد ۱۱۵۶ھ مین آیا تو کیا سنتا ہے کہ ملک کو مرہٹے تاخت و تاراج کر رہے ہین +

مرہٹون کا ملک بنگال مین غدر مچانا +

یہ پہلی ہی دفعہ تھی کہ برار کے راجہ رگھوجی بھوسلا نے اپنے سپہ سالار بہاسکر پنڈت کو پچیس ہزار سپاہ دیکر یہ ارادہ کیا کہ ہندوستان مین اپنی فتوحات کو توسیع دے۔ علی وردی خان ہنوز بردوان مین پہنچا تھا۔ اور یہان اوسنے اپنا سامان جنگ نہین رکھا تھا کہ مرہٹون نے اوسکے ملک کے گرد نواح مین غدر مچا دیا کچھہ لڑائیون کی چھیڑ چھاڑ ہوئی مرہٹون نے یہ کہا کہ اگر دس لاکھہ روپیہ دو تو واپس لوٹے چلے جائین۔ مگر علی وردی خان نے اوسسے انکار کیا۔ اور اوسنے مرشدآباد جانیکا قصد کیا اوسکے ساتھہ پانچ ہزار سپاہ تھی۔ مگر بھیر بھنگاہ اوسکے ساتھہ ایسی ہوئی کہ جسسے نظم سپاہ مین خلل پڑا اور اس سبب سے اوسکا بڑا نقصان ہوا تمام توپین اور خیمے اور سارا اسباب باربرداری وغیرہ اوسکا مرہٹونکے ہاتھہ لگا۔ مگر اوسنے مرہٹونکی شرائط کو جو بسبب فتحیابی کے سخت کرتے جاتے تھے انکار کیا چار روز مین وہ کٹوا مین پہنچا اور اوسکا بھتیجا صولت جنگ بھی کمک کے لئے آگیا میر حبیب ایک سردار جو مہابت جنگ کی نوکری چھوڑ کر مرہٹون سے جا ملا تہا۔ اوسکے ماتحت مرہٹون نے مرشدآباد پر حملہ کیا لیکن علی وردی خان بطور ایلغار کے اس شہر مین آ پہنچا اور اوسکو مرہٹونکی لوٹ مار سے بچا لیا۔ مگر انہی دو دست جگت سیٹھہ کو نہ بچا سکا تیئس لاکھہ روپیہ اوسکے گھر سے مرہٹے نکال کر لیگئے۔ اب ایسے دکن مین مرہٹے ایسے پھیل گئے کہ گنگا کے مغرب مین سوا مرشدآباد اور اوسکی نواح کے کوئی جگہ اونسے خالی نہ تھی موسم برسات کا تھا اس اثنا مین محمد علی وردی خان نے اپنا سامان نہایت درست کرکے ایک سپاہ جرار لیکر دریا کے پایاب ہونے سے پہلے کشتیون کے پل باندہ کر پار اُتر گیا۔ اور دفعتاً مرہٹونکو جا دبایا۔ اور اونکو ایسا بھگایا کہ اونکے سارے خیمے اور اسباب ہاتھہ لگے اور جنگلون مین گھیر گھیر کر اونکا خوب شکار کیا پھر کچھہ دنون بعد مرہٹون نے کٹک پر حملہ کیا یہان بھی علی وردی خان نے اونکو شکست دیدی اور وہ سب بنگال سے چلے گئے محمد شاہ نے اس حسن خدمات کے عوض مین علی وردی خان اور اوسکی خاندان کو بڑے بڑے خطاب عنایت اور خلعت مرحمت کئے اور صفدر جنگ صوبہ دار اودہ کو حکم دیا کہ اوسکی اعانت کو جائے مگر علی وردی خان نے فتح حاصل کرکے اس دوست کی دوستی سے جو حقیقت میں

دشمن کی دشمنی سے زیادہ مخوف تھے نجات پائی۔ اوسکو صفدر جنگ پر یہ شبہ ہوا کہ کہین وہی ان صوبون
کو نہ دبا لے۔ ایک ہی صوبے مین لڑائی ہو رہی ہے دوسری اسمین ہو جائے تو بہت مشکل پڑے اسلئے
صفدر جنگ جب عظیم آباد میں آیا۔ تو بادشاہ نے مناسب اوسکو لکھ بھیجا کہ آپکی ضرورت مرشد آباد مین نہین ہے
آپ اولٹے اودھ کو تشریف لیجائیے۔ دس لاکھ روپئے بھی سفر خرچ کے لئے بھیجے۔ تکلیف اٹھانے کی
اجرت دیدی۔ اور بادشاہ کو بھی لکھ بھیجا کہ مجھے صفدر جنگ جیسے آدمیون کی استعانت کی ضرورت
نہین ہے۔ سب سے زیادہ عمدہ تدبیر بنگال بچانیکی بادشاہ کو سوجھی۔ وہ یہ تھی کہ بالاجی راؤ کو علی وردیخان
کی امداد کے لئے بھیجا۔ رگھوجی بھاسکر پنڈت کے شکست پانیسے بڑے طیش مین آیا۔ وہ خود سپاہ کثیر
بڑے سامان سے لیکر بنگال پر چڑھ آیا۔ یہان بالاجی مرشد آباد مین اپنے ہم وطنون کے نکالنے کے لئے
آپہنچا تھا اسکا سبب کہ یہ کام کیون اسنے اختیار کیا آگے بیان کیا جائیگا۔ اوسنے رگھوجی کو بالکل
ضلاع بنگال سے [illegible] مین شکستین دیکر خارج کر دیا۔ دوسرے برس بھاسکر پنڈت بہت سی سپاہ لیکر
بنگال پر چڑھا اور دشمن سے بہت کچھ روپیہ مانگا مگر اوسکی دفعہ علی وردیخان اور اوسکے سپاہیانہ پیچ کھیلا
مصطفےٰ خان اور راجہ جانکی رام نے تمہید مصالحہ مین کوشش کی کچھ ایسے افسانون کے فسون
بنائے کہ بھاسکر پنڈت اور اوسکے بڑے بڑے سردار اس بات پر راضی ہوئے کہ میدان گنگ پور مین ایک
خیمہ کے اندر ملاقات آپس مین ہو اور زبانی شرایط صلح کا فیصلہ ہو۔ اس ملاقات مین آخر صفر یا شروع
ربیع الاول ۱۱۵۸ھ بھاسکر پنڈت اور اوسکے سب رفیقون کو بلاکر علی وردیخان نے قتل کر ڈالا اور پھر مرہٹوں کی
سپاہ پر حملہ کر کے شکست دیدی۔ فقط ایک کا نکوار کا سوار بچکے گیا۔ مگر اس دغابازی اور فتح دونو سے
کچھ فائدہ نہ ہوا +

علی وردی خان حقارت سے اپنے دشمنون کو تو جانور سمجھتا تھا مگر یہ کام اوسنے مصطفےٰ خان کے
ساتھ بھی دغا کا کیا۔ وہ کیا کرے مقتضائے زمانہ یہی تھا۔ آجکل دغابازی کا بازار گرم تھا اسکو بے ایمانی
کا آسرا تھا۔ مہابت جنگ دل کا سخی ہاتھ کا فیاض تھا اور اپنے رفیقون کے ساتھ بڑے بڑے
سلوک کرتا تھا۔ اور جو اونسے وعدہ کرتا اوسے پورا کرتا۔ اب اس آخر مہم مین جب اوسے مشکل پڑی تو طبیعت
کی فیاضی سے رفیقون سے بڑے بڑے وعدے کر لئے مگر اونکا پورا کرنا اندیشہ سے خالی نہ تھا غرض کہ وقت

مصطفیٰ خان کی بغاوت جنگ [illegible] +

وعدہ کرنا سہل ہوتا ہے مگر بعد غرض نکلنے کے اوسکا ایفا مشکل ہوتا ہے - اسی وقت مین مصطفی خان سے بہار کی صوبہ داری دینے کا وعدہ کر بیٹھا جب وقت نکل گیا تو یہ سوجھی کہ کہین اسی طرح سے بہار کی صوبہ داری سے وہ بھی بنگال کی صوبہ داری پر ڈنگہ نہ بجائے - کیونکہ یہ مصطفی خان ہی اسکا سپہ سالار تہا جسنے اوسکو اس رتبہ پر پہنچایا تھا - اوسکی لیاقت کا نقش دل پر تھا غرض اس بات پر دونون مین رنجش شروع ہوئی - اتنے مین یہ معاملہ درپیش آیا کہ مصطفی خان کے دو رفیق علی وردی خان کے دربار مین آئے اور اونہون نے کہا کہ مصطفی خان بھی آتا ہے - خواجہ سرا مہابت جنگ سے آنکر کہا کہ محل سرا مین تشریف لیچلئے حضور کے گھر مین نواب بیگم کو ہیضہ ہولے ہے - مہابت جنگ بیتاب ہوکر اور ان دونون آدمیون سے یہ کہہ کر کہ تم بیٹھو مین آتا ہون محل مین چلا گیا - ان دونون کو شبہ ہوا کہ شاید آج مصطفی خان کے قتل کا ارادہ ہے جو یہ خود بہانہ کر کے محل مین چلا گیا ہے یہ سمجھکر وہ وہان سے چلے راہ مین مصطفی خان ملا - اوسّے اونہون نے یہ کہا کہ آج آپ کہان جاتے ہین وہان تو یہ تجویز ہوئی ہے وہ یہ سنکر اولٹا اپنے گھر آیا - اور اپنے تن کے نو ہزار سوارون کو لیکر بگڑ بیٹھا - ادھر بھی سپاہ کی کمر بندی ہوئی اس وقت نہ پوچھو کہ مہابت جنگ کی جان پر کیا بنی ہوئی تھی - آخر کو دونون مین یہ فیصلہ ہوگیا کہ مصطفی خان نے استعفا دیدیا - اور مہابت جنگ نے اوسکو سترہ لاکھ روپیہ تنخواہ کا اس شرط سے دیدیا کہ وہ اوسکی عملداری مین نہ رہے مصطفی خان آٹھ نو ہزار اپنے آدمیون کے ساتھ مرشد آباد سے چلدیا - اور اپنی چھاونی مین آگ لگا گیا - جب شہر والون کی جان مین جان آئی - اب وہ راج محل مین گیا وہان سے ہاتھی اور توپخانہ لیا - پھر بہار کے لینے کا ارادہ مصمم کیا +

اس وقت مہابت جنگ کا بھتیجا ہیبت جنگ بہار مین فرمانروا تھا چچا کا خط آگیا تہا کہ جبتک مین نہ آؤن مصطفی خان سے نہ لڑنا مگر اوسنے اسکا خیال نہ کیا - ترہت سے کوچ کیا اور اس بہانے تجربہ کار سپہ سالار اور اوسکی سپاہ آزمودہ کار پر حملہ کردیا - قریب تھا کہ اوسکو بالکل شکست ہو اور خود گرفتار ہو مگر عجب اتفاق ہوا کہ ہیبت جنگ کی سپاہ بھاگی جاتی تھی کہ مصطفی خان کا فیلبان گولی کی ضرب سے ہاتھی سے نیچے گرا - اس سبب سے ہاتھی بگڑا - ناچار مصطفی خان لوہبر اس نظر سے کودا کہ ہیبت جنگ کو گرفتار کرلے مگر اوسکی سپاہ نے یہ جانا کہ وہ بھی فیلبان کی طرح ہاتھی سے گرا ہے - اسلئے سپاہ متفرق اور منتشر ہوگئی

بیان جنگ مصطفی خان [illegible] +

اور اس پر انکے سپاہی کو سوار اسکے کچھہ بن آیا کہ میدان سے بھاگ کر اپنی سپاہ مین جا ملے غرض یہ لڑائی بڑے لطف کی ہوئی کہ دونو لشکر آپسمین ایک دوسرے سے بھاگے ایک ہفتہ کے بعد مصطفےٰ خان نے پھر ہیبت جنگ کے لشکر پر حملہ کیا مگر ہیبت جنگ کو فتح ہوئی اور مصطفےٰ خان کی زخمی آنکھہ مین زخم لگا اور دو او سکے بڑے رفیق مارے گئے ۔ اب اس شکست کے بعد اوسنے یہ سنا کہ علی وردی خان بھی آتا ہے اسلئے وہ بھاگ گیا چچا بھتیجون کی فوج نے اوسکا سخت تعاقب کیا اور اودہ کی سرحد تک اوسکا پیچھا نہ چھوڑا پھر ایک مدت کے بعد وہ ہیبت جنگ سے لڑا مگر شکست کھا کر مارا گیا +

اس عرصہ مین علی وردی پر مرہٹون کا ایک اور حملہ ہوا ۔ راگھوجی کو جب اپنے سپہ سالار بھاسکر اور اوسکے ساتھہ اونیس افسرون کا دغا سے قتل ہونا معلوم ہوا تو اوسکو نہایت غصہ آیا اور اوسنے یہ بھی دیکھا کہ یہان یہ فساد او عناد ہو رہے ہین اور اوسکے سبب سے بے انتظامی اپنے پانون پھیلا رہی ہے اسلئے وہ بھی یہان لشکر لیکر اپنے پانون پھیلانے آیا اور علی وردی سے بہت کچھہ روپیہ اور ملک مانگا علی وردی خان نے دو مہینہ تک تو لیت و لعل مین ٹالا کبھی کچھہ شرائط صلح پیش ہوئین کبھی کچھہ غرض جب موسم لڑائی کے واسطے آگیا تو اوسنے راگھوجی بھوسلا کے لشکر پر حملہ کیا اور کئی دفعہ شکست دی اور ایک دفعہ یہانتک نوبت پہنچی کہ راگھوجی گرفتار ہی ہو گیا ہوتا مگر بچ گیا پھر ایک دفعہ مرہٹون نے مرشد آباد پر حملہ کیا مگر علی وردی خان نے اپنی شجاعت اور دلاوری سے شہر کو محفوظ رکھا یہ مرشد آباد ہی مرہٹون کا مرشد تھا جو اونکے ہاتھہ سے بچا نہین تو مرہٹون نے کسی متمول شہر پر ہاتھہ نہین ڈالا جسکو لوٹ لاٹ کر برباد نہیں کیا کٹوا کے قریب راگھوجی کو بڑی شکست ہوئی اور ساری اوسکی سپاہ مین بے انتظامی پھیل گئی ۔ اسلئے وہ ۱۱۵۹ھ ۱۷۴۵ع میں لوٹتا چلا گیا ۔ اب میدان کی لڑائیان موقوف ہوئیں علی وردی خان نے اپنے نواسے سراج الدولہ کی شادی بڑی دہوم دہام سے کی ۔ کچھہ دنون امن امان رہا مگر پھر جو جھگڑے شروع ہوئے تو علی وردی خان کے مرنے پر ختم ہوئے

راگھوجی بھوسلا جو گرفتاری سے بچکر نکل گیا وہ علی وردی خان کے دو افغان سردارون شمشیر خان و سردار خان کی دغا تھی ان دونون سردارون کو موقوف کیا ۔ مگر اوسنے یہ بے احتیاطی کی کہ اونکو چھہ ہزار سپاہ کے ساتھہ بہار میں رہنے دیا جسکا انجام برا ہوا اسکا ملک میر حبیب کے قبضہ مین

علی وردی خان اور بہار کے باغیان +

مرہٹون کی طرف سے تھا +

اس زمانہ مین علی وردی خان کے جی مین بھی کوئی نہ کوئی کھٹکا لگا رہا۔ اوسنے کٹک کی فتح کا ارادہ کیا
اس کام مین کامیابی کی صورت نمودار ہوئی تھی کہ اوسکے دو بڑے سردار میر جعفر اور عطاء اللہ بگڑ بیٹھے
اونکو مرشد آباد مین لاکر موقوف کیا مرہٹون کے سپہ سالار جانوجی نے پھر مرشد آباد پر حملہ کیا۔ مگر اوسکو اپنی
بہادری سے اوسنے ہٹا دیا۔ غرض اب اس جوانمرد پر ایک بلاؤن کا دریا اُمنڈ آیا۔ نمک حرام بغیرت
بے وفا افسر زار خان اور شمشیر خان جو بہار مین مقیم تھے۔ انھون نے بہت اوباش اور بدمعاش اپنے
پاس جمع کئے۔ بہار مین اسوقت ہیبت جنگ صوبہ دار تھا۔ اوسنے چچا سے ان دونون بدمعاشون کی
معافی تقصیرات کی درخواست کی اور بہت منت اور سماجت سے یہ التجا کی کہ اونکو پھر ملازم رکھ لیجئے۔ ابتک
اسکا سبب نہین معلوم ہوا کہ وہ اس بات کو کیون چاہتا تھا۔ اگرچہ مہابت جنگ کا دل اس درخواست کے
منظور کرنیسے راضی نہ تھا مگر بھتیجے کی دل شکنی بھی منظور نہ تھی اسلئے اوسنے درخواست منظور کر لی۔
اول ہی ملاقات مین یہ گل کھلا۔ کہ ہیبت جنگ نے اس نظر سے کہ ان دونو بیوفا بے ایمان سردارون کا
دل صاف ہو اپنے نوکرون اور پہرہ دار سپاہیون کو علیحدہ کر دیا۔ اور تنہائی مین ملاقات کیلئے بلایا
جب شمشیر خان آیا اور وہان اوسنے یہ تنہائی دیکھی تو ہیبت جنگ کو اپنے ہاتھ سے مار ڈالا۔ اور
اپنے ہمراہیون کو ساتھ لیکے جھٹ پٹ پٹنہ پر قبضہ کر لیا۔ ایک غدر مچا دیا۔ ہیبت جنگ کا باپ حاجی احمد
بعد سرفراز خان کے برباد کرنیکے بھائی سے ناراض ہوکر گوشہ نشین ہوا تھا۔ اوسکو باغیون نے گرفتار کر لیا
اور دولت بتلانیکے لئے نہایت تکلیف دی۔ یہانتک کہ وہ مر گیا۔ گو اوسنے اپنی دولت نہ بتائی
مگر باغیون نے اپنی قسمت سے پائی۔ اور اوسکو سپاہ بھرتی کرنے مین خرچ کرنا شروع کیا۔ اور بیچارے غریب باشندون
سے نہایت جبر اور ظلم سے روپیہ وصول کیا۔ اور ہیبت جنگ کی بی بی کو بھی جو مہابت جنگ کی
بیٹی تھی یہ باغی لے گئے۔ غرض یہ سارا حال ۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ع مین گذرا۔ اب اسوقت اس جوانمرد کی مصیبتون
کو دیکھنا چاہئے کہ ادہر ان باغیون کا زور ادہر مرہٹون کا شور بھتیجے اور بھائی کا قتل ہونا۔
بیٹی کا باغیون کے ہاتھ مین پڑنا جو افسر اپنے پاس ہین انکا قابل اعتبار کے نہ ہونا۔ ایسے وقت مین
اس دانشمند شجاع نے اپنے منتخب افسرونکو جمع کیا۔ اور اونکی نہایت تشفی اور تسکین کی۔ اور بڑے بڑے

انعام اکرام کے وعدے کیئے اور یہ بھی لکھہ دیا کہ جو مجھسے ناراض ہو وہ خوشی سے چلا جا میرے پاس نہ رہے
غرض اس حکمت سے سارے اوسکے افسر خیرخواہ اور سپاہ دل سے ہواخواہ ہو گئے۔ سب پہلی باتون سے
چشم پوشی کرکے اوسنے میر جعفر کو کٹک کا صوبہ دار مقرر کیا۔ اور مرشدآباد عطاء اللہ اور ایک اپنی بھتیجے
کو سپرد کیا اور بڑی تیاری اوسنے باغیون کی سرکوبی کے لئے کی۔ اور اوس کہنے سے شہر کے
تمام دولتمند جنکو لڑنا نہیں آتا تھا گنگا کے پار چلے گئے۔ اور اوسنے یہ اشتہار دیدیا کہ سارا شہر
مرہٹون سے لڑنے کے لئے تیار رہے۔ اور وہ چالیس ہزار سپاہ اور بہت سا ذخیرہ اور سامان
لیکر ایک لواڑہ مین بیٹھہ دریا پار اپنے گھر کے دشمنون کے مارنے کے لئے چلا اور وہ جتنا
آگے بڑہتا گیا اوسکا لشکر بھی بڑہتا گیا۔ اور باغیون کا سردار اپنی ایک اور دغابازی کے
سبب سے اوسکے ہاتھہ مین پڑ گیا جسکا بیان آگے آتا ہے۔ اسطرف سے شمشیر خان بھی پچاس ہزار سپاہ کا
میر حبیب کے اغوا سے کیا تھا۔ اب افغان اس لشکر مین گئے۔ وہان اونکو خلعت مرحمت ہوئے
اور بہار کی صوبہ داری عنایت ہوئی۔ پھر وہان سے چلے آئے۔ اب ان افغانون کا ارادہ ہوا کہ
اپنی تنخواہ کا دعوی اوسپر ثابت کیجے اسلئے اونہون نے میر حبیب کی دعوت کی۔ اور ایک خیمہ مین اوسکو
اوتارا اور اوسکے گرد پہرہ چوکی بٹھایا۔ جب وہ چلنے لگا تو افغانون نے کہا کہ سارے کام ہمنے آپکے
حکم کے موجب کیئے ہین اب ہماری تنخواہ کا چالیس لاکھہ روپیہ عنایت کیجے۔ بعد بہت گفتگو کے
دو لاکھہ روپیہ دیکر میر حبیب نے خلاصی پائی۔ غرض اسطرح ان افغانون اور مرہٹون مین نفاق کی
جگہہ نفاق ہوا۔ علی وردی خان نے دوسرے روز آکر باغیون پر حملہ کیا اور اونکو شکست عظیم دی شمشیر خان
مارا گیا اور اوسکے سارے مال اسباب پر قبضہ ہوا۔ اوسکے خیمہ مین جسوقت مہابت جنگ نے اپنی بیٹی کو
بھی دیکھا تو خوشی کے مارے پھولا نہ سمایا مرہٹے جیسے آئے تھے ویسے ہی نامراد چلے۔ اور اس
ملک کو بالکل خالی کر گئے کچھہ کٹک مین باقی تھے اوسنے خدا کا نہایت شکر بجا لا کر غربا و مساکین مین
بہت روپیہ تقسیم کیا اور فقیرون کو مالامال کر دیا جو باغیون کے اہل و عیال گرفتار ہو کر آئے تھے
اونکے ساتھہ نہایت مروت اور محبت سے پیش آیا۔ غرض جو زخم اوسکے دل پر اپنے دوستون کے ہاتھون سے پہلے
پہنچے تھے اونکا اندمال یون ہو گیا اوسنے بہت چاہا کہ حبیب سے صلح ہو جائے مگر اس کام مین کامیاب ہوا +

اب آیندہ موسم مین کیا دیکھتا ہی کہ مرہٹون کے گروہ کے گروہ ادہر اودہر سرحد و نیر تاک جہان تک
کر رہے ہین خیرون سب تکالیف کی سوا یہ ایک بھاری آفت آئی کہ سراج الدولہ اوسکا نواسہ جسکو
وہ بیٹے سے زیادہ چاہتا تھا اوسسے باغی ہوگیا اسے منانا اپنے حق مین کانٹے بونے تھے
مرہٹون سے بہت سی لڑائیون کے بعد اوسنے ان شرائط پر ۱۱۶۴ھ ۱۷۵۱ء مین صلح کر لی کہ کٹک اونکی حوالہ کیا
اور بنگال کی چوتھ کا بارہ لاکھ روپیہ سالانہ مقرر کیا۔ علی وردی خان کی حالات بھی آصفجاہ کے حالات سے
بہت مشابہ ہین۔ بعد بہت سی فتوحات کے اوسکو بھی مرہٹون کے آگے گردن نیچے کرنی پڑی اور اونکے
لئے تھیلی کا منہ کھولنا پڑا۔ کچھ دنون اب امن سے کاٹے۔ مگر یہ کھٹکا لگا رہا کہ دیکھئے اب کیا ہوتا ہے
کیونکہ وہ اپنے نواسے سراج الدولہ کی نالائقی اور بیہودہ مزاجی کو خوب سمجھتا تھا +

جمادی الاولے ۱۱۶۹ھ مین اسی برس کی عمر مین استسقا کے مرض سے وفات پائی۔ ابتداء جوانی سے
اوسکو شراب و رقص و سرود اور ممنوعات کی ساتھ رغبت نہ تھی وہ صوم و صلوٰۃ اور تلاوت قرآن اور
اوراد وظائف کا پابند تھا۔ بہت سویرے اوٹھکر اول وقت صبح کی نماز پڑہتا اور پھر چند مصاحبون
کے ساتھ قہوہ پیتا۔ حقہ نہیں پیتا تھا مگر اپنے اور رفقا کو پلاتا تھا۔ دو گھڑی دن چڑھے دربار عام کرتا
سب سردار اور اہالی موالی و ملازم اور ارباب حاجت حاضر ہوتے ہر شخص اپنا احوال عرض کرتا اور مقصد
حاصل کرتا پھر وہ خلوت مین جاتا۔ وہان خاص رشتہ دار اور بعض مصاحب جمع ہوتے شعر خوانی اور نقل و
حکایات بیان ہوتے کھانے کا اوسکو نہایت شوق تھا عمدہ عمدہ کھانے روز یہ سب ملکر کھاتے بعد
کھانا کھانے کے سب رخصت ہوجاتے پھر وہ سوتا کچھ سوکر وہ نماز پڑھتا اور پھر قرآن کی تلاوت کرکے عصر کی
نماز پڑھتا رات دن مین بعد عصر ایک ہی دفعہ شورہ یا برف کا پانی پیتا۔ اوسکے بعد فاضل عالم جمع
ہوتے حدیث و قرآن کا ذکر رہتا دو گھنٹہ یہ صحبت رہتی بعد اوسکے جگت سیٹھ اور عمائد آتے اور
معاملات ملکی مین گفتگو ہوتی شہر و دیار کے اخبار کا استفسار ہوتا پھر کچھ تھوڑی دیر ناچ گانے کا شغل
رہتا پھر وہ محل مین جاتا۔ رات کو وہ کھانا نہ کھاتا۔ مگر کچھ میوہ وغیرہ سے شوق کرتا۔ جب
تہائی شب گذر جاتی تو وہ آرام کرتا۔ دو گھڑی رات رہتی تو پھر وہی صبح کی نماز مین
مصروف ہوتا۔ اس عجیب زمانہ مین یہ افغان امیر بھی عجیب و غریب صاحب تدبیر جو گذر گیا

علی وردی کی وفات و خصائل +

اب ہم پھر دلی کی حال پر متوجہ ہوتے ہین -

نادرشاہ کے جانیکے بعد شہر مردون سے پر تھا اور زندون سے خالی تھا مکانون پر ویرانی برستی تھی محلے کے محلے چلے پڑے تھے مردون کی سڑاند سے بھیجا نکلا جاتا تھا نہ کوئی کسیکو کفن دینے والا تھا نہ گور مین دفن کرنیوالا تھا مرکر ہندو مسلمان سب ایک ہوگئے ڈھیرون مین جل کر خاکستر ہوگئے یہ تو شہر کی کیفیت تھی - دربار کا حال یہ تھا کہ کچھہ دنوں تو وہ بھاری نیند مین سوتا رہا اور جب اوٹھا تو اوسکی آنکھون مین اسقدر جیپر لگا ہوا تھا کہ دیکھنے سے گھن آتی تھی خزانہ مین پھوٹا بادام نہ تھا محال اور خراج کا کہین پتا نہ تھا سپاہ تباہ اور خستہ حال تھی اسپر مرہٹون کا بھی خوف بالکل نہین گیا تھا جو صوبے اونکے قبضہ مین چلے گئے تھے وہ اونکے ہاتھہ سے تباہ ہوئے تھے ان سب مصیبتون پر آفتون پر درباریون کا آپس کا جھگڑا نہ چکا - وہی ایک فریق تورانی امیرون کا تھا جنکے سرتاج آصف جاہ اور قمرالدین خان وزیر تھے - دوسرا گروہ اُن امیرونکا تھا جو اونکو خارج کرنا چاہتا تھا اور اونمین بادشاہ بھی شمار ہوتے اگر بیچ مین مرہٹون کا جھگڑا نہ آن پڑتا تو ان امیرون نے سلطنت کی ٹکڑے کرکے کبھی آپسمین تقسیم کرلئے ہوتے اور خاندان تیمور کو بے نام و نشان کردیا ہوتا +

جسوقت یہان نادرشاہی مصیبت پڑی تھی اُسوقت باجی راؤ سہما بیٹھا تھا اوسنے یہ کہا کہ نادرشاہ ایسا دشمن ہے کہ اسوقت سب آپسکی جھگڑون کو سمیٹ کر لپیٹ رکھین اور دکھن کے ہندو مسلمان دونون ملکر اپنے دشمن سے سمجھہ لین مگر اتفاق کہان تھا خیر جب نادرشاہ چلا گیا تو باجی راؤ مین پھر دم آیا اور اُسنے وہی پرانا دعوی پیش کیا کہ آصف جاہ نے جو عہد نامہ لکھا ہے اوسپر بادشاہ مہر و دستخط کرے (اس عہدنامہ کا حال وہان لکھا ہے جہان سے نادر کا ذکر شروع ہوتا ہے) اب اس کام کے لئے اوسکو دلی جانا چاہئے تھا مگر اوسنے دکھن کو اپنی مہمات کے لئے پسند کیا کہ یہان پیشواؤن کے خاندان کو مرہٹے بری نظرون سے دیکھتے تھے اور اوسکی بہت سے قدیب اور حریف پیدا ہوگئے تھے اور اوسکے ہاتھہ سے راجہ کو چھڑانا چاہتے تھے سیندہیا اور ہلکر تو البتہ خیرخواہ اس خاندان کے تھے کیونکہ اونکی نمود اور شان انہی کے سبب سے ہوئی تھی مرہٹہ مبکٹ ہاری کا جھگڑا ابتک فیصلہ نہ ہوا تھا سری پت راؤ اوسکا پرانا رقیب موجود تھا جتنے قدیمی خاندان مرہٹون کے تھے وہ اس پیشوا کے انتظام

نادرشاہ کے جانیکے بعد دلی اور شاہجہان آباد کا حال +

مرہٹون سے معاملات +

خاک میں ملے جاتے تھے اسلئے اوسکو آگ سی جلاتا چاہتے تھے۔ گائکواڑ کے خاندان کے حقوق میں
گجرات کے اندر اس پیشوا کے انتظام سے خلل پڑ رہا تھا سب قبیلون میں طرار حسب ضابطہ قوت شوکت رگھوجی
تھا وہ کئی دفعہ پیشوا سے انتظام سلطنت ستارا کے باب میں جھگڑے اوٹھا چکا تھا۔

باجی راؤ نے آصف جاہ کی ملک پہ حملہ کیا اسوقت آصف جاہ تو دلی کے دربار میں تھا مگر اوسکا
بیٹا ناصر جنگ باپ کا قائم مقام تھا۔ وہ دس ہزار سپاہ لئے برہانپور میں پڑا تھا۔ باجی راؤ نے اول
شہر کا محاصرہ کیا اوسکو یہ خیال تھا کہ میں اسی تدبیر سے اوسیطرح کامیاب ہونگا جیسا کہ اوسکے باپ پر
فتحیاب ہوا تھا مگر اس نوجوان عالی ہمت نے اپنی ایسی قدرت دکھائی کہ اوسکو شکست دی لوٹ جب اوسکو
امداد پہنچ گئی تو اور دشمنونکو شکست دیکر احمد نگر پہنچ گیا اور پونہ کا قصد کیا۔ اسوقت پیشوا نے
صلح کرنے کو مصلحت جانا بہ ۱۱۵۳ھ میں اوسنے آشتی کرلی۔ اسوقت وہ بڑی بڑی پریشانیون میں
گرفتار تھا کہ اپنے گرد کو یہ مایوسی کا خط لکھا ہی کہ مجھے بڑی بڑی مشکلات پیش ہیں قرض دینا ہی
سب طرف سے مایوسی نے گھیر رکھا ہی میرا حال اسوقت ایسا ہی جیسا کہ کوئی شخص سر کھا بکو بیٹھا ہو
اب میں دار السلطنت ستارا کو جاتا ہون وہان میرے بہت دشمن ہیں۔ وہ میری چھاتی کو اپنے
پیرون سے دلینگے اسوقت موت آجائے تو میں بڑا اوسکا ممنون منت ہون معلوم نہین اسوقت اوسکو کیا
سوجھی تھی کہ وہ ہندوستان خاص کو جاتا تھا کہ صفر ۱۱۵۳ھ اپریل ۱۷۴۰ع میں دریاے نربدا پر موت نے دامن
پکڑ لیا سارے منصوبے خاک میں مل گئے اوسکے تین بیٹے تھے ایک بالاجی راؤ وہ اپنے باپ کے عہدہ پر
پیشوا مقرر ہوا۔ دوسرا رگھناتھ تیسرا شمشیر بہادر جو ایک مسلمان عورت کے پیٹ سے تھا۔ مگر اوسکے
زیر حکومت سارا بندیل کھنڈ تھا (باندے کے نواب وسی کی اولاد میں سے تھے)

موت کے آنے سے پہلی باجی راؤ کے آخر زمانہ میں اوسکا بھائی چمناجی کانکن میں لڑائیاں لڑتا رہا
جن دشمنوں سے وہ لڑتا تھا اون پاس ایسے قلعے او جزیرے تھے کہ ایکطرف و نیچے سمندر دوسری
طرف پہاڑ اور جنگل تھے اونکے فتح کرنیکے واسطے بہت کچھ سامان کی ضرورت تھی اسلئے چمناجی کو
اونپر فتح نہین حاصل ہوئی۔ اب ان دشمنون کی تفصیل یہ ہے کہ ایک کولابہ کا مشہور قزاق انگرائی
تھا وہ بڑے نام ساہوجی کا مطیع تھا وہ اس ہ زنی کو اپنی بحری چوتھ کہا کرتا تھا انگریزون نے بھی

آصف جاہ کے ملک پر باجی راؤ کا حملہ اور ناصر جنگ سے شکست کھانا اور اوسکے مصائب +

+ ۱۷۴۰ع باجی راؤ کی موت

پرتگیزون کی مدد لے کر اوسپر وار کئے مگر کچھ نہ کر سکے۔ ہالنڈ والون نے بھی اوسے سمجھنا چاہا مگر کوئی اوسے نہ سمجھہ سکا۔ اوسکے خاندان مین دو بھائیو مین فساد ہوا جسمین سے ایک بھائی کی طرفداری پیشوا نے کی دو قلعے اوسکے جو گھاٹونکے نیچے تھے لے لئے مگر اوسسے یہ جھگڑا ختم نہ ہوا۔ ایک دفعہ پیشوا نے انگریزی بیڑے کی امداد سے بھی اوسپر حملہ کیا مگر کوئی فیصلہ پیشوا کے زندگی میں اس کام کا نہوا۔ دوسرے دشمن اوسکے سیاہ رنگ کے مسلمان جنجرہ کے حبشی تھے وہ خشکی مین بھی مرہٹونکو چین نہین لینے دیتے تھے اونکے ملکو نکو اپنا ہم رنگ بنا دیتے تھے۔ بہت سے قلعون پر اونھون نے قبضہ کر لیا پیشوا کی سعی اور کوشش کا غایت یہ نتیجہ تھا کہ ۱۱۴۹ھ ۱۷۳۶ع مین اونکو اس بات پر راضی کر لیا کہ وہ اونکی لوٹ کھسوٹ سے باز آئین تیسرے فرنگستانی دشمن پرتگال والے یعنی پرتگیز تھے۔ اوسنے یون لڑائی کی ٹھنی کہ وہ انگرائی کے دو بھائیون کی لڑائی مین ایک بھائی کی طرفدار تھے ۱۱۵۰ھ ۱۷۳۷ع مین لڑائی شروع ہوئی ۱۱۵۱ھ ۱۷۳۹ع مین یون ختم ہوئی کہ سالسٹی و لبسائن اور کونکن کے دو چار شہر جو اوسکے قبضہ مین تھے چھن گئے لبسائن کے محاصرہ مین پانچہزار آدمی مقتول ہوئے پس اسی پر قیاس کرنا چاہئے کہ اوسکا کسقدر نقصان ان لڑائیون مین ہوا ہوگا۔ باجی راو کو یہ خیال تھا کہ جو اوسکا جانشین ہوگا اوسکو ان مصائب کا ہجوم ضرور اوسکو مغلوب کریگا۔ مگر اوسکا بیٹا بالاجی جو جانشین ہوا وہ ایسا ہوشیار اور عاقل تھا کہ اوسنے باپ کی ملکی مصیبتون کا بوجھہ سنبھال لیا ——— اور اوسنے نہایت استقلال اور ہمت سے ساری مشکلون کی دلدل سے اپنے تئین نکال لیا۔

دشمنون کا ذکر ہم پہلے ہی لکھہ چکے ہین ان سے مین بھوسلا خاندان کا بانی رگھو ناتھہ غضب تھا وہ لشکر کے آس پاس ملک کا رہنے والا تھا پہلے وہ سوارونمین نوکری کرتا رہا مگر جب راجہ ساہو دلی کی قید سے رہا ہوکر آیا تو یہ اسکا دل سے رفیق ہوا۔ راجہ نے اوسکو برار اور اوسکے آگے جو جنگلی ملک تھا اونکا حاکم مقرر کر دیا جب وہ مر گیا تو اوسکا بیٹا جانشین نہوا بلکہ راگھوجی بھوسلا اوسکا چچیرا بھائی جانشین ہوا وہ راجہ کا رفیق بھی تھا اور ہم زلف بھی۔ اب اوسنے ملک برار مین اپنی حد سے بڑھکے اوس علاقہ پر جو خاص باجی راو سے علاقہ رکھتا تھا دست درازی شروع کی اور محصول و خراج وصول کیا اس سبب سے پیشوا کو اندیشہ پیدا ہوا اور یہ بھی خطرہ ہوا۔ کہ کہین راجہ اوسکو متبنی نہ کرے

اور راج اوسی خاندان مین قایم ہوجاوے +

جسوقت باجی راو مرا تو راگھوجی بھوسلا جو کرناٹک میں سپہ سالاری کر رہا تہا ستارہ مین دوڑا آیا اور بابوجی نایک کو پیشوا بنانے کے لئے ساتھ لایا یہ نایک بڑا دولتمند اور معزز تھا اور بالاجی راو پیشوا پر اوسکا روپیہ لینا تھا اوسکو یہ بھی بڑھائی کہ اپنا روپیہ بالاجی سے لیکر اوٹھے۔ قرض کا یہ سبب ہوگیا تھا کہ ملک تو ویران پڑا تھا اور ایسا محاصل حاصل نہ ہوا تھا کہ بڑی بڑی مہمات کے خرچ لئے کافی ہوتا۔ ناچار اوسکا خرچ قرض سے ہوتا تھا۔ اب بالاجی کو یہ دقت پیش آئی۔ کہ ہندوون کے ہان ایسے وقت مین باپ کا قرض نہ چکانا بڑی بے غیرتی کی بات سمجھی جاتی تھی سوا اسکے نایک نے راجہ کو بھی نذرانہ اس نظر سے پیش کیا کہ اوسکو عہدہ پیشوائی ملجاے۔ مگر بالاجی کا پایہ بالا تھا۔ اسلیے کہ سری پت راو جیسا باجی راو کا مخالف تھا ایسا ہی راگھوجی سے ناموافق تھا۔ باجی راو کا نہایت لائق بھائی چمناجی آپا دل وجان سے اپنے بھتیجے کا پیشوا ہونا چاہتا تھا۔ بالاجی کا دیوان ایسا ہوشیار تھا کہ تھوڑے دنون مین روپیونکے توڑونکا ڈھیر لگا دیا۔ ان سب باتونکے سوا خود بالاجی کی لیاقت اور شہرت دوسرا اوسکے باپ دادا کی عزت تیسرا اس عہدہ کا موروثی استحقاق یہان سب باتون کے سبب سے اوسے روپیہ کا کیا توڑا تھا۔ سارا قرض فوراً ادا کیا۔ نایک جی اپنا سا مُنہ لیکر رہ گیا۔ راگھوجی یہ پہلی ہی دفعہ زک اوٹھا کر چلا گیا بالاجی نے اپنے قوی دشمن کو یون زیر کیا پہر جو اور دشمن مقابلہ کے لئے کھڑے ہوئے اونکو بھی ہمیشہ چت کیا +

بالاجی کی جانشینی ستارہ مین +

نظام الملک سے بالاجی کی کمال دوستی تھی اسواسطے کہ جب ناصر جنگ اوسکا بیٹا باپ سے باغی ہوا اور دہلی سے آیا تو بالاجی اوسکی کمک کو گیا اور اوسکے بیٹے کو ۱۱۵۴ھ ۱۷۴۱ع مین مغلوب کیا اس سبب سے نظام الملک نے اس امر مین کوشش کی کہ بالاجی کو مالوہ ملجائے۔ انہی دنون مین اتفاق سے چمناجی آپا پیشوا کا چچا مرگیا اور ایک بیٹا سداشیو راو دس برس کا چھوڑ گیا۔ باپ کے مرنے سے یہ لڑکا اناتھ ہوگیا اور ایسا جنگلی بھینسا بن گیا کہ کوئی اوسکی نکیل پکڑ کر کسی طرف گھسیٹ سکا آیندہ اوسکا حال پڑہو گے! اسکے سبب سے مرہٹونکے سر پر کیا آفت آئی۔

مہمات بالاجی +

برس روز تک بالاجی اپنے ملکی انتظام مین مصروف رہا پہر ہندوستان خاص کی طرف

متوجہ ہوا۔ ان دنون مین راگھوجی بھوسلانے بنگال پر حملہ کیا تھا جسکا حال پہلے بیان کرچکے ہیں
کہ بالاجی پیشوانے بادشاہ کی طرف ہوکر محمد علی وردی خان کی ایسی اعانت کی کہ راگھوجی
کی وہان چلنے نہ دی۔ اس حسن خدمت کے جلد وہین بادشاہ کی طرف سے اوسکو صوبۂ مالوہ
ملا جسکی مدت سے تمنا تھی اور ۱۱۵۶ھ مین شاہزادہ احمد شاہ کا اس صوبہ مین نائب مقرر ہوا اور
اور شرائط اس صوبہ کے عطا کرنے کی یہ تھین کہ اوس صوبہ میں امن امان رکھے۔ موافق کے واسطے
جو جاگیرین اور اراضی مقرر ہین اونکے اندر دست اندازی نہ کرے۔ نربدا کے پار کسی اور مرہٹے
افسر کو اترنے نہ دے اور بادشاہ کی اعانت اور کمک ایک ہزار سپاہ سے کیا کرے۔ بالاجی نے ان
شرائط میں سے بعض کے پورا کرنے کے لئے دہار کے راجہ پوار سے اتحاد پیدا کیا۔ اس راجہ نے باجے راو
پیشوا کے مقابلہ مین ترمبک کی اعانت کی تھی۔ اس اتحاد سے یہ فائدہ تھا کہ وہ کسی قدر
مغرب مین گائکوار کی اور مشرق مین راگھوجی کی روک ہوگا +

بالاجی کا ... صوبہ مالوہ اور بعض دیگر معاملات +

۱۱۵۵ھ مین مغلون کے دربار سے مرہٹون کو ان صوبون سے جنمین چوتھ وصول کرنیکی اجازت
ہوگئی جنمیں کبھی کبھی اونکی لوٹ کھسوٹ ہوتی تھی۔ مگر اوسکی کوئی سند بادشاہ کی طرف سے
مرحمت نہین ہوئی۔ اسوقت مرہٹون کا راجہ بھی معاملات ملکی مین مداخلت نہیں کرتا تھا۔ مگر
سیواجی کی نسل مین سے تھا مرہٹے اوسکو اپنا دیوتا مانتے تھے جو بادشاہی صوبونکے محصولات کا
انتظام تھا اوسکا فیصلہ وہی کرتا تھا۔ پیشوا ہر ایک مہم کے بعد اوسکی آمد خرچ کا بند حساب راجہ کے سامنے
پیش کرتا کوڑی کوڑی کا حساب اوسمیں لکھا ہوا ہوتا۔ مگر بعض اوقات اس حساب کتاب کے
معاملات ایسے پیچ در پیچ آجاتے تھے کہ اونکا فیصلہ ہونا مشکل ہوتا تھا جب راگھوجی نے بنگال پر حملہ کیا
اوسکے برخلاف پیشوا نے بادشاہ کی طرفداری کی اور اپنا احسان بادشاہ پر کیا۔ اور
محمد علی وردی خان سے جدا روپیہ وصول کیا۔ مگر جب ستارے مین راگھوجی نے سازش
اوسکے برخلاف قایم کی تو اوسکے چھکے چھوٹ گئے اوسنے اپنے تمام حقوق جو دریاے نربدا اور مہاندی
کے پار ملکون مین تھے راگھوجی کو ۱۱۵۷ھ میں دیدئے۔ اور اس کو ان اضلاع میں
مطلق العنان کردیا +

مرہٹوں کا ملکی انتظام +

آصف جاہ کی وفات

ناصر جنگ جو باپ کا قائم مقام دکھن مین تھا ۱۱۵۴ھ/۱۷۴۱ع مین باغی ہو گیا اسلیئے آصف جاہ دہلی سے
دکھن آیا اور بیٹے کو مغلوب کیا۔ بعد اوسکے وہ ارکاٹ کے فسادون مین مبتلا رہا۔ آخر کو
جمادی الثانی ۱۱۶۱ھ / جون ۱۷۴۸ع مین ستتر برس کی عمر مین اس دنیا سے رخصت ہوا۔ پھر اوسکے بیٹون
مین فساد برپا ہوا۔ جسکا حال انگریز اور فرانسیس کے حال مین لکھینگے۔ ہم نے اس زمانہ کی
تاریخ کا بیان ہندوستان کی مفصل تاریخ سلطنت انگلشیہ مین لکھا ہے +

آصف جاہ اور باجے راؤ پیشوا +

آصف جاہ کے مرنے پر ہمکو اوسکا رقیب باجی راؤ جو اوسے آٹھ برس پہلے مر گیا تھا یاد
آ گیا۔ دکھن مین اس زمانہ کے اندر دو آدمی گذرے ہین اونکی حالت مین مماثلت اور مشابہت
بہت تھی گو بعض باتو نمین مخالفت ہو۔ ایک تو رانی امیرزادہ دوسرا ہندوستان کا برہمن دونو
بڑے باپ کے بیٹے۔ دونو کے دل اس تمنا سے بھرے ہوئے کہ کوئی اپنے خاندان مین جدید سلطنت
جمائین۔ دونو صاحب تدبیر شمشیر منتظم عاقل۔ آصف جاہ کا مزاج بالکل شیر کا سا کہ جسوقت کوئی
اوسے چھیڑ دے تو غصہ مین آ کر آپے سے باہر ہو جاے مگر اس شیر مزاجی پر روباہ بازی کرنا اوسی
کا کام تھا۔ باجے راؤ کا مزاج غصیلا نہ تھا مگر مکر و فریب مین آصف جاہ سے کم نہ تھا۔ ایک
راجہ کے دربار کا رکن تھا اور بہت سے رقیب رکھتا۔ مگر کوئی اوس سے زیادہ لائق نہ تھا۔ راجہ
مستقل مزاج تھا۔ دوسرا بادشاہ کے دربار کا رکن تھا اور وہان بہت سے رقیب رکھتا تھا جنمین سے
بعض اوسکے ہمسر و بعض برتر تھے۔ اور بادشاہ تلون مزاج تھا۔ آصف جاہ کے پیچھے بلائین
بہ نسبت باجے راؤ کے زیادہ لگی ہوئی تھین۔ باجے راؤ کا دشمن کبھی راجہ نہین ہوا۔ اوسکی بیخ کنی
کے درپے نہ ہوا۔ برخلاف اسکے بہت دفعہ آصف جاہ کے برباد کرنے پر بادشاہ کا ارادہ ہوا۔ آصف جاہ
کے ایک طرف پانی رہتا تھا (یعنے بادشاہ) کہ جسکے اندر ذرا چوکے تو ڈوب جایے۔ دوسری طرف
آگ رہتی تھی (یعنے مرہٹے) جسکی آنچ سے ہر وقت جلنے کا اندیشہ رہتا تھا۔ باجے راؤ پاس ابہی
جدا امارت اور سلطنت کی عمارت قایم کرنے کے واسطے مصالح موجود تھا۔ فقط تعمیر کرنا تھا۔
برخلاف اسکے آصف جاہ کو مصالح بھی بہم پہنچانا اور پھر عمارت بنانا دونو کام کرنے تھے۔
آصف جاہ کے انتقال کے برس روز بعد دسمبر ۱۷۴۹ع مین راجہ ساہو کا انتقال ہوا۔ اس راجہ نے

مدت تک راج کیا وہ سیواجی کا پوتا تہا - اور اورنگزیب کا قیدی تھا - پیشوا کے تین پشتون کا مربی تہا
مرہٹون کا بڑا راجہ تھا غرض یہ وقت بھی ہندوستان مین عجیب گذرا ہی جہان دیکھو وہان ایک
جھگڑا اٹھ رہا ہے - اب اس راجہ کے کوئی اولاد نہ تھی - اوسکی نیت مین تھا کہ وہ اپنے رشتہ دار پرانے
دشمن کولاپور کے راجہ کو متبنے بنا لیوے - مگر اوسکے بھی اولاد نہ تھی - اس سے مرہٹون کا یہ ارادہ ہوا کہ
راجہ سے کہہ کر سیواجی کے بڑے چچا دتوجی کی اولاد مین سے کسی کو متبنے کرائین - اس کے دور رشتہ مند
خاندان مین کوئی شخص منتخب کرکے ابھی راجہ نے متبنے نہین کیا تھا کہ اوسکی رانی سکوار بائی جو
راجہ کی مالک تھی وہ اس تمنا مین تھی کہ کوئی چھوٹا لڑکا متبنے کیا جائے وہ صغر سنی کے سبب سے فقط
نام کا راجہ ہو اور مین خود راج کی مالک ہون مگر یہان پردہ غیب سے کچھہ اور ہی گل کھلا اور سلطنت
کے اندر ایک اور ہی راز سربستہ کھلا رام راجہ کی بیوہ رانی تارا بائی ابتک زندہ تھی - گو عمر
مین بوڑھی تھی مگر عالی ہمتی اور اولوالعزمی مین جوان تھی - اوسنے یہ کہا کہ سیواجی دوم کے مرنے کے
بعد اوسکے ہان بیٹا پیدا ہوا ہے - اوسکو مینے چھپا رکھا ہے راج کا حق اس میرے پوتے کا ہے
وہ مرہٹون کا مہاراجہ بنایا جائے - اوسکا نام رام راجا دوم رکھا جائے - ابتک اسمین شبہ ہی کہ تارا بائی
کا یہ بیان صحیح تہا یا غلط تھا اس پوتے کے جانشین ہونے سے اوسکے خود ہاتھہ مین سلطنت آتی
تھی سکوار بائی جو اپنی سلطنت چاہتی تھی اس بات کو سن کر آگ بگولا ہوئی کہ یہ دوسری آواز
کدھر سے آئی - اسلئے اوسنے اپنی طرح کا ایک متبنی راجا بنانا چاہا - بالاجی بہت سی فوج
لیکر ستارے میں آیا تو یہان اوسکی جان عذاب مین پھنسی کہ دونو عورتون نے اپنے اپنے منصوبے
کا سامان درست کر رکھا ہی - عورتون کی ہٹ مشہور ہی - یہ دونو اوسکی خود حکومت کی مخالف
تھین مگر وہ یہ چاہتا تھا کہ سیواجی کے خاندان پر تو مرہٹے مٹے ہوئے ہیں اور برہمن پیشواؤن سے
پہلے ہی خار کھائے ہوئے بیٹھے ہیں اسلئے یہ وقت ایسا نہیں ہی کہ مین اپنی اس ارادہ کو ظاہر
کرون کہ راجگی کو موقوف کرکے خود سب مرہٹون کا راجا بنجاؤن - تارا بائی سے بالاجی تو دب گیا
مگر سکوار بائی نے اوسکی کچھہ حقیقت نہ سمجھی اور اسکی مخالف تدبیرین کرنی شروع کیں اور اس
ارادہ کے چھپانے کے لئے یہ مشہور کیا کہ مین راجہ کے ساتھہ ستی ہونگی - بالاجی غضب کا پتلا تھا -

اپنے مقصد کے حاصل کرنے میں کسی بُرے سے بُرے کام کے کرنے میں پسوپیش نہ کرتا تھا - اب وہ اپنی چال نہایت فطرت اور سلیقہ کے ساتھ چلا - وہ یہ چاہتا تھا کہ سکوار بائی پاس سپاہ عمدہ موجود نہ ہو بڑے بڑے آدمی اوسکے طرفدار ہیں وہ منتظر بیٹھے ہیں کہ ادھر راجہ کا دم نکلے اودھر بالاجی سے تلوار چلے اسلئے اول اوسنے ایسی تدبیرین کین کہ ساری فوج بس میں آجائے - اور جتنے رانی کے رفیق اور اوسکی مخالف تھی سب دوست ہو جائیں تاکہ جسوقت راجہ مرے تو رانی کچھ نہ کرسکے - اسکے سوا ایک اور تدبیر یہ کی کہ اوسنے تارابائی کے غصّہ اور غضب کو افروختہ نہ ہونے دیا - اور اوسنے جو اپنے پوتے کی کہانی بنائی تھی اوسے یقین کر لیا اسمین اوسکو دو فائدے حاصل تھے اول یہ کہ تارابائی اوسکے ساتھ سکوار بائی کی مخالفت کے لیئے تیار ہو گئی - دوم اس بہانے سے کسی وقت موقع پاکر راجہ سے یہ سند لکھوائی کہ اوسکو تمام مرہٹون کی سلطنت کا اختیار اس شرط پر دیا جائے کہ وہ سیواجی کے خاندان کا نام تارابائی کے پوتے رام راجا کی نام سے قائم رکھے غرض یہ ایک دستاویز ہزارون لشکر سے زیادہ بالاجی کے کام آئی - جب راجا مرا تو بطور طنز کے اوسکی رانی کو یہ کہلا بھیجا کہ آپ ستی ہونیکے لئے تکلیف نہ اوٹھائیں - اسلئے وہ یہ جانتا تھا کہ اس عورت کو غیرت اور اپنے قول کا پاس ہوگا تو وہ ضرور راجہ کے ساتھ ستی ہوگی -

غرض جب راجا مرا تو اوسنے رام راجا کو راج گدی پر بٹھایا - کسی سردار نے شمشیر کے خوف سے کسی نے تدبیر کے زور سے کسی نے جاہ و منصب کے لالچ سے اس راجہ کو راجہ مان لیا - اور بالاجی نے سب طرح کی مناسب تدبیرون سے اس راجہ کو سارے مرہٹون کا راجہ بنا دیا - راگھوجی کو تمام پہلے حقوق عنایت کیے - اور سری پت کی جائداد منضبطہ سے بھی کچھ حصہ دیا گیا - ہلکر اور سیندھیا کو سارا مالوہ دیدیا گیا - مگر وہ حصہ مستثنیٰ رہا جو پہلے اونکو جاگیر مین دیا تھا +

بالاجی کی حکومت بغیر لڑے بھڑے قائم نہ ہوئی - تھوڑے دنون اوسکی حکومت مین بڑے خطرے اوسکے چچیرے بھائی سدیشور اور عرف بھاؤ کے جھگڑون سے پیدا ہوئے - مگر سب کا انجام بالاجی کے حق مین بخیر ہوا - راجا رام نے سارا سلطنت کا اختیار پیشوا کو بعض شرائط ٹھیراکر دیدیا تھا مگر وہ شرائط پوری نہ ہوئین - جب بالاجی اورنگ آباد کو حیدرآباد کے جھگڑون مین دخل دینے کے واسطے روانہ ہوا

١٧٤٩ء

تو تارابائی نے راجہ رام کے ملکہ نے کہا کہ تو اپنا سارا اختیار راجائی کا لے لے - اور یہ جو تو نے پیشوا سے اقرار کر لیا ہے اوسے توڑ - مگر جب راجہ کو اوسنے دیکھا کہ وہ اوسکا کہا نہیں مانتا - تو اوسکو ایک قلعہ کے اندر قید کر دیا - اور اوسکو مشہور کر دیا کہ وہ جھوٹا اور فریبیا ہے - اور اس قلعہ کی حفاظت اون مرہٹون کے سپرد کی جو بہت قدیمی نوکر اس گھرانے کے تھے اور وہ پہلی سب باتونکو دیکھے ہوئے تھے اور پیشوا کے اختیارات پر دانت پیستے تھے - اور اوسنے راجہ کے اون آدمیونپر توپین لگا دین جو پہرون پر بیخبر پڑے تھے اور پیشوا کے سارے سپاہیون پر جو جا بجا پڑے ہوئے تھے گولے برسانے شروع کئے اور دتاجی گائکوار کو جو پیشوا سے خار کھائے بیٹھا تھا اور بہت سے بجا لئے دم بخت ہو رہا تھا بلا لیا - دتاجی اپنے دھن بھاگ سمجھا کہ آج یہ دن نصیب ہوا کہ پیشوا کو بالکل اختیار السلطنت سے نکال لینے کیواسطے بلایا گیا - پندرہ ہزار سوار اوسکے پاس تھے پیشوا کے طرفدار اوسے لڑنے گئے مگر اونکو شکست ہوئی - غرض گائکوار اور تارابائی دونو نے ملکر بہت سے قلعے فتح کر لئے - اور سری پت کسی رشتہ دار کو اونھون نے بہت پیدھی یعنے وزیر اعظم مقرر کیا - بالاجی بہت شتابی ستارہ مین آگیا اوسنے ١١٦٤ھ ١٧٥١ع مین دتاجی کو دغا سے قید کر لیا - مگر تارابائی وہ غضب کی عورت تھی کہ اوسکو مطیع نہ کر سکا - باقی حال مفصل تیسرے حصہ مین لکھینگے - ان مرہٹون کے ذکر نے ہماری تاریخ سلسلہ کو توڑ دیا - اور جن بادشاہون کی سلطنت کا ذکر کرتے تھے اوسے آگے کے زمانہ مین چلے گئے - مگر اوسکے بغیر ہمکو کوئی اور چارہ بھی نہ تھا - ہندوستان کی سلطنت کے جب ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے تو اوسکا جدا جدا بیان کرنا چاہئے - اب ہم پھر دلی کی تاریخ کی طرف متوجہ ہوتے ہین +

سنہ ١١٥٣ھ ١٧٤٠ع تک دہلی کی سلطنت کا بیان کر چکے ہین اب ١١٥٤ھ ١٧٤١ع سے پھر شروع کرتے ہین اس سال مین یہ واقعہ پیش آیا کہ نادر شاہی مین قمر الدینخان وزیر کا بیٹا بدرالدینخان مارا گیا - یا مفقود الخبر ہوگیا - ایک دستاویز اوسکی جائداد کی اولاد کے نام لکھکر وزیر عمدۃ الملک امیرخان کو دی کہ بادشاہ سے دستخط کرا دے - اوسنے اوسکا کچھ خیال نہ کیا جب اس سبب سے وزیر اور آصف جاہ دونو رنجیدہ خاطر ہوئے تو ایک دن عمدۃ الملک نے علانیہ بادشاہ سے ان تورانی امیرونکی نسبت کچھ کہا تو ان دونو نے سپاہ جمع کرکے بادشاہ سے کہا کہ ہم کو حج کو جانے کی اجازت دیجئے - یا امیرخان کو

الہ آباد کی صوبہ داری پر بھجوائے - یہ کہکر شہر سے باہر اپنے خیمے روانگی کے واسطے جا دئے مگر
بادشاہ نے اونکی خاطر سے امیر خان کو الہ آباد کی صوبہ داری پر بھجوا دیا - موتمن الدولہ اسحق خان
شوستری پایہ کا امیر تھا وہ اس سال مین مرگیا - اوسکی بیٹی کی شادی ابو المنصور خان صفدر جنگ
سے کردی - اسی سال مین آصف جاہ دلی سے دکن کو گیا - اور اپنے بڑے بیٹے غازی الدینخان
کو یہان بادشاہ پاس چھوڑ گیا - اوسکی شادی قمر الدین خان کی بیٹی سے ہوگئی - اس ناتے
رشتے کے سبب سے ان دونو تورانی امیرون مین اتحاد پیدا ہوا - اور اس اتفاق سے اونکے
مخالفین کی سازشون کا بازار سرد ہوا +

روہیلون کا عروج +

یہی زمانہ روہیلون کی سرکشی کا ہے یہ قوم افغانستان سے آکر ہندوستان مین بسی تھی
اور اس ملک کی پچھلی لڑائیون مین اونسے نام پیدا کیا تھا - اور آخر کو گنگا کے مشرقی ملکون
مین اودہ سے لیکر پہاڑون تک اوسکا تسلط ہوگیا تھا - اصل اوسکی یہ ہے کہ شہاب الدین خان روہیلے
کے دو بیٹے حسن خان اور شاہ عالم خان تھے حسن خان کا بیٹا دوندے خان تھا شاہ عالم خان کا
بیٹا حافظ الملک رحمت خان - شہاب الدین خان کا ایک متبنی داود خان تھا - وہ ہندوستان مین آیا
جب اوسکو نوکری نملی تو اونسے قزاقی کا پیشہ اختیار کیا - اور عالمگیر کے عہد مین اسطرح کچھ اسباب امارت
جمع کیا - اوسکے کچھ اولاد نہ تھی - ایکدن راہ مین ڈیڑھ برس کا لڑکا پڑا پایا - معلوم نہین وہ ہندو تھا یا
مسلمان تھا - (علی محمد خان والی رامپور کا جد اعلی ہے وہ جاٹ کا لڑکا مشہور ہے مگر نواب کلب علیخان
مرحوم والی رامپور نے اپنے خاندان کو سید قرار دیا ہے اسلیے اس لڑکے کو حضرت موسی کاظم کی
اولاد مین ثابت کیا ہے) اوسکو لیکر پالا - اور علی محمد خان اوسکا نام رکھا جب وہ چودہ برس کا ہوا
تو داود خان مرگیا - اوسکو اپنے مال اسباب کا وارث کرگیا - غرض چند روز بعد علی محمد خان کا غلغلہ
شروع ہوا - اور پہاڑ سنگھ فوجدار بریلی کا وہ ملازم ہوا - اوسکے سبب سے اوسکا عروج شروع ہوا - پھر
جنگلون مین چلا گیا بینی گڈھ مین جاکر اونسے اپنا ملکسکن بنایا - نوبت خانہ ڈیوڑھی پر بجوایا - اپنے تئین
نواب مشہور کرایا - جب کسی نے کہا کہ یہ باتین بغیر حکم شاہی بغیر زیبا نہین - تو اونسے یہ جواب دیا کہ بادشاہ
کے حکم کی ضرورت ملازمون اور نوکرون کو ہے جو شخص خود شمشیر زنی سے ملک حاصل کرے اوسے ان حکمون کی

احتیاج نہین غرض یہانتک اوسکا عروج ہوا کہ اوسکے آقازادے حافظ الملک رحمت خان اور دوندے خان اوسکے ہان ملازم ہوئے۔ جب اوسکی ان حرکات کی خبر محمد شاہ کو ہوئی تو نواب وزیر الممالک قمر الدین خان کی طرف سے ہرنند فوجدار مراد آباد کے نام حکم آیا کہ علی محمد خان کی تنبیہ کرے لیکن دونون مین لڑائی ہوئی ہرنند لڑائی مین مارا گیا۔ رہیلون کو فتح حاصل ہوئی۔ اور بہت مال اسباب اونکے ہاتھ آیا بادشاہ کا مدت سے ارادہ تھا کہ دریاے گنگ کے پار کے ملک کی سیر کرے اسلیئے وہ خود اس سرکشی کے فرو کرنے کیلیے چلا بہت سا لشکر اور توپخانہ ساتھ لیا علی محمد خان اول تو بادشاہ کی خبر سنکر ڈرا۔ مگر مرنے کا ارادہ مصمم کرکے لڑائی کے لیئے مستعد ہوا کئی مہینے تک بادشاہی لشکر کو جنگل مین حیران رکھا آخر کو قمر الدین خان وزیر کو عرضی عفو تقصیر کیلیئے لکھی۔ اوسپر بادشاہ نے اس شرط سے قصور معاف کیا کہ وہ شاہجہان آباد تک لشکر کے ساتھ قیدیونکی طرح جائے۔ یہ اوسنے قبول کر لیا۔ اور قیدیونکی طرح دلی مین گیا۔ وہانسے رہا ہو کر سرہند مین صوبہ مقرر ہوا۔ یہان حافظ الملک رحمت خان بھی اوس سے آن ملے۔ یہ مہم ١١٥٦ھ ١٧٤٣ع مین واقع ہوئی۔ رہیلون اور قمر الدین خان کی ملی بھگت تھی +

١١٦٠ھ ١٧٤٧ع مین نادر شاہ اپنے ملازمون کے ہاتھ سے مارا گیا۔ احمد خان پہلے نادر شاہ کے ہان یساول تھا پھر رفتہ رفتہ اوسکے ہان ایک بڑے پایہ کا افسر ہو گیا۔ جب وہ مر گیا تو خود غزنین اور قندہار پر متسلط ہوا۔ اور وہان اپنا خطبہ اور سکہ جاری کیا۔ نادر کے عہد سے ناصر خان صوبہ دار کابل تھا شاہ ابدالی نے اوسکو بدستور اپنے عہدہ پر قائم رکھا۔ مگر پانچ سوار درانی اوسکے ساتھ گئے کہ پانچ لاکھ روپیہ جنگ دینے کا وعدہ کیا ہے ابھی بھیجے۔ ناصر خان جب کابل مین آیا تو اپنے وعدہ سے پھر گیا شاہ ابدالی اوسپر چڑھ کر آیا۔ وہ بھاگ کر پشاور مین آیا جب شاہ اسطرح ہندوستان کی سرحد پر آیا تو اوسنے پنجاب کا برا حال دیکھا۔ یہان لاہور کے صوبہ دار عز الدولہ زکریا خان کے مرنیکے بعد ١١٥٨ھ مین اوسکا بیٹا میر یحیی خان دار السلطنت لاہور مین پہنچا۔ اور راس پر متصرف ہوا بعد اوسکے شاہ نواز خان دوسرا بیٹا لاہور مین پہنچا۔ اور باپ کے ورثہ کا بھائی سے طالب ہوا تو دونو بھائیون مین لڑائی شروع ہوئی۔ انجام یہ ہوا کہ میر یحیی خان اور اوسکا بیٹا قید ہوئے۔ مگر وہ قید سے چھوٹکر بادشاہ پاس چلے آئے

[illegible]

[illegible]

یہ سمجھایا کہ تم فقط قمر الدین خان کے بھانجے ہو اور تمھارا بھائی یحیی خان اوسکا داماد بھی ہے
اب وہ بادشاہ پاس گیا ہی ضرور بادشاہ اور وزیر ملکر تم سے سمجھینگے۔ بہتر ہے کہ اس وقت شاہ
ابدالی سے جو سرحد ہند پر موجود ہے آپ اتحاد و رفاقت پیدا کیجئے۔ وہ بھی کہنے مین آگیا اور اوسنے
شاہ ابدالی کو لکھا کہ آپ بادشاہ اور مین وزیر۔ شاہ ابدالی یہ خدا سے چاہتا تھا۔ اوسنے کہا
اچھا۔ اب ادینہ بیگ نے کیا کام کیا کہ قمر الدین خان کو لکھ بھیجا کہ آپکا بھانجا شاہ ابدالی سے
ساز باز رکھتا ہے۔ اوسپر قمر الدین خان نے بھانجے کو لکھا کہ بیٹا آجتک ہمارے ہان نمک حرامی نہیں
ہوئی خبردار اس افغان بادشاہ سے سازش نہ رکھنا۔ پانچون صوبے کشمیر لاہور ٹھٹھہ ملتان کابل
اوس نورچشم کے عمل مین رہینگے۔ اب شاہ نواز خان کو تقویت ہوئی اور احمد شاہ سے نقض عہد
کیا۔ اس اثنا مین ناصر خان بھی شکست پاکر شاہنواز خان پاس آگیا تھا۔ اب احمد شاہ نے ایفاء
وعدہ کے لئے شاہ نواز خان کو خط لکھا تو اوسکا جواب الٹا ملا تو وہ پشاور سے لاہور پر چڑھ آیا۔ جب وہ
لاہور کے قریب آیا تو اس نظر سے کہ زکریا خان کو نادر شاہ نے لاہور کا صوبہ مقرر کیا تھا اور
شاہ نواز خان اوسکا بیٹا تھا۔ اپنا چھوٹا بیٹا شیخ عمر اوسکے پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ اطاعت اختیار کرے
مگر اوسنے اسکے بیٹے کو قید کر لیا اور لڑنیکے لئے سامنے آیا۔ تھوڑے مقابلہ کے بعد اوس لشکر سے
جو دلی سے محمد شاہ نے بھیجا تھا جاملا۔ دلی سے یہ لشکر بڑے کروفر سے چلا۔ مرزا احمد ولیعہد اوسکا
سپہ سالار تھا۔ قمر الدین خان وزیر اور صفدر جنگ اور بڑے رتبہ کے امیر اوسکے ہمراہ تھے۔ غرض
احمد شاہ درانی لاہور پر تصرف کرتا ہوا اور تمام دہات اور قصبات پر قبضہ کرتا ہوا ستلج کے کنارہ پر
پہنچا تو اوسنے ستلج کی پایاب اہون کو دیکھا کہ وہ بادشاہی سپاہ کے قبضہ مین ہین۔ اس
درانی بادشاہ پاس بارہ ہزار سے زیادہ سپاہ نہ تھی وہ یہ سمجھتا تھا کہ سپاہ کی قوت اور قدرت کام مین
آتی ہے اوسکی قلت اور کثرت کام نہین آتی۔ اس دل گردہ کو دیکھو کہ وہ اس قلیل لشکر کے ساتھ
دریا ستلج سے لدہیانہ کی طرف سے ایسی جگہ سے اترا کہ جہان دریا پایاب تھا۔ تیرہوین ربیع الاول سنہ ۱۱۶۱ کو
سرہند پر قبضہ کر لیا۔ یہان پہلے علی محمد خان روہیلہ صوبہ دار تھا۔ اوسکو اس نظر سے کہ وہ
اپنی ہم قوموں سے نہ ملجائے اور جگہ بدل دیا تھا۔ وزیر قمر الدین خان نے یہان بہت کچھ اپنی لشکر کا

اسباب چھوڑا تھا اور اوسکا لشکر آگے بڑھ گیا تھا - اس سارے اسباب پر احمد شاہ درانی قابض ہوا
اور کئی توپین اوسکے ہاتھ لگین جو اوس پاس پہلے نہ تھین - غرض جب یہ خبر بادشاہی لشکر کو
پہنچی تو وہ لڑنے کے لئے اکٹھا پھرا - اسلئے شرقی فوج غربی اور غربی فوج شرقی بن گئی درانی
لشکر کی اس تیزدستی سے بادشاہی فوج ڈری ہوئی تھی جب اوسکے پاس آئی تو اپنے گرد
خندق کھودی - اگرچہ وزیر قمرالدین خان کی جان نماز پڑھنے مین ایک گولہ کے لگنے سے گئی
مگر دس روز تک اوسکا لشکر درانیون کے دست برد اوڑاتا رہا جب پچیسوان دن ہوا تو درانیون
کے سوارون نے سخت حملہ کیا اور خندق کو دکر اندر گھس گئے - مگر شکست کھاکر بھاگ گئے اور
ربیع الاول تاریخ ۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ع کو وہ اپنے اپنے گھرونکو بھاگ گئی اس لڑائی مین راجہ ایسری سنگھ جے پور
کا راجہ بھی شریک تھا مگر وہ لڑائی کے بغیر اپنے ملک کو بھاگ گیا مرہٹون نے اوسکے ملک پر حملہ
کیا تھا - ابو المنصور صفدر جنگ نے توپخانے سے خوب کام لیا میر منو پسر قمرالدین خان نے بڑی داد
شجاعت دی بادشاہ نے اوسکو باپ کی وصیت کے موافق معین الملک کا خطاب دیکر لاہور اور
ملتان کی صوبہ داری پر روانہ کیا - احمد شاہ شہزادہ دہلی کو پھر اچلا آتا تھا کہ اوسکو باپ کے مرنے کی
خبر پہونچی - محمد شاہ مرض اسہال مین مبتلا ہوا ۲۶ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ع کو عالم بقا کو رخصت ہوا
تیس سال سلطنت کرکے خاندان تیموریہ کو تباہی کے کنارہ پر پہنچا گیا اور عیش و عشرت کے
وہ سامان جدید ایجاد کر گیا کہ جنکی پیروی سے آج تک امیرونکا ستیاناس ہوتا ہے
تاریخ مظفری مین محمد شاہ کی سلطنت کے صوبون کی آمدنی یہ تفصیل ذیل لکھی ہے جو نادر شاہ
کو بتلائی گئی +

نام صوبہ	تعداد پرگنات	آمدنی دامون مین	نام صوبہ	تعداد پرگنات	آمدنی دامون مین
(۱) شاہجہان آباد	۲۸۵	۱۱۶۸۳۹۸۲۶۹	(۲) آگرہ	۲۳۰	۱۰۵۱۷۰۹۲۸۳
(۳) لاہور	۳۳۰	۹۰۷۰۱۶۱۲۵	(۴) اجمیر	۲۳۵	۶۳۶۸۹۴۸۸۲
(۵) احمد آباد	۲۰۰	۴۴۰۰۸۳۰۹۶	(۶) الہ آباد	۲۹۸	۴۳۶۶۸۸۰۷۲
(۷) اودہ	۱۴۹	۳۲۰۰۷۲۱۹۳	(۸) بہار	۲۵۲	۷۲۱۷۹۷۰۱۹

نام صوبہ	تعداد پرگنات	آمدنی داموں مین	نام صوبہ	تعداد پرگنات	آمدنی داموں مین
(۹) بنگال	۱۲۱۹	۵۲۳۷۳۹۱۱۰	(۱۰) اڑیسہ	۲۴۴	۱۹۷۱۰۰۰۰۰
(۱۱) کاشمیر	۵۱	۳۱۴۰۷۴۸۲۶	(۱۲ ۔ ۱۵) دکن کے چار صوبے اورنگ آباد ظفرآباد برار خاندیس ۵۵۲ پرگنے آمدنی ۳۹۰۶۷۰۰۰۰۰		
(۱۶) مالوہ	۲۵۷	۴۲۵۴۷۶۶۸۰	(۱۷) ملتان	۹۸	۲۴۵۳۱۸۵۷۵
(۱۸) کابل	۴۰	۱۵۷۶۲۵۳۸۰	(۱۹) ٹھٹہ	۵۷	۷۴۹۷۶۹۰۰

+ اس صوبے مین چار سرکارین ہیں

احمد شاہ کی سلطنت

غرہ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ مین تخت سلطنت پر احمد شاہ جلوہ افروز ہوا - اوسکی سلطنت کا آغاز مبارک معلوم ہوتا تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ شاید کچھہ پھر سلطنت کے بگڑے دن پھریں - وہ خود بیس برس کا جوان تھا - اوسکے دربار مین بڑے بڑے لائق اہلکار تھے آصف جاہ مرہٹونکو دکھن مین روکے ہوئے تھا - شمالی حملونکا جو طوفان ابھی آیا تھا وہ بھی رفع دفع ہوگیا تھا - مگر تمام کام اور انتظام جو شخصی اور شخصی سلطنتون کے ہوتے ہین اونمین سخت عیب یہی ہوتا ہی کہ اونکا اعتبار نہین ہوتا - ایک مصیبت اس سلطنت پر اول ہی سال جلوس مین یہ پڑی کہ آصف جاہ مر گیا - اول اوسسے وزارت کی درخواست کی گئی - مگر جب اوسکے مرنیکی خبر آئی تو ابو المنصور خان کو وزارت کا منصب ملا - عمدۃ الملک مدار المہام کو برہان الملک کا خطاب عنایت ہوا - آصف جاہ کے چھہ بیٹے تھے اول بیٹا میر محمد شاہ تھا جسکا لقب غازی الدین خان فیروز جنگ تھا دوسرا بیٹا میر احمد جسکا لقب ناصر جنگ تھا وہ باپ کی جگہہ قائم مقامی کرتا تھا - تیسرا پسر محمد جسکا لقب صلابت جنگ تھا - چوتھا میر محمد شریف جسکا خطاب [illegible] الملک تھا - پانچوان نظام علی خان - چھٹا میر مغل اوسکا لقب ناصر الملک تھا - اول بیٹے کو بادشاہ نے منصب دیوان خاص اور بخشیگری رسالہ والاشاہی کی مرحمت کی - احمد شاہ درانیون کے حملہ سے ڈرا بیٹھا اسلئے اوسنے ناصر جنگ کو سپاہ سمیت دکن سے اول بلایا - مگر جب یہ معلوم ہوگیا کہ احمد شاہ درانی اپنی شمالی مہمات مین مصروف ہے تو اوس امداد کی کچھہ ضرورت نہ رہی اسلئے اوسکو برہانپور سے اولٹے جانیکا حکم بھیجدیا - غرض سب اہلکاران اور

سلطنت کا انتظام کرکے بادشاہ عیش و عشرت شاہانہ مین مصروف ہوا - گویا اب بادشاہی
کے یہی معنی ہو گئے تھے کہ سارے دن مے نوشی ہو اور عورتون سے صحبت ہو - رات دن طبلہ
سارنگی کھڑکا کرے - ڈوم ڈھاڑیون اور گویّوں بھگویّون کی دہوم مچا کرے - اور دنیا سے
بے خبر ہو کہ کیا ہو رہا ہے - الغرض نکیلے بادشاہ کی سلطنت مین بڑے ہنگامے بھی ہین کہ دو صوبے
پنجاب اور رہیل کھنڈ کی لڑائیون کے خون سے رنگین ہوتے رہے +

وزیر الملک صفدر جنگ کے ہمسایہ مین رہیلے لگے ہوئے تھے - اس ہمسائگی کے سبب سے اوسکے
جیس او نچی طرف سے خار اور غبار تھا جب علی محمد خان مر گیا تو اوسنے قائم خان پسر محمد خان بنگش کو
لکھا کہ اوسکے بیٹون سے ملک چھین لے - ان دونون کی لڑائی مین خواہ کوئی مارا جائے وزیر اپنی جیت
جانتا تھا - قائم خان ملک کی طمع مین آنکر سعد اللہ خان پسر علی محمد خان پر لشکر چڑہا کر لیگیا اور
اوسکو بدایون کے قلعہ مین جا کر گھیر لیا ہر چند اوسنے عاجزی کی مگر اوسنے ایک نہ سنی - آخر کو مرتا کیا
نہ کرتا وہ قلعہ سے لشکر لیکر نکلا اور اوسنے قائم خان کو شکست دی اور اوسکی جان لی جب یہ
واقعہ وقوع مین آیا تو وزیر بادشاہ کو لڑائی پر آمادہ کرکے کوئل مین لایا - اور خود فرخ آباد مین
پہنچا - اور بیچارہ قائم خان مرحوم کی بیوہ اور بال بچون سے سارا ملک چھین کر اپنے قبضہ مین کر لیا فقط
فرخ آباد اور چند مواضعات اوسکی ما اور بی بی کو دئیے باقی سب کچھ ضبط کر لیا - بادشاہ الٹا سنہ ۱۱۶۳
مین دلی مین چلا آیا اور وزیر یہان چند روز تک مقیم رہا - اور نول رائے اپنے نائب کو جو ملک اودہ
مین تھا یہ سارا نیا ملک لیا ہوا اوسکے سپرد کیا - اس نائب نے قنوج کو اپنا صدر مقام بنایا قائم خان
کا بھائی احمد خان صفدر جنگ کی خدمت مین رہتا تھا جب اوسنے دیکھا کہ یون بھائی اور بال بچون کا ملک
چھین گیا تو اوسنے وزیر کی رفاقت سے جدائی اختیار کی اور اپنے ملک پر قبضہ کرنے چلا گیا اور رہیلون کو
اپنی امداد کے لئے بلا لیا اور اسی زمانہ مین بکلہ مراد آباد مین رحمت خان اور دوندے خان نے بھی ایک فتح
حاصل کی تہی اوسنے سنہ ۱۱۶۴ مین نول رائے پر لشکر کشی کی - اوسکو شکست دی کہ جان سے مارڈالا
جب یہان یہ حال گذرا تو صفدر جنگ سورج مل جاٹ کو ساتھ لیکر ان پٹہانون سے لڑنے آیا
مارہرہ پر دونون لشکرون مین مقابلہ ہوا صفدر جنگ زخمی ہوا اور شکست پائی شکست پاکر

جو دلی میں گیا تو وزارت میں خلل پڑا - مگر اہلکارون کو رشوت دے دلاکر پھر وزارت کی بنیاد کو پختہ
کر لیا - بعد ان فتوحات کے احمد خان نے اودھ اور الہ آباد کو نائب صوبون سے خالی پایا تو اونکے لینے کا ارادہ
کیا - اور بے حساب فوج لیکر الہ آباد پر حملہ کیا - یہان صفدر جنگ کے رفقا بقاء اللہ خان اور علی قلی نے
قلعہ مین پناہ لی - اوسنے قلعہ کا محاصرہ کیا - خلد آباد سے لیکر قلعہ تک سارے شہر میں آگ لگا دی اور
اوسے لوٹ لیا - صرف دریاباد کو جسمین افغان رہتے تھے چھوڑ دیا - شیخ افضل الہ آبادی کے مزار
کو بھی مقدس سمجھکر ہاتھ نہیں لگایا - پھر سنہ ۱۱۶۳ھ مین بلگرام کے لوٹنے کا ارادہ کیا - مگر [illegible]
خیر گذری کہ وہان کچھ روشناس احمد خان کے نکل آئے - غرض یہ لوٹ ہو رہی تھی - احمد خان کی
حکومت اچھی طرح ان صوبون میں نہیں پہنچی تھی کہ اب وزیر الملک نے دیکھا کہ اوسکی پریشانی اور
خرابی کی کوئی حد باقی نہیں رہی ہے - اور وہ اس سلطنت کے مقابلہ میں ضعیف و ناتوان ہے تو اوس نے
اس بدنامی کے دیکھکر اسطرح دھوکا دہ اوڈھیل گیا یعنے اوسنے مرہٹون کو اپنی امداد پر
مستعد کیا - ملہار راو ہلکر اور جیا آپا سیندھیا سے جنکو بالاجی نے ابھی مالوہ کو بھیجا تھا اعانت کی
درخواست کی - اور سورج مل جاٹ کو اپنے ہمراہ لیا - اور ان ہندوؤن کو بہت ملک اور دولت دینے
کا وعدہ کیا - یہ تدبیر اوسکی درست نکلی - اول جمادی الثانی سنہ ۱۱۶۴ھ کو اوسنے کوچ کیا - جالیسر
اور سعد آباد میں احمد خان کی طرف سے شادل خان حاکم تھا - اول اوسکو شکست دی - جب احمد خان نے
اس شکست کا حال سنا تو الہ آباد کے محاصرہ کو چھوڑکر فرخ آباد میں آیا - اور دریا کے کنارہ پر حسین پور پہنچا
یہان سعد اللہ خان روہیلہ بھی امداد کو آگیا - سنہ ۱۱۶۴ھ میں یہان لڑائی ہوئی - افغان بیچارے اکیلے اپنے
دم سے تھے - جانب مخالف میں مرہٹے جاٹ وزیر کی فوج قدیم جدید اسلئے دس بارہ ہزار افغان مارے گئے
اور اونکو شکست ہوئی - مگر احمد خان اور سعد اللہ خان زندہ نکل گئے - اور کوہ کمایون میں جاکر پناہ لی
اب سرحد کوئل اور جالیسر سے لیکر کوہ ہمالیہ کی سب پہاڑیون تک مرہٹون کا قبضہ ہوگیا - اور اونکو
اجازت ہوگئی کہ وہ چوتھ وصول کرین - یہ مرہٹے وہ سبز قدم تھے جس باغ میں قدم رکھتے اوسکو
جنگل بنا دیتے تھے - جس آبادی میں بیٹھتے تھے اوسکو ویرانہ کر دکھاتے تھے - غرض یہ شاداب سرسبز
ملک مرہٹون نے [illegible] وزیر الملک کا نام اعمال بد اعمالی سے سیاہ ہوا - افغان بھی

ان مرہٹون کے ہاتھہ سے تنگ آئے۔ اور اونکے توسط سے وزیر سے صلح کی درخواست کی مرہٹونکی عادت تھی کہ وہ کسی طرف کو بالکل غارت نکیا کرتے تھے۔ دونو فریق کو قائم رکھہ کر اپنا مطلب حاصل کیا کرتے تھے غرض ان مرہٹون نے رہیلون کے وزیر سے صلح کرادی +

یہان یہ فتح حاصل ہوئی۔ وہان اجمیر کے صوبہ دار کو شکست ہوئی سلطنت کو فتح شکست کا فائدہ ونقصان برابر ہوا۔ اجمیر کی شکست کی تفصیل یہ ہے کہ سید صلابت خان ذوالفقار جنگ اجمیر اور اکبر آباد کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ اسوقت جودہ پور کی ریاست کے لئے تخت سنگہ اور مہاراجہ سنگہ چچا بھتیجے لڑ رہے تھے کہ تخت سنگہ بادشاہ پاس آیا اور ذوالفقار جنگ سے ملا صلاح یہ ٹھیری کہ اکبر آباد اور اجمیر کے صوبون کے انتظام کیواسطے تخت سنگہ فوج لائے اور ذوالفقار جنگ اوسکو جودہ پور کی ریاست دلائے تخت سنگہ تو ناگور مین لشکر لینے گیا اور ذوالفقار جنگ جاٹون کے ملک پر متوجہ ہوا۔ نیم رانا پر حملہ کر کے اوسے فتح کر لیا۔ آگے نارنول مین گیا۔ اور اول یہ ارادہ کیا کہ اکبر آباد کا بندوبست جاٹون کو شکست دیکر کرے چنانچہ اوسنے اونکو شکست دیکر اوس سے صلح کر لی تخت سنگہ جب سترہ اٹھارہ ہزار سپاہ لیکر آیا تو اوسے جاٹونکو ذوالفقار جنگ کے خیمے میں بیٹھا پایا۔ اتنے میں مہاراجہ سنگہ بہت سے راجپوت راجاؤن کو ساتھہ لے اوسے لڑنیکے لئے آیا۔ لڑائی ہوئی تخت سنگہ کی مرضی کے برخلاف ذوالفقار جنگ نے کام کئے اسلئے شکست فاحش پائی اور نادم اور پشیمان دلی مین آیا۔ یہان اوسکی امیر الامرائی اور صوبہ داری چھن گئی اوسپر وہ بڑا افروختہ ہوکر بادشاہ کی جان کے درپے ہوا تھا کہ بادشاہ نے اوسکو قید خانہ میں بھیجدیا +

یہان یون سلطنت بگڑ رہی تھی کہ یکایک یہ خبر آئی کہ احمد شاہ درانی ہندوستان مین لاہور کے قریب آن پہنچا ہے معین الملک ناظم صوبہ نے شہر سے نکل کر اوسکا مقابلہ کیا۔ چار مہینے تک برابر لڑائیان ہوتی رہین آخر ایکدن سخت لڑائی ہوئی۔ ادینہ بیگ اور کوڑا مل نے معین الملک کی اعانت نکی اسلئے اوسکو شکست ہوئی۔ اسوقت اوسکو یہ خوب تدبیر سوجھی کہ وہ احمد شاہ درانی کی خدمت مین چلا گیا۔ اوسنے نہایت اعزاز و اکرام کیا۔ اب یہان بادشاہ کے خطوط متواتر صفدر جنگ کے بلانے کے لئے جاتے تھے۔ اونے ملہار راؤ کو زر خطیر کا وعدہ کیا اور اپنے ساتھہ لیکر دلی کی طرف چلا

شکست ذوالفقار جنگ حاکم اجمیر +

احمد شاہ درانی کا حملہ +

اور یہ اوسے کہا کہ شاہ درانی کو شکست دیکر لاہور اور ملتان کا خود انتظام کر لے۔ ابھی یہ دلی کو صحیح نہ پہونچے کہ وہان جاوید خواجہ سرا نے جو بادشاہ کے منہ بہت چڑھا ہوا تھا۔ اور نواب بہادر کا خطاب بھی حاصل کر گیا تھا شاہ درانی کو صلح کا پیغام بھیجا یہ بادشاہ نادرشاہ کا زمانہ دیکھے ہوئے بیٹھا ہوا تھا ملتان اور لاہور دونو صوبے دیکر صلح کر لی اور غنیمت جانا کہ یہ بلا ٹلی۔ احمد شاہ درانی یہ دونو صوبے معین الملک کو دیکر چلا گیا +

جب صفدر جنگ دلی مین آیا تو بڑا آشفتہ خاطر ہوا۔ اور بادشاہ سے عرض کیا کہ مین ملہار راؤ کو خرچ خطیر کا وعدہ کرکے یہان لایا ہون اوسکو کس گھر سے روپیہ دون۔ امیر الامرا فیروز جنگ خلف آصف الدولہ جو ناصر جنگ کے مرنیکے بعد دکھن کے چھ صوبون کے لئے بادشاہ سے درخواست کرتا تھا اور بادشاہ اون کے بھاری نذرانہ مانگتا تھا۔ اوسنے کہا کہ اگر یہ صوبے مجھے عنایت ہون تو مین ملہار راؤ کو اپنے ساتھ لیجاتا ہون اور جو روپیہ ٹھہرا ہے وہ دلادیتا ہون یہ درخواست منظور ہوگئی اور ملہار راؤ دکھن کو فیروز جنگ کے ساتھ رخصت ہوا۔ اب وزیر الملک کو اس خواجہ سرا کا بڑھنا بھی ناگوار خاطر تھا اور اوسکے سبب سے اوسکے رعب داب مین بھی فرق آگیا تھا۔ اوسنے ایکدن جاوید نواب بہادر کو دوستانہ اپنے گھر ضیافت مین بلا کر مار ڈالا۔ اس خواجہ سرا کو بادشاہ دل وجان سے عزیز رکھتا تھا صفدر جنگ کی اس حرکت سے ظاہر اور باطن مین ناراض ہو گیا۔ اور اوسکی انتقام کے درپے ہو گیا

صفدر جنگ کی ناراضی +

جب فیروز جنگ ملہار راؤ کو لیکر دکن مین گیا تو وہ اپنے بیٹے شہاب الدین محمد خان کو نیابت میر بخشگیری پر چھوڑ گیا فیروز جنگ جب اورنگ آباد مین پہنچا۔ تو بھائی اوسے لڑنے کے لئے آیا مگر ہنوز لڑائی نہ ہوئی تھی کہ اجل کا حکمنامہ اوس پاس آپہنچا۔ شہاب الدین محمد خان کو باپ کا سارا مال ہاتھ لگا۔ اگرچہ وہ عمر مین سولہ برس کا تھا مگر آفت روزگار تھا۔ وہ عیش و عشرت کی لذت سے ناآشنا تھا۔ ایام طفلی میں لہو و لعب سے نفرت تھی۔ ارادہ بلند ہمت عالی رکھتا تھا۔ اپنے ارادون کے پورا کرنے مین کسی برے کام کے کرنے میں پرہیز نہ کرتا تھا۔ اور عجیب حکمت سے اونکو بڑی اخفائین چھپایا رکھتا۔ قتل کرنا اور دغا دینا اوسکی عادت مین داخل تھا۔ برے کامون کے نتیجون کی پروا نہ وہ اپنے لئے کرتا نہ اورون کے لئے سوچتا۔ منافقی ایسا تھا کہ صفدر جنگ کو روز سلام کرنے جاتا جس روز اوسکا باپ فیروز جنگ دہلی سے گیا ہے تو صفدر جنگ بڑا خوش تھا۔ مگر یہ نہین جانتا

صفدر جنگ اور غازی الدین خان عماد الملک کا حال اور صفدر جنگ کی وفات +

وہ اپنا لڑکا اوسکی جان کے لئے عذاب چھوڑے جاتا ہے یہانتک اوسنے وزیر کو پرچایا کہ اوس نے بادشاہ سے غازی الدین خان عماد الملک کا خطاب اوس کو دلادیا۔ اور بیٹے سے زیادہ چاہنے لگا۔ اوسکی محل سرا تک مین وہ جانے لگا صفدر جنگ پہلے جاوید خواجہ سرا کو تو شہید کر چکا تھا۔ اب اوسکو یہ لو لگی کہ کسی طرح انتظام الدولہ خانخانان کو جو قمر الدین خان وزیر کا داماد تہا۔ اور غازی الدین خان اوسکا بھائی سمجھا تھا ٹھکانے لگائے اول اونسے منافقانہ اتفاق پیدا کرنا چاہا مگر وہ اوسکے دم مین نہ آیا ایک خواجہ سرا کے ہاتھ صفدر جنگ نے بے قاعدہ عرضی بادشاہ کے محل مین بھیجی تھی اس گستاخی پر بادشاہ ایسا خفا ہوا کہ اوسکے حکم سے بادشاہی آدمیون نے قلعہ دار کو جو صفدر جنگ کی طرف سے تھا اور اوسکے آدمیونکو قلعے سے باہر کردیا غرض اس مین شہر کے اندر ایک ہنگامہ برپا ہوگیا ہزارون آدمی قلعے کی گرد جمع ہوگئے صفدر جنگ نے جب دیکھا کہ بات بگڑ گئی تو اوسنے عرضی بھیجی کہ صوبہ اودہ کے جانیکے لئے رخصت ملجائے یہہ درخواست منظور ہوئی۔ وہ بادشاہ سے رخصت ہوکر دو تین روز شہر کے ادھر اودھر اس امید پر پھرتا رہا کہ شاید اب بھی بادشاہ بلالے مگر بادشاہ اسسے دل سے ناراض تھا۔ اب سارے شہر کے اندر انتظام الدولہ اور غازی الدین خان کا انتظام ہوگیا شہر کے برجون پر توپین لگ گئین اور پرانے اور نئے نوکر جمع ہونے شروع ہوئے صفدر جنگ نے جانا کہ دشمن میرا کام تمام کرنے مین کوئی کسر باقی نہین رکھینگے اسلئے وہ بھی لڑائی کے لئے مستعد ہوا۔ اور سورج مل جاٹ اور اندر گسائین فوجدار بادنی محال سہارنپور کو بلالیا۔ اب طرفین سے مورچے قائم ہوگئے لڑائی شروع ہوئی غازی الدین خان نوجوان فتنہ انگیز نے ایران اور توران کا جھگڑا اور شیعہ سنیون کی عداوت کا معاملہ پیش کردیا۔ اور راجہ دیبی دت کو صفدر جنگ کے لشکر مین بھیجا کہ وہ رہیلون کے امرائے عظام سے ملکر اونکو ادھر بلالے غرض یہ راجہ گیا ہی تھا کہ نجیب خان جو صفدر جنگ کے جماعہ دارون مین تھا اور دوندے خان روہیلہ کا داماد تھا گھوڑے پر سوار ہوا اور اوسنے کہا کہ جس کسی کو اہل سنت وجماعت کا پاس ہو وہ میرے ساتھ ہولے اور جو میرے ساتھ متفق نہ ہو وہ چلا جائے یہ کہنا تھا کہ ایک افغانون کا لشکر اوسکے ساتھ ہوگیا۔ اور وہ بادشاہ کی خدمت مین چلا آیا۔ غازی الدین خان نے ہولکر کو اپنی امداد کے لئے بلایا۔ اونہون نے اپنے ہم مذہب

جاٹون اور اپنے دوست صفدر جنگ پر حملہ کرنے مین کچھ تامل نہ کیا۔ غرض چھ مہینے تک یون ہی جوتی
پیزار چھری کٹاری توپ بندوق دار الخلافہ کے اندر باہر چلتی رہی۔ آخر کو مہاراجہ مادھو سنگھ کچھواہہ نے
بیچ مین پڑکر صلح کرائی۔ صفدر جنگ مغلوب ہو گیا تھا۔ اوسنے فقط اس بات پر قناعت کی کہ اودھ
اور الہ آباد کی صوبہ داری اوس پاس رہے +

غازی الدین خان کی لڑائی جاٹون سے +

جب صفدر جنگ چلا گیا تو خانخانان وزیر اور غازی الدین خان امیر الامرا مدار المہام سلطنت
ہوے ہر ایک کو حب جاہ تھا ہر ایک ملکی و مالی معاملات کو اپنی طرف کھینچنا چاہتا تھا۔ با وجود قرابت اور
اتفاق کے اونمین نفاق پیدا ہوا۔ ہر ایک نے اپنی رائے اور مدعا کے موافق کام کیا۔ جاٹون نے صفدر جنگ
کا ساتھ دیا تھا اسپر عماد الملک خار رکھا ہے بیٹھا ہوا تھا۔ اسوقت ملہار راؤ سات ہزار لشکر سے اوسکے
ساتھ تھا۔ اسلیے اوسنے جاٹون سے لڑنیکا ارادہ کیا۔ خانخانان یہ چاہتا تھا کہ سورجمل بالفعل پچاس لاکھ
روپیہ عفو تقصیر کے عوض پیشکش دیتا ہے اوس سے لینا چاہیے۔ یہ روپیہ لیکر سپاہ کی درستی مین
صرف کرنا چاہیے جب استقلال خوب ہو جائیگا تو سال آیندہ مین جاٹون کا استیصال کرنا چاہیے
عیش و آرام کے سبب سے بادشاہ کو لیاقت ایسے امور مین انفصال کی رہی نہ تھی عماد الملک نے
جوانی کے گھمنڈ مین اور مرہٹون کی امداد اور بھروسہ پر سورجمل پر حملہ کیا۔ اور اوسکو قلعہ کمہیر مین گھیر لیا
اوسکے ملک پر قبضہ کر لیا تین مہینہ محاصرہ پر گذر گئے قلعہ نہ فتح ہوا اور ملہار راؤ کا بیٹا کھانڈے راؤ
مارا گیا قلعہ کا تو یون بدون تسخیر ہونا مشکل تھا اسلیے عماد الملک نے عاقبت محمود خان کشمیری کو
رسالہ سین داغ کے ساتھ شاہجہان آباد مین توپخانہ لینے کے لیے بھیجا اور کہدیا کہ اگر یہ کام
آسانی سے ہو جائے تو بہتر ورنہ جسطرح ہو سکے کرنا عماد الملک کی التماس عاقبت محمود خان نے
بادشاہ کی خدمت مین عرض کی اور بہت اصرار کیا۔ خانخانان یہ سوچا کہ اگر توپخانہ گیا تو پھر واپس نہ
آئیگا۔ جاٹونکو شکست ہو جائیگی۔ پھر معلوم نہیں اعتماد الملک سنگ دل بے رحم مرہٹون کے ساتھ
ہوکر کیا کیا خرابیان پھیلائے اسلیے اوسنے توپخانہ کے بھیجنے مین توقف کیا۔ عاقبت محمود خان اسپر بگڑ بیٹھا
تو اوسنے بادشاہ سے رسالہ سین داغ کی تنخواہ کا دعوی کیا۔ اور خود اوس رسالہ مین قیدیونکی طرح ہو بیٹھا۔
اور سارے دن شہر مین ایک غدر مچا دیا۔ بادشاہ کے دربار مین بھی کسی کو نہین جانے دیا اور پانچ رنگ

وزیر کے گھر سے اپنی حفاظت کیکے واسطے لاتا تھا کہ راہ مین وزیر کے آدمیون نے چھین لئے غرض جامع مسجد
کے نیچے لاٹھی پونگا توپ بندوق ہونے لگی آخر کو عاقبت محمود خان یہان سے دانستہ چلا گیا بعد وزیر
کی جاگیر اور خالصہ سے جو کچھہ وصول کرسکا وصول کیا اوٹھی دنون مین عماد الملک نے نجیب خان کو باون محال
سہارنپور مین بھیجا تھا اوسنے تمام محالات پر قبضہ کرلیا - وزیر کے سب عمال کو باہر کردیا - اوس پر وزیر
خفا ہوا - اور بادشاہ کو لوٹنی مین لایا - اور نجیب خان کی تنبیہ کے واسطے اوسکا ارادہ مصمم کرلیا - اس
اثنا مین نجیب خان نے اپنی عفو تقصیرات کی عرائض بھیجیں - اوسکا قصور معاف ہوا - بادشاہ نے
باونی محال سہارنپور اپنی طرف سے اوسکو عنایت کیا - جب سے گجرات اور مالوہ مرہٹون کے قبضہ مین
آگیا تھا تو وہ ہر سال تازی سپاہین اپنے ساتھہ لیکر ہندوستان کے ملک کو تاخت و تاراج کرتے
تھے اور تمام راجپوتانہ کو لوٹ کر اونھون نے برباد کر رکھا تھا اسلئے خانخانان کا ارادہ ہوا کہ مرہٹون
کی ترقی کو سد کرے - راجپوتانہ کے راجاؤن اور وزیر نے ایک محضر بنایا - اور سب نے دستخط کئے اور اوسکو
سورجمل اور صفدر جنگ کے پاس بھیجا اور لکھا کہ جب بادشاہ کوئل مین پہنچے تو صفدر جنگ اوس سے
آکر ملے - اور وہان سے متفق ہوکر آگرہ مین آئیں تو سارے رجپوت اور جاٹ جمع ہون - غرض ادھر
یہ محضر سورجمل پاس روانہ کیا - ادہر عماد الملک کو لکھا کہ ہم تیری امداد کے واسطے آتے ہین - جو
نوشتہ جاٹون کو لکھا تھا وہ عماد الملک کے ہاتھہ پڑ گیا - اوسنے وہ خط اولٹا بادشاہ کو لعنت ملامت
کرکے بھیجدیا اور خود تو محاصرہ مین مصروف رہا اور ملہار راؤ کو بادشاہ سے لڑنیکے لئے بھیجدیا +

ملہار راؤ نے آتے ہی بادشاہی خیمہ پر گولے برسانے شروع کئے - سارا لشکر بادشاہ کا
بھاگ گیا صرف تین سو آدمی ساتھہ رہ گئے - بادشاہ اور وزیر بہزار مصیبت دلی مین پہنچے بادشاہ
قلعہ کے اندر گیا - وزیر باہر خیمہ مین اترا - سارا مال اسباب بادشاہی مرہٹون کے ہاتھہ آیا - دوسرے
روز عماد الملک بھی محاصرہ کو چھوڑ کر چلا آیا جو بادشاہ کا لشکر تباہ راہ مین ملا - اوسکی تشفی اور تسلی
کی - اور مہد علیا بیگم کا خیمہ پیچھے رہ گیا تھا اوسکے ساتھہ وہ اور ملہار راؤ دہلی مین پہنچے - اب خانخانان
اور امرا سے بادشاہ نے عماد الملک غازی الدین خان کے باب مین مشورہ کیا سب نے عرض کیا
کہ عماد الملک مرہٹون کا مطیع ہوگیا ہے - اب وے خانہ زادگی کی توقع عبث ہے صلاح وقت تو یہی

[illegible] +

که حکم صادر فرمایا جاے که خانه زاد جسقدر ہین وہ اپنا حق نمک ادا کرین صفدر جنگ کو امداد کے واسطے
لکھے گئے اور سورج مل کو اعانت کے واسطے بلائے۔ جاٹ رجپوت صفدر جنگ یہ سب ملکر ضرور ملک کے تنگی
لیکن غازی الدین خان تو راہ ہی مین سے لشکر کے آدمیون کو دم دلاسا دیتا آتا تھا۔ سارے منصبدارون
اور افسرون نے لڑنے سے انکار کر دیا۔ اسپر بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ غازی الدین خان میرا
نمک پروردہ ہے وہ میرے ساتھ دغا نہیں کرے گا۔ اب تم چند روز جب تک مرہٹے ہین گھر بیٹھو باہر
نہ نکلو۔ اگرچہ وزیر نے تین دفعہ بادشاہ سے کہا کہ حضور کی یہ رائے خطا ہے مگر بادشاہ نے وزیر کو تسلی آمیز
جواب دیئے۔ ناچار وزیر اپنے گھر گیا اور اپنی حفاظت کا خوب سامان جمع کیا عماد الملک کی طرف سے
عاقبت محمود خان بادشاہ کے وزیر بنے۔ اب اونہون نے تمام امرا کو اپنے پاس جمع کیا۔ اور یہ تقریر اونکے
سامنے بیان کی کہ ای امیرو سنو کہ یہ احمد شاہ ہمارا بادشاہ کیسا نالائق ہے۔ اوسکے سبب سے سلطنت
برباد ہوئی جاتی ہے قیام سلطنت کا اسباب نظر نہین آتا۔ نہ اوسمین ایسی جرأت اور ہمت تھی
کہ وہ اپنے دشمنون سے یعنی مرہٹون سے لڑتا۔ نہ اوسمین راست بازی تھی کہ وہ اپنے دوستون
کے ساتھ سچا ہوتا اور وعدہ خلاف نہ ہوتا غرض وہ نامرد کم ہمت جھوٹا تلون مزاج ہے اسلئے
بہتر ہے کہ کسی اور شاہزادہ کو بادشاہ بنائیں۔ عماد الملک کے خوف کے مارے کسیمین دم نہ تھا کہ چون وچرا
کرتا۔ سب نے تسلیم کیا علما بلائے اونہون نے فتوے لکھ کر پیشانی پر حدیث اور آیتیں قرآن کی
لکھین آگے اوسکے یہ تحریر کیا کہ بادشاہ سے ایسے افعال قبیح سرزد ہوئے ہین کہ خدا اور رسول کے حکم کے
موافق اوسکا معزول ہونا چاہئے۔ حاشیہ پر سبکی مہرین ہو گئین غرض دہم شعبان سنہ ۱۱۶۷ھ / جولائی سنہ ۱۷۵۴ء کو
احمد شاہ کو تخت سے اوتار کر قید خانہ مین بٹھایا۔ اور سلطان عزیز الدین بن محمد معز الدین جہاندار شاہ
کو تخت پر بٹھایا۔ اور اوسکا لقب عالمگیر ثانی رکھا۔ احمد شاہ نے چھ سال دس مہینہ سلطنت کی
افسوس ہے کہ اس بادشاہ کے عہد میں اکبر اور اورنگ زیب کی سلطنت قابل رحم ہو گئی۔ اگرچہ
بادشاہ کے نام کی عزت سارے ہندوستان مین ابتک چلی جاتی تھی مگر اوسکے قبضہ مین دوابہ کے
چند ضلعے اور جنوب مین ستلج کے کئی ایک ضلعے رہ گئے تھے۔ گجرات مرہٹون کی پامالی مین تھا بنگال
بہار اڑیسہ علی وردی خان کے جانشینون کے تصرف مین تھا اودہ مین صفدر جنگ کا ڈنکہ بجتا تھا۔

وسط دوآب مین بنگش حکمرانی کرتے تھے۔ اور وہ اضلاع جنکو اب روہیل کھنڈ کہتے ہین رہیلون پاس تھا۔ پنجاب احمد شاہ درانی کو حوالہ ہوا تہا۔ باقی سارے ہندوستان مین ہندو متسلط تھے صرف اتنا ٹکڑا دکھن کا اونکے ہاتھون سے بچا ہوا تھا جنمین نظام کی اولاد جھگڑ رہی تھی میدان سلطنت میں کچھ کچھ انگریزی سوداگر بھی پیر جمانے جاتے تھے۔ بادشاہ کا حال ایسا ہو گیا تھا جیسا پھر یا کاٹ کے مہرون کا ہوتا ہے خواہ اپنی جگھہ پر رکھہ کر اونکی پرستش کی خواہ توڑ پھوڑ کر پیرون کے تلے ملا۔

عالمگیر ثانی کی سلطنت کا بیان

عالمگیر ثانی نیا بادشاہ ہوا۔ غازی الدین خان اوسکا پوتا وزیر ہوا۔ احمد شاہ کی طرف سے عاقبت محمود خان نے جعلی رقعہ خانخانان انتظام الدولہ کے نام لکھا کہ مجھے اس قید سے چھڑاؤ اور اچھوتا نام مین بھیجا۔ ویسی رقعہ کو پکڑ کر بادشاہ کو بڑی بے عزتی کے ساتھ اندھا کیا۔ اور صاحب صاحب نے اپنی بیٹے کی رہائی کے قصد پر تھی تو اوسکی آنکھونکو بھی بے نور کر کے نور چشم کے ساتھ قید کیا۔ خانخانان کو بھی جو خیر خواہ ملازم وزیر کا تھا اوسکو بھی ٹھکانے لگایا۔ ۱۱۶۷ھ ۱۷۵۴ء مین صفدر جنگ نے بھی انتقال کیا۔ شجاع الدولہ اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ ایسکا بھی وزیر کے سر سے گیا۔ اب نے دل کھول کر اپنے اختیار اور اقتدار کو بڑھایا۔ بادشاہ کسی بات مین کچھ خلل نہ دیتا تھا۔ نام کا بادشاہ تھا۔ پہلے تمکو یاد ہو گا کہ رسالہ مین داغ کو کیسا گستاخ اور با اقتدار صفدر جنگ اور جاٹون سے لڑنے کے لئے خود وزیر نے کیا تہا اب وہ خون نے اپنے وزیر صاحب سے تنخواہ کا مطالبہ کیا اونکو وزیر نے تمام محالات خالصہ پرگنہ پانی پت اور رہتک غیرہا اونکی تنخواہ مین دیدئے۔ وہ تین چار مہینہ تک یہان کی رعایا سے روپیہ وصول کر کے مزا اڑاتے رہے۔ مگر وزیر نے بھی محالات قطب شاہ رہیلہ کو دیدئے۔ اب دونون مین لڑائیان شروع ہوئین قطب شاہ کو آخر فتح حاصل ہوئی۔ اب وزیر نے لاہور لینے کے قصد سے کوچ کیا تھا +

پانی پت مین پہنچا تھا کہ ان مین داغ کے سوارون نے وزیر کو گرفتار کیا۔ اور اوسکو پیادہ پانی پت کے کوچون مین گھسیٹتے ہوئے اپنے گھر مین لے گئے۔ وزیر صاحب کی دستار کہین تھی اور ازار کہین اس پر حال پر بھی زبان گالیان دینے سے بند نہین کی وہ کہتا تہا کہ اے قرم ساق اگر تم کو مجھے

مارنا ہے تو مار ڈالو نہیں تم سب مارے جاؤگے۔ اور اگر مارنا منظور نہیں ہے تو یہ بد نہادی کیا ہے
غرض زندگی باقی تھی کہ بادشاہ کا پیغام اون پاس آیا کہ وزیر کو چھوڑدو اور اپنی تنخواہ آنکر لیجاؤ۔
اسوقت بادشاہ کے گرد سارا دربار اس ہیبت سے اکٹھا تھا کہ وزیر کہیں ٹھکانے لگے مگر جسکو خدا رکھے
اوسکو کون چکھے۔ ہاتھیون کے افسرون نے وزیر کو ہاتھی پر بٹھایا اور دستار اور لباس ست کرکے
چھوڑ دیا جونہی وہ اپنے خیمہ مین پہنچا اوسنے اپنے پیادون کو حکم دیدیا کہ رسالہ مین داغ کی سوارون
کو جہان پاؤ وہان قتل کرو۔ تھوڑے عرصہ مین سب اسباب اور جان ومال اونکا برباد گیا۔ بادشاہ
دلگیر ہوکر دلی میں چلا آیا۔ اور گوشہ نشینی اور عزلت گزینی جو بادشاہ کے لئے سب گناہون
سے بدتر ہے اختیار کی +

غازی الدین خان کی مہم لاہور پر +

تمکو یہ یاد ہوگا کہ جسوقت ملتان اور لاہور کے صوبے شاہ ابدالی کے ہاتھ آئے تھے تو اوسنے اونکے
پہلے صوبیدار معین الملک پسر قمرالدین خان کو دیئے تھے۔ اب یہ خیال کرنیکی بات ہے کہ لوگون کے دلونمین
اس بادشاہی ملازم کا کیا ادب اور لحاظ ہوگا کہ اوسکو اس بادشاہ نے یہ صوبے دیئے اور اوسپر مزید یہ ہے
کہ جب وہ اتفاقاً گھوڑے پر سے گر کر مرگیا تو اوسکے کم عمر بیٹے میر مومن کو صوبہ داری عنایت کی اور مہمات
ملکی کا اختیار اوسکی ماکے سپرد کردیا۔ مومن خان کا بھی انتقال ہوگیا تو خواجہ موسیٰ داماد معین الملک کو
صوبہ دار مقرر کیا بھکاری خان رستم جنگ کو مدارالمہام مقرر کیا مگر اوسکو ایکدن معین الملک کی بیگم
نے بلاکر لونڈیون کے ہاتھ سے سولی دیدی۔ خفیہ خفیہ مرزا ادینہ بیگ نے اپنے نام نائب صوبہ داری کی
سند شاہ ابدالی سے منگالی۔ مرزا ادینہ بیگ جو بڑا مرد اور فطرتی تھا۔ اور اس ملک کی حکومت مین اوسکو
بڑا تجربہ حاصل تھا عمادالملک کی رگ رگ مین شرارت کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ اوسنے یہ ایک
فساد ٹھہرایا کہ سپاہ کو اور شاہزادہ عالی گوہر ولیعہد کو لیکر لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ اور ہانسی حصار کی
راہ سے لدھیانہ مین پہنچا۔ اور مرزا ادینہ بیگ کو اپنے ساتھ ملالیا۔ اور یہان سے سید جمیل الدین خان
ساتھ سپاہ روانہ کی اور معین الملک کی بی بی یعنی اپنی ممانی کو خط لکھا کہ وہ اپنی لڑکی کو جسکے
اوسکی نسبت ٹھہری تھی بھیجدے۔ اس بیچاری نے مع جہیز کے اپنی لڑکی کو بھیجدیا۔ بعد
اوسکے مرزا ادینہ بیگ اور اپنے سردارون کی فوج بھیجکر لاہور سے اپنی ساس کو جو بیچاری

بے خبر پڑی سوتی تھی پکڑ بلایا - اور جب وہ لدہیانہ مین آئی تو عذر معذرت پیش کی اور لاہور اور ملتان کی صوبہ داری تیس لاکھ روپیہ پیشکش لیکر مرزا ادینہ بیگ کو دیدی - اور دلی کو واپس چلا آیا سارے رستہ اوسکی ساس یہ کہتی چلی آئی کہ یہ کام اچھا نہیں کیا - اوسکا برا انجام دیکھو گے کیا ہوتا ہے شاہ ابدالی جسکا نام ہے وہ جب سنیگا تو دلی کی اینٹ سے اینٹ بجادیگا +

جب عماد الملک کی اس حرکت کو شاہ ابدالی نے سنا تو ظاہر تھا کہ وہ اوس ملک مین جسکو وہ اپنا سمجھتا تھا کب ایسی مداخلت بیجا کی برداشت کرسکتا تھا بیقرار ہوکر بانشنہ کوب قندہار سے لاہور پہنچا - مرزا ادینہ بیگ اوسکے آگے مقابلہ مین نہ ٹھہر سکا - ہانسی حصار میں جہان پانی کم ملتا ہی چلا گیا - یہ بادشاہ کوچ بکوچ سنبت مین پہنچا - ادہر نجیب خان کو ساتھ لیکر لڑنیکے لئے وزیر دلی سے چلا مگر اوسکو اپنا اصل حال معلوم نہ تھا کہ اوسکی درشت مزاجی اور بیوفائی اور بدسفائی نے لوگون کے دلون کو اوسکی طرف سے کیسا برگشتہ کر رکھا ہی جب اوسنے دیکھا کہ نجیب خان کے ساتھ بہت سپاہ دشمن کے لشکر مین چلی گئی - اور وہان اوسکی مدارات مہمانون کی سی ہو رہی ہے تو اوسکو اپنی حقیقت کھلی - لو سنے اپنے تئیں بڑی لیاقت سے بچایا - اب کوئی چارہ سوا تابعداری کے اوسکو نہ تھا - اول ساس پاس دوڑ گیا - اور اوس سے سفارش کرائی اور پھر شاہ ابدالی کے وزیر ولی خان کو خوشامد درآمد سے اپنے ساتھ ملا لیا - غرض ان حکمتون سے اپنے قصور معاف کرائے بلکہ وزارت بھی قائم رکھی اور اس سیدھے سادہ سپاہی بادشاہ کو پرچا کر اختیار اور اقتدار پہلے سے بھی بڑھا لیا -

اب احمد شاہ سنہ ١١٧٠ھ (١٧٥٧ع) مین شاہجہان آباد مین آیا - اور بادشاہ سے ملاقات کی اور بادشاہانہ اختیار اپنے ہاتھہ مین لئے - اب اس مہم کا خرچ یون وصول کرنا شروع کیا کہ عماد الملک وزیر کو حکم دیا کہ دوآبہ سے خراج وصول کرے اور اپنے ایک بڑے سردار خان جہان کو بہیجا کہ وہ جاٹون سے جاکر خراج تحصیل وصول کرے - اور شہر سے روپیہ کے وصول کرنے کا خود ارادہ کیا - ان تین کامون مین سے عماد الملک نے اپنا کام خوب انجام دیا - اوسنے جان نثار خان درانی ان کے ایک سردار کو اور شاہزادہ ہدایت بخش بن عالمگیر ثانی اور مرزا بابر کو ہمراہ لیا - اور دریاے جمن سے پار اوترا - اور سیدہا فرخ آباد پہنچا - یہان احمد خان بنگش نے مال اسباب بہت تھہ

احمد شاہ ابدالی کا شاہجہان آباد مین آنا +

شاہزادون اور وزیر کے پیشکش کیا۔ اور لشکر جمع کرکے اونکے ہمراہ گیا۔ اب وہ دریاے گنگ سے
پار اُترا۔ اور شجاع الدولہ سے نذرانہ طلب کیا۔ وہ لڑنیکے لئے مستعد ہوا۔ اور کچھہ لڑائی ہوئی۔ مگر
سعد اللہ خان رہیلہ کی معرفت پانچ لاکھہ روپیہ پر فیصلہ ہوگیا۔ اور شوال ۱۱۷۰ھ مین عماد الملک
یہ نذرانہ لیکر فرخ آباد مین آگیا۔ اور شاہ ابدالی کی حرکت کا منتظر رہا۔ اب دوسرا کام جاٹون
سے خراج لینا آسان نہ تھا۔ اونہون نے قلعون مین پناہ لیکر افغانون سے لڑنا شروع کیا اور افغانون
کی رسد اور بار برداری کو بھی کئی دفعہ لوٹ لیا۔ آگرہ کے بادشاہی قلعہ دار مرزا سیف اللہ
نے بھی قلعہ سے ایسی گولیان برسائین کہ خانجہان اوسکے پاس نہ بھٹکنے پایا۔ آخر کو اونہون نے
کئی لاکھہ روپیہ نذرانہ کے دیکر اس بلا کو بھی ٹالا۔ جب درانی جاٹون پر کامیاب ہوئے اور
آگرہ کے قلعہ کو لے نہ سکے تو اس اپنی جلن کو یون ٹھنڈا کیا کہ بیچارے غریب شہر متھرا پر جہان
ایک میلا تھا دفعۃً آن پڑے سارے شہر کو خوب لوٹا۔ اور عورت بچون تک پر ہاتھہ دراز کیا۔
اب تیسرا کام دلی کے لوٹنے کا تھا جسکو بادشاہ نے خاص اپنی ذات کے لئے رکھا تھا۔ ایسا
لوٹا کہ نادر گردی کو بھی بھلا دیا۔ گو احمد شاہ اپنے مزاج اور طبیعت سے نادر شاہ کی مانند سفاک
اور بے رحم نہ تھا۔ مگر اوسکے ساتھہ سپاہ نادر کی سپاہ سے زیادہ اجڈ اور وحشی تھی وہ اوس کے
کہنے مین نہ تھی۔ ۱۱ ستمبر سنہ ۱۷۵۷ع کو وہ داخل ہوا اور دو مہینہ تک برابر لوٹتا رہا۔ بڑے بڑے
امیرون کے گھر مین جھاڑو کا تنکا نہ چھوڑا۔ یہ کام سب تمام کرکے شاہ درانی انوپ شہر کی
چھاونی مین گیا۔ اور وہان سلطنت کے حصے کرکے اپنی مرضی کے موافق امرا مین تقسیم کئے۔ اتنے
مین گرمی ایسی پڑنے لگی کہ اوسکے لشکر مین سے ہزارون مرنے لگے اور اوسکے وطن سے بھی کوئی بری
خبر آئی۔ اور اب لوٹنے کے لئے بھی کچھہ یہان نہ بچا تھا۔ غرض جون ۱۷۵۷ع شوال ۱۱۷۰ھ مین اپنے ملک کو چلا گیا
اور نجیب خان رہیلہ کو بادشاہ کا امیر الامرا مقرر کر گیا (اس امیر کا نام نجیب الدولہ لکھا جائیگا) اور جانے سے
پیشتر احمد شاہ نے محمد شاہ کی بیٹی سے جو نہایت خوبصورت تھی اپنی شادی کی۔ پہلے اس
شاہزادی سے شادی کرنیکا ارادہ خود عالمگیر ثانی کا تھا۔ اور اپنے بیٹے تیمور شاہ کی بھی شادی بادشاہ
کی بھتیجی سے کی۔ اور اسی شاہزادہ کو لاہور و ملتان و ٹھٹھہ کا ناظم مقرر کیا۔ اور خانجہان کو اوس کا

سپہ سالار مقرر کیا اور خود اپنی سپاہ عظیم لیکر قندھار چلا گیا +

دلی سے جسوقت احمد شاہ ابدالی روانہ ہوا تو غازی الدین خان فرخ آباد مین تھا اوسنے نجیب الدولہ کی مخالفت کے سبب سے احمد خان بنگش کو امیر الامرا مقرر کیا اور شاہجہان آباد کی طرف چلا مگر وہ یہ جانتا تھا کہ نجیب الدولہ کو معطل بٹھانا کچھہ اکیلے کا کام نہین ہے۔ آجکل مرہٹون کے اقبال کا ستارہ چمک رہا تھا اسلیے اوسنے رگھنا تھہ راؤ اور ملھار راؤ ہلکر کو دکھن سے بلایا اور شاہجہان آباد کا محاصرہ کیا عالمگیر ثانی اور نجیب الدولہ محصور ہو گئے ستائیس روز تک لڑائی توپ گولے سے ہوتی رہی آخر ہلکر کو بادشاہ نے بہت سی رشوت دی جب محاصرہ سے نجات ہوئی عماد الملک نے بہت آسانی سے نجیب الدولہ کو شہر سے نکالدیا وہ اپنی جاگیرین جو سہارنپور چاندپور نگینہ وغیرہ مین تھی چلا گیا اور اوسنے باقی افسرون کو بھی جو بادشاہ کے طرفدار تھے نظر بند رکھا اور ولیعہد کو بھی اپنے قابو مین لانا چاہا عالی گوہر عالمگیر ثانی کا بڑا بیٹا تھا اور وہی ولیعہد تھا ابھی شاہ ابدالی کی بعد عماد الملک دلی مین نہین آیا تھا کہ اوسکے خوف کے مارے ولیعہد کو محالات جھجر وہانسی دادری وغیرہ جاگیر مین دیکر بادشاہ نے رخصت کر دیا تھا اور فوج دیکر اوسے کہدیا تھا کہ جتنے ملک پر تم سے قبضہ ہو سکے قبضہ کرو جب عماد الملک دلی مین آیا تو اوسنے بادشاہ کو مجبور کیا کہ ولیعہد کو بلاوے سیف الدین محمد خان کشمیری کو دس ہزار سوارون کے ساتھہ بھیجا کہ جسطرح ہو سکے شہزادہ کو لے آئے۔ ناچار شاہزادہ دلی مین آیا۔ اور عماد الملک نے چاہا کہ وہ قلعہ مین جاوے مگر وہ نہ گیا علی مردانخان کی حویلی مین جو جمنا کے کنارہ پر تھی فروکش ہوا۔ اب اس شاہزادہ کی عمر سینتیس برس کی تھی۔ ابھی محل کے مزے نہین اوڑائے تھے اوسمین ساری صفتین فیاضی کی موجود تھین جو اس خاندان کے ساتھہ مخصوص ہین اب وزیر نے اس شاہزادہ کو حکم دیا کہ اپنے آدمیونکو موقوف کر کے اپنی جاگیر پر بھیجو خزانہ مین اونکی تنخواہ دینے کے واسطے روپیہ نہین ہے اسطرح سے اوسکی سپاہ اور آدمیونکو پراگندہ کیا پھر ایکدن اوسکی حویلی کا محاصرہ کرلیا اور یہ ارادہ کیا کہ اوسکو سلیم گڈھ کے قلعہ مین قید کرے شہزادے نے یہ ارادہ دیکھہ کر اپنے رفقا راجہ رام ناتھہ اور میر جعفر اور سید علی اعظم خان سے مشورہ کیا سب نے بالاتفاق یہ کہا کہ جسطرح سے ہو سکے دشمنونکو چیر پھاڑ کر اس محاصرہ سے نکلجاؤ۔ دوسرے روز بہت سویرے وہ گھوڑون پر چپ چاپ

وزیر کا دلی مین آنا اور مرہٹون کا شاہجہان آباد کا محاصرہ کرنا +

شاہزادہ ولیعہد کا دلی آنا اور نکلجانا +

سوار ہوئے۔ اب کچھہ اور مہلت اونہین نہ ملی جو سپاہ محاصرہ کئے پڑی تھی اوسنے دیوارون کو توڑ کر گھوڑ
چڑھہ بندوقین مارنی شروع کین اور دروازہ کا خوب بندوبست کر لیا۔ مگر اتفاق سے دریا کی
طرف ایک دیوار ٹوٹی ہوئی تھی اوسپر سے شاہزادہ اور اوسکے چند رفیقون نے گھوڑے کو دا کر
دریا مین ڈالدئے اور فقط تن تنہا جوانمرد سید علی عظم خان دشمنون کے روکنے کے لئے کھڑا
ہو گیا اور دشمنون سے لڑتا رہا جبتک کہ شہزادہ دور نکل گیا اس وفادار جان نثار کی جان گئی۔ مگر
شاہزادہ مجنون کے ٹیلہ تک پہنچ گیا۔ یہان ایک مرہٹہ راجہ کا لشکر اترا ہوا تھا۔ اوسنے شاہزادہ کو دیکھہ کر
بڑی آؤبھگت کی۔ اور ایک خیمہ مین اوتارا۔ اور فرخ نگر پہنچا دیا۔ یہان موسی خان بلوچ پسر کامگار خان
نے کچھہ ہزار روپیہ پیشکش کئے۔ یہ مرہٹہ سردار تو علحدہ ہو گیا اور شاہزادہ سہارنپور مین نجیب الدولہ
پاس پہنچ گیا۔ آٹھہ مہینہ تک وہ یہان رہا۔ اس زمانہ مین ملک بنگالہ مین انقلاب عظیم برپا تھا۔ اور
جعفر خان انگریزون کی حمایت سے اوسپر متسلط ہو گیا تھا۔ اس لئے نجیب الدولہ نے شاہزادہ کو سمجھایا
کہ آپ بنگالہ جائے (اب آگے حال پھر لکھا جائے گا)

ابھی ہم لکھہ چکے ہین کہ ۱۱۷۰ھ مین احمد شاہ درانی متھرا اور دہلی کو لوٹ کر اپنے ملک کو گیا تیمور شاہ
ناظم اور خانجہان کو نائب مقرر کر گیا۔ خان جہان نے ادینہ بیگ کو جسکی دغا بازی مکاری اور بیوفائی
اور بے ایمانی کا حال پڑھ چکے ہو۔ اپنا نائب کرکے دوآبہ جالندھر مین مقرر کیا۔ تھوڑے دنون کے بعد
جو ادینہ بیگ کو بلایا تو وہ نہ آیا۔ اور پہاڑون مین بھاگ گیا۔ خان جہان نے مراد خان کو دوآبہ
مین اوسکی جگہ مقرر کیا۔ ادینہ بیگ نے سکھون کو سکھا پڑھا کر اپنی طرف کھڑا کیا اور مراد خان سے
لڑنیکے لئے دوآبہ مین بھیجدیا۔ وہ اونکے مقابلہ مین نہ ٹھیر سکا۔ لاہور مین خان جہان پاس چلا آیا
سکھون نے دوآبہ کو خوب لوٹا مارا۔ مگر ادینہ بیگ کو جب معلوم ہوا کہ نرے سکھون کی اعانت سے
کام نہیں بننے کا تو اوسنے رگھناتھہ اور شمشیر بہادر کو متواتر خط بھیجکر بلایا۔ مرہٹے ایسی تقریبون کی
راہ تکا ہی کرتے تھے شعبان ۱۱۷۱ھ مئی ۱۷۵۸ع مین دونون پنجاب کی طرف روانہ ہوئے۔ اول سرہند مین
عبدالصمد خان کو جو درانیون کی طرف سے حاکم تھا۔ لڑکر مارا۔ اور لاہور اور سارے پنجاب پر
قبضہ کر لیا۔ درانیون پاس جماعت کم تھی وہ مرہٹون کے آگے سے پیچھے ہٹتے ہٹتے اٹک پار اتر گئے

اتنے مین برسات آگئی مرہٹون نے لاہور کا صوبہ ادینہ بیگ کو دلا یا - اور پچہتر لاکھ روپیہ نذرانہ سالانہ ٹھہرالیا - اور رگھناتھ اور شمشیر بہادر دکن کو چلے گئے - اور جنکوجی کو یہان راجپوت راجاؤن سے لڑنے کے لیئے دہلی میں چہوڑ گئے ادینہ بیگ سنہ ۱۱۷۲ھ ۱۷۵۹ مین مرگیا جنکوجی نے سرہند کی فوجداری تو ادینہ بیگ کے دوست صدیق بیگ خان کو اور دوآبہ مین ادینہ بیگ کی بی بی کو اور لاہور کی صوبہ داری پر ساما مرہٹہ کو مقرر کیا -

صفدر جنگ نے پہلے مرہٹون کو بلاکر دوآبہ مین دخل دلادیا تہا اب دتاجی سیندھیا نے سنہ ۱۱۷۲ھ ۱۷۵۸ میں دکن سے آکر یہ ارادہ کیا کہ سارا ہندوستان خاص فتح کرلے - غازی الدینخان اوسکے ساتھہ اس کام کا محرک ہوا اور شریک ہا پنجاب پر قبضہ ہو ہی گیا تھا - رہیلکھنڈ اور اودھ باقی تہا ایک سال تو ممالک قدیمہ کے انتظام مین اوسنے صرف کیا - اور پہر روہیلکھنڈ کے فتح کرنے کے ارادہ سے وہ جمنا پار اترا اور نجیب الدولہ پر حملہ کیا - وہ مرہٹون کے سامنے نہ ٹہر سکا گنگا کے کنارہ پر سکرتال مین مقیم ہوا - یہان برسات کے چار مہینے برابر توپ گولہ مرہٹون سے چلتا رہا - سعد اللہ خان و حافظ الملک رحمت خان اور دوندے خان سب نے نجیب الدولہ کی اعانت کا قصد کرلیا تھا - ان سب نے ملکر شجاع الدولہ کو لکھا کہ مرہٹے دوآبہ مین موجود ہین - برسات کے منتظر ہین جسوقت دریا کا پانی اوتر گیا تو اوہ ہمارے ملک مین اوترینگے - اور ہم کو خون سے تر بتر کرینگے - پہر ملک اودہ پر پانی پہیرینگے - اسلیئے رسد کی تدبیر کچھہ پہلے سے کرنی چاہیئے شجاع الدولہ پہلے ہی سمجھہ گیا تہا کہ نجیب الدولہ کی اعانت مین سستی و تساہل کرنا اپنا نقصان کرنا ہے اوسنے پہلی دشمنیون کو بھلادیا لکھنؤ سے شدت کی برسات مین لشکر لیکر شاہ آباد میں شوال سنہ ۱۱۷۳ھ ۱۷۵۹ مین پہنچا - اور گنگا کی طغیانی کے سبب سکرتال مین نہ پہنچ سکا جسوقت دریاؤن کے پانی اوترے - دتاجی سیندھیا نے گوبند رام بندیلہ کو بیس ہزار لشکر کے ساتھہ دریا کے پار رہیلکھنڈ مین غدر مچانے کیواسطے بھیجدیا - اوس نے تمام چاندپور نگینہ اور پرگنوں کو خراب کیا اور رام گنگا سے پار اوتر کر امروہہ تک ملک کو لوٹ لیا پٹھان اوسکا مقابلہ نکرسکے اسلیئے پہاڑونکی طرف بہاگ گئے شجاع الدولہ اس خبر کو سنتے ہی سکرتال مین جہان نجیب الدولہ محصور تھا پہنچا - یہاں چارون طرف سے گوبند رام نے ایسا سامان رسد نجیب الدولہ کا

بند کر رکھا تھا کہ سارا لشکر اوسکا حالت نزاع مین تھا جسوقت شجاع الدولہ بلدور مین پہنچا۔ اور یہ دیکھا کہ مرہٹے کچھہ رستہ وغیرہ لوٹ رہے ہین تو اوسنے انوپ گر گسائین اور امراؤ گر گسائین اور مرزا نجف خان کو حکم لڑنیکا دیا۔ اونہون نے مرہٹون کو مار کر گنگا پار اُتار دیا اور بہت کچھہ مال اسباب اونکا چھین لیا۔ اب پٹھانون کی جان مین جان آئی۔ وہ پہاڑون سے اپنے ملک مین آئے اب اس گوبند رام بندیلہ کی سپاہ کے غارت ہونیسے دتاجی سیندھیا کی فوج بہت ضعیف ہو گئی تھی ادہر احمد شاہ ابدالی کے آنیکا کھٹکا لگا ہوا تھا اسلئے جمادی الاول ۱۱۷۳ھ نومبر ۱۷۵۹ء مین مرہٹون نے شجاع الدولہ اور اوسکے رفیقون سے صلح کر لی۔

احمد شاہ درانی کا ہندوستان مین آنا +

۱۱۷۱ھ ۱۷۵۸ء مین تیمور شاہ پنجاب کی حکومت سے خارج ہوا تھا اسوقت احمد شاہ ابدالی اپنے ملک کے شمال مغرب مین لڑائی مین مصروف تھا اور جب وہ پنجاب کے دوبارہ قبضہ مین لانیکی غرض سے روانہ ہوا تو ناصر خان بلوچستان کے حاکم نے اوسکی مزاحمت کی اور خود مختار ہونیکا ارادہ کیا اس سبب سے بلوچستان کے جھگڑے مین پھنس گیا اور خاطر خواہ انتظام کرنے مین اوسکو توقف ہوا بعد اوسکے وہ شکارپور کی جنوبی سڑک کی راہ سے اٹک کو روانہ ہوا۔ اور لشیا ور تک اٹک کے کنارے کنارے کوچ و مقام کو کرتا ہوا ماہ محرم ۱۱۷۳ھ ستمبر ۱۷۵۹ء مین پار اوترا مرہٹون نے اوس سے خفیف مقابلہ کیا سابا جی ہنوز سے بھاگا۔ سردار صدیق بیگ اور ادینہ بیگ کی بی بی بھی کونون مین چھپ رہی شاہ درانی ویران ملک اور دریاؤن سے بچکر شمالی پہاڑون کی راہ سے آیا۔ اور سہارنپور مین دریائے جمن سے اوتر کر دوآبہ مین آگیا +

عالمگیر ثانی کا قتل +

ممالک ایشیا مین فقیری بھی عجیب چیز ہے اوسکے لباس مین ہزارون بڑے کام اچھی طرح سرانجام ہو سکتے ہین اس ٹٹی کی اوجھل مین سیکڑون شکار ہوتے ہین عالمگیر ثانی کی بھی جان اس فقیری کے ہاتھون سے گئی۔ فی الحقیقت یہ اعتقاد فقیری بھی انسان کے لئے وبال عظیم اور عذاب الیم ہے۔ عالمگیر ثانی اور نجیب الدولہ کو جو تعلق و ارتباط احمد شاہ درانی کے ساتھہ تھا اوسکو شجاع الملک اپنے حق مین سم سمجھتا تھا اور یہ جانتا تھا کہ اسلئے اس بادشاہ نے اُس بادشاہ کو بلایا ہے کہ میری تمام بدکرداریون کا انتقام اس بادشاہ کے ہاتھون سے لے۔ اور معلوم ہے کہ نجیب الدولہ کو

کس رتبہ کو پہنچا ئیگا غرض اس خیال سے اوسنے اپنے خالو نظام الدولہ کو جو قید میں تھا قتل کیا اور
تیسرے روز مہدی علیخان کشمیری کو سکھا پڑھا کر بادشاہ کی خدمت مین بھیجا بیچارہ بیکس
بادشاہ سلطنت کے کاموں سے ہاتھ اوٹھا کر خلوت نشینی میں اوقات بسر کرتا تھا فقرا پر اعتقاد رکھتا تھا
مہدی علیخان نے بادشاہ سے آنکر عرض کیا کہ ایک درویش کامل فیروز شاہ کے کوٹلہ مین قابل زیارت
آنکر وارد ہوئے ہیں اونکی کشف و کرامات کی تعریف مین نہیں کرسکتا۔ یہ بھولا شاہ اس شیطان کشمیری
کی افترا پردازی کو کیا جانتا تھا۔ تنہا فقیر باکرامت کی زیارت کو روانہ ہوا جب حویلی دروازہ پر
پہنچا تو اوس کشمیری نے تلوار ہاتھ سے لے لی اور اوسکو پردہ اوٹھا کر اندر لے گیا۔ دروازہ
اندر سے بند کیا مرزا بابر بادشاہ کا داماد ہمراہ تھا اوسنے تلوار کھینچ کر ایک آدمی کو زخمی کیا مگر
اوسکو آدمیوں نے زخمی کرکے بادشاہ کے محافہ میں بٹھا سلیم گڈھ کے قلعہ میں بھیجدیا بادشاہ نے
جو پردہ اٹھا کر دیکھا تو موت کے فرشتے کھڑے ہوئے تھے دو چار اوزبک ننگی تلوارین لیکر اوسپر
پل پڑے اور سر کو تن سے جدا کیا۔ اور لے سر دھڑ کو جمنا کے ریت پر پھینک دیا۔ بدمعاشوں نے
لاش پر یہ ظلم کیا کہ اوسکے کپڑے اوتار کر لیگئے یہ واقعہ ۸ ربیع الثانی سنہ ۱۱۷۳ھ ۲۹ نوامبر ۱۷۵۹ کا ہے کئی روز
بعد اس کشمیری کے حکم سے لاش ہمایون کے مقبرہ میں دفن ہوئی اور اوسی روز کام بخش کو تخت پر
بٹھا کر شاہجہان ثانی کا خطاب دیا۔ مگر اس بادشاہ کو کسی نے بادشاہ نہ مانا۔ اسوقت شاہزادہ
عالی گہر جو ولیعہد تھا (جسکا حال پڑھ آئے ہو) وہ دلی میں نہ تھا بنگال مین اپنی سلطنت کے
جمانے کی تدبیرین کر رہا تھا۔ اب شاہزادونے متفق ہو کر بغیر بادشاہ کے لڑائی کے کامونکو جاری رکھا
جب احمد شاہ انتربید یعنی گنگا جمنا کے دوآبہ مین گیا تو سعد اللہ خان و نجیب الدولہ و احمد خان
بنگش حافظ رحمت خان دوندی خان سب کے سب اوسکی خدمت مین گئے۔ اسوقت تک مرہٹوں کے
جاٹ ممد و مددگار رہے تھے تو بھی مرہٹوں کا لشکر تیس ہزار کے قریب اس ملک مین تھا مگر اوسکے دو گروہ
تھے ایک دتاجی سیندھیا کے ماتحت تھا دوسرا ملہار راو ہلکر کے پاس تھا اور اون مین آپسمیں فیصل تھا
باشندے اس ملک کے اونکی لوٹ مار سے تنگ ہو گئے تھے۔ اونہون نے احمد شاہ کے آنیکی خبر بھی نہین کہی
غرض احمد شاہ درانی نے اوس گروہ پر جو دتاجی سیندھیا کے ماتحت تھا حملہ کیا۔ شاہجہان آباد

کے پاس بادلی پر ایک سخت لڑائی ہوئی جسمین سیندھیا اور دو تہائی فوج اوسکی ماری گئی
جنکوجی کچھہ آدمیون سمیت دکن مین اس خبر کے سنانے کے واسطے چلا گیا کہ احمد شاہ ابدالی
اوسکے تعاقب مین نارنول تک گیا ملہار راؤ ہلکر اسوقت سکندرہ مین تھا یہہ خبر سنکر چنبل کی
طرف گیا اور سورجمل جاٹ سے اعانت کی استدعا کی اوسنے انکار کر دیا کہ مین درانیون سے
اگر وہ میرے ملک مین آئینگے تو مستحکم قلعون کی پناہ مین جو کچھہ مجھسے ہو سکے گا کرونگا افغان
اپنے ملک سے رسد کا سامان لیکر شاہ ابدالی کے لشکر کو جاتے تھے ہلکر نے اونکے لوٹنے کا ارادہ
کیا - افغانون نے یہہ چالاکی کی کہ جو کچھہ نقد و جنس تھا وہ گنگا پار بھیجدیا اور جسطرح صیاد پھنسانے کے
لئے دانہ بچھاتے ہین اس طرح کچھہ تھوڑا سا اسباب ہلکر کے ہاتھہ لٹوا دیا جب بادشاہ کو خبر ہوئی
تو اوسنے شاہ پسند خان اور شاہ قلندر خان کو حکم دیا کہ ہلکر کے لشکرون پر حملہ کرین وہ نارنول
سے بڑی کڑی منزلیں کر کے سکندرہ مین پہنچے اور ہلکر کے لشکر مین ایسا ہلڑ مچا دیا کہ وہ صرف تین سو
سوارونکو جو گھوڑونکی ننگی پیٹھون پر سوار تھے ساتھہ لیکر بھاگ گیا - باقی اوسکا لشکر مارا گیا
یا قید ہوا اور تمام اسباب بدالیون کے ہاتھہ لگا +

احمد شاہ اور شجاع الدولہ کا ملنا +

اب موسم برسات کا آگیا تھا شاہجہان آباد پر مرہٹونکے حملہ کا کچھہ اندیشہ نہ تھا اوسکی حفاظت
کیواسطے احمد شاہ نے تھوڑے سے درانی مقرر کر کے انوپ شہر مین شجاع الدولہ سے ملنے کے لیے چھاونی ڈالی
نجیب الدولہ کو اوس پاس بھیجا کہ وہ اوسکو رفاقت پر راضی کرے اور اوسکو لے آئے نجیب الدولہ لکھنؤ مین اوس پاس
گیا اسمین عہود مواثیق ہوئے اپنے بیٹے مرزا امانی کو نائب صوبہ دار اور راجہ بینی بہادر کو مدار المہام
مقرر کر کے شجاع الدولہ احمد شاہ پاس دس ہزار سوار لیکر ۱۴ ذی الحجہ ۱۱۷۳ھ کو آن پہنچا
یہان اسمین تعظیم و تکریم کے ساتھہ ملاقات ہوئی اسے پہلے بادشاہ کے ساتھہ سب مسلمان متفق
ہو گئے تھے شجاع الدولہ کی خط و کتابت مرہٹون کے ساتھہ بھی جاری رہی اور اس سبب سے
وہ مرہٹون اور ابدالیون کے معاملہ مین ایک واسطہ بنا رہا

مرہٹونکا حال +

ان شکستون سے پہلے رگھناتھہ دکن مین پہنچا تھا اوسکی فتوحات سے مرہٹونکو خوشی حاصل کی
مگر وہ چیز جسپر مرہٹے عاشق ہین وہ اوس پاس نہ تھی یعنی لوٹ کا مال جسکے لیے مرہٹے منہ پسارے

بیٹھے تھے بلکہ ان مہمات کا خرچ کا قرض ایک کروڑ روپیہ گھر سے دینا پڑا۔ اسی زمانہ مین سداشیو راو
نے احمد نگر پر قبضہ کر لیا تھا اور اودگر کی لڑائی مین ایک ایسا عہدنامہ حاصل کیا کہ جس سے بہت ملک
اور دولت دونو ہاتھ لگے۔ غرض جو کام اوس نے دکن مین کئے تہے اوسکے مقابلہ مین رگھناتھ جی
کے کام ہیچ تھے اسلئے دونو بہائیونمین رقابت پیدا ہوئی سداشیو راو نے بہائی کو فضول کہا
اوس پر رگھناتھ جی نے کہا کہ ابکی دفعہ آپ تشریف ہندوستان خاص کی لڑائی پر لیجائیے ساری
حقیقت کھل جائیگی اور معلوم ہو جائیگا کہ دکن اور ہندوستان خاص کی مہمات مین کیا فرق ہے اسلئے ان
دونو کے کام ادل بدل ہوگئے۔ جو دکن مین تھا وہ ہندوستان خاص کو چلا جو ہندوستان خاص مین تہا وہ
دکن رہا۔ اسوقت مرہٹون کی عملداری کو جو وسعت حاصل تہی وہ کبھی نہ پہلے ہوئی اور نہ آیندہ حاصل
ہوئی شمالی سرحد اوسکی اٹک دریا ہمالیہ پہاڑ تہے اور جنوب مین جزیرہ نما دکن کے پچھلے سرے تک یعنی سمندر تک
جو جو ملک ان سرحدون کے درمیان خارج از حکومت تہے وہ باجگذار تھے۔ اب وہ صرف لٹیرے ہی نہین
تہے بلکہ اونمین شان پادشاہانہ پائی جاتی تہی۔ بڑے بڑے عمدہ تنخواہ کے سپہ سالار نوکر تہے دس
ہزار سپاہ فرنگستانی قواعد دان اون پاس تھی وہ آدہے پادشاہ آدہے راہزن تہے +

جب دکن مین نتاجی سیندہیا کے قتل اور ملہر کی سپاہ کی بربادی کی خبر پہنچی سداشیو راو عرف بہاو
چچازاد بھائی بالاجی راو کا بڑے کروفر سے دکن سے چلا اوسکے ساتھ لشکر نہایت آزمودہ کار توپخانہ
فرنگستانی طرز پر قواعد دان ساتھ تھا اور توپخانہ کا افسر ابراہیم گاردی شاگرد رشید بسی فرانسیسی
جرنیل کا تہا۔ بسواس راو پسر بالاجی راو بھی اس سبب سے ساتھ ہوا تھا کہ ہندوستان کے تخت سلطنت پر
بیٹھے اور خاندان بابریہ کا خاتمہ کرے اور ابدالیون سے انتقام لے۔ جبکہ لشکر اس کروفر کے ساتھ
اکبرآباد مین پہنچا سورجمل جاٹ بھی ملہر کی وساطت سے ملاقات کو آیا اور تیس ہزار سوار ساتھ لیگیا
اور راہ مین فوج رجپوتونکی بہی اونکے لشکر مین شامل ہوتی گئی۔ عمادالملک بھی متھرا مین بہاو سے
آ ملا۔ بہاو نے یہ سوچا کہ جمنا پار ہو کر ابدالی کی برسات مین لڑنا مشکل ہے اسلئے بہتر ہے کہ چلکر
شاہجہان آباد لے لیجے چنانچہ وہ ۹ ذی الحجہ سنہ ۱۱۷۳ھ مین شاہجہان آباد مین داخل ہوا اور سعد اللہ خان
کی حویلی مین اترا اور اوس نے سپاہ کو قلعہ پر حملہ کرنیکا حکم دیا۔ احمد شاہ کی طرف سے یعقوب علی خان بہت

قلعہ دار تھا۔ اوسنے مقابلہ کیا کچھ مرہٹے خضری دروازہ توڑکر قلعہ مین داخل ہوگئے تھے اونکو درانیون
نے مار کر نکال دیا پھر ابراہیم بیگ گاردی نے جھروکہ کی طرف سے توپیں گولہ مار کے دیوان خاص و رنگ محل
کو کئی جگہہ سے توڑ پھوڑ دیا غرض آخر کو یعقوب علی خان نے اپنی جان بچا کر مرہٹون کو قلعہ حوالہ کیا
اور خود شاہ درانی کے پاس چلا گیا۔ بھاؤ نے قلعہ کی قلعہ داری شنکر راؤ کو سپرد کی مرہٹوں کو
اوسکی حفاظت کے لئے متعین کیا اس اثنا مین بھاؤ نے کئی دفعہ شجاع الدولہ کی معرفت چاہا کہ شاہ
ابدالی سے صلح ہوجائے مگر شجاع الدولہ نے صاف کہدیا کہ دکن کے برہمن ہندوستان پر مدت سے متسلط ہین
اونکے سر پر وفور طمع و حرص و بدعہدی و بدفعلی کے سبب سے یہ بلا شاہ درانی کی آئی ہے ایسوں کے ساتھ
کیا کوئی صلح کرے جو کسی کی آبرو اور آسائش کے روادار نہون سب چیزین اپنے اور اپنی قوم کے
لئے چاہتے ہون آخر سب لوگ انکے ہاتھون سے ایسے عاجز ہوئے کہ اونھون نے اپنے پاس ناموس اور
حفظ آبرو اور رفاہ خلائق کے لئے شاہ ابدالی کو منت کر کے ولایت سے بلایا ہے۔ اور اوسکے صدمات
مرہٹونکی ایذا رسانی سے ہیچ سمجھا۔ بالفعل صلح کا ہونا ناممکن تھا۔ اب مرہٹون کی یہانتک نوبت دنائت
اور تنگ چشمی پر پہنچی کہ دیوان خاص کی چھت کہ نقرہ مینا کاری کی تھی اوتار لیا۔ اور ٹکسال مین
بھیجدیا۔ قدم شریف اور حضرت نظام الدین اولیا کی درگاہ مین اسباب سونے چاندی کا تھا وہ بھی
لے لیا اور اوسکے سکے بنا ڈالے۔ دانہ گھاس کی قلت سے بھاؤ بہت تنگ ہو رہا تھا آخر ایام برسات
مین اوسنے شاہجہان آباد کے چھوڑنیکا ارادہ مصمم کیا۔ ۹ صفر ۱۱۷۴ھ مین اوسنے شاہجہان
ثانی کو کہ نام کا بادشاہ تھا معزول کر کے مقید کیا اور مرزا جوان بخت خلف شاہ عالم عالی گہر
کو تخت پر بٹھایا۔ اور شجاع الدولہ کو غائبانہ وزیر مقرر کیا تاکہ شاہ ابدالی اوس سے بدگمان ہوجائے
اور شنکر راؤ کو بدستور اپنے عہدہ قلعہ داری پر بحال رکھا۔ ارادہ تو اسکا یہ ہوا تھا کہ بسواس راؤ کو تخت
سلطنت پر بٹھائے مگر اور لوگون نے صلاح دی کہ شاہ درانی کے مخمصے کو مٹ جانے دو جب کام کرنا۔ ان حرکات
کو سورجمل دیکھکر بہت گھبرایا۔ وہ کچھ پہلے سے بھی ناراض تھا کیونکہ جب اوسنے بھاؤ کو یہ صلاح دی تھی
کہ آپ اپنی بھاری بھاری توپوں اور اسباب کو ہمارے قلعہ مین چھوڑ جائیے۔ اور پیادوں کو ساتھ لیجائیے
صرف سواروں سے اوس طریق سے جو آپکے باپ دادا کے لڑنیکا طور تھا لڑئیے۔ اور احمد شاہ ابدالی کے لشکر کو

ستائے کچھ دنون وہ یہان کے موسم کی شدت سے آپ گھبراکر چلا جائیگا - اور مرہٹون نے بھی اوسکی تائید
کی مگر بھاؤ اپنے نشۂ نخوت میں مست تھا اس نیک صلاح پر مطلق خیال نہ کیا اور یہ کہا کہ سورجمل
چھوٹا سا زمیندار ہے وہ ان باتونکو کیا جانے - یہ سنکر سورجمل بھی دلی سے علٰحدہ ہوکر اپنے قلعہ بلبگڈہ میں
تماشا دیکھنے جا بیٹھا - اب بھاؤ دلی سے کنجپورہ کی طرف گیا وہان عبدالصمد خان ابدالی و بعض اور سردار
رسد بہم پہنچا کر احمد شاہ کے لشکر مین بھیجتے تھے - [illegible] ربیع الاول کو بھاؤ وہان پہنچا اور قلعہ کنجپورہ کو فتح کر لیا
اور سب اسکے سردارونکو مار ڈالا اور قلعہ کو لوٹ لیا - یہ سنکر شاہ درانی بھی غصہ میں بھر آیا اور وہ انوپشہر
سے ١٧ ربیع الاول کو چلا اور باگپت کے گھاٹ جمنا سے پار اوترا - یہان کہیں جمنا پایاب تھی کہیں
غرقاب تھی - اگرچہ اسطرح اوترنے میں اوسکے کچھ ہمراہی بحر فنا میں غرق ہوئے مگر دشمنون پر اس
دلیرانہ کام کا ایسا رعب بیٹھا - اور بھاؤ کو خوف ہوا کہ وہ سرہند جاتا جاتا اولٹا پانی پت پر آیا
اور اوسکے سواد شمالی میں برخلاف اپنے دستور کے توپونکا حصار لشکر کے گرد باندھا - اوسکے مقابل شاہ
ابدالی کا لشکر بھی تیسرے روز ١٢ کو آن پہنچا - تفصیل ان دونو لشکرونکی یہ ہے کہ بھاؤ پاس پچیس ہزار سلہ
جرار قواعد دان تنخواہ دار اور پندرہ ہزار پیادے تھے جنمیں سے نو ہزار فرانسیسی قواعد جانتے تھے - اونکا
سردار ابراہیم بیگ خان گردی تھا جو فرانسیسی جرنیل بسی کا شاگرد رشید تھا اور دو سو توپیں سوائے قلعہ شکن
توپون کے اوسکے ساتھ تھیں راہ میں جو اور لشکر اور رجپوتون کی سپاہ اوسکے ساتھ ہو گئی تھی
وہ سب ملکر تین لاکھ آدمی لڑنے والے تھے - احمد شاہ کی فوج مین پچاس ہزار سوار اور چالیس ہزار ہندوستانی
پیادے اور تیس توپیں تھیں - احمد شاہ اس قلت سپاہ کے سبب سے مرہٹون پر حملہ نہ کرسکتا تھا - اوسنے
بھی اپنے لشکر کا حصار باندھا - روز چھیڑ چھاڑ لڑائیونکی ہونی شروع ہوئی چارون طرف سے مرہٹون کے
رسد روکنے کا سامان کیا گیا - سرہند کی طرف سے آلا جاٹ زمیندار رسد کی امداد کرتا تھا - اسلیئے درانیون نے
اوسپر بھی حملہ کیا - جب احمد شاہ ابدالی نے دیکھا کہ مرہٹے باوجود تنگ ہونیکے بھی توپخانہ کی زنجیرہ سے نہیں
نکلتے تو اوسنے ٢٨ ربیع الاول کو توپخانہ پر یورش کی مرہٹے بھی مستعد ہوکر سامنے آئے دوپہر سے
شام تک لڑائی رہی بھاؤ کا خسر بلونت راؤ مارا گیا - اور رات ہوجانیسے کچھ لڑائی کا فیصلہ نہوا
لشکر اپنے اپنے خیمونکو چلے گئے - نجیب الدولہ اور روہیلون نے اپنی شجاعت اور بہادری دکھائی - اسی اثناء میں

خبر پہنچی کہ گوبند رائے بندیلہ ضلع اٹاوہ سے دس ہزار سپاہ اور خزانہ اور بہت سا سامان رسد کا لئے ہوئے چلا آتا ہے اور شاہدرہ شاہجہان آباد کے قریب آ پہنچا ہے اور اوسکا ارادہ ہے کہ میرٹھ وغیرہ کو لوٹتا ہوا گنج پورہ کی راہ سے پانی پت میں بہاؤ سے ملے۔ شاہ ابدالی نے عطائی خاں درانی کو پانچہزار سوار دن کے ساتھ اوسے لڑنیکے لئے روانہ کیا۔ اس لشکر نے اول شاہدرہ میں شنکر راؤ قلعہ دار شاہجہان آباد کو قتل کیا۔ پھر غازی آباد میں ادھر ہٹوں کا خون بہایا۔ اور جلال آباد میں پہنچا۔ یہان گوبند رائے بندیلہ ٹھہرا ہوا تھا۔ اوس سے لڑائی شروع ہوئی۔ اور وہ مارا گیا۔ سارا سامان رسد اور خزانہ اسباب انہیوں کے ہاتھہ لگا ✦

دونو لشکروں میں روز چھیڑ چھاڑ رہتی کبھی کبھی بھاری دہاوے ہو جاتے۔ اودھر ہٹے ابتدا اوجنگ سے تنگ تھے۔ ادھر احمد شاہ درانی کے لشکر میں ہندوستانی امیر اس امتداد جنگ سے عاجز تھے۔ اونھوں نے احمد شاہ درانی کی منت سماجت شروع کی کہ آپ معاملہ کر کے اس لڑائی کا فیصلہ کر دیجیے۔ اسپر احمد شاہ سب ہندوستانیوں کو جواب یہی دیتا تھا کہ آپ لڑائی کے نشیب و فراز سے واقف نہیں اور سب معاملوں کا آپکو اختیار حاصل ہے مگر اس معاملہ کو میری مرضی پر چھوڑ دیجیے۔ خندق کے سامنے ایک سرخ خیمہ اوسنے کھڑا کرایا تھا۔ اوسمیں اشراق کی نماز پڑھتا تھا۔ اور شام کو کھانا کھاتا تھا۔ دن بھر گھوڑے پر سوار ہو کر فوج کے پہرے اونکو مختلف مقامات پر دیکھا بھالتا تھا۔ ہر روز لگ بھگ چالیس پچاس میل سے کم نہ چلتا تھا۔ دن بھر کا یہ کام تھا۔ رات کو پانچہزار سواروں کا بکٹ دشمن کی جانب جہانتک قریب دس کا ممکن تھا لگاتا۔ اور لشکر کے گرد سارے میں وہ گشت پھرتا تھا وہ ہندوستانی امیروں سے کہہ دیتا کہ آپ چین آرام کریں میں آپکی خبر گیری کرتا ہوں کوئی آفت آپ پر نہیں آنے دونگا۔ اوسکا حکم قضا و قدر سے کم نہ تھا کسی آدمی کا مقدور نہ تھا کہ اوسکے حکم کی تعمیل میں ذرا بھی توقف کرے +

اب بھاؤ کا قافیہ یہانتک تنگ ہوا کہا تھا کہ اوسنے کاشی راؤ کی معرفت شجاع الدولہ پاس پیغام بھیجا کہ وہ بیچ میں واسطہ ہو کر احمد شاہ سے صلح کرا دے۔ جب یہ درخواست صلح احمد شاہ کو سنائی گئی تو اوسنے یہ کہا کہ میں آپ سب صاحبوں کا مددگار ہوں اور مجھے سوا لڑائی کے اور معاملوں سے کچھہ سروکار نہیں اونکا فیصلہ جسطرح چاہیے فیصل کیجیے۔ سب ہندوستانی امیر صلح پر راضی ہو گئے مگر نجیب الدولہ ہمیشہ صلح کی مخالفت کرتا رہا

اور یہ کہتا ہا کہ اگر بادشاہ چلا گیا۔ اور مرہٹونکی قوت باقی رہی تو وہ ہمکو برباد کردینگے۔
بھاری لشکر بھاؤ کا جب ایک حصار مین محصور ہوا تو غلاظت اور نجاست کے سبب سے اوسمین ٹھیرنا
مشکل ہوا اسپر اسباب رسد کی تنگی ہوئی سیکڑون بھوکے مرنے لگے آخرکار سب سردارونے متفق ہوکر
بھاؤ کو جا گھیرا۔ اور یہ کہا کہ آخر گرسنگی کے ہاتھون سے آدمی اور جانور ہلاک ہوتے ہین اس سے بہتر ہے کہ
سب ملکر ایکدفعہ دشمنون پر جا پڑین جو کچھہ نصیب مین ہونا ہو سو ہو جائے غرض سب نے پان کا بیڑا کھایا
اور لڑنے مرنے پر قسم کھائی۔ سارے لشکر مین حکم سنایا گیا کہ کل صبح کو لڑائی ہے بھاؤ نے عین تنگی کے وقت
شجاع الدولہ کے کارندہ کاشی راے کو خاص اپنے ہاتھہ سے یہ لکھہ کر بھیجا کہ اب پیالہ لبالب ہے ایک بوند کی
اوسمین سمائی نہین اگر بن پڑے تو آپ کچھہ کیجیے ورنہ صاف جواب دیجیے پھر لکھنے پڑھنے کے لئے وقت نہین
ملیگا۔ رات کے تین بجے یہ کاغذ شجاع الدولہ کو وہ سنا ہی رہا تھا کہ جاسوس خبر لائے کہ مرہٹے مسلح
ہو رہے ہین شجاع الدولہ احمد شاہ کے خیمہ مین گیا وہان وہ ہتھیار لگائے تیار بیٹھا تھا گھوڑے پر جو اوسکے
خیمہ کے آگے کسا کسایا تیار رہتا تھا سوار ہوا دشمن کی طرف چلا لشکر اوسکے پیچھے ہوا۔
۶ جمادی الآخر سنہ ۱۱۷۴ھ کو مرہٹون نے ابراہیم خان گردی کے لشکر کو آگے رکھا اور توپ گولہ کی مار شروع کی
مسلمانون نے توپون سے کچھہ کام نہ لیا مرہٹونکی توپین بہت قریب آگئین تو ابراہیم خان گردی نے
اپنے سپاہیونکو گولیونکے مارنے سے منع کیا اور سنگینون سے لڑنیکا حکم دیا۔ وہ روہیلون پر گرے
چونکہ وہ قواعد دان تھے اسلئے وہ بہت سے مارے گئے اور اونکی پہلی صفین ٹوٹ گئین اور انکو شکست
شاہ ولی خان وزیر کی سپاہ قلب کا داہان بازو کھل گیا اور اوسپر بھاؤ اور وسواس راؤ نے اپنی
نہایت عمدہ فوج سے حملہ کیا۔ اس حملہ مین وزیر کا بھتیجا عطائی خان اوسکے پہلو مین مارا گیا۔ اور اوسکی
سپاہ درانی بھی پیچھے ہٹی وہ گھوڑے سے اترا اور اوسنے چند رفیقون کے ساتھہ لڑکر مرنیکا قصد
کیا۔ شجاع الدولہ کا لشکر وزیر کے لشکر کے عقب مین تھا مگر خاک اوڑنیکے سبب سے کچھہ نظر نہ آتا تھا
کہ کیا ہو رہا ہے جب اوسنے دیکھا کہ آدمیون اور گھوڑون کی آواز نہین آتی تو اوسنے کاشی راے کو
دریافت کرنیکے لئے بھیجا تو اوسنے آکر یہ دیکھا کہ وزیر گھوڑے سے نیچے کھڑا ہے اور اپنے
آدمیونکو لعنت ملامت بھاگنے پر کر رہا ہے اور سپاہ کو جمع کرتا ہے اوسنے یہ کہا کہ شجاع الدولہ پاس

جلد جاکر خبر دو کہ وہ میری مدد کو آئے نہیں میں مارا گیا۔ مگر شجاع الدولہ اپنی جگہ پر قائم رہا اوس کی امداد پر جرأت نہ کرسکا۔ احمد شاہ اس معاملہ سے بے خبر نہ تھا اوسنے فوراً وزیر کی کمک کے لئے لشکر بھیجا اور عین وقت پر آن پہنچا لڑائی میں بڑا گھمسان ہو گیا۔ مگر اب بھی مرہٹون کا پلہ بھاری تھا احمد شاہ نے اپنے ہلکورے سپاہیون کو گھیر کر قتل کرنیکا حکم سنایا اور یہ کہدیا کہ جو بھاگیگا وہ مارا جائیگا۔ بعد اوسکے اوسنے اپنی صف کو آگے بڑہنے کا حکم دیا۔ ایک سپاہ کو اپنے بائیں طرف دشمن کے بازو پر حملہ کا حکم دیا اس تدبیر کا تیر ٹھیک نشانہ پر بیٹھا۔ قلب سپاہ میں بھاؤ اور بسواس راؤ گھوڑوں پر سوار لشکر کو لڑا رہے تھے۔ خنجر اور کھانڈے بازی ہو رہی تھی کہ یکایک خلاف معلوم کیا ہوا کہ مرہٹون کے لشکر کا قدم میدان جنگ سے اوٹھ گیا۔ قدم کا اوٹھنا تھا کہ میدان جنگ کا اونکے مردون سے بھر رہا تھا لشکر اسلامیہ نے اونکا تعاقب بڑے جوش و خروش سے ہر جانب میں پندرہ پندرہ بیس بیس میل تک کیا اور مرہٹونکو مار مار کر ڈھیر لگا دیا۔ جو مرہٹے ان دشمنون کے ہاتھ سے بچ گئے اونکو گنوارون نے مار ڈالا بسواس راؤ اور بھاؤ مارے گئے جنکوجی سیندھیا کو کسی درانی نے چھپا رکھا تھا وہ بھی تلاش کرنے سے پکڑا گیا اور مارا گیا۔ ابراہیم خان گردی بھی قید ہوا۔ ایک ہفتہ کے بعد موت نے اوسکے زخمونپر بھی مرہم رکھا شمشیر بہادر بھی بھاگتے ہوئے مارے گئے مالوہ میں ملہار راؤ جان بچا کر نکل گیا۔ مہاجی سیندھیا بھی لنگڑا ہو کر وہان جا پہنچا ان دو سرداروں کے سوا کوئی اور نامور سردار نہیں بچا۔ مرہٹون کو ایسی شکست کبھی نہیں ہوئی تھی نہ ایسی مصیبت پڑی تھی اس سے ساری قوم کا دل پژمردہ اور افسردہ ہو گیا۔ اس صدمہ سے بالاجی بھی تھوڑے دنوں بعد مر گیا جب سے شکست کی خبر سنی تھی ایک مندر میں بیٹھ کر سنسکرت پڑھنا اختیار کر لیا تھا جس

احمد شاہ درانی کا واپس جانا

بعد اس فتح کے احمد شاہ پانی پت سے نواح دہلی میں آیا۔ اور چند روز متوقف ہوا ہندوستان کا بادشاہ شاہزادہ عالی گہر یعنے شاہ عالم کو مقرر کیا اور بادشاہ سے شجاع الدولہ کے وزیر ہونے اور نجیب الدولہ کے امیر الامرا ہونے کی سفارش کی شاہ عالم اوسوقت دہلی میں نہ تھا۔ اس لئے اوسکے بیٹے جوان بخت کو بادشاہ کا نائب دہلی میں مقرر کیا۔ اور نجیب الدولہ کو دہلی کا منتظم مقرر کیا اور شجاع الدولہ کو خلعت دیکر اودہ اور الہ آباد کے صوبونپر بھیجدیا۔ اور خود قندھار کو چلا گیا +

عماد الملک کا حال +

اس بڑی لڑائی کا سبب تو عماد الملک تھا مگر کہین اوسکا نام نہین آیا شاید سے یہ خیال لوگونکو ہوگا کہ وہ ڈر گیا حقیقت مین یہ فتنہ انگیزی اوسکی آخر بازی تھی جسکی جیت مین اوسکے واسطے سب کچھ تھا اوسکی ہار مین کچھ بھی پاس نہ تھا جب شاہ ابدالی آگیا اور اوسنے مرہٹونکا حال دیکھا تو وہ میدان سے کھسک گیا کچھ دنون سورجمل بھرتپور کے ٹھاکر پاس رہا اور پھر وہ ناچار ہو کر آہستہ آہستہ دکن مین چلا گیا بیس برس تک بھیس بدلے پڑا پھرا کیا کوئی کام اوسنے ایسا نہیں کیا کہ جسکا بیان تاریخ مین کیا جائے سنہ ۱۷۹۱ء مین انگریزی پولس کے ہاتھ لگ گیا گورنر جنرل کے حکم سے وہ مکہ معظمہ بھیجا گیا۔ آخر عمر مین پھر وہ ہندوستان مین آیا۔ اور احمد شاہ ابدالی کے جانشین تیمور شاہ سے اخلاص پیدا کیا۔ اور ملتان کے صوبہ دار سے یارانہ جوڑا۔ یہان اگر موت کا وارنٹ نہ آجاتا تو پھر کوئی نہ کوئی فساد کھڑا کرتا +

شاہ عالم کی سلطنت کا بیان

شاہزادہ عالی گہر کا نام بادشاہ ہونے پر شاہ عالم ہوا۔ ہم نے اوسکا حال وہانتک لکھا ہے کہ وہ دہلی سے باہر نکل آیا جب وہ نجیب الدولہ پاس گیا تو عماد الملک وزیر کا اسکو خوف ایسا ہی لگا ہوا تھا کہ اوسنے اس شاہزادہ کو صلاح دی کہ ممالک شرقیہ مین چلا جائے۔ اسی عرصہ مین عرضیان محمد قلی خان صوبہ الہ آباد کے بلاوے مین آئین وہ شجاع الدولہ کا چچازاد بھائی تھا اور بڑا صاحب حوصلہ اور عالی ہمت تھا اوسکا ارادہ تھا کہ ملک بنگال اور اڑیسہ اور بہار پر جہان انگریز اور علی وردی خان کا نواسا سراج الدین خان لڑ رہے تھے قابض اور متصرف ہو شاہزادہ خدا سے یہی چاہتا تھا وہ الہ آباد کا عازم ہوا۔ اور اول لکھنؤ مین ۹ جمادی الاول ۱۱۷۴ھ مین آیا شجاع الدولہ صفدر جنگ کا بیٹا یہان صوبہ تھا۔ باپ کی ساری لیاقتین اوسمین موجود تھین فن سپہ گری سے خوب واقف تھا۔ انتظام ملکی سے بھی نا آشنا تھا میدان جنگ مین بڑا جوانمرد تھا۔ سوا اسکے وہ ایچ پیچ کی باتین اور مکر و فریب کی گھاتین جنکا آجکل چرچا سارے ملک مین پھیل رہا تھا خوب جانتا تھا ملکی جوڑ توڑ خوب لگانے آتے تھے۔ اوسنے سوچا کہ اسوقت ایسے شاہزادہ کا ساتھ دینا

جو بھگوڑا ہو جیسا ایسے بادشاہ کا جسکی سلطنت پر سر زوال ہو مناسب اور مصلحت نہیں ہے
گو اوسنے شاہزادہ کی بہت خاطر کی اور نذر پیش کی مگر اوسسے یہ کہا کہ آپ محمد قلیخان پاس
تشریف لیجائے - وہ میرا عزیز ہے اوسمین اوسکی کامیابی میں دل و جان سے شریک ہون اور اوسنے جو ارادہ کیا ہے وہ
مین پسند کرتا ہون غرض دم دیکر شاہزادہ کو الہ آباد روانہ کیا یہان محمد قلی خان نے اوسکا نہایت اعزاز
کیا اوسنے اپنی طرف سے صوبہ بنگال اور بہار اور اڑیسہ کی صوبہ داری کی سند محمد قلیخان کو لکھہ دی اور
اوسنے کہا کہ بادشاہی جھنڈا اوٹھا کر اور سراج الدولہ اور انگریز دونو سے سمجھہ لے غرض نوامبر ۱۷۵۹ء مین
شاہ عالم کرم ناسا سے پار اوترا - اسی زمانہ مین اوسکا باپ عالمگیر ثانی قتل ہوا جسکا بیان پہلے ہو چکا ہے
مگر ڈاک تو پہلے نہین تھی کہ آدہ آنہ مین دوسرے روز خبر ہوتی - یہ ایسی بڑی خبر بھی اوس پاس ایک مہینہ
بعد بہار کے ایک گانو کوتونی مین پہنچی - شاہزادہ نے اوسیوقت تخت سلطنت پر جلوس کیا -
اور اپنا نام شاہ عالم رکھا - اور اوسنے حکم دیا کہ باپ کی تاریخ انتقال سے میری تاریخ جلوس شمار ہو
چنانچہ فرمانون مین یہی تاریخ لکھی گئی +

اوصاف شاہ کی خصلت و عادات +

وہ اپنے باپ کی طرح متحمل رحم دل حسب منا و جاہت تھا مگر اوسمین عیب بھی ایسے تہے کہ وہ ان
خوبیونکو بھی لے ڈوبے تھے اوسکی دلیری تھی تو وہ یہی تھی کہ مصیبت کے وقت گھبراتا نہ تھا - مگر اسمین وہ
جوانمردی اور شجاعت نہ تھی جو اسوقت مین اوسکی حالت کے لئے ضرور تھی تحمل اور رحم نے اوسکو اور
خاک مین ملایا تہا - اس وجہ یہ تھا کہ کسی شخص نے خواہ کیسی ہی بیوفائی اور کج ادائی کی ہو مگر
جب اوسکی تقصیر معاف کردی تو پہر اوسکو خیال بھی نہوا کہ اوسنے میرے ساتھہ کچھہ کیا بھی تھا آنکھون
کی مروت نے اوسے اندھا کردیا تھا - جو امیر اوسکے پاس ہوا اوسکے خلاف مارے مروت کے کوئی کام نہ کرسکا
جبر نے اوسے اور بھی ذلیل کردیا تہا - جو کچھہ اوسکے آگے پیش آتا تھا وہ اوس سے راضی تھا اپنی مصیبتونکو
ہمت بلند کرکے اور حوصلہ کو بڑھا کر کبھی نہین ٹالتا تہا - وہ شاعر بھی تہا آفتاب تخلص تھا چار جلدون
مین ایک قصہ لکھا ہے جس سے ہر زمانہ کے آدمی ادنی متوسط اعلی کی طرز معاشرت معلوم ہوتی ہے - اُس کا
نام شاہ عالم کا قصہ ہے - زبان اوسکی فصاحت اور سلاست مین میر امن کے چار درویش سے
کم نہین ہے اوس کا یہ شعر مشہور ہے + شعر - عاقبت کی خبر خدا جانے + اب تو آرام سے گذرتی ہے +

اسی پر اوسکا عمل تہا - وہ ایسا نا عاقبت اندیش تھا کہ کل کی کچھہ نہ سوچتا -
انگریزون نے جسوقت میر جعفر کو شرقی صوبون کا نواب بنایا تہا - بہار مین اوسکا نائب راجہ رام نرائن
ایک ہندو تہا میر جعفر نائب کی کمک کے لیے مرشدآباد اور کلکتہ سے آدمی بھیجے مگر وہ نہ آئے کہ بادشاہی فوج نے اوسکو
شکست دیدی وہ زخمی ہوکر پٹنہ مین چلا گیا اوسپر حملہ کرنا بادشاہ نے مناسب جانا - اتنے عرصہ
مین نواب کی فوج کو انگریزی گورنمنٹ کی امداد پہنچی اوسنے ۱۸ فروری سنہ ۱۷۶۰ کو بادشاہ کو شکست
دیدی - بادشاہ نے یہ بڑا ارادہ کیا کہ جسوقت مرشدآباد سپاہ سے خالی ہوا تو بہار ہوکر ان کی راہ
سے لشکر اور مرشدآباد کے بیچ مین پڑکر اوس دارالسلطنت کو لے لے - مگر پہلے اس سے کہ وہ مرشدآباد
پہنچے انگریزون نے اوسکو ایبلے کو شکست دیدی - اسی زمانہ مین اوسے موسیو لا ملا (موسیو فرانسیسی مین
نام کے ساتھ تعظیم کیواسطے لگاتے ہین) اوسکے پاس سو فرانسیسی تھے اوسنے بادشاہ سے عرض کیا کہ
حضور اپنے دلی ارادہ کو مجھسے فرمائیں بادشاہ نے اوسے سچی سچی بات کہدی کہ محمد قلی کی اعانت سے
جو مصاف مرشد مین وہ ہم نہ پہنچ سکتے ہین اور کچھہ سامان میرے پاس نہین ہے کہ ممالک مشرق کی فتح کرنے کا
سامان کرون اسلیے جھجر کو چلا جاتا ہون غرض یہ فرانسیسی افسر اوسکا سفر مین شریک ہوا اپنی کمپنی لیکر ہمیشہ
بادشاہ سے آگے جایا کرتا - صاحب سیر المتاخرین لکھتا ہے کہ ایکدن میری اس سے سہسرام مین ملاقات ہوئی
تو وہ کہنے لگا کہ مین پٹنہ سے شاہجہان آباد تک پھرا کہین سلطنت کا نام نہ پایا سوا غریب آزاری
اور مسافرون کی غارتگری کے کچھہ اور نہ دیکھا پھر چند مین نے ان بڑے بڑے سردار شجاع الدولہ اور
عماد الملک سے کہا کہ ملک بنگال کا انتظام کرین انگریزون سے لڑین مگر کسی احمق نے اس درخواست پر
التفات نہ کیا اور اوسکی حسن خوبی کو کوئی نہ سمجھا اسوقت اس فرانسیسی سردار کا بھی ملجانا بادشاہ
کے حق مین ہزارون ہندوستانی سپاہ سے بہتر تہا جسکا کوئی ہندوستانی افسر دغاباز ہوتا
ان فرانسیسیون کی اعانت سے بادشاہ نے پٹنہ کو گھیر لیا تو کپتان نوکس بردوان سے سپاہ لیکر
چلا اوسمین دو سو گورے تھے - باقی ہندوستانی سپاہ تھی تین سو میل کا سفر تیرہ روز مین طے کیا
اور یہان پٹنہ مین آنکر بادشاہ کو شکست دیدی اور جنوب کی طرف گیا مین بھگا دیا اب اسوقت
بادشاہی سپاہ کا سپہ سالار کامگار خان تہا کیونکہ احمد قلی خان الہ آباد کو چلا گیا تھا اور وہان

شجاع الدولہ نے الہ آباد کے صوبہ اور قلعہ پر تصرف کیا تھا۔ اور راجہ بینی بہادر کو وہان متعین کر رکھا تھا
کہ جسوقت احمد قلی خان وہان آئے تو اوسکے ہاتھہ پیر باندہ کر اوس پاس بھیجدے اور جسطرح ہوسکے
اسے گرفتار کر لے۔ اس راجہ نے اوسکو بنارس پر روکا وہ خود اس راجہ کی معرفت شجاع الدولہ پاس
گیا اور مارا گیا۔ اب بادشاہ جنوب کی طرف کوچ کر رہا تھا۔ اوسکو یہ خیال تھا کہ ملک دکن اوسکا ساتھہ دیگا
مگر سوا خادم حسین خان کے کوئی اور اوسکی کمک پر نہ کھڑا ہوا۔ یکبارگی بادشاہ نے پٹنہ پر پھر حملہ کیا
مگر کپتان نوکس نے راجہ شتاب رائے کو اپنی طرف کر کے بادشاہ کو پھر شکست دیدی۔ اب بادشاہ کو
اس لڑائی سے بڑا اضطراب ہوا اور وہ شمال کی طرف چلا۔ انگریزی اور نواب کی سپاہ نے تعاقب کیا
نواب کی سپاہ کا سپہ سالار اوسکا بیٹا میرن تھا۔ اوسپر جولائی کے مہینہ مین بجلی
گری وہ اوسسے مر گیا نواب کی سپاہ اپنی چھاونی مین پٹنہ چلی گئی پھر بادشاہی لشکر اپنی پرانی اقامت
گاہ مین گیا۔ اور آغاز ۱۷۶۱ء مین بنگالہ کی سپاہ نے جسنے قواعد سیکھی تھی بادشاہی فوج کو شکست
دی۔ اور اسمین موشیر لا بھی گرفتار ہوا۔ وہ آخر تک لڑتا رہا اور اپنے تئین دشمنون کے حوالہ
نہیں کیا جبتک اوسسے یہ وعدہ نہین کیا گیا کہ تلوار اوسسے نہیں لی جائیگی۔ دوسرے روز انگریزی
افسر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اب بادشاہ تنگ آگیا تھا۔ دو برس سے برابر لڑائی جھگڑون مین مصروف
تھا۔ جسنے کچھہ فائدہ نہ حاصل ہوا۔ اب اوسکو سب طرف سے مایوسی تھی۔ مگر اوسکو وہ سارا حال معلوم
تھا جو شاہ ابدالی نے بعد فتح پانی پت کے اوسکے لئے تجویز کیا تھا۔ انگریزون نے ان دنون مین میر جعفر کی
جگہ میر قاسم کو بنگال مین نواب بنایا تھا۔ اور اوسکی منظوری بادشاہ سے منگائی اور چوبیس لاکھ
روپیہ سالانہ خراج کا بادشاہ کے واسطے مقرر کرا دیا تھا۔ اب بادشاہ کا یہ ارادہ تھا کہ انگریزون کی استعانت
سے دلی مین جا کر تخت سلطنت پر بیٹھے۔ مگر بیچ مین ایک جھگڑا کھڑا ہو گیا جسکے سبب اس کام مین بہت
دیر لگ گئی اس جھگڑے کو آگے بیان کرتے ہین +

شجاع الدولہ دہلی سے اودہ مین آیا اور یہان سے چلکر سرائے سید راجی مین شاہ عالم سے ملا۔ اور اوسکے
ساتھہ الہ آباد مین آیا۔ اب مرہٹون کا تسلط بالکل دوآبہ سے اوٹھہ گیا۔ سب جگہ بادشاہی پہرہ چوکی
بیٹھہ گئے۔ کابل مین کچھہ ہٹے تھے سو وزیر نے بادشاہ کو ساتھہ لیجا کر رجب ۱۱۷۵ھ مین اونکو بھی نکال دیا۔

شجاع الدولہ کا دلی سے اودہ مین آنا اور شاہ عالم سے ملنا +

اور بندیل کھنڈ کا بھی انتظام کر لیا - بادشاہ نے اوسکو خلعت وزارت بھی مرحمت کیا جھانسی کی قلعہ کو فتح
کرکے وہ پھر الہ آباد مین آگیا اب میر محمد قاسم خان عالی جاہ انگریزون سے شکست پاکر بادشاہ پاس آیا اور
شجاع الدولہ سے استعانت کا خواستگار ہوا - شجاع الدولہ بادشاہ کو ساتھ لیکر بنارس کی طرف انگریزون
سے لڑنیکے لئے چلا بکسر مین ۲۳ اکتوبر سنہ ۱۷۶۴ء کو دونو نوابون کو انگریزی سپاہ نے شکست دی - ان لڑائیونکا
حال تاریخ سلطنت انگلشیہ ہند مین لکھا ہے - دو برس تک بادشاہ کو شجاع الدولہ ساتھ ساتھ لئے پھرا -
کبھی بنارس لے گیا کبھی الہ آباد کبھی لکھنؤ - ظاہر مین بادشاہ بادشاہ معلوم ہوتا تھا - مگر درحقیقت وہ قیدی
اعزاز کے ساتھ تھا اس سبب سے انگریزون کا بڑا نقصان ہوا - بادشاہ اونکے ہاتھ سے جاتا رہا - اگر یہ
معاملات بیچ مین حارج نہ ہوتے تو بادشاہ انگریزونکی استعانت اور رعایت سے دلی مین اپنے ملک کا
مالک ہو گیا ہوتا +

بادشاہ بکسر کی لڑائی مین کچھ نہین بولا بعد لڑائی کے دوسرے دن شام کو وہ انگریزی لشکر
مین خود آیا اور انگریزون سے یہ عہد و پیمان اوسنے کیا کہ شروع سال ۱۷۶۵ء سے بنگال بہار
اڑیسہ تینون صوبون کی دیوانی بلا شرکت غیرے بطور التمغا کے سرکار کمپنی کو دی گئی اور خراج
دیوانی جو ابتک لیا جاتا تھا معاف کیا گیا - اور چھبیس لاکھ روپیہ جو پہلے نواب دیتا تھا اوسکا
ادا کرنا سرکار کمپنی کے ذمہ کیا گیا اور سرکار بنارس اور غازی پور بطور جاگیر کے سرکار کمپنی کو دی گئی
صوبہ الہ آباد بادشاہ کے پاس رہا - انگریزون نے بادشاہ کی سالانہ کچھ نقدی بھی مقرر کر دی - اور نواب
بنگال صوبہ دار رہا - سرکار کمپنی اوسکی شریک نظامت اور مال کا موتمن رہی - نواب کی نظامت
کا خرچ اوٹھانا اور بادشاہ کا نذرانہ ادا کرنا سرکار کمپنی کا کام تھا - شجاع الدولہ اول فیض آباد مین اپنے
ملک مین بھاگ گیا - اور جب سنا کہ الہ آباد بھی انگریزون کے ہاتھ پڑ گیا تو وہ لکھنؤ بھاگا
اور روہیل کھنڈ کے افغانون سے مدد مانگی - اونھون نے اس نواب کے خاندان کو بڑی عزت سے
بریلی مین رکھا - اور تین ہزار آدمیون سے امداد بھی کی - اور ملہار راؤ ہلکر سے مدد لیکر انگریزون
سے لڑنا شروع کیا - مگر کانپور کے قریب اوس کو شکست ہوئی - اسلئے وہ اپنے ملک کو چلا گیا
اور بادشاہ الہ آباد مین انگریزونکا ایک پنشن دار ہو گیا +

بادشاہ کا الہ آباد میں رہنا +

اب خاندان تیمور کے بادشاہ پاس ملک میں صرف صوبہ الہ آباد تھا - اور آمدنی میں وہ روپیہ تھا جو
انگریز اوسکو دیتے تھے - دربار کی یہ کیفیت تھی کہ پرانے پرانے سردار اس امید میں حاضر ہوتے تھے کہ
شاید بادشاہ کے بھلے دن آئین بادشاہ بھی اونکی خاطر بہت کرتا تھا - انگریزی جرنیل کرنیل بھی
موجود رہتے تھے اور ملکی معاملات مین صلاح اور مشورہ دیتے تھے - اسوقت میں مرزا نجف خان
بادشاہ کا بڑا رفیق تھا اور وہی دربار مین آفتاب تھا شجاع الدولہ کی لڑائی مین اوسنے
سرکار انگریزی کے ساتھ رفاقت کی تھی اسلئے ایک لاکھ روپیہ سالانہ کی جاگیر انگریزون نے کوڑہ
جہان آباد میں اوسکو دیدی تھی - اوسنے فوجداری کا خوب انتظام کیا تھا منیر الدولہ کو خان سامانی
کی خدمت تھی وہ سارے گھر کا مدار المہام تھا - اور سب فقیرون کا سرگروہ اور سارے نوکرون چاکرون
کی موقوفی بحالی کا اوسے اختیار تھا - اور انگریزون سے جو معاملات ملکی مین سوال و جواب ہوتے تھے
وہ اسی کی معرفت ہوتے تھے انکے سوا باقی سفلے ملازم تھے جیسے کہ حسام الدین خان اور راجہ رام ناتھ
در بہادر خان محلی وہ بادشاہ کی طبیعت سے بہت مناسبت رکھتے تھے - ان سب میں سرآوردہ
حسام الدین خان تھا وہ بادشاہ سے اس سبب سے بہت تقرب رکھتا تھا کہ رنڈیاں لائے ناخواستہ کو رقص و سرود دکھا کر
بادشاہ کا دل خوش کیا کرتا تھا اور اس کام سے بہت سا نفع اور فائدہ اوٹھاتا تھا وہی معتمد السلطنت تھا
شجاع الدولہ کا بیٹا مرزا اسعاد علی جو اپنے باپ کا آخر کو قائم مقام ہوا نائب وزیر تھا +

دہلی میں نجیب الدولہ کے معاملات +

ہم لکھ آئے ہین کہ ۱۷۶۵ء میں نجیب الدولہ کو امیر الامرا - اور جوان بخت کو نائب بادشاہ دہلی میں
شاہ ابدالی نے مقرر کیا تھا نجیب الدولہ سے کوئی شخص بہتر اس کام کیواسطے نہیں مقرر ہو سکتا تھا شاہزادہ نوجوان ہو
نیک بخت ایسا ہی تھا جیسے کہ اوسکے خاندان مین نوجوانی مین ہوا کرتے ہین نجیب الدولہ ایسا عاقل
ہوشیار دانشمند تھا کہ کمتر ہوتے ہین امانت داری اور ایمانداری تو اوسوقت میں اوسپر ختم تھی وہ اپنے
پرانے آقاؤن نواب بندے خان بہلیہ اور نواب وزیر شجاع الدولہ کی فرمانبرداری کئے جاتا تھا
ملہار راؤ ہلکر سے بھی اوسکا ساز باز چلا جاتا تھا یاد ہوگا یہ مرہٹہ پانی پت کی لڑائی سے اپنے ہم وطنون
کو چھوڑ کر بھاگ گیا تھا غرض یہ جوانمرد اس ٹوٹی پھوٹی سلطنت کو نبھا رہا تھا - عدو آبہ سے اوسنے
مرہٹون کے حاکمون کو نکال دیا تھا - آگرہ کے قلعہ مین جاٹون کا تصرف تھا - پانی پت میں جو شکست مرہٹونکو

ہو چکی تھی اوسکے سبب سے آٹھ برس تک اونکا منہ نہوا کہ جو ہندوستان کی طرف رخ کرتے۔ مگر ملہار راؤ
اسے مستثنی ہے۔ اب یہ نجیب الدولہ کی عملداری اور انتظام دلی کے ارد گرد تھوڑی دور پر تھا سو میل پر
جاٹون کا عمل دخل تھا۔ اور اسوقت اونسے کچھہ لڑائی نہ تھی +

جاٹون کے ساتھ نجیب الدولہ کی لڑائی +

جاٹون کا اگر مفصل حال لکھا جائے تو ایک کتاب بنجائے اسلئے ہم اونکا حال جہان سکھونکی عملداری کا
ذکر کرینگے وہان لکھینگے۔ مگر بالفعل تو راجہ سورجمل کا ذکر کرتے ہین یہ راجہ بڑا ہوشیار اور لائق تھا
سپہداری کا سلیقہ صف آرائی مین مہارت ملک ستانی مین کاردان پہلے درجہ کا تھا۔ وہ بھاؤ کے ساتھ
پانی پت کی لڑائی مین ہوا تھا۔ اگر بھاؤ غرور مین آنکر اس شعور راجہ کو چھوٹا راجہ نہ گنتا اور پوری اوسکی
امداد لیتا تو یقینی پانی پت کی لڑائی کی کچھہ اور ہی صورت ہوجاتی اور سارے ہندوستان کی تاریخ کچھہ سے
کچھہ ہو جاتی جب یہ مرہٹون سے جدا ہوا تو اوسنے آگرہ سے جسمین ایک مرہٹہ سردار تھا نکال دیا اور
میوات مین اوسنے قبضہ کیا چار قلعے نہایت مستحکم بنائے۔ غازی الدین خان عماد الملک اوسکی پاس
پناہ لیکر آیا تھا مگر اوسکو تو نکال دیا اب اوسکے پاس ایک بدمعاش فرانسیسی شمرو آگیا تھا شمرو جو فرانسیسی
شمر تھا اور اوسی نے شجاع الدولہ کو لڑایا تھا۔ اوسکی نوکری چھوڑکر سورجمل پاس ایک پلٹن سپاہیونکی
اور ایک توپخانہ اور تین سو یورپ کے لچے بدمعاش لیکر آیا جب اس راجہ کو یہ امداد ملگئی تو اوسنے
دلی کی سلطنت سے ایسی دست درازیان کرنی شروع کین جس سے سلطنت کا نام بھی نہ رہے اسوقت نجیب الدولہ
نے اس عقلمندی اور دانشمندی سے کام کیا کہ کچھہ دنون سلطنت کو تھام لیا اور جاٹون کو بڑا صدمہ
پہنچایا اور مسلمانونکو خواب غفلت سے جھنجھوڑ کر اوٹھا یا۔ اس لڑائی مین بلوچون نے بڑی امداد
نجیب الدولہ کی کی اور اونہیں کی بدولت جاٹون پر فتح نصیب ہوئی +

مدت سے بلوچ فرخ نگر مین بستے تھے اونمیں سے کامگار خان عہد محمد شاہ مین ایسا بخت بیدار
اور صاحب اقتدار ہوا کہ وہ اکثر اوقات فوجداری کا کام کرتا اور کبھی کبھی پانی پت اور حصار کی
حکومت بھی اوسکے سپرد ہو جاتی۔ پھر اوسکے ملازمون مین سے بہادر خان نے عروج پایا اور وہ سنہار
مین فوجدار ہوا۔ اوسنے عماد الملک اور نجیب الدولہ سے موافقت بہم پہنچا کر ایک قلعہ بارہ کوس پر دلی سے
بنایا اور اوسکا نام بہادر گڈھ رکھا جب کامگار خان مرگیا تو اوس کی اولاد مین جھگڑا ہوا۔ تو سورجمل نے

بلوچون کو مار دھاڑ روا اڑی اور فرخ نگر پر قبضہ کرلیا اور نجیب الدولہ سے یہ درخواست کی کہ بہادرگڑہ
بھی اوسکے حوالہ کیا جائے - بہادر خان نے نجیب الدولہ سے استعانت چاہی اور بڑی غیرت دلائی مگر
نجیب الدولہ کچھ نہ بولا جب سورجمل نے یہ دیکھا کہ میرے خوف سے اونسے بلوچون کا ساتھ ندیا تو اوس نے
فوجداری کی درخواست کی - نجیب الدولہ نے یعقوب علی خان کو کہ شاہ ابدالی کے وزیر کا بھائی تہا - اور
شاہجہان آباد کی بھی قلعداری کرچکا تہا سورجمل پاس بھیجا - ملتانی چھینٹ کے تھان بھی بطور تحفہ کے اوس
پاس بھیجے اس سفیر نے صلح کی باتیں کرنی شروع کیں اور چھینٹ کے تھان بھی پیش کیے - وہ سورجمل کو بھی پسند آئے
درزی کو بلاکر اوسنے کہا کہ ہمارے لئے ایک جوڑا ابھی اسکا تیار کرلاؤ - اس جوڑے مین ایسا لگا کہ وکیل سے
کچھ بات بھی نہیں کی جب وکیل نے اوسکو اس کام مین مصروف دیکھا تو وہ رخصت ہوا اور اوسنے کہا کہ
ٹھاکر صاحب جلدی اور جہالت سے کام کرنا نہین چاہئے - اب مین رخصت ہوتا ہون - کل پہر آؤن گا
اوس پر سورجمل نے کہا کہ اگر آپ کل صلح کے لئے آئین تو کبھی نہین آئیے گا - غرض یعقوب علیخان
نے آنکر نجیب الدولہ سے یہ کہا - اُسے بھی غیرت آئی اوسنے کہا کہ اب اس کافر پر انشاءاللہ جہاد
کرون گا - اوسنے چارون طرف سے مسلمانونکو جمع کیا - کہ اتنے مین سورجمل سپاہ لیکر شاہدرہ کے
قریب ہینڈن پر آیا ہمیشہ اوسکی لڑائیون مین یہ رویہ رہا کہ وہ فوج کا انتظام کرتا اور خود جوکھون
کے مقامون سے جدا رہتا - قاعدے کے موافق اوسکو دلی کا محاصرہ کرنا چاہیے تھا مگر وہ تھوڑے
آدمیون کے ساتھ ہان آیا جہان بادشاہ کی پرانی شکارگاہ تھی اپنی گنوار پنے سے اوسکو یہی شان سمجھا
کہ مین بادشاہون کے شکارگاہ مین شکار کھیلنے آیا - سید محمد خان پچاس سوارون کا رسالہ لئے جاتا تہا
ایک شخص نے بتلادیا کہ خانصاحب آپ کدہر جاتے ہین دیکھئے سورجمل اکیلا کھڑا ہے خانصاحب اوسپر پل پڑے
اور شکارگاہ مین شکار مار کر نجیب الدولہ پاس لے آئے نجیب الدولہ کو دو روز تک یقین نہ آیا کہ سورجمل مارا گیا -
جب یعقوب علیخان نے اوسکا وہ ہاتھ پہچانا کہ جسمین ناسور تھا اور اوسکی آستین کو دیکھا کہ وہ اوسی چھینٹ
کی تھی جو اوسنے تحفہ بھجوائی تہی تو اوسکو یقین ہوا - اوس کا بیٹا جواہر سنگہ سکندرآباد سے سپاہ لئے
چلا آتا تہا کہ دفعتہ مغلون نے اوسپر حملہ کیا جسکے ساتھ ایک نیزہ پر سورجمل کا سر بھی تھا - اس نیزہ کو جواہر سنگہ
کی فوج دیکھ کر ایسی گھبرائی کہ شکست کھا کر اپنے ملک کو بھاگی جواہر مل اپنے باپ کی گدی پر بیٹھا

اوراوسنے یہ بڑی غلطی کی کہ وکیلونکو بہیجکر ملہر راؤکو اپنی امداد کے واسطے بلایا۔ اول مین تو وہ کامیاب ہوا شاہجہان آباد کا محاصرہ کرلیا۔ اور دو تین مہینہ تک نجیب الدولہ کو ستایا کیا۔ مگر ملہر راؤ دلسے ہمیشہ مسلمانون کا رفیق دل سے تھا۔ سو وہ جاٹون کو چھوڑکر بھاگ گیا۔ اس سبب سے صلح ہو گئی اور خضر آباد مین نجیب الدولہ کی جواہر سنگہ سے ملاقات ہوئی۔ پہر جواہر سنگہ اپنے ملک کو چلا گیا۔ اب اس نوجوان کے ہمراہ وہ شمرو فرانسیس پہر ہوا۔ یہ بھی عجب مرد آدمی تہا پہلے وہ میر قاسم عالی جاہ کا نوکر ہوا۔ اوس کو نمک حرامی سے پکڑوا کر شجاع الدولہ کے حوالہ کیا اور پہر شجاع الدولہ کا نوکر ہوا۔ اوسکو خراب کیا۔ پہر جواہر مل کا نوکر ہوا اور اوسکو چڑہا کر راجہ مادہو سنگہ جیپور والے سے لڑنے کے لئے لے گیا۔ اجمیر کے قریب پوکھر کے تالاب پر رجپوتون سے شکست پائی تو پھر وہ راجہ جے پور کا نوکر ہو گیا۔ اب جواہر سنگہ پہر الور مین آیا۔ پہر وہان سے پہر تپور مین گیا۔ وہانسے آگرہ مین پہنچا۔ اور تہوڑے دنو نمین مارا گیا۔ بعض کہتے ہین کہ جے پور کے راجہ نے قتل کرادیا۔ اسکے بعد جاٹون کی ریاست مین بہت سے جھگڑے برپا ہوئے۔ اور سورجمل کے دو بیٹے اور مارے گئے۔ باقی تیسرا بیٹا رنجیت سنگہ راجہ ہوا۔ اوسکے عہد مین جاٹونکی ریاست کا بڑا عروج ہوا۔ جس ملک مین وہ فرمانروائی کرتے تھے اوسکے شمال مغرب مین الور اور جنوب مغرب مین آگرہ تہا۔ اوسکی آمدنی دو کروڑ روپیہ کی تھی۔ ساٹھ ہزار فوج اون پاس تھی +

اسوقت دکن مین مرہٹے اپنے جھگڑونمین آپ پھنسے ہوئے تھے۔ اونہون نے ہندوستان پر بالکل توجہ نہین کی اور ۱۷۶۶ء مین جو الہ آباد مین اونسے بادشاہ سے معاملے ہوئے اونکا بھی کچھ لحاظ نہین کیا۔ مگر اوس ملک مین دنگہ مچایا جہان وہ یہ جانتے تھے کہ بادشاہ انگریزون کی اعانت سے قابض ہو گا۔ نجیب الدولہ نے اپنی پاک طینتی اور حسن نیتی سے شاہجہان آباد کا انتظام کیا۔ اور سب کو خوش راضی کیا۔ مگر وہ دہلی کی سلطنت کو مستحکم نہ کرسکا اور نہ وہ ملک دوبارہ لے سکا جسکے بادشاہ چین آرام سے اپنے باپ دادا کے قلعہ مین بسر کرتا۔ ابھی مشرق مین جاٹون سے اوسنے اپنی دلیری اور جوانمردی سے پیچھا چھٹایا ہی تھا کہ مغرب سے سکھونے دہلی پر آفت لانیکا ارادہ کیا۔ مگر اسوقت شاہ ابدالی نے پہر اوس کی امداد کی۔ سکھونے اس بادشاہ کے نائب کو نکالدیا تھا اور سارے ملک مین غدر مچا رکھا تھا۔ پس ۱۷۶۷ء مین وہ لاہور مین آیا۔ سکھ بھاگ کر پہاڑونمین چلے گئے۔ آلا جاٹ نے سرہند مین دو لاکھ کے قریب سپاہ جمع کی

شاہ ابدالی نے نوے کوس دو روز مین طی کر کے اوپر حملہ کیا اور شکست دی - اور بیس ہزار آدمیون کو
قتل کیا - اور پانی پت کے نواح مین پچاس ہزار سپاہ لیکر آیا لیکن نورالدین خان کو لاہور مین اپنا
نائب مقرر کر کے چلا گیا - پھر کبھی ہندوستان مین نہین آیا - شجاع الدولہ کو ایک لعنت ملامت
کا خط لکھکر بھیجا کہ ہم نے تجھسے کیا کہا تھا اور تو نے بادشاہ کے ساتھ کیا سلوک کیا - مگر یہ بیوفا
اوسکی روانگی کے بعد کب اوسکی بات کو مانتا تھا +

مرہٹون کا پھر دہلی اور دوآبہ پر قابض ہونا +

اب مرہٹون نے ۱۷۶۶ع مین تمام اپنے آپس کے جھگڑونسے فرصت پائی - اور چنبل پار اُترے اور
اس سنہ کے آخر مین وہ جے پور پر گرے - اور یہان سے ۱۷۶۹ع مین پھر تنور مین پہنچے وہان سے محصول لیا
اور دہلی پر حملہ کا ارادہ کیا - اونکے سردار دو تھے - ایک تو مادھوجی سیندھیا پٹیل وہ رانوجی سیندھیا کا
بیٹا تھا - وہ رہیلون اور پٹھانون کا جانی دشمن تھا - دوسرا توکاجی ہلکر تھا وہ ملہار راو ہلکر کا سردار فوج
کا تھا - وہ اپنے آقا کی طرح پٹھانونکو دوست رکھتا تھا - غرض ان دو سردارون مین ہمیشہ سے اختلاف رائے
چلا آتا تھا - اسی سبب سے مرہٹونکے معاملات سر سبز نہوے اور اس اختلاف سے اونکی بڑی بڑی نوبتین پہنچین
اب دہلی مین نجیب الدولہ نے ہلکر کے ساتھ اتفاق کر کے حملہ کرنیوالون سے مصالحہ کر لی اسمین جاٹونکو تو
نقصان ہوا مگر رہیلونکو جو نجیب الدولہ کے کہنے سے صلح کی اوسکے سبب سے وسط دوآبہ کے اضلاع مرہٹون
کے حوالہ کرنے پڑے جو بادشاہی اضلاع دہلی اور الہ آباد کے درمیان تھے تھوڑے دنونکے بعد یہ وزیر نیک تدبیر
ساٹھ برس کی عمر مین مر گیا - کچھ ضرور نہین کہ ہم اس شریف نجیب زیرک کی خوبیون کا زبان قلم سے اشتہار
دین خود اوسکے کام اوسکا اظہار کر رہے ہین کہ پچاس سوارونکی سرداری سے اوسنے میدان جنگ مین
دلاورانہ کام کر کے اپنے تئین اس رتبہ پر پہنچایا - اور خوش خلاقی اور نیک نیتی سے اپنے ان پڑھ
ہونے اور عالی خاندان نہونے کے عیبون کو مٹایا سلطنت کی کل جو بالکل بند پڑی تھی اوسکو
اپنی جوانمردی کے ہاتھون سے چلایا - ضابطہ خان اوسکا بیٹا جانشین ہوا - اگر اس بیٹے مین بھی باپ
کی سی لیاقتین ہوتین اور شاہ عالم بھی عالی حوصلہ اور صاحب ہمت ہوتا تو سلطنت تیموریہ کے
سوکھے کھیت کو یون ہرا کر لیتا - کہ پھر رہیلونکو اپنا رفیق بناتا سیندھیا اور ہلکر کو آپسمین لڑاتا پھر
انگریزون کے ساتھ دوستی رکھتا +

حسب ہی دوآبہ کے ادہر کے حصونمین پھیلے اور تمام رہیلکھنڈ مین فرخ آباد کے سوا پھیل گئے تو ضابطہ خان نے کوئی لڑنیکا سامان نہین کیا۔ یہانتک کہ ۱۷۷۰ء مین مرہٹے دارالسلطنت پر بھی قابض ہوگئے قلعہ مین اونھون نے جوان بخت کو بدستور قائم رکھا۔ اور خود اوسکی طرف سے انتظام کرنا شروع کیا ضابطہ خان نے مرہٹونکا مقابلہ نہین کیا۔ بلکہ وہ اپنی ریاست سہارنپور اور نجیب گڈہ کو چلا گیا +

ضابطہ خان کا مرہٹون سے شکست کھانا + شاہ عالم کا دہلی مین آنا +

شاہ عالم اپنی پست فطرتی اور کم عقلی سے ہمیشہ محکوم اپنے کسی ملازم کا ہو جاتا آجکل وہ امیر الدولہ اور انگریزون کے کہنے مین چلتا تہا۔ ابیہان الہ آباد مین رہتے رہتے ایسا تنگ ہو گیا تھا کہ اونے شاہجہان آباد کا ارادہ کیا مگر اسکا وہ محتاج تہا۔ کہ کوئی اوسکو وہان تک پہنچائے اس کام کے واسطے مرہٹے مقرر ہوئے اور سیف الدین خان سفیر بنکے مرہٹونکے سردارون پاس دکن مین گئے۔ اور ۱۷۷۱ء مین بادشاہ نے کلکتہ مین انگریزی حاکمون سے اس امر مین مشورہ پوچھا۔ اونھون نے نہایت اپنی مرضی کے خلاف یہ ارادہ بتایا شجاع الدولہ نے اپنے اغراض نفسانی کی سبب سے در پردہ بادشاہ کے اس ارادہ کی تائید کی مئی ۱۷۷۱ء مین الہ آباد سے بادشاہ دلی کو چلا اوسکی ساتھ اسوقت فوج تھوڑی تھی مگر آراستہ تھی۔ ایک پلٹن انگریزی وردی پہنے ہوئے تھی میڈوک فرانسیسی اوسکا افسر تھا۔ اگرچہ ان پڑہ تھا مگر سپاہی اچھا تھا سپہسالار مرزا نجف خان تھا۔ اور میجر جرنیل سررابرٹ بارکر صاحب کچھہ فوج لیکر کرّہ تک بادشاہ کے ساتھ گیا یہان ان جرنیل صاحب نے بادشاہ سے عرض کیا کہ آپ دلی نہ جائیے۔ مگر بادشاہ نے نہ مانا جن اضلاع مین بادشاہ ہوکر چلا گیا پہر اوسکی حکومت کا کوئی نشان انمین نمودار نہ ہوا۔ اب اس بادشاہ کی سلطنت مین دو مخالف گروہ تھے۔ ایک مسلمان جو یہ چاہتے تھے کہ شاہ ابدالی جسقدر ملک ہمارے لئے چہوڑ گیا ہے اوسکو اپنے قبضہ مین رکھین۔ دوسرے مرہٹے تھے جو یہ چاہتے تھے کہ پانی پت کی لڑائی مین جو نقصان ہمارا ہوا ہے اوسے پورا کرین۔ اوسکے سوا شجاع الدولہ تھا جو اس تاک مین رہتا تھا کہ جو گروہ ضعیف ہو اوسی سے کچھہ لیکر مرے۔ انگریز بہی اپنی دانشمندی سے اعتدال کے ساتھہ اسی منصوبے کے درپے تھے۔ اب بادشاہ فتح گڈہ مین پہنچا۔ یہان احمد خان بنگش ان ہی دنون مین مرا تھا اوسکے بیٹے مظفر الدولہ نے پانچ لاکھہ روپیہ نذرانہ کا پیش کیا۔ بادشاہ نے یہان برسات کے سبب سے مقام کیا۔ اسوقت تیس ہزار مرہٹونکی سپاہ دہلی مین تھی۔ مادہوجی سیندھیا پہلے فرخ آباد مین

بادشاہ پاس آیا اور اپنے عہد و پیمان بادشاہ سے پھر گیا اور ۲۵ دسمبر ۱۷۷۱ء کو بادشاہ
قلعہ مین داخل ہوا عبدالاحد خان کشمیری بادشاہ کا مقرب ہوا۔ مجدالدولہ کا اوسکو خطاب ملا
وہ مدار المہام بادشاہ کے گھر کا ہوا۔ یہ ایک آدمی بڑا مکار اور فریبیا تھا اوسکے کامون سے آگے
حال معلوم ہوگا۔ مرزا نجف خان نے سپاہیون اور بہادرون کو تلاش کرکے اپنے تئین لائق سپہ سالار
بنایا۔ اب یہان بادشاہ کو اوسکے دوستون یعنے مرہٹون نے چین نہین لینے دیا +

مرزا نجف خان کا حملہ ضابطہ خان پر +

ابھی ہم نے لکھا ہے کہ ضابطہ خان کو ایک برس گذر گیا تھا کہ وہ اپنے علاقہ بادنی محال یعنی ضلع
سہارنپور اور مظفر نگر کو چلا گیا تھا اوسکے پاس تین بڑے مضبوط قلعے تھے۔ دو پتھر گڈھ و سکرتال دریائے گنگ کے
بائین اور دائین طرف تھے۔ یہ اوسکے باپ کے بنائے ہوئے تھے تیسرا قلعہ غوث گڈھ مظفر نگر کے قریب اوسنے خود بنایا
جسکی عالیشان مسجد آج تک اوسکا نشان بتاتی ہے۔ اول ان قلعون پر بادشاہی لشکر نے حملہ کرنیکا
ارادہ کیا۔ اوسنے اول سکرتال کا محاصرہ کیا اور مدت تک لڑائی ہوتی رہی۔ اور ضابطہ خان محاصرے
سے تنگ ہوا تو اوسنے بھائی سندونکو لکھا کہ جہان جہان گنگا پایاب ہو گئی ہے اون مقامات کی
حفاظت کرو اگر دشمن گنگا پار اوتر آئینگے تو نہ مجھے چھوڑینگے نہ تمھیں۔ اس لکھنے پر ان افغانون نے
معابر کا انتظام کیا۔ اس انتظام سے مرہٹون اور نجف خان کو بھی معلوم ہوا کہ گنگا پایاب ہے۔ اسلئے وہ
چند معابر سامنے سے گذرا جسے محافظین نے یہ جانا کہ وہ اوپر کو چلا گیا مگر دفعتہ ایک معبر سے اوتر کر
حملہ آور ہوا ضابطہ خان نے مقابلہ اوسکا اچھی طرح کیا مگر شکست کھاکر شجاع الدولہ پاس بھاگ گیا
گھر بار اہل و عیال اور خزانہ اوسکا دشمنون کے ہاتھ لگا۔ ان اہل و عیال مین غلام قادر خان اوسکا
بڑا بیٹا بھی تھا۔ وہ ایسا خوبصورت تھا کہ جب بادشاہ پاس بھیجا گیا تو اوسنے محل سرا کی بیگم بنایا
شاید اسی کا عوض آخر اوس نے لیا۔

مرزا نجف خان کا حال +

اگرچہ یہ لڑائی مرہٹون کی ضابطہ خان کے ساتھ تھی مگر اسمیں مرزا نجف خان نے بڑا نام پایا۔ واقعی
وہ ناموری کے لائق ہی تھا۔ اصل مین ایران کا شہزادہ تھا۔ وہ اپنی بہن کے ساتھ ہندوستان مین آیا تھا
اور اوسکی بہن آصف الدولہ کے بھائی اعزالدولہ کو بیاہی گئی تھی اوسنے لیاقت اور شجاعت سے اپنا عالی
خاندان ہونا اور ہندوستان کے امیرون پر برتر ہونا دکھا دیا۔ اول اپنی بہنوئی کے بیٹے محمد قلی خان پاس

الہ آباد میں رہتا تھا جب شجاع الدولہ نے دغا سے اپنے بھتیجے کو مار ڈالا تو وہ پھر شاہ عالم کی رفاقت میں رہنے لگا۔ اوسکے ساتھ جو رفاقت اور لیاقت کے کام کئے اونھیں آگے پڑھ لینا +

روہیلون اور شجاع الدولہ کی صلح +

بادشاہ نے ۱۷۷۱ع میں سات تو دہلی میں بسر کی مرہٹے آگرہ کے اردگرد پڑے رہے روہیلوں نے شجاع الدولہ کے ساتھ اتفاق کرکے اہل اسلام کو متفق کرنا چاہا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آپسمیں صلحنامہ لکھا گیا اور اسمیں سر آر بارکر صاحب جنیل شریک تھا اور اسی کی صلاح اور مشورے سے یہ صلح ہوئی کہ حافظ رحمت خان شجاع الدولہ کے ساتھ اون سب معاملون مین اطاعت کرے جو ضابطہ خان کی معاونت کے معین ہون اور چالیس لاکھ روپیہ چار قسطوں میں اس کام کے واسطے ادا کرے کہ مرہٹے روہیل کھنڈ سے خارج کردئے جائیں غرض صلح جو مرہٹون کے حق مین زہر ہوئی۔ ۱۱ جولائی ۱۷۷۲ع کو لکھی گئی پھر ان افغانون میں آپسمیں ایسی تلوار چلی کہ بھائی بھائی کے خون کا پیاسا تھا۔ بیٹا باپ کے لئے تلوار سونتے پھرتا تھا۔ باپ بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے ڈھونڈتا تھا شجاع الدولہ کی تحریک سے ضابطہ خان نے مرہٹون سے سازش کی۔ مرہٹون نے اوس سے وعدہ کیا کہ بادشاہ سے تیرے قصور معاف کرا دئے جائینگے اور باپ کا عہدہ امیر الامرائی دلادینگے +

دلی کے گرد لڑائی اور ضابطہ خان کا امیر الامرا ہونا +

مرہٹون نے رنجیت سنگھ کو اوکسایا کہ وہ اپنے کسی بھائی سے ریاست بلب گڈہ کی چھین لے۔ جب اسکے ارادہ کی خبر رئیس بلب گڈہ کو ہوئی تو اوسنے بادشاہ سے استعانت چاہی ۱۷۷۲ع کے آخر مین مرزا نجف خان نے جسکا اب خطاب ذوالفقار الدولہ ہو گیا تھا ایک لشکر اوسکی استعانت کے واسطے ایک فرنچ سردار کے ماتحت بھیجا مرہٹون نے اپنا لشکر بھرت پور کے جاٹون کی کمک کے لئے بھیجا۔ اوسنے بھرت پور کے لشکر کے ساتھ ملکر بادشاہی لشکر کو دلی کی طرف پس پا کیا۔ سیندھیا نے اس لڑائی کو اسلئے نہیں پسند کیا کہ اوسمیں ضابطہ خان کا پیچ پیچ تھا۔ اوسکو روہیلون سے نفرت تھی اسلئے وہ تو جے پور لوٹتا چلا گیا توکاجی ہلکر اور مرہٹے آگے دلی کی طرف بڑھے بدر پور پر مرزا نجف خان نے اوس کا مقابلہ کیا۔ اگرچہ سپاہ اچھی تھی اور اونکے ساتھ مسٹر میڈوک تھا مگر تعداد اوسکی قلیل تھی۔ دشمنون کے کثیر لشکر کے سامنے نہ ٹھیر سکی اور پسپا ہو کر ہمایون کے مقبرہ کے پاس آئے چار روز یہان بھی لڑائی کا ہنگامہ برپا رہا اور مرزا کا بھانجا مرزا احسن لڑائی مین مارا گیا۔ مرزا بھی پسپا ہو کر دریا گنج کی راہ سے

شہر مین داخل ہوا۔ دشمن بھی اوسکے پیچھے آئے قلعہ کی حفاظت مرزا نے اچھی طرح کی مگر حسام الدولہ مرہٹون کے لشکر مین پیغام صلح لیکر چلا گیا۔ اسوقت بادشاہ کی ضعیفی اور نالایقی سے مرزا کی سعی بہادری خاک مین مل گئی مرہٹونکو اسوقت دکن جانیکی ضرورت تھی اسلئے بادشاہ سے فقط یہ شرائط ٹھہر گئین کہ ضابطہ خان امیر الامرا ہو۔ اور وہ اضلاع دوآب جو بادشاہ پاس انگریزونکی حمایت کے سبب سے تھی وہ اونکو دئے جائین۔ یہ شرائط منظور ہوگئین اب مرہٹون نے سکرتال کی لڑائی کی تنخواہ کا دعوی مرزا سے شروع کیا۔ اور اوسکے دربار مین نہ آنیکا حکم بادشاہ سے دلادیا۔ یہ ذکر دسمبر ۱۷۷۲ء العیسوی بادشاہ کے آنیسے گیارہ مہینے بعد کا ہے۔ اب آگے ۱۷۷۳ء کی وارداتین سنو +

اسوقت مرزا نجف خان کے ساتھ تھوڑے سے آدمی مرنے لڑنے والے جوانمرد تھے سہارنپور سے اُسنے اپنی متبنی افراسیاب خان کو بھی بلالیا۔ اور ملہر راو دروازہ کی طرف اسمعیل خان کابلی کی مستحکم حویلی مین ہو بیٹھا۔ مرہٹون سے کسی طرح نہ دبا۔ برابر جواب دیتا رہا۔ اور اونسے کہدیا کہ مین تمہاری تنخواہ نہین دے سکتا۔ ایکدن نجف خان ہتیار لگا اور سبز کپڑے پہن اور اپنے لشکر کو لیکر مرہٹون سے لڑنے کو نکلا۔ اور جب وہ اُنکے لشکر کے قریب پہنچا تو کوجی نے مرزا کا استقبال کیا۔ اور بڑی خاطر داری اور عزت سے اپنے خیمہ مین لے گیا +

اب مرزا نجف خان سے اتحاد پیدا کرکے مرہٹون نے رہیلون پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا۔ اور رام گھاٹ سے وہ رہیل کھنڈ مین آن پڑے۔ بادشاہ نے جو صوبے اپنے دوآبہ زیرین مین چھوڑے تھے اور اُن کا انتظام نہ کرسکتا تھا وہ انگریزون نے پچاس لاکھ روپیہ کو شجاع الدولہ کے ہاتھ بیچڈالے تھے۔ اب انگریزی سپاہ شجاع الدولہ کے ساتھ مرہٹون سے لڑنے کے لئے رہیل کھنڈ مین مستعد ہوئی۔ حافظ رحمت خان کو چالیس لاکھ روپیہ کی ضرورت پڑی۔ اوسنے مرہٹون سے دوستی کرلی۔ جب شجاع الدولہ اور انگریزون کی فوج اوس کو نظر پڑی تو وہ پھر مرہٹونکو چھوڑکر آن ملا۔ مرہٹے اسلئے اٹاوہ کو چلے گئے۔ پیشوا کے مرنیکے سبب سے اونکو ضرورت دکن مین جانیکی تھی وہ وہان چلی گئی +

مرزا نجف خان شجاع الدولہ کا رشتہ مند تھا لکھنو پاس چلا آیا۔ نواب وزیر شجاع الدولہ نے

مرہٹون اور نجف خان کی لڑائی +

رہیلون سے لڑائی کا بیان + [illegible]

اوسکو اپنا نائب مقرر کرکے بادشاہ پاس بھیجا اور انگریزون نے اوسکے بہت سفارش بادشاہ سے کی کیونکہ وہ ایک ایسا سردار تھا جو انگریزون کے دشمنون کا یعنے مرہٹون اور روہیلون دونون کا دشمن تھا اسلئے وہ بھی اوسکا بادشاہ پاس رہنا چاہتے تھی۔ غرض ان سفارشون کے زور اور کچھہ اپنی سپاہ اور جوانمردی کے بل سے وہ اپنی عہدہ پر بحال ہوا ضابطہ خان جاٹون پاس چلا گیا حسام الدولہ قید ہوا۔ اور سارا روپیہ جو ناجائز طور سے کہا گیا تھا وہ پندرہ لاکھہ روپیہ کے قریب اگلوایا گیا۔ اسی شاہ عالم کا انتظام سمجھہ لینا چاہیئے کہ ایک نوکر جو دو برس سے نوکر تھا پندرہ لاکھہ کہا گیا۔ اوسکی جگہ عبد الاحد خان مدار المہام مقرر ہوا منظور علی خان ناظر ہوا عبد الاحد خان کشمیری کا حال پہلے لکھہ چکے ہین منظور علیخان بھی سنگدل دغا باز نمک حرام تھا +

مرزا کا مدت سے ارادہ جاٹون سے لڑنیکا تھا۔ مگر وہ ۱۷۷۳ء اپنی روہیل کھنڈ کی مہمات میں مصروف رہا اوسنے اکبر آباد کا قلعہ جاٹون سے لیکر محمد بیگ ہمدانی کے سپرد کر دیا جاٹون کے راجہ رنجیت سنگہ کو اس کا بڑا داغ تھا۔ اوسنے دار السلطنت پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا۔ اور دس ہزار سوار لیکر سکندرہ آباد مین پہونچا دلی مین اسوقت سپاہ پانچہزار سوار اور دو پلٹنیں سپاہیون کی تھیں وہ ان جاٹون کے نکال دینے کے واسطے کافی ہوئین مگر پھر رنجیت سنگہ شمرو کو ساتھہ لیکر آیا۔ اسوقت مرزا روہیل کھنڈ سے آگیا تھا ۱۷۷۴ء کے برسات کے بعد وہ اوسنے لڑنیکے لئے روانہ ہوا۔ ہریانہ سے ایک سردار نجف قلی خان دو ہزار سپاہ لیکر آگیا تھا۔ یہ سردار بڑا عمدہ سپاہی تھا۔ اور وہ بڑا وفادار اور خیر خواہ اپنے آقا کا تھا وہ ذات کا راٹھور رجپوت بیکانیر کا رہنے والا تھا پہلے محمد قلی خان کے باپ کے پاس رہتا تھا مرزا کے کہنے سے مسلمان ہو گیا تھا۔ اب اس زمانہ مین سیف الدولہ خطاب ہو گیا تھا۔ اور جو بیس لاکھہ روپیہ کے ملک کا صوبہ تہا جب مرزا اس بڑی لڑائی کے لئے روانہ ہوا تو عبد الاحد خان مجد الدولہ کی بن آئی جہانتک ہو سکا مرزا کی طرف سے شاہ کے کان بھرے۔ اور بہت سے منصوبے اوسکے بگاڑنے کے سوچے اور یقینی وہ بڑا فساد برپا کرتا۔ مگر اسوقت آصف الدولہ کا نیا وزیر اپنے باپ کی جگہ ہوا تھا۔ اسکا رفیق لطافت خان پانچہزار سپاہ سے بادشاہ کی خدمت گزاری کے لئے حاضر تھا۔ اس لشکر نے عبد الاحد خان کی بد دیانتی سے دلی کو بچا لیا۔ اچھا ہے ہو ڈل مین بھی یہان سے اونکو مرزا نے نکال دیا تو وہ

جاٹون سے مرزا نجف خان کی لڑائیان +

کوٹ بن مین چلے گئے - یہان دو ہفتہ تک لڑائی کی چھیڑ چھاڑ رہی - پہر وہ ڈیگ مین چلے گئے
اب مرزا نے یہ دیکھکر کہ جاٹونکے حملے موقوف ہوئے ہین - وہ انکے لشکر کو اپنے پیچھے چھوڑکر برسانہ مین
چلا گیا - یہان بڑی لڑائی ہوئی - بادشاہی فوج کا ہراول نجف قلی خان تھا قلب سپاہ مین
مرزا خود تہا تھا اوسکے بائین مین پلٹنین سپاہیون کی تھین جنکے افسرون نے بنگال مین
انگریزی قواعد سیکھی تھی پشت سپاہ پر مغلون کے سوار تھے دشمنون کی سپاہ مین پانچہزار
پیادے قواعد دان تھے سمرو اونکا سپاہ سالار تھا اوسنے حملہ کیا اور اپنی توپ بندوقون کی آتشبازی
شروع کی - اوسکا جواب دوسری طرف سے بھی توپون سے دیا گیا - مگر اوسمین مرزا کی سپاہ کے عمدہ عمدہ
افسر مارے گئے اور خود اوسکے بازو مین زخم آیا جسکو اوسنے ایک کنوے پر بیٹھکر باندہا - پہر اوسنے
تکبیر کا نعرہ مارکر اپنے مغل سوارون سے دشمنون پر حملہ کیا - اور نجف قلی خان پیادونکی پلٹنون سے جاٹون پر
گرا - سمرو نے اپنی پلٹنون سے اوسکا سخت مقابلہ کیا - مگر تہوڑی دیر بعد وہ شکست پاکر اوسی طرح
ہیچ ڈیگ کی طرف چلا گیا - فتح پانیوالون کے ہاتھ مین بہت غنیمت آئی - اور اونہون نے جاکر
قلعہ ڈیگ کا محاصرہ کرلیا - برس روز کے بعد محاصرہ مین وہ ۱۷۷۶ء مین ہاتھ آیا - چھ لاکھ روپیہ نقد سمرو
اسکے ملا - جاٹ ہاتھیون پر بیٹھ اپنا ہلکا اسباب لیکے کمہیر قلعہ مین چلے گئے - جب مرزا یہ فتوحات
عظیم حاصل کرکے ملک کا انتظام کر رہا تہا تو اوسکو دربار شاہی سے یہ خبر آئی کہ عبدالاحد خان
مجد الدولہ دیوان کی شرارت سے ضابطہ خان نے بہت سے سکھونکی فوج بہرتی کرلی ہے اور اوسکا
ارادہ شاہجہان آباد مین آنیکا ہے - یہ جوانمرد مرزا دہلی مین فوراً چلا آیا - یہان لوگون نے
اوسکی بڑی تعظیم کی - برسانہ کی لڑائی مین سمرو بہی اوسکے ساتھ ہوگیا تھا - اوسکا یہ قاعدہ تھا
کہ جسکو زبردست اور چلتا ہوا دیکھتا اوسکے ساتھ اپنی پلٹنون سمیت ہولیتا - اب مرزا کے
سبب سے مردہ سلطنت مین دم آتا جاتا تھا - اسطرف ہندوستان مین سوا انگریزونکے بنگال مین کوئی
صاحب اقتدار اور حشم مرزا سے زیادہ نہ ہوتا - جاٹون کے پاس صرف تین قلعے رہگئے تھے آگرہ مین جو
صوبہ مقرر کیا تھا اوس پاس سوا ایرانی اور مغلون کے سوا بعد برگزیدہ پیادون کی تھے جنکے افسر سمرو اور
میڈک تھے مرزا کے دلی رفیق ہندوستانیون مین نجف قلی اور محمد بیگ ہمدانی تھے مرزا شفیع بہی ایک

رتبہ میں اوسکا برا رفیق تھا۔ بادشاہ اسوقت قلعہ معلی مین عیش و عشرت مین مصروف تھا نجف خان کے اقتدار پر اگر کسی کو حسد تھا تو عبدالاحد خان کشمیری اور اور نامرد امیرون کو تھا۔ قاعدہ ہے مرد اور نامرد مین محبت نہین ہوسکتی۔ روہیلون کی ریاستین برباد ہوگئی تھین اسلئے مرزا کے گرد روہیلونکا بھی جمگھٹ کا جمگھٹ رہتا تھا مگر عبدالاحد خان نے مخفی مخفی ضابطہ خان کو بہکا کر باغی کردیا مرزا نے بھی اوسکی گوشمالی واجب جانی اور اوسکے لشکر کو تباہ کردیا ضابطہ خان کو کچھہ مرہٹون اور جاٹون سے اعانت کی امید ہی نہ تھی اسلئے ابکی دفعہ اوسنے سکھونکا دامن پکڑا۔ اِن دنون مین سرہند کے اندر پٹیالہ اور جھیند مین سکھونکا بڑا زور شور ہو رہا تھا۔ ضابطہ خان سکھو لینے ایسا مل جل گیا کہ اوسکے ہونیکا شہرہ ہوگیا یہ سارے سکہ اوسنے غوثگڈہ کے قلعہ مین جمع کئے نجف خان امیرالامرا بہادر نے جاکر خود قلعہ کا محاصرہ کیا پٹھانون نے بھی مورچے باندھے غرض ایک مہینہ تک بڑی بڑی لڑائیان رہین ایک دفعہ ضابطہ خان خود پیغام صلح لیکر مرزا پاس آیا مگر صلح اپنی مرضی کی موافق نہین دیکھی اسلئے اولٹا چلا گیا۔ پھر سکھون اور روہیلون کو ساتھہ لیکر سخت کڑی لڑا۔ ابدالی اور مرہٹونکی لڑائی جو پانی پت مین ہوئی تھی اوسکے بعد سخت لڑائی ہوئی سارے دن ہنگامہ کارزار گرم رہا دونو طرف کے مردون نے مردانگی اور مردی دکھائی۔ جب شام ہوئی تو سکھہ اپنے گھرونکو چلے گئے ضابطہ خان اپنے قلعہ غوثگڈہ مین چلا آیا دوسرے روز صلح کا امیدوار اور عفو تقصیرات کا خواستگار ہوا۔ مرزا نے قصور معاف کردئے۔ تھوڑے دنون وہ اونکی خدمت مین رہا۔ اور قرابت مندی اونمین اِسطرح ہوگئی کہ ضابطہ خان کی بہن خود امیرالامرا سے اور اوسکی بیٹی نجف قلی خان سے بیاہی گئین اور اوس وسیلہ سے سہارنپور کی فوجداری پھر اوسکو مل گئی۔ بعد اس لڑائی کے ہندوستان مین امن ہوگیا امیرالامرا دوبارہ آگرہ مین گیا اور ملک کا انتظام شروع کیا۔ انگریزون نے بھی اوسسے عہد و پیمان کرنے چاہے مگر اوسنے شمرو کے حوالہ کرنیسے انکار کیا اسلئے عہد و پیمان نہوئے۔ اسوقت اودہ مین آصف الدولہ بادشاہ کا وزیر صوبہ تھا سرہند مین ملا احمد داد فوجدار مقرر ہوا نجف قلی خان بھی وہان ملک کا صوبہ تھا جو سرہند کی سرحد سے راجپوتانہ تک پھیلتا تھا۔ شمرو کو وہ ملک دیا گیا جو ضابطہ خان کے ملک کے پاس تھا اسلئے اوسکا صدر مقام سردہنہ مقرر ہوا سیہ ملک چھہ لاکھہ روپیہ کی آمدنی کا اوسکو لشکر کی

تنخواہ مین دیا گیا۔ اس بدمعاش کو بہی اپنی بدکاریون کا پورا انعام مل گیا ما ورہ اوسکی آمدنی ہوگئی جو اوسکے ملک کے اچھے اچھے امیرون کی نہ تھی +

اب مرزا نجف خان کو پہر دلی مین لڑائیان لڑنیکے لئے آنا پڑا سکہون نے سرہند کے فوجدار احمد داد خان کو ۱۷۷۹ء مین شکست دیکر مار ڈالا جب یہ خبر بادشاہ پاس آئی تو عبد الاحد خان نے یہ سمجہہ کر کہ مین سکہونکو شکست دیکر اور پہر اونکو ملا کر مرزا نجف خان کا ہم پلہ ہو جاؤنگا اس مہم کا بیڑا اوٹھایا اور مرزا جوان بخت ولیعہد کو یا مرزا فرخندہ بخت کو یا مرزا اکبر کو ان بیٹون مین سے کسی شاہزادہ کو ساتہہ لیکر خیمہ باہر کھڑا کیا اور صلاء عام خلائق کے ازدحام نوکر رکھنے کے لئے کی چونکہ اوسمین شاہزادہ کا بھی حکم تھا اسلئے اوسکے ساتہہ لشکر کا ہجوم ہوگیا اور بہت سپاہی اور افسر بہی جمع ہوگئے ایسے زمانہ مین نوکری کہان ملتی تہی اور مرزا نجف خان کے لشکر کا بھی ایک حصہ اوسکے ہمراہ گیا غرض جب عبد الاحد خان کے پاس بیس ہزار آدمیونکا لشکر ہوگیا اور ایک توپخانہ ساتہہ تھا۔ کرنال میں سکھوں کے قریب پہنچا لڑائی سے پہلے صلح چاہی اور سکھون سے کہا کہ تم ہمیں لاکھ روپیہ بالفعل دو اور آیندہ سالانہ خراج دینے کا وعدہ کرو غرض سکھون کے لشکر کو اپنے ساتھ ملا کر وہ شمال کی طرف چلا مگر امیر سنگہ جاٹ نے پٹیالہ مین اوسکو روکا عبد الاحد خان نے پہر صلح کا پیغام دیا اب کیا تو وہ اس پیغام سے اس کشمیری کی جرأت اور دہشت کو سمجھہ گیا۔ یا وہ کشمیریوں کے قول و فعل کو معتبر نہ سمجھتا تھا کیونکہ اس بیوفا ملک مین بھی کشمیری مشہور ہین مگر ہندی کشمیری دو شخصی و فا و محبت مین اپنا جواب نہین رکھتے جب کشمیری پیچ نہ چلا تو لڑائی کی تیاریان ہوئین سکھونکا لشکر جو بادشاہی لشکر سے ملا تھا وہ بھاگ گیا امیر سنگہ کے پاس ملنے ہو کے ایک اور لشکر امداد کو آگیا غرض بادشاہ کے لشکر کا سردار عبد الاحد خان نامرد تھا شاہزادہ ناتجربہ کار تھا خفیف سی لڑائی ہوئی تھی کہ عبد الاحد خان تو ایسا بھاگا کہ پیچھے پہر کر بھی نہین دیکھا بیچارے لشکری مارے گئے اور تباہ ہوئے غرض بادشاہی لشکر پر بڑی آفت آئی بہت راہ مین مارے گئے۔ یہ واقعہ ۱۷۷۹ء کے موسم برسات کا ہے اب یہ فتح پا کر پنجابیونکا یہ حوصلہ ہوا کہ دو آبہ مین لوٹ مار کرنے لگے۔ اور عبد الاحد خان کے درخت امید مین کوئی پہل نہیں لگا ساری کلیان جھڑ گئین +

[illegible]

۱۷۷۹ء مین نجف خان آگرہ مین آیا کچھہ لڑائیان اُن رجپوتون سے ہوتی رہین جنہون نے عبدالاحد خان کے بہکانے سے سرکشی اختیار کی تھی لیکن بادشاہ نے اوسکو تاکید کرکے بلایا۔ وہ وہان سے آیا حسب شاہجہان آباد کے قریب عبدالاحد خان اور شاہزادہ سے ملا تو اوسنے فوراً اوس کشمیری کو پکڑ لیا اوسکی فرودگاہ مین قید کردیا اور دہلی مین جاکر اوسکا سارا گھربار منضبط کرلیا بیس لاکھہ روپیہ کا سرمایہ کل نکلا۔ وہ خزانہ شاہی مین داخل ہوا یہ اس زاہد کی ایمانداری تھی کہ اوسکے اسباب منضبطہ مین سے سوا چند کتابون اور دواؤن کے صندوقچے کے کچھہ اسکے پاس نہین نکلا عبدالاحد خان کی حرکات بھی عجیب و غریب تھین اوسکو کھانیکا اور دوا کا بڑا شوق تھا ہمیشہ وہ کشمیر کے چانول کھاتا تھا اور چانول کو دیکھہ کر بتا دیتا تھا کہ وہ کشمیر کے ہین یا نہین مرزا نے اس کام کو تمام کرکے مرزا شفیع کے ماتحت لشکر سکھون کی تنبیہ کیواسطے روانہ کیا میرٹھہ کے قریب ایک لڑائی ہوئی مغلون کی بہادری اور قواعد کے سامنے سکھون کی کچھہ نہ چلی۔ اونکا سردار مارا گیا پانچ ہزار سکھہ قتل ہوئے اور اس ملک سے بالکل نکل گئے +

۴ مئی ۱۷۷۸ء کو آگرہ مین سمرو مرگیا اوسکی قبر پر انگریزی مین یہی تاریخ لکھی ہے یہ بڑا سفاک بے رحم بے وفا بے ایمان تھا جو لشکر اوسکا تھا اوسکی سردار اوسکی بیگم ہوئی۔ یہ بیگم ایک عرب کی بیٹی کسی کنیز کے پیٹ سے تھی وہ کوتانہ مین رہتی تھی سنہ ۱۷۵۳ء مین پیدا ہوئی تھی جب باپ مرگیا تو سوتیلے بھائی کے ہاتھہ سے عاجز ہوکر وہ اور اوسکی ماں ۱۷۶۰ء مین دلی مین جا رہے کچھہ دنون اوسکی سمرو سے آشنائی رہی۔ پھر اوسنے شادی ہوگئی سمرو کے بیٹا ایک مسلمان عورت کے پیٹ سے تھا مگر مرزا نجف نے سمرو کی بیگم ہی کو لائق سمجھہ کے ریاست عنایت کی ۱۷۸۱ء مین اس بیگم نے معلوم نہین کس سبب سے عیسائی مذہب اختیار کرلیا۔ جوہانا اوسکا عیسائی نام رکھا گیا۔

۲۶ اپریل ۱۷۸۲ء کو مرزا نجف نے بھی انتقال کیا بیالیس برس وہ ہندوستان مین رہا۔ اٹھارہ برس کی عمر مین یہان آیا تھا۔ ساٹھہ برس کے قریب اوسکی عمر تھی۔ ماں کی طرف سے سید تھا۔ باپ کی طرف سے صفوی تھا۔ جہانتک بن سکا اوسنے اپنی نیک نیتی اور ایمانداری سے سلطنت کے بحال کرنے مین کوشش کی جو اسکا نتیجہ ہوا وہ تم نے پڑھہ ہی لیا ہے۔ اب اوسکے جاہ و منصب کے دو مدعی کھڑے ہوئے۔ ایک افراسیاب خان جسکو اوسنے اور اوسکی بہن نے بیٹے کی طرح پالا پوسا تھا۔ دوسرا مرزا شفیع اوسکا قریب کا رشتہ دار تھا اوسکو باپ

سپاہ بہت تھی۔ ان دونو سببون سے اوسکا دعوی قوی معلوم ہوتا تھا مگر مرزا نجف خان کی بہن کی
ہٹ نے آخر امیر الامرائی کا خلعت افراسیاب خان کو بادشاہ سے بوساطت مرزا جوان بخت کے دلا دیا مگر اوسکے
ساتھہ ہی ایک پرچہ مخفی مرزا شفیع کو بھی بھیجا گیا کہ جلدی آؤ۔ نواب افراسیاب خان نے اول کام یہ کیا کہ
نواب عبد الاحد خان کو قید خانہ سے رہا کرایا پھر وہ بادشاہ کے منہ چڑہا۔ اب مرزا شفیع دہلی مین آیا اور
نجف خان کے گھر مین اترا۔ اوسکی بہن سے اپنی بیٹی کی شادی کرنیکا وعدہ اوس سے کیا غرض کچھہ معاملہ ایسا ہوا
کہ افراسیاب خان استعفا دیکر باہر چلا گیا۔ اور اپنے معاملہ کا فیصلہ عبد الاحد خان اور نجف قلی خان کو
سونپ گیا۔ مرزا محمد شفیع ان دونون کی گھرونکے گرد پھرا۔ اور عبد الاحد خان کو قید کیا اور نجف قلی خان
کو اپنی خالہ کے گھر مین گھیر کر اپنی آنکھونکے سامنے رکھا۔ شاہزادہ جوان بخت پاس بادشاہ کا حکم آیا کہ مرزا
سے عہد و پیمان کر لو۔ غرض وہ امیر الامرا مقرر ہو گیا۔ اس عہدہ کی تمنا مدت سے بھی مگر حریف اوس کا
اسوقت یہان سے غائب تھا۔ مسٹر ٹوبلی جو شمرو کی بیگم کے لشکر کا افسر تھا۔ دوسرا لطیف خان جو
نواب وزیر کا نائب لشکر کے ساتھہ دلی مین بادشاہ کی خدمت گزاری کے لئے رہتا تھا۔ دونو اوسکی
حمایت کے لئے کھڑے ہوئے چند روز مین مرزا شفیع کے پاس سے لشکر بھاگ گیا۔ بادشاہ خود لشکر لیکر جامع مسجد تک
گیا کہ مرزا شفیع کوسی ضلع متھرا مین بھاگ گیا۔ پھر عبد الاحد خان قید خانہ سے رہا ہوا جب وقت یہ سارے
سانگ سلطنت کے بگڑنے کے دلی مین ہو رہے تھے مرہٹے بھی چیل کی طرح تاک لگائے بیٹھے تھے جب
انگریزون کو یہ معلوم ہوا تو انھون نے بھی اس خوف سے کہ کہین مرہٹے بازی نہ لیجائین بادشاہ کے پاس
اپنے دو افسر ایلچی بنا کر بھیجے۔ پہلے اس سے کہ یہ ایلچی دار السلطنت مین پہنچے وہان اور ہی گل کھلے
مرزا شفیع مرزا محمد ہمدانی کو جو آگرہ مین صوبہ تھا ساتھہ لیکر آیا۔ اور اوسنے بادشاہ کی خدمت مین یہہ
درخواست بھیجی کہ ہمارے پرانے متوسل لطف خان اور مسٹر ٹوبلی کو ہمارے پاس صلح کی تمام شرائط ٹھہرانے
کا اختیار دیکر بھیجدو۔ یہ درخواست منظور ہوئی اور یہ دونو گئے۔ ہرچند مرزا جوان بخت سر مارتا رہا کہ
کم بختون کیا کرتے ہو ان سرکشون پر لشکر کشی کرنی چاہئے۔ مگر اسوقت سبکی عقل کے کان بہرے
ہو گئے تھے یہ دونو ایلچی بنکر وہان گئے اور دونو مارے گئے پھر محمد بیگ اور مرزا شفیع مین آپسمین جھگڑا شروع ہوا
اب اسوقت بادشاہ بھی تڑاق تھا مگر مرزا جوان بخت نے افراسیاب خان کو بلا کر اوسکو بھی راضی کر دیا

اور مرزا شفیع کو امیر الامرا کا خطاب دلادیا اور عبدالاحد خان کو مدار المہام مقرر کیا۔ اسوقت شاہ عالم پر غم الم کی گھٹا چھائی ہوئی تھی کچھ نہ سوجھتا تھا کیا کرے۔ اوسکے سارے نمک حلال نوکر بھی حیران اور پریشان تھے کہ دیکھیے آگے کیا ہوتا ہے۔ شاہ عالم کو اس بندی خانہ میں انگریزون کے سوا کوئی دستگیر نظر نہ آتا تھا۔ شب خواہ اوسکے کہتی تھی کہ ہماری ان مصیبتوں کو خدا ٹالے یا انگریز۔ اب ۲۲ ستمبر ۱۷۸۳ع کو مرزا شفیع جو آگرہ سے آیا تو اوسکو قلعہ کے اندر جانیکی ممانعت ہوگئی۔ شاید افراسیاب خان کو بھی تمنا امیر الامرائی کی ہوئی ہوگی اوسنے یہ تحریک کی ہوگی۔ اسوقت پھر مرزا محمد بیگ جاسوس کے طور پر اوس پاس صلح کے لئے بھیجا۔ ملاقات کی کھلے میدان میں ٹھہری جب دونون ہاتھیون پر سوار برابر آ گئے تو مرزا نے بغل گیر ہونیکے لئے ہاتھ بڑہائے کہ محمد بیگ نے تنچہ اوس پر چلاکر موت کا ہم آغوش کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اوسکے بھتیجے اسمعیل بیگ نے جو آگے ہاتھی پر بیٹھا تھا یہ کام کیا۔ گو یہ کام افراسیاب کی تحریک سے ہوا۔ اور وہ اب امیر الامرا ہوگیا۔ مگر مرزا جوان بخت کا دل دلی سے بیزار ہوگیا انگریزوں کے پاس جانیکا ارادہ کیا۔ جب اوسنے سنا کہ ۲۷ مارچ ۱۷۸۴ع کو انگریزی گورنر لکھنو مین آگیا ہے تو یہ ارادہ کیا کہ کسی طرح سے مین دلی سے بھاگ کر اس گورنر کے پاس جاؤن اور سارا حال دلی کا سناؤن +

شاہزادہ نے اپنے بھاگنے کے ارادہ کو سوا اپنے حقیقی ماموں کے کسی اور کے آگے نہ بیان کیا۔ ماموں نے اوسکے لئے اور نیز کیواسطے جمنا کی کنارہ پر گھوڑے بٹھائے۔ ۱۴ اپریل بھاگنے کی تاریخ ٹھہری جب یہ دن آیا تو اوسنے کہدیا کہ آج مین بیمار ہون کوئی میرے پاس نہ آئے۔ اپنے مکان مین جاکر بھیس بدلا اگرچہ رات کو آندھی چل رہی تھی اور اوسکو بخار چڑہا ہوا تھا مگر وہ ارادہ کا ایسا پکا تھا کہ اپنے محل سے چھتوں کو کودتا پھلانگتا فیض نہر کے اندر سے ہوتا ہوا اوسکی کسی موکھے سے سلیم گڈہ کی فصیل پر پہنچا اور فصیل پر سے رسی پر اوترا جس شخص نے اوسکو رستہ دریا میں پایاب بتایا وہان ڈیوڑھی والا نکلا اسپر شاہزادہ کو غصہ تو ایسا آیا تھا کہ گولی سے اُسے اُڑا دیتا۔ مگر اس خاندان کی رحم دلی ایسی موقعہ پر مشہور ہے وہ غضب کر چکا ہوا اور اپنے تئیں خدا کے حوالہ کیا۔ مگر وہ آدمی اس غصہ کی نگاہ کو پہچان گیا۔ فوراً پہرہ والے سے جاکر اوسکا حال کہدیا پہرہ والے اوسکے پیچھے آئے مگر وہ اونکے ہاتھ کب آتا تھا یہ دریا سے نکلتے ہی ہوا ہوا۔ اور لکھنو مین پہنچا سب نے بڑے اخلاق و تپاک سے ملا

مرزا جوان بخت کا دلی سے انگریزون پاس جانا +

اور جو کام کیا اوسے عاقل ہوتا اوسکا ظاہر ہوا +

اب محمد بیگ نے وزیر افراسیاب خان کو بھی تکلیف پہنچانی شروع کی اسلیئے وزیر نے بھی مادہوجی سیندھیا کی طرف رخ کیا - بادشاہ بھی ایسا اپنے اہلکاروں کے ہاتھون سے تنگ آگیا تھا کہ اوسنے بھی یہہ چاہا کہ مین اپنے تئین بالکل سیندھیا کے حوالہ کردون چنانچہ بادشاہ دلی سے آگرہ کی طرف چلا اور سیندھیا آگرہ کی طرف اس نظر سے آیا کہ دونو ملکر آگرہ سے محمد بیگ کو نکالین مجدالدولہ نے بادشاہ کو آگرہ جانیسے منع کیا - اوسپر بادشاہ ایسا خفا ہوا کہ اوسکا گھر بار ضبط ہوگیا اور قیدخانہ مین بھیجدیا جہان ۱۷۸۴ع مین وہ مرگیا - اب سیندھیا سے افراسیاب خان سے ملاقات ہوئی - دونو نے ملکر ارادہ کیا کہ محمد بیگ پر حملہ کرین مگر تیسرے روز ۲ نومبر ۱۷۸۴ع کو مرزا محمد شفیع کے بھائی زین العابدین نے افراسیاب خان کو مار ڈالا - لوگ کہتے ہین کہ یہہ قتل سیندھیا کی شرارت سے ہوا اسلیئے کہ قاتل مارتے ہی اوس کے پاس چلا گیا - کوئی کہتا ہی کہ اوسنے اپنے بھائی کے قتل کا عوض لیا - راجہ ہمت بہادر سارے مغلیہ امیرون کو سیندھیا کے خیمہ مین لیگئے - وہان باہم سازگاری ہوگئی - ایسے الی اود تو وزیر تھا پیشوا امیرالامرا مقرر ہوا اور مادہوجی سیندھیا نائب امیرالامرا آگرہ اور دلی کے صوبے اوسکے سپرد ہوئے جو ساری فوج کا وہ سپہ سالار مقرر ہوا - پینسٹھہ ہزار روپیہ ماہوار بادشاہ کے خاص اخراجات کیواسطے اوسنے مقرر کردیا - انگریزونسے جو شرقی صوبون کا خراج لیا جاتا تھا وہ بھی بادشاہ نے معاف کردیا - ۱۷۸۵ع مین ضابطہ خان مرگیا - محمد بیگ کے پاس سے سپاہ بھاگ گئی وہ بھی سیندھیا کے پاس چلا آیا - آگرہ کا قلعہ ۲۷ مارچ ۱۷۸۵ع کو سیندھیا کے حوالہ کیا گیا - اب مغلون کے پاس سوا علی گڈھ کے قلعہ کے کچھہ نہ رہا - افراسیاب خان کی بی بی بال بچون پاس وہ تھا جب سیندھیا نے اونکو بندوق توپ کا خوف دکھایا تو اودھون نے خوف کے مارے قلعہ اور مال اسباب سب اوسکے حوالہ کیا سیندھیا نے ڈیڑہ لاکھہ روپیہ سال اوسکے بڑے بیٹے کا مقرر کرکے قلعہ بھی لیلیا اور اوسکا اسباب بھی کروڑ روپیہ کا ضبط کرلیا - ترکون کی ترکی تمام ہوئی سب سردار سیندھیا کے مطیع تھے - اور بادشاہ لال قلعہ مین ایک معزز قیدی تھا معلوم نہین کہ ان لڑائی جھگڑون سے رعایا پر کیا گذری ہوگی اوسکو تو کسی مورخ نے لکھا نہین مگر سب کا لٹ مین چالیسا قحط غضب تھا -

۸۴ مین سیندھیا دلی پر قابض ہوا +

روپیہ کا آٹھہ سیر اناج بکا سوہ سمنت ۱۸۴۰ مین یعنے ۱۷۸۳ء مین واقع ہوا تہا +

جب ضابطہ خان کا انتقال ہوا تو بادون محال مین اوسکا بیٹا غلام قادر باپ کا جانشین ہوا اور اوسکو نجیب الدولہ ہوشیار جنگ کا خطاب ملا ۔ یہ افغانون اور مغلون مین محمد بیگ ہمدانی بڑے تھے محمد بیگ کو سیندھیا نے راگھو گدھ کے فتح کرنیکے لئے مالوہ مین بھیجدیا تھا یہہ قلعہ نہایت مضبوط سمجھا جاتا تھا اور کچھواہہ راجپوتون کے پاس تھا +

سارے دوآبہ مین سیندھیا کا عمل دخل ہوگیا تھا اب وسنے مرزا جوان بخت سے پیغام سلام شروع کئے اور اوسکو دلی مین بلایا ۔ مگر نواب اودھ نے انگریزون کی صلاح سے اوسے جانے نہ دیا کیونکہ اگر شاہزادہ وہان چلا جاتا تو مرہٹونکا بیر پورا جم جاتا اور وہ نواب اودہ اور سرکار کمپنی کے حق مین اچھا نہ ہوتا ۱۷۸۴ء مین گورنر جنرل نے دوآبہ مین اپنی چھاونی قائم کی ۸ مارچ ۱۷۸۴ء مین کالکتہ گزٹ مین مشتہر کیا گیا کہ مسلمانونکی سلطنت تو نہایت حقیر اور ذلیل ہوگئی ہے ہندؤن سے ہمکو کچھہ خوف نہین ہے ۔ اگرچہ بہت آدمیون نے یہ صلاح دی کہ مسلمانونکو تقویت دیکر ہندؤنکی قوت کو مغلوب کرنا چاہئے ۔ مگر یہ تدبیر و انتظام اچھا نہین ہے کچھہ ضرور نہین ہے کہ ہم ایسے کام کرین جو ہندوستانیونکو ناگوار خاطر ہون اور سلطنت جو برسر زوال ہے اور وہ حقیقت مین ہماری مخفی دشمن اور رقیب ہے اوسکے حامی مددگار ہون گورنر نے سیندھیا کو یون بھی دھمکا دیا کہ ایک اپنا وکیل پیشوا کی دربار مین بھجوا دیا ۔

اب سیندھیا نے اپنے استقلال کی درستی کے لئے اول یہ کام کیا کہ سپاہ کو قواعد دان بنایا اور خوب آراستہ کیا اوسکی سپاہ کا نہایت عمدہ فرنگستانی افسر ڈی بواین تھا ۔ دوسرا سپہ سالار اوسکا آپو کھاند راو تھا انتظام ملکی اوسنے یہ کیا کہ مسلمان امیرزادون کو جاگیرین سپاہ کی عوض مین دی گئی تہین ۔ جب سپاہ کی ضرورت نہ رہی تو پہران جاگیرونکا ضبط ہی ہونا چاہئے تھا اب اوسنے محمد بیگ ہمدانی کو بھی راگھو گدھ سے بلا لیا اور اوس سے کہا کہ اپنی سپاہ کو موقوف کرے ۔ یہ باتین سیندھیا کی عام پسند نہ تہین اور ایک اور حرکت بیہودہ یہ کی کہ راجہ نراین داس کو جس پاس خراج کی آمدنی کا حساب رہتا تھا موقوف کیا اور اوسکی جگہہ شاہ نظام الدین عرف شاہ جی کو مقرر کیا اور راجہ بہت بہادر جسپے مجالست اوسکی

جاگیر کا طلب ہے اتواوسنے ملانیہ سرکشی اختیار کی +

جب محمد بیگ راگھوگڈہ کو فتح نہ کر سکا تو راجپوتونکو حوصلہ ہوا اور ان سب نے آپسمین اتفاق کیا جسکے سبب سے سیندھیاکے دولت اور قوت دونوں مین فرق آگیا۔ اور پونہ کی خط وکتابت کی آمدورفت بند ہوگئی جیپور کے راجہ نے جودہپور کے راجہ بجے سنگھ کو بلایا۔ اور پھر ان دونو نے رانا اودیپور سے اتفاق کیا اور چھوٹے چھوٹے رجپوت راجاؤنکو جمع کیا۔ یون ایک لاکھ فوج اور چار سو توپین لال سوٹ مین جمع ہوئین جو جیپور سے ۴۴ میل مشرق کو ہے اور یہان وہ منتظر تھے کہ بادشاہی فوج اونپر حملہ کریگی اور یہ بھی جانتے تھے کہ مرہٹون سے مغل سردار ناراض ہین ضرور اوسنے کچھ کام نکلیگا۔ اب یہان مئی ۱۷۸۷؁ کے آخر مین سیندھیا خود سپاہ کو لیکر گیا۔ امباجی انگلیا۔ اپو کھانڈے راو۔ مسٹر ڈی بوائن اور بعض اور مرہٹے سردار ہمراہ تھے۔ محمد بیگ کا بھتیجا مرزا اسمعیل بیگ ہراول چلا تھا اول اوسی نے تین سو سوارونکے راجپوتون پر حملہ کیا۔ بہت سے رجپوت اوسکے آگے سے بھاگ گئے مرہٹون نے اوسکی استعانت نکی اسلئے اوسکے آدھے سوار مارے گئے۔ وہ الٹا پھر کر چلا آیا دوسرے روز چچا بھی ہاتھی پر چڑھکر بھتیجے کے ساتھ لڑائی مین گیا۔ اور رجپوتون سے خوب لڑائی ہوئی۔ اوٹھون نے مرہٹون پر خوب تلوار چلائی۔ اتنے مین آندھی چلنے لگی رات بھی قریب آئی توپ کی لڑائی شروع ہوئی۔ اتفاق سے ایک گولہ مرزا محمد بیگ کے داہنے بازو مین آنکر لگا۔ وہ ہاتھی پر سے گرا۔ ہاتھی کے آگے چارہ کے واسطے درختون کی ٹہنیان پڑی تھین اوسنے اونکی کنپٹی مین ایسی ضرب آئی کہ فورًا مر گیا۔ اوسوقت اسمعیل بیگ نے پکار کر کہا کہ اب چچا کی جگہ مین سپاہ کا سردار ہون۔ اول جون کو تیسری مرتبہ لڑائی شروع ہوئی اور شام تک جاری رہی مگر اتنے مین چودہ ہزار مغلون کی سپاہ نے سیندھیا کے خیمہ کو گھیر لیا کہ تنخواہ عنایت کیجئے۔ اور راجہ جیپور پاس پیغام بھیجدیا کہ اگر دو لاکھ روپیہ دیدو تو ہم تمھارے ساتھ ہیں۔ اس راجہ نے روپیہ کا وعدہ کر لیا۔ یہ سپاہ اوسکی جا ملی۔ اور اپنے خیمہ کے تلے روپیہ لیا۔ اسوقت امن نہونیکے سبب ملک مین ہونیکے لشکر مین بڑی مصیبت پڑی گیہون روپیہ کے چار سیر بکتے تھے۔ روز بروز قحط زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ رجپوت چارونطرف سے رسدونکو لوٹ لیتے تھے۔ ہاتھیون اور مویشیون کو چرا کر لیجاتے تھے غرض اسوقت سیندھیا نے یہان سے خیمہ اوٹھایا اور الور چلا گیا۔ اسمعیل بیگ ہزار سوار اور چار پلٹنین اور

پیدا ہونا اتفاق کا اور لال سوٹ مین لڑائی ۔

جتھہ تو بین لیکر آگرہ کو روانہ ہوا - اب جب سیندھیا نے یہ حال دیکھا تو اوسنے رنجیت سنگہ جاٹ سے بہت سی خوشامد کر کے استعانت چاہی اور اوسنے کمک لیکر پھر لڑنیکے لئے روانہ ہوا - اور قلعہ آگرہ مین سپاہ کو متعین کیا اور لکھوا دادا کو قلعہ دار بنایا - اور پونہ کو بھی کمک کے لئے بہ تاکید لکھا اسمعیل بیگ بھی خالی نہ بیٹھا - اول اوسنے راجپوتون کو بلانا چاہا - اگرچہ ان دونون کا اتفاق ہو جاتا تو مرہٹون کا عمل پھر اوٹھہ جاتا - اور نجیب خان کا زمانہ اقبال آجاتا - مگر اس مغرور قوم نے اپنی کاہلی سے اوسکا ساتھہ نہ دیا - اب یہ کھچڑا ہو ہی رہا تھا کہ ایک تازہ گل یہ کھلا کہ غلام قادر غوث گڈہ سے آیا - اور اوسنے مسلمانون کے معاملات مین تازہ جان ڈالنے کا اور آپ فائدہ اوٹھانیکا قصد کیا شاہ عالم کے پیغام سلام راجپوتون سے چپکے چپکے ہو رہے تہے اونہون نے ایک اور شکست امباجی کو دیدی تھی سیندھیا نے آخر لاچار ہو کر اس لڑائی سے ہاتھہ اوٹھایا اور گوالیار چلا گیا - اور اسمعیل بیگ نے آگرہ کا محاصرہ بڑی سرگرمی سے شروع کیا -

۱۸۰۳ مین جب برسات ختم ہونیکو آئی تو غلام قادر نے دلی کے قریب شاہدرہ مین خیمے اسسبب سے ڈالے کہ اپنے باپ کا جاہ و منصب حاصل کرے - اوسکا بڑا رفیق شفیق مددگار صلاحکار منظور علیخان ناظر تھا - اس ناظر کو یہ منظور نظر تھا کہ نوجوان پٹھان کو دربار مین داخل کر کے انتظام ملکی مین ایسا دخل دلا دے کہ کچھہ مسلمان بھی مین کچھہ ہندو - ویسے سیندھیا کا داماد اسوقت دیس مکھہ دلی کا تھا - اور شاہ نظام الدین یعنی شاہ جی ناظم تھے ان دونو سردارون نے دریا کی طرف غلام قادر کے لشکر پر گولون کی بوچھاڑ شروع کی - اوسنے بھی گولون کو چھینٹے مارنے شروع کئے - اور کئی مکان قلعے کے گولون سے توڑ ڈالے - پھر یہ میاں ہیانے پیچ کھیلا کہ شہر کے مغلونکی سپاہ سے سازش کی اور اونکے وسیلہ سے شہر کے اندر داخل ہوا - اور بادشاہی فوج اور افسر بھاگ کر بلبھ گڈہ کے قلعہ مین چلے گئے اپنا سارا گھر بار مال اسباب دشمن کے بس مین چھوڑ گئے - اب منظور علیخان کی صلاح سے دیوان خاص مین جا کر اوسنے پانچ اشرفیان بادشاہ کی نذر کین اور اپنے باپ دادا کی حسن خدمات کا اظہار کر کے امیر الامرائی کی درخواست کی - اور آئندہ جان نثاری اور خدمت گزاری کا وعدہ کیا جب دو تین روز اس گفتگو مین گذر گئے تو ایسا مضطر و بیتاب ہوا کہ وہ بادشاہ کے حکم کا منتظر نہ رہا - کچھہ سوارون کو ساتھہ لیکے قلعے کے اندر وہان مقیم ہوا جہان امیر الامرا رہا کرتے تھے اس اثنا مین شمرو کی بیگم جو سکھون سے لڑنے گئی ہوئی تھی پانی پت سے جلدی کر کے قلعہ مین آگئی ساتھ

غلام قادر اس خیرخواہ بیگم اور اوسکے فرنگستانی افسرون کی سپاہ سے ڈرا اور کوئی اور مغل افسرون کے ساتھ بھی نہ ہوا - اسلئے وہ حیران و پریشان ہوکر پھر شاہدرہ مین اپنی سپاہ پاس چلا گیا - لوٹ پاٹ سی گڑھی مین اوبال آیا - بادشاہ کو بھی حرارت شاہانہ آگئی - اوسنے نجف قلیخان کو ریواڑی سے حمایت کیلئے بلایا - اور چھہ ہزار سپاہ اپنی ذات خاص کے نوکر رکھے اور اپنے سونے چاندی کے برتن گلا کر سپاہ کی تنخواہ مین تقسیم کردئے نجف قلیخان نے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی اور وہ ۲۷ نومبر ۱۷۸۸ء کو قلعہ کے بڑے دروازہ کے سامنے شمرو کی بیگم پاس خیمہ زن ہوا - ان دونو کے لشکرون کا سپہ سالار مرزا اکبر مقرر ہوا جب سے جوان بخت چلا گیا تھا یہی شاہزادہ ولیعہد گنا جاتا تھا اوسکو سات پارچہ کا خلعت ملا اور رام رتن سودی اوسکا نائب مقرر ہوا - لو غلام قادر کے لشکر پر گولہ زنی شروع ہوئی - اب اسوقت سیندھیا کا منصوبہ سمجھہ مین نہین آتا کہ کیا تھا - وہ خود گوالیار مین تھا - اوسکا ایک سردار لکھوا دادا آگرہ مین اسمعیل بیگ نے گھیر رکھا تھا - امباجی کچھہ سپاہ لیکر دلی میں آیا - تو سب مخالفون مین مصالحت ہوگئی اور غلام قادر امیرالامرا ہوگیا - اور اوسکے سر پر خود بادشاہ نے اپنے ہاتھہ سے گوشوارہ باندھا اس خلعت کے پانیکے بعد اوسنے علیگڈہ کے قلعہ پر جو سیندھیا نے چھین لیا تھا حملہ کیا اور لے لیا - اور اب وہ آگرے اسمعیل بیگ کے لشکر سے جا ملا اور کئی مہینہ تک قلعہ آگرہ کا محاصرہ کرتا رہا - مگر جب مرہٹون دکھن اور جاٹون کی کمک پاس پہنچ گئی تو دونون نے محاصرہ سے ہاتھہ اٹھایا - فتح پور سیکری میں ۲۴ اپریل ۱۷۸۸ء کو لڑائی ہوئی - مرہٹون کا سردار رانا خان تھا وہ پانی پت کی لڑائی مین تو پانی بھرتا تھا مگر یہانسے سیندھیا کو بچا کر لے گیا تھا - اسلئے وہ اس درجہ پر پہنچ گیا تھا غرض مسلمان اسوقت خوب لڑے - رانا خان رات کو بھرت پور چلا گیا - اسمعیل بیگ نے پھر آگرہ کا محاصرہ شروع کیا - غلام قادر اپنی جاگیر میں یون دوڑا آیا کہ سکھون نے اوسپر حملہ کردیا تھا +

۱۷۸۸ء کے آخر میں والی جودہ پور کا ایک ایلچی آیا - اور ایک معقول نذرانہ اور سونے کی کنجی لایا اور اوسنے یہ عرض حال کیا کہ بجے سنگہ نے یہ کنجی بھیجی ہے کہ حضور سپاہ لیکر تشریف لائین اور اجمیر کے ملک پر قابض ہوجائین پرتاب سنگہ راجہ جیپور کی بھی یہی تمنا تھی - بادشاہ نے برخلاف

عقل کے یہ کام کیا کہ وہ ۵ جنوری ۱۷۸۶ء کو بہت سے شاہزادے اور شاہزادیون کو ہمراہ لیکر روانہ
ہوا - بادشاہ نے سیندھیا سے طوطے کی طرح آنکھیں پھیر لین اوسکی خدمات کا کچھہ خیال نہ کیا
اسوقت جو بادشاہ کے ساتھہ لشکر تھا اوسکی تفصیل یہ ہی تجنیبون کی پلٹن وال کرتی قواعد فرنگستانی
جاننے والی مغلون کے دستے سوارون کے دو سو فرنگستانی گولہ انداز تین پلٹنین شمرو کی قواعد
سکھائی ہوئی اس سپاہ کے افسر شمرو کی بیگم تھی - اثنائے راہ مین مٹ بھیڑ نجف قلی خان سے ہوئی جو
باغی اس سبب سے ہو گیا کہ اوسکے علاقہ مین مراد بیگ کو کسی خدمت پہ مقرر کیا تھا وہ اسی ناراضی سے
ہوا اور اوسکو رواڑی مین قید کر لیا غرض وہ اسوقت گوکل گڈہ مین محصور کیا گیا - اپریل ۱۷۸۸ء کو او
سخت مقابلہ کیا اور بادشاہ کے خیمون تک حملہ کرتا ہوا آیا مگر یہان شمرو کی بیگم اور طامس صاحب نے
ایسی سرگرمی سے اوسپر حملہ کیا کہ لشکر شاہی کی عزت رہ گئی - پھر منظور علیخان کی سفارش اور شمرو کی
بیگم کی شفاعت سے اوسکے قصور معاف ہو گئے غرض یہی مہم ختم ہوئی سیندھیا کے خوف سے
اور راجپوتون کے قول فعل نامعتبر ہونیکے سبب سے ۱۵ اپریل ۱۷۸۸ء کو بادشاہ اوسنا دلی مین چلا آیا
شمرو کی بیگم سردہنہ گئی - اوسکو بادشاہ نے زیب النسا کا خطاب دیا +

اس شہزادہ کے چلے جانیکے بعد اکبر شاہ ولیعہد شمار ہوتا تھا - اب مرزا جوان بخت نے ولیعہدی کے واسطے یہ آخر کوشش کی کہ کچھہ سپاہ نواب اودہ سے لیکر دلی مین آیا - اوسنے ایک خط جارج سوم
شاہ انگلستان کو جسکی پیشانی اور خلاصہ مضمون ذیل مین درج ہے خط لکھا جسکی پیشانی یہ تھی

نامۂ جناب معلے رکاب صاحب عالم مرزا جہاندار شاہ بہادر برائے گیتی آرا ممالک فرنگ

اول حمد و نعت لکھی ہے پھر لمبا چوڑا القاب ہے - اسکے بعد یہ لکھا ہے کہ شاہ انگلینڈ پر واضح ہو کہ
اس نیاز مند نے اسے پہلے بتفصیل مشروحاً ممالک ہندوستان کے ارا کین کی اختلاف آرائی
اور امرائے درشت معند کے کامون کو اپنے باپ کے ارشاد سے گورنر جنرل بہادر
مسٹر ہسٹنگس کی خدمت مین لکھہ کر درخواست کی ہے کہ وہ خاندان شاہی کی امداد کرین
اس امداد کی توقع مین چار سال تک صاحبان انگریز اور برادر عزیز نواب وزیر کے ساتھہ مین
متوقف رہا اور ایسٹ انڈیا کمپنی سے امداد کی استدعا مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا کہ وہ

مرزا جوان بخت کا دلی مین آنا اور خط لکھنا +

ہماری شاہانہ حکومت موروثی کو بحال کرین۔ اس اثنا مین دور و دور اطراف سے فتور بڑھتا گیا
عرصہ سیندھیا پٹیل جو شریرون کا سرغنہ ہے اوسنے سرکشون کو بادشاہ سے دس گنا
زیادہ سرکش کر دیا ہے۔ ہرچند بادشاہ نے نصایح ہوش افزا اوسکو ارشاد کین کہ وہ کافہ
برایا کی تالیف قلوب مین اور عامہ رعایا کی حفاظت مین اور ممالک محروسہ کی آبادی مین
ساعی ہو مگر اوسنے کچھہ نہین سنا۔ اور ہر شخص سے اوسنے مخاصمت کی یہان تک کہ جیپور کے
راجہ پرتاپ سنگہ سوائی اور جودہپور کے مہاراجہ بجے سنگہ نے جو قدیم سے دولت عظمیٰ کے ارکین
مین سے ہین اور خاندان شاہی سے رشتہ مواصلت رکھتے ہین اوسکو شکست دی اور اللہ مرائی
کے درجے کرا کر ذلیل کیا۔ ان انقلابات تازہ مین سرکشون کی بغاوت اندازہ سے زیادہ
بڑھ گئی۔ ضابطہ خان کے بیٹے غلام قادر خان نے جسکی ساری زندگی سلطنت کے استیصال کی تدبیرون
مین گذری علم بغاوت بلند کیا۔ اسکی دیکھا دیکھی اورون کو بھی بغاوت پر جرات ہوئی اور
محل شاہی تک اس بغاوت نے سرایت کی۔ میرا بانی اس آگ کے بجھانے کے لئے اپنے خاص شفقی
بھائی اور برادر عزیز نواب وزیر و صاحبان انگریز اور گورنر جنرل کورن والس کو بھیجے کہ آن کر
میری مدد کرین۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کی درخواست پر گورنر جنرل کو بادشاہ سلطنت
کو آپ نے حکم نہین بھیجا کہ وہ ہماری امداد کرین اسلئے وہ امداد مطلوبہ کرنے سے باز رہے
اگر اسوقت وہ اورنگ آرائے جہان و کشور کشائے دوران ہمارے
اولیاے دولت کی نصرت کے لئے گورنر جنرل کو حکم محکم بھیجے تو مردمی اور مروت سے بعید نہیں ہوگا
کہ خاندان تیموری کی اعانت کرنیسے اور اوسکو اپنی اصلی حالت پر لانیسے سرکشون اور متمردون کو
خاک مین ملاے گا اور اسطرح خلق خدا کو آرام ملے گا۔ رفاہ عباد اور امن امان بلاد سے آپکی
روزگار مین نیکنامی پھیلے گی۔

یہ خط اسے پہلے کہ شاہزادہ لکھنؤ سے دہلی کو روانہ ہوا تھا ۱۷۸۸ء کے شروع مین لکھا گیا تھا
مگر تحقیق کرنے سے یہ نہین ثابت ہوا کہ وہ انگلستان روانہ ہوا۔ اس شاہزادہ نے اسمعیل بیگ
کی استعانت سے ہرچند چاہا کہ قلعہ آگرہ کو فتح کرون مگر اس کام مین کامیاب نہوا۔ اسلئے پھر

انگریزون پاس بنارس مین چلا گیا۔ اور یہین ۱۷۸۸ء مین مرگیا۔ اس شاہزادہ کا نام
جہاندار شاہ مشہور ہے +

رجپوتون اور مرہٹون مین لڑائیان ہوتی رہین۔ پھر لکھوا دادا کی حمایت کیواسطے سیندہیا
آگرہ کی قلعہ مین گیا۔ یہان اسمعیل بیگ نے مقابلہ کیا۔ اور غلام قادر بھی اپنی جاگیر سے اوس کی کمک کے
واسطے آیا۔ مگر اوس سے نہ مل سکا۔ لڑائی مین اسمعیل بیگ زخمی ہوا۔ پھر فیروز آباد مین مرہٹون سے ایک لڑائی
ہوئی جسمین آگرہ کا قلعہ مسلمانون کے ہاتھ لگ گیا۔ اب غلام قادر پھر دلی مین آیا اور شاہدرہ مین اُترا۔ اور
منظور علیخان کی معرفت اپنی خیر خواہی کا اظہار شروع کیا۔ اوسکا اور اسمعیل بیگ کا یہ مطلب تھا کہ کسیطرح سے
سلطنت کو مرہٹون کے ہاتھ سے بچائین۔ اسلئے مسلمانون نے آپسمین اتفاق کرنا شروع کیا۔ اور یہان لشکر کا
جماؤ ہوا۔ مگر جولائی کا مہینہ تھا۔ کھانے پینے کی تنگی کچھہ ایسی ہوئی کہ یہ مسلمان کی جمعیت پریشان ہو گئی
سیندہیا کا لشکر قلعہ مین بدستور جا رہا۔ اب شاہدرہ سے غلام قادر کے لشکر نے قلعہ پر گولہ زنی شروع
کی شاہ عالم نے سیندھیا کو اپنی اعانت کے لئے بلایا۔ اسوقت اس نائب میر الامرا کا کام تھا کہ بادشاہ کی
اعانت کرتا وہ متھرا مین موجود تھا جہان سے ایک دو دن مین دلی مین پہنچ سکتا تھا مگر وہ بادشاہ کی تلون مزاجی
سے کچھہ خفا تھا۔ دوسرے وہ مسلمانون کی لڑائیون کے مزے بھی بہت کچھہ چکھہ چکا تھا اسلئے وہ خود تو نہین آیا
مگر سمرو کی بیگم کو لکھا کہ آپ بادشاہ کی امداد کو جائے۔ یہ ہوشیار بیگم سمجھہ گئی کہ دال مین کچھہ کالا
ہے جو سیندھیا خود اس مہم مین شریک نہین ہوا۔ سیندھیا جی نے امباجی کو دو ہزار سوارون
کے ساتھہ بادشاہ کی امداد کے لئے بھیجدیا۔ بلب گڈھہ کے جاٹ بھی کمک کو آگئے۔

جب غلام قادر نے یہ سامان دیکھا تو اوسنے اپنے سب فوجون کو غوث گڈہ سے بلا لیا۔ اسمعیل بیگ
نے ساری مغل سپاہ کو بادشاہ کی طرف سے توڑ لیا۔ اب بادشاہ کا حامی کوئی مسلمان نہ تھا۔ یہ حال
دیکھکر ہندو بھی جلتی بنے صرف ہمت بہادر گسائین بادشاہ کے ساتھہ رہ گیا۔ اوسکو بھی مسلمانون نے
دہمکیان دیکر علحدہ کر دیا۔ اب بادشاہ کو بڑا فکر و تردد ہوا۔ اوسنے منظور علیخان سے کہا کہ غلام قادر اور اسمعیل بیگ
کو میرے پاس لاؤ مین اونکی زبانی سب باتون کا فیصلہ کر دونگا۔ یہ دونو بادشاہ کے روبرو گئے اور ہاتھہ
جوڑ کر عرض کیا کہ ہم جو کام کرتے ہین وہ صرف حضور کی خیر خواہی کے لئے کرتے ہین۔ بادشاہ نے

اسمعیل بیگ غلام قادر کو خلعت دئے ۔ الحاصل غلام پھر امیر الامرا ہوا ۔ مادھوجی سیندھیا اپنے عہدے سے موقوف ہوا اسمعیل بیگ ساری سپاہ کا سپہ سالار رہا ۔ غلام قادر نے بادشاہ سے ملکر عرض کیا کہ اب سپاہ کا ارادہ ہے کہ متھرا میں جاکر مرہٹون سے لڑین اور اوسکا نام و نشان ہندوستان سے مٹا دین اور اہلکاران شاہی نے بھی اس قصد کی تائید کی ۔ مگر سیتل داس خزانچی نے کہا کہ بادشاہی خزانہ مین روپیہ اس خرچ کے لئے نہین ہے +

خزانچی کی یہ بات سنکر غلام قادر غصے کے مارے آگ ہو گیا اور منہ سے جھاگ نکالنے لگے کہین بادشاہ نے ایک خط سیندھیا کو لکھا تھا کہ امداد کے واسطے آؤ ۔ وہ غلام قادر کے ہاتھ لگ گیا تھا ۔ اسوقت اوسنے یہ خط بادشاہ کے آگے ڈالا اور اوسکو اور اوسکے سپاہیونکو حکم دیا کہ ہتیار ڈالدو ۔ اونہون نے حکم کی اطاعت کی اس کمبخت روہیلے نے بادشاہ کو قید مین ڈالدیا ۔ اور سلیم گڈھ مین سے کسی مرزا کو بلاکر بادشاہ کے تخت پر بٹھا دیا اور بیدار بخت اوسکا لقب رکھا ۔ اور سب امرا و امیر زادون سے اوسکو بادشاہ منوایا تین روز بادشاہ پر بے دانہ و آب گذرے ۔ اب غلام قادر نے انتظام کے ساتھ قلعہ کے لوٹنے کا ارادہ کیا ۔ برابر کا دعویدار اوسکا مرزا اسمعیل بیگ تھا اوسے یہ کہکر ٹالدیا کہ اپنے لشکر مین چلے جاؤ ۔ وہ چلا تو گیا مگر بہت جلد اوسکو اپنی حماقت یہ معلوم ہوئی کہ بغیر لئے دئے چلا آیا ۔ ایک آدمی غلام قادر پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ یاد رہے حصہ یاد رہے ۔ سارے شہر کے دولتمند اور معزز اہلکارونکو بلاکر کہہ دیا کہ ہوشیار رہو اور اپنی حفاظت کا بندوبست کرو اور اپنے سپاہیون اور نائبون کو حکم دیدیا کہ اگر روہیلے لوٹیں تو تم بھی لوٹو ۔ غلام قادر نے اول اپنے نئے بادشاہ سے کہا کہ تمام بیگمات سے جواہرات لے لو ۔ اور لے لئے جب اوسسے بھی پیٹ نہ بھرا تو شاہ عالم پر دولت بتانے کے لئے غضب توڑنا شروع کیا اوسے یقین تھا کہ اس بوڑھے کو سارے خزانے دفینے معلوم ہونگے ۔ اب کوئی ظلم و ستم باقی نہ رہا جو اس ظالم نے اس ضعیف پیرانہ سال بادشاہ اور اوسکی اولاد پر نہین کیا ۔ اوسکو بیدار بخت کے ہاتھون سے پٹوایا ۔ اور طرح طرح کی جسمانی تکلیفیں دین ۔ ۳۰ جولائی کو بیگمونکے بدن پر مار کر نیل ڈالدئے ۔ اونکے گلابی گال طمانچے تھپیڑونکے لال کر دئے ۔ انکے دردناک آہ و نالہ سے سارا محل تھراتا تھا مگر اس کمبخت کے دل میں ذرا رحم نہ آتا تھا ۔ اسمعیل بیگ سے ذرا کمی دبتی تھی اوسنے اس

غلام قادر کا شاہ عالم کی آنکھیں نکالنی -

۳۱ جولائی کو پانچ لاکھ روپیہ بھیجدیا اور پھر کئی روز بعد سات لاکھ روپیہ بھیجا مہاجنوں سے بھی انسانیت کے ساتھ روپیہ لیا پہلی اگست کو پھر بادشاہ کو خزانہ بتانیکے لئے آڑے ہاتھوں لیا۔ بوڑھا بادشاہ چلایا کہ ارے کمبخت خزانہ کہاں دہرا ہے میرے پیٹ میں رکھا ہے آ چیر کر نکال لے۔ اب بوڑھی بوڑھی بیگموں کی کمبختی آئی۔ ابتک اونکی تعظیم و تکریم ہو رہی تھی کہ اونسے ساری دولت کا پتا لگ جائیگا جب اونسے کام نہ چلا تو اونپر غضب ڈھایا۔ ان سب میں ٹھوئیں ممتاز محل سب سے زیادہ ممتاز تھیں اونکی سب سے زیادہ فضیحتی کی۔ سب مال اسباب چھین بیچاری کو قلعہ سے باہر نکالدیا جسکو بادشاہ بنایا تھا اوسکی تعظیم و تکریم کو بھی اوسنے سلام کیا حقے کی دم اوسکے سامنے اوڑائے۔ دیوان خاص میں تخت پر بادشاہ کی برابر جا بیٹھا۔ تاریخ تخت کو بھی آگ لگا کر سارا چاندی سونا اوسمیں سے نکال لیا تین روز کے اندر سارا فرش اُکھیڑ ڈالا کہ کہیں اوسکے نیچے سے دفینہ ہاتھ لگے۔ اب ۱۰ اگست ۱۷۸۸ء آئی یہ وہ تاریخ ہے کہ جسکو ہمیشہ خاندان تیموریہ کی تاریخ میں یاد رکھنا چاہیئے۔ غلام قادر نے یعقوب علی اور تین چار پٹھانوں کو ساتھ لیا۔ اور شاہ عالم کو دیوان خاص میں بلایا۔ اور پھر خزانہ کو پوچھا۔ اوسنے کہا کہ اگر خزانہ مجھے معلوم ہوتا تو میں کیوں اپنے ظروف نقرہ و طلائی کو بیچکر اپنے نوکروں کی تنخواہ تقسیم کرتا۔ اگر کوئی دفینہ گڑا دبا ہوا ہوگا تو مجھے کیا اوسکا علم ہے۔ اوسپر غلام قادر نے کہا کہ اب تو کسی کام کا نہیں تیرا دنیا میں ہنا بیکار ہے آنکھیں تیری نکال لینی چاہئیں۔ اسپر آہ سرد بھر کر بادشاہ نے کہا کہ یہ وہ آنکھیں ہیں جو ساٹھ برس تک کلام اللہ پڑھتی رہی ہیں۔ اونپر رحم کر۔ یہ سنکر ظالم نے بادشاہ کے بیٹے پوتوں کو جو اس عالم میں بھی اوسکے ہمراہ تھے بے تحاشا مارنا دھاڑنا شروع کیا۔ اوسپر بادشاہ نے کہا کہ ان آنکھوں کے رکھنے کے لئے میں نے اس عذاب و مصیبت کے دیکھنے کیواسطے نہیں کہا تو ابھی انھیں نکال لے۔ غرض وہ سفاک تخت پر سے کودا۔ اور بادشاہ کو نیچے لٹا چھاتی پر چڑھ ایک آنکھ اپنے خنجر سے نکال لی دوسری آنکھ نکالنے کو یعقوب علی سے کہا اوسنے انکار کیا تو فوراً اوسکا تلوار سے سر اوڑا دیا۔ اس خوف کے مارے پٹھانوں نے دوسری آنکھ نکال لی۔ اور پھر بادشاہ کو سلیم گڈھ میں لے چلے۔ اوسوقت جو قلعہ کی کیفیت تھی قلم سے بیان نہیں ہوسکتی۔ کوئی شاہزادہ بے بس بیکس غم کی تصویر بنا کھڑا تھا کوئی شاہزادی سکتہ کے عالم میں بیہوش تھی۔ کوئی ہائے شاہ عالم ہائے شاہ عالم کہکر سر پیٹ رہی تھی۔ کوئی آنکھ نہ تھی جو آنسوؤں سے

پرنہ تھی۔ کوئی دل نہ تھا جو اس غم سے خالی تہا۔ ۲۲ اکو اسمعیل بیگ پاس بہت سا روپیہ اوسنے بھیجا۔ شہر
والونکو اول خبر نہ ہوئی کہ ان لال دیوارون کے اندر کیا ہو رہا ہے۔ جب معلوم ہوا تو اونہون نے
شہر چھوڑکر بہاگنا شروع کیا کہ اتنے مین ہوا۔ کو مرہٹے آگئے۔ اونہون نے کچھہ شہر والون کو تشفی کی
اور ہوا۔ کو جمنا کے بائین کنارے پر بہت فوج مرہٹونکی آگئی اور اونہون نے غوث گڈہ کی راہ بند کردی
اور کتنے رہیلون کو مار ڈالا۔ اسمعیل بیگ پہلے ہی سے غلام قادر کے مزاج سے واقف تھا۔ وہ بھی مرہٹون
کے سردار رانا خان سے مل گیا۔ اب قلعہ مین سامان رسد کی قلت شروع ہوئی۔ اور سپاہ نے لوٹ کا حصہ مانگا
یون ماہ اگست دلی پر گذرا۔ ستمبر پر ستم کرو۔ اب غلام قادر گھبرایا۔ اوسنے سلیم گڈہ مین بارود کے میگزین کو
اوڑایا۔ اور بہاگ کر میرٹھہ کے قلعہ مین چلا گیا +

اب پونہ کے دربار نے سیندہیا کی حمایت کرنیمین فائدہ سمجھا۔ اسلئے ٹوکاجی ہلکر کو بہت سی سپاہ
ساتھہ روانہ کیا۔ جب یہ لشکر آیا تو شہر والون اور رانا خان کو بڑی تقویت ہوئی۔ اس لشکر نے میرٹھہ
کے قلعہ مین غلام قادر خان کو گھیرا۔ ۲۱۔ دسمبر ۱۷۸۸ء کو رانا خان اور مسٹر ڈمی بوائن نے سخت
حملہ اوس پر کیا۔ انکو اوسنے اچھی طرح مقابلہ کیا۔ اوسکے نوکر تھک گئے تھے۔ اور یہ جانتے تھے کہ اس
ذات شریف پر اب پوری کمبختی آگئی ہے۔ اسلئے رات کو چھوڑکر وہ بھاگ گئے۔ جب اوسنے یہ دیکھا تو وہ
خود بھی گھوڑے پر سوار ہوکر اور اپنے ساتھہ وہ سارے جواہرات بیش بہا لیکر چلا گیا جو قلعہ سے ہاتھہ
آئے تھے۔ اور ہردم اونکو کسی وقت کی ضرورت کے لئے ساتھہ رکھتا تھا۔ اس جاڑے کی رات مین
بارہ میل وہ چلا۔ اور اوسکا ارادہ تہا کہ جمنا پار ہوکر سکہون سے جا ملون۔ مگر صبح کو کہر پڑ رہی تھی
گھوڑا ایک کنوئے کے نیچے میں جا پڑا۔ چاہ کن را چاہ در پیش کا مضمون پیش آیا۔ گھوڑا تو اوٹھہ کھڑا
ہوا۔ اور پھر ڈہلان پر چڑہ کر باہر نکل آیا۔ مگر سوار نہ اوٹھہ سکا۔ اور وہیں پڑا رہا۔ جب صبح ہوئی
تو برہمن اپنے بیلون کی جوڑی لے کنوئے پر چرس کھینچنے کے لئے آیا۔ تو کیا
دیکھتا ہے کہ ایک خوبصورت آدمی مکلف لباس پہنے پڑا ہے۔ وہ دیکھتے ہی پہچان گیا
کہ یہ وہی حضرت ہین جنکے پاس مین یہ فریاد لیکر گیا تہا کہ سپاہیون نے مجھے لوٹ لیا ہے اور
اونہون نے کچھہ نہ سنا تھا۔ اس برہمن نے کہا کہ نواب صاحب سلام۔ غلام قادر نے جواب دیا

[برہمن کا غلام قادر سے لڑنا اور اوسکو پکڑکر مارنا +]

مجھے نواب کیون کہتے ہو مین غریب سپاہی ہون زخمی ہوگیا ہون گھر اپنا ڈھونڈھتا ہون جو کچھہ
میرے پاس تھا وہ سب کچھہ لُٹ گیا - اب گلے کا ہار باقی ہے یہ مین تجھے دیتا ہون تو مجھے غوث گڈھ
کا رستہ بتا دے - اوسنے کہا بہت اچھا میرے ساتھہ چلئے - اوس کو اپنے گھر مین لے آیا اور
بند کر دیا اور رانا خان پاس دوڑا گیا - وہ یہان لڑائی کے سبب سے قریب ہی فروکش تھا -
اوسنے یہ سُنتے ہی آدمی دوڑائے وہ آنکر غلام قادر کو اپنے لشکر مین پکڑ لے گئے اور سیندھیا
کے پاس اوس کو متھرا مین بھیجدیا - میرٹھہ کے قلعہ کو پٹھانون نے خالی کر دیا - ادھر اودھر
چلے گئے - بیدار بخت پکڑ کر دلی بھیجا گیا وہان وہ قتل ہوا - اور منظور علی خان بھی ہاتھی کے پیر سے
باندھے گئے - اور شہر کے بازارون مین گھسیٹ گھسیٹ کر مر گئے جب غلام قادر متھرا مین پہنچا
تو سیندھیا نے اوسکی بڑی فضیحتی کی - ایک گدھے پر اولٹا سوار کیا - اور ایک پہر ساتھہ کیا
اور پھر ایک دن کان سے ایک ایک کوڑی نواب وزن محال کے نام سے منگوائی - پھر اوسکی زبان
کاٹ لی - پھر اوسکی آنکھین پھوڑ ڈالین - پھر ناک کان ہاتھہ پیر کاٹ لئے - اسطرح لوتھڑا اپنا کر بادشاہ
کی خدمت مین دلی بھیجا - مگر راہ مین سوتنے بڑی رفاقت کی - کہتے ہین - ۳ مارچ ۱۷۸۸ع
ایک درخت مین اوسکو لٹکا کے پھانسی دیدی - یہ لاش قیمہ قیمہ اندھے بادشاہ کے روبرو
دیوان خاص مین پیش کش ہوئی - لوگ شاہ عالم کے استقلال و صبر و تحمل کی بڑی تعریف
کرتے ہین کہ جس وقت آنکھین اوس کی نکالی گئین تو اوسنے اُف نہ کی اور خدا کو یاد کرتا رہا
اور اس صدمہ کے بعد بھی اتنے دنون تک زندہ رہا - کاش اس استقلال اور عالی ہمتی کا سوان حصہ
وہ میدان جنگ مین دکھلاتا تو اس دفعہ اپنی سلطنت کو بحال کر لیتا - اب سیندھیا نے شاہ عالم
کو تخت پر بٹھایا - اگرچہ اب تک کوئی اندھا بادشاہ تخت پر نہین بٹھایا تھا - اور یہ بھی مشہور رہا ہے
کہ بادشاہ اندھا نہ ہونا چاہئے - نو لاکھہ روپیہ سالانہ اوسکے خرچ اخراجات کے لئے مرہٹون نے
مقرر کر دیا - اور بہت سے جھگڑون اور لڑائیون کے بعد ۱۸۰۳ع مین لارڈ لیک صاحب اپنی
انگریزی فوج لیکر دلی مین داخل ہوئے اور مرہٹون کو مار کر نکال دیا اور بادشاہ کی پنشن ایک
لاکھہ روپیہ سال مقرر کر دئے - اسکا مفصل حال انگریزی زمانہ کی تاریخ مین لکھا ہے - یہہ بادشاہ

پینتالیس برس تک تخت نشین رہا۔ اور ۱۸۰۶ء میں مرگیا شاہ عالم نے اندھے ہونیکے بعد مرثیہ اپنا لکھا ہے

چه حادثه برخاست پئے خواری ما / داد برباد سر و برگ جہانداری ما

آفتاب فلک رفعت شاہی بودم / برد در شام زوال آه سیه کاری ما

چشم من کنده شد از جور فلک بهتر شد / که نه بینیم که کند غیر جہانداری ما

داد افغان بچه شوکت شاہی برباد / کیست جز ذات خدائے که کند یاری ما

کرده بودیم گناہے که سزایش این بود / چیست امید که بخشد گنه گاری ما

کرده سی سال نظارت که مرا داد برباد / زود تر یافت تلافی ستمگاری ما

نازبتان پری چہره که ہم بزم بودند / کیست جز محل مبارک به پرستاری ما

حق طفلان که ز سی سال فراہم کردند / کرده تاراج نمودند سبکساری ما

عہد و پیمان عبان داده نمودند دغا / محلیان خوب نمودند وفاداری ما

شیر دادیم به افعی بچه پروردیم / عاقبت گشت بجو ریئے خونخواری ما

قوم افغان و مغلیه ہمه بازی دادند / بسکه گشتند محو ز گرفتاری ما

آن گدازاده ہمدان که بدوزخ برود / بانی جور و ستم شد بدل افگاری ما

گل محمد که ز مردان بشرارت کم نیست / چه قدر کرد و کالت به گرفتاری ما

ہم اله یار و سلیمان و بدل بیگ لعین / ہمه بستند کمر بہر دل آزاری ما

شاه تیمور که دارد سر نسبت با من / زود باشد که بیاید به مددگاری ما

مادہوجی سیندہیه فرزند جگربند من / ہست مصروف تلافی ستمگاری ما

راجه و رائے و زمیندار امیر و چه فقیر / حیف باشد که نسازند بغمخواری ما

حال ما گشته بتر ہم چه اماماں زیزید / کرد تقدیر ازل روزی ما خواری ما

بود جانکاه زر و مال جہان ہیچ چو مرض / دفع از فضل الہی شده بیماری ما

آصف الدوله و انگریز که دلسوز من اند / چه عجب گر بنمایند مددگاری ما

آفتاب از فلک امروز تباہی دیده / باز فردا دہد ایزد سر سرداری ما

ابو النصر معین الدین اکبر شاہ ثانی

مرزا جوان بخت جب مر گیا تو یہی شاہزادہ شاہ عالم کا ولیعہد ہوا ۱۱۷۳ھ ۱۷۵۹ء مین
پیدا ہوا - اور بعد شاہ عالم کے مرنے کے ۱۲۲۱ھ ۱۸۰۶ء مین تخت نشین ہوا - اکتیس برس تو تخت
بیٹھا ۱۲۵۳ھ ۱۸۳۷ء مین اسی برس کی عمر مین مر گیا - شاہ عالم جب بوڑھا ہو گیا تہا تو اوس کے
خرچ بھی بوڑھے ہو گئے تھے - کچھہ اوسکے مزاج مین خست بھی آگئی تھی - غرض کئی لاکھہ روپیہ
اوسکے خزانہ مین جمع ہو گیا - جب وہ مر گیا تو اکبر شاہ بادشاہ ہوا - نہ وہ آنکھون سے اندھا
تھا نہ ہاتھون کا تنگ تھا - اوسنے یہ فریاد کرنی شروع کی - کہ ایک لاکھہ روپیہ مہینہ اوسکے خرچ کے
لئے کافی نہین ہے - پہلے بادشاہون کی اولاد اور بہت شاہزادے جنکی پرورش بادشاہ کے
ذمہ تھی ایک لشکر تھا - شاہ عالم کی اولاد کے بڑے بڑے وظیفے تہے - غرض بادشاہ کی اس
درخواست پر لارڈ منٹو نے التفات کیا - پہلے انگریزی گورنمنٹ نے وعدہ بھی کیا تہا کہ جب
انتظام مالی ہماری گورنمنٹ کا درست ہو جائیگا تو اضافہ بادشاہ کی پنشن مین کیا جائے گا -
۱۸۰۹ء مین گورنر جنرل نے اضافہ کا ارادہ کیا - جبتک شاہ عالم کا روپیہ جمع کیا ہوا باقی رہا اکبر شاہ
چپکا بیٹھا رہا جب یہ روپیہ خرچ ہو گیا تو وہ اپنے اضافہ پنشن کے لئے جسکو وہ اپنے ملک کا خراج
جانتا تھا بیقرار ہوا - اور اوسنے اپنے بیٹے کو جو لکھنؤ مین نواب وزیر کے پاس تھا اس
مضمون کا خط لکھا کہ - نور چشم راحت جان طول عمرہٗ

بعد دعا درازی عمر معلوم ہو کہ جو روپیہ خزانہ مین شاہ عالم کا جمع کیا ہوا تہا وہ سب
خرچ ہو گیا - انگریزی گورنمنٹ نے جو خراج ملک کا مقرر کیا ہے وہ اخراجات کے واسطے کافی نہین ہے
تم ایسی تدبیر کرو کہ نواب وزیر سے مدد حاصل کرنے مین کوشش کرے - اتفاق سے یہ خط [illegible]
رزیڈنٹ لکھنؤ کے ہاتھہ پڑ گیا - غرض اسپر شاہزادہ کو مطلق العنانی سے روکا - اور بادشاہ کو بھی ریذیڈنٹ
دہلی نے سمجھایا کہ آپ کو ایسی حرکات سے کچھہ فائدہ نہین حاصل ہو گا بلکہ اولٹا نقصان ہوگا - دلی
کے آدمی مرہٹے بادشاہ اور شاہزادون کو کاٹھہ کا الو سمجھتے تہے - کئی ایک بدمعاشون نے اکیلا ور

سازش شروع کی۔ ایک ہندو ایک مسلمان دو بدمعاش جمع ہوئے۔ ایک کو یقیناً اونکے معاون ہوئے
چیف جسٹس رسل صاحب کا خط بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔ اور عرض کیا کہ ہم کلکتہ جاتے ہیں اور
مرزا جہانگیر کو ولیعہد مقرر کراتے ہین۔

بادشاہ سلامت راضی ہوگئے دونوں کو وکیل مقرر کرکے کلکتہ بھیجدیا مولوی صاحب
یہین بادشاہ پاس بھلانے سمجھانیکے لیئے رہ گئے غرض مدت تک اس بھولے بادشاہ کو بہلاتے رہے
خطوط بادشاہ کے نام بھیجتے رہے ایک خط مین لکھا کہ جب ہم نے حضور کی پریشانیونکا حال لارڈ رسل
صاحب کے سامنے بیان کیا تو افسوس کرکے ہاتھ ملنے لگے۔ اور جب جعفر کا خط پڑھا تو رنج کے مارے
ہونٹھ چبانے لگے۔ اونھون نے وعدہ فرمایا ہے کہ نظام الملک یعنے مٹکاف صاحب ریزیڈنٹ دہلی کو
گورنر جنرل کیطرف سے حکم بھجواتے ہیں کہ ہم نے تمکو بادشاہ کی آرام اور آسایش اور اعزاز اور
اکرام کے لیئے مقرر کیا تھا یا تکلیف اور رنج پہنچانیکے واسطے اگر آیندہ کوئی ایسی حرکت سننے
مین آیگی تو موقوف کردیئے جاؤ گے۔ اسکے بعد پھر بادشاہ کو عرضی لکھی کہ اب ہم مسٹر سیٹن صاحب
اور گورنر جنرل کے ساتھ لندن جاتے ہیں خرچ بھجوا دیجیے اور ہمارا روزینہ ماہ بماہ گھر بھجواتے
رہیئے۔ غرض یون ہی یہ بدمعاش روپیہ مارتے رہے جبتک کہ انگریزونکو اس ساری سازش کا حال
معلوم ہوا۔ بعد اوسکے لارڈ مٹکاف صاحب نے بادشاہ کو سمجھایا کہ آپ ایسے دہوکہ بازونکے فریب
مین آیندہ نہ آیئے۔ مرزا جہانگیر نے سیٹن صاحب کو لو لو کہا تمنچہ میں گولی ماری وہ اونکی ٹوپی پر
لگی۔ اس سبب سے یہ شاہزادہ الہ آباد مین عزت کے ساتھ قید کیا گیا۔ یہان بھی نچلا نہ بیٹھا شادی
کی تقریب سے نواب وزیر پاس لکھنؤ میں گیا۔ وہان بھی اوسنے انگریزونکے خلاف سازش کرنی چاہی
مگر یہ راز کھل گیا قلعہ مین بادشاہ کو کل اختیار تھا۔ وہان انگریزی حکومت کو مداخلت نہ تھی
اسلیئے اوسکی عجیب کیفیت تھی۔ سارے شہر کے بدمعاش وہمن گھسے رہتے تھے۔ شہر سے مال چراکر
لیجاتے تھے قلعہ میں کھلی بازار بکا کرتا تھا لاوارث لڑکون اور لڑکیون کو پکڑ لیجاتے اور وہان
دام کھرے کرلیتے ڈگریدار مارے مارے پھرتے قرضدار وہان مزے اوڑاتے شہزادے عجیب عجیب
حرکتین کرتے کبھی مال چراتے کبھی کسی کو قتل کرتے کسی کو مارتے کسی کو پیٹتے ایسے لڑتے

اوسکے زمانہ مین سواے خفیف خفیف بدمعاشونکی سازشون کے کوئی اور بات نہین واقع ہوئی ۔ تعظیم و تکریم اوسکی اور نام بادشاہت کا اور قلعہ کی حکومت قائم رہی +

محمد سراج الدین ابوظفر بہادر شاہ

یہ بادشاہ ۱۱۸۹ھ مین پیدا ہوا ۔ تاریخ تولد اوسکی ابوظفر ہے ۔ تعلیم اچھی ہوئی تھی خوشنویس تھا طغرا خوب لکھتا تھا ۔ شعر خوب کہتا تھا ۔ اوسکی غزلونکا شور سارے شہر مین گیا اور دور دور رہتا تھا چار مجلد دیوان اوسکے یادگار ہین مرزا اسد اللہ خان غالب جو فارسی زبان مین دوسرے میر خسرو تھے اوسکے ہان متعلق تھے ۔ ابراہیم ذوق طوطی ہند جو ریختہ گوئی مین دوسرے میر تھے وہ اوسکے اُستاد تھے ۔ بادشاہ علم تصوف مین ماہر تھا ۔ ساری گلستان کی شرح علم تصوف مین لکھی ہے وہ خاندان چشتیہ مین مرید تھا ۔ اور خود بھی پیر و مرشد تھا اور اورون کو مرید کرتا تھا خاص مریدونکو دو دو روپیہ مہینہ بھی دیتا تھا ۔ کثیر الازدواج اور کثیر الاولاد تھا ۔ دو ولیعہد اوس کے سامنے مر چکے تھے ۔ سب سے بڑا زندہ بیٹا مرزا قویاش مستحق ولیعہدی تھا ۔ بادشاہ چھوٹے بیٹے مرزا جوان بخت کے لئے ولیعہدی چاہتا تھا ۔ غریب پروری کی صفت اوسکی قابل یادگاری کے ہے لنگڑے لولے ۔ اندھے بہرے اپاہج جتنے اوسکے ملازم تھے سب کی تنخواہ گھر بیٹھے پہنچتی تھی فقط اُنکی مہر قلعہ مین جاتی تھی ۔ وہی تنخواہ لے آتی تھی ۔ ساری عمر مین شاید کسی نوکر کو موقوف کیا ہو ۔ ہمیشہ نوکرونسے محبت کی باتین کرتا ۔ اور کبھی سخت کلامی نہ کرتا سوا ایک دفعہ کے کہ اوسنے دو ایک بدکار لونڈیونکا سر منڈوا دیا اور ایک لونڈی کی ناک کاٹنے کا ارادہ کیا ۔ روز بروز بادشاہ کی قدر کم ہوتی جاتی تھی ۔ قلعہ کی لال حویلی کا ایسا ہی لحاظ رہا تھا جیسا کہ اور دولتمند شریفون کے مکان کا ہوتا تھا ۔ نذر بھی لارڈ ڈلہوسی نے بند کر دی تھی ۔ قلعہ اب شہر کے اوباشون اور بدمعاشون کی کمین گاہ اور امن گاہ نہ رہا تھا نہ اوسمین بردہ فروشی ہو سکتی تھی ۔ نہ کوئی مجرم سنگین بغیر تحقیقات کے رہا ہو سکتا تھا ۔ نہ چوری کا مال غائب ہو سکتا تھا ۔ نہ کوئی قرضدار عدالت کی ڈگری کی گرفتاری سے محفوظ ہو سکتا تھا ۔ قاعدہ ہے کہ جب چراغ بجھنے کو ہوتا ہے تو لَو

اوٹھتی ہے جبکہ وہ مرنیکو ہوتا ہے تو سنبھالا لیتا ہے اسیطرح جب سلطنت تیموریہ کا چراغ گل ہونیکو ہوا اور آخر وقت آیا تو اوسنے اپنی وہ روشنی چمکائی اور ایسا سنبھالا لیا کہ اوسکی نظیر کہیں مشکل سے تاریخ مین ملیگی ۱۸۵۷ء مین مئی کا مہینہ آیا - اور ہنگامہ بغاوت بنگالے کی انگریزی سپاہ کا برپا ہوا - کیا قدرت الٰہی اور شان کبریائی ہے کہ آن کی آن مین کیا سے کیا ہو گیا کہ اوس بادشاہ پاس جسکے خزانہ میں پھوٹا بادام نہ ہو پندرہ بیس روز کے عرصہ مین بے طلب لاکھوں روپیہ جمع کرادئے اوس بادشاہ پاس جسکے ہان چار سپاہی ایسے نہوں کہ بندوق کو بھر سکیں ہزاروں وہ سپاہی بلائے اکٹھی کردی کہ جسکے ہاتھو سے سارا ہندوستان فتح ہوا ہو - اور جسکے گاتے میں لڑائیون کے فتح کرنے کے تمغون کے ہار پڑے ہوئے ہون اوس بادشاہ کے پاس جسکے ہان ٹوٹی پھوٹی ایک توپ ہو گھوڑونکے توپخانے اور ہزار ہا قلعہ شکن توپین بہم پہنچا دین اوس بادشاہ پاس جسکے میگزین مین سیر بھر بارود اور ایک پٹاخہ نہو اوسکے قبضہ مین دلی جیسے میگزین کا لال بتارہ آگیا ہو جس فقیر بادشاہ کی نذر مین کوئی پھوٹی کوڑی پیشکش نہ کرتا ہو اوسکے سامنے آج شاہ اودہ کی اور کل والی رامپور کی پیشکش رکھی گئی ہو جس ساقط الاختیار اور بے اعتبار بادشاہ کو کوئی رئیس خط بھی نہ لکھتا ہو اوس پاس چاروں طرف سے عمائد ملک کی عرضیاں آئی ہون ہندوستان مین کوئی بڑا راجہ نواب ہوگا جسکا کوئی وکیل یا کوئی آدمی شہر کے گلی کوچون میں چھپا ہوا نہ پڑا ہوگا - اور اوسنے اگلی پچھلی کتابون کو دیکھ بھال کر خاندان تیموریہ سے اپنے پرانے ناتے رشتے اور واسطونکا مسودہ نہ گھڑا ہو اور وقت کا منتظر نہ بیٹھا ہو - اسوقت دلی کے دیکھنے سے یہ حقیقت کھلتی تھی کہ اس دم سلطنت تیموریہ کے نام کے بادشاہ کو کتنے ہندوستانی دل مین مانے ہوئے اور اس شہر کو اپنا ملک کا دارالسلطنت جانے ہوئے بیٹھے تھے -

مئی ۱۸۵۷ء سے ستمبر سنہ الیہ تک ہنگامہ کارزار برپا رہا - بہتر بہتر لڑائیاں ہوئین - سب مین باغیونکو شکست ہوئی - آخر سرکار انگریزی ہی نے دلی کو فتح کیا - باغیون کے جدھر سینگ سمائے اودھر چلے گئے - بادشاہ نے ہمایون کے مقبرہ مین اپنے تئین انگریزون کے

حوالہ کیا۔ رنگون کو جلا وطن ہوا۔ اپنے جوان بیٹون اور پوتون کو اپنی آنکھونکے سامنے قتل ہوتے ہوئے دیکھا۔ اس بادشاہ پر خاندان تیموریہ کی سلطنت کا خاتمہ ہوا۔ اسلئے میری تاریخ کا بھی خاتمہ بالخیر ہوا+

خاتمہ

مسلمانون کے ہاتھہ سے ہندوستان کی سلطنت کیا گئی اُن کے عروج اقبال کا زمانہ ہی گیا۔ اور اون کے زوال کا زمانہ ساری دنیا مین آگیا۔ ہم نیچے ایک مضمون لکھتے ہین جس سے یہہ حال معلوم ہوگا کہ اب بھی اون کی سلطنتین ایشیا مین کہان کہان ہین+

مسلمانون کی سلطنتین ایشیا میں کہان کہان ہیں اور بالفعل ونکا کیا حال ہے

اگرچہ مسلمانونکے عروج واقبال کا زمانہ وہ نہین ہا کہ اُنکی سلطنت وسطوت کا آفتاب ربع مسکون پر اپنی روشنی پھیلاتا تھا اور انکی مملکت کو وہ وسعت تھی کہ جسکے اندر ایک ہی وقت مین کہین سحر ہوتی تھی کہین دوپہر کہین شام کہین آفتاب لب بام کہین افق پر مقام مگر اس تنزل کے زمانہ مین بھی تینون براعظم ایشیا۔ افریقہ۔ یورپ مین انکی چھوٹی بڑی سلطنتین و بڑی بھلی ریاستین موجود ہین ہم انکا نہایت مختصر حال جو فی الحال ہے بیان کرتے ہیں کہ اونکی وسعت کیا ہے نظم ونسق کیا ہے و رعایا کی مرفع الحالی کی کیا حالت ہے+

اول ایشیا سے شروع کرتے ہین کیونکہ یہی انکی سلطنت کا سرچشمہ تھا۔ اسی مین اتبک اُنکی بہت سی رنگ برنگ کی قومین اپنی خصائل و عادات و قابلیت و استعداد مختلف درجے کی رکھتی ہین

ایک طرف مین تاتاری ترک بہت بیٹھے ہین جو نہایت صابر حلیم سخت جفاکش نفس کش مگر اپنی
حالت پر ایسے مستقل جمے ہوئے ہین کہ عقل و فہم کے اندر آگے ترقی کرنیکی قابلیت جاتی رہی
ہے - ایک طرف امنی ہین کہ نہایت ذہین اور کاروبار روزگار مین ہنرمند و سلیقہ شعار مگر قوم ہنگ
قومی خوبیون کے دکھانے کی قابلیت نہین رکھتے - ایک طرف اہل عرب ہین کہ خدا پرست -
مستقل مزاج بڑے گنبھیر اپنی تنہائی مین آزاد - ایک جانب ایرانی ہین خوبصورت نفیس مزاج
زبان مین طلاقت رکھنے والے مگر کسی کام مین استقلال نہین رکھتے - بڑے متلون ترکمان
اسلام کے غلام - ناحق پیرون کے اعتقاد کی زنجیرون مین جکڑے ہوئے کہ کسی طرف حرکت
نہین کر سکتے - افغان جنگجو - کینہ خو - بہادر غرض یہ قومین الشیا رکوچک - عرب - الجزیرہ - ایران
افغانستان - بلوچستان مین اپنی شائستگی و تہذیب مختلف درجون کی دکھا رہی ہین آپس کے
نفاق و عناد سے اور باہر کے حملون اور فساد سے کوئی خالی نہین ہان اہل عرب اپنے صحرا
اور ریگستان و کوہستان مین بڑے شادمان اور آزاد ہین +

اب ہم الشیا کے چار حصے باعتبار سلطنت کے کرتے ہین - اول مسلمانی الشیا وہ الشیا کا
مغربی حصہ ہے - دوم انگریزی الشیا وہ جنوبی حصہ ہے - سوم روسی الشیا وہ شمالی حصہ ہے
چہارم بدھ مذہب والون کا الشیا وہ مشرقی حصہ ہے - یون چارون سمتون مین ہر سمت کی الگ
الگ کیفیت ہے اور دو مین عیسائی اور ایک مین مسلمان - ایک مین بدھ مذہب والے سلطنت کر
رہے ہین الشیا گو مہد بنی آدم تھا - اور ساری قومون کو اسی نے تہذیب اور شائستگی کا سبق پڑھایا تھا
اور ساری قومین اسی کے پیٹ سے پیدا ہوئین ہین مگر اس زمانہ مین وہ پیر شکستہ حال ہے
کہ اس مین ایسی سکت نہین رہی کہ جبتک اسکی بغل مین اہل یورپ اپنے دونو ہاتھون کو نہ دین
وہ کھڑا ہو سکے یا آگے قدم بڑھا سکے جبتک اہل یورپ اس پیر نابالغ کو بچہ بنا کے اپنی
تہذیب علم و ہنر کے مدرسہ مین بٹھا کے تعلیم نہ دین تو وہ خود ایسی ترقی شائستگی و تہذیب
نہین کر سکتا جس سے انسان انسان کہلاتا ہے - اب جہان کہین اس مین ترقی کے آثار نمایان
ہوتے ہین وہ اہل یورپ ہی کی سعی و کوشش کا نتیجہ ہوتا ہے - غرض زندہ بد زندہ اہل الشیا

اہل یورپ کی ہر بات میں دست نگر ہوتے جاتے ہین اہل یورپ کے ہاتھہ مین سارا ایشیا ہے
اگر انھون نے سارے ایشیا کو مہذب و شائستہ نہ بنایا تو سمجھو نبی آدم ہی شائستہ و مہذب ہوا
اسلئے کہ ساری دنیا مین جتنے آدمی رہتے ہین انمین دو تہائی کے قریب ایشیا میں آباد ہیں انکی ترقی کا معدوم ہونا اور تہذیب سے
محروم ہونا گویا دو تہائی آدمیونکا انسانیت سے محروم ہونا ہے۔ کوئی ایشیا کا ایسا حصہ نہین کہ جہان اہل یورپ کا
کسی نکسی پیرایہ مین پاؤں درمیان مین نہ ہو۔ زمین پر ایشیا کے تمام ملکون کا یورپ کی نسبت
ایسا حال ہی جیسا کہ آسمان پر ستارونکا کہ ضرور ہے کہ وہ کسی نہ کسی آفتاب کے گرد طواف کرین ایسی
ہی ہر ایشیائی سلطنت ضروری ہی کہ کسی یورپ کی سلطنت کے گرد صدقے ہو یعنی کوئی سلطنت یورپ
کی رعب و اثر سے خالی نہین۔ شمالی حصہ جو روسیون کے عمل دخل مین ہے وہ کل ایشیا کی ایک
تہائی کے قریب ہی سارے ہندوستان کی مالک جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند ہین اور اسکے ساتھہ برہما
سیام لنکا۔ بحر ہند کے جزائر بھی زیر فرمان ہین بلوچستان اور افغانستان مین برٹش گورنمنٹ
کا رعب و اثر کرتا ہے مغرب مین شمالی ایشیا مین سلطان روم کی سلطنت مین ایشیاء کوچک
شام عرب ہین جنکی حفاظت مین سلطان روم کی صلاح کار برٹش گورنمنٹ اور اور سلطنتیں ہیں
اور ایران مین شاہ ایران کی حکومت ہی جسپر روس اور انگلستان دونون کا رعب و اثر کرتا ہے
مشرقی سلطنت کے چار حصے ہین چین۔ جاپان۔ سیام۔ برہما آخر کے دو حصے انگریزون کی عملداری
مین آگئے۔ باقی چین نے اپنے بندرگاہ تمام اہل یورپ کے ساتھہ تجارت کھولنے کے لئے کھول
رکھے ہین جاپان نے اہل یورپ کی ساری شائستگی اور تہذیب کو اختیار کرلیا ہی۔ ایک چھوٹی سی
ریاست مسلمانون کی ملاکا ہے جسکو کشش ثقل خود بھاری سلطنت انگریزی کی طرف کھینچے
لئے جاتی ہے +

اب باعتبار آبادی اور وسعت ان چارون حصونکی کیفیت یہ ہی کہ جو مسلمانون کی سلطنت
مغربی ایشیا مین ہی جسکا رقبہ اکیس۲۱ لاکھہ میل ہے اور آبادی تین کروڑ بیس۲۰ لاکھہ جنوبی ایشیا
جسمین انگریزی سلطنت ہی اوسکا رقبہ ستائیس۲۷ لاکھہ میل اور آبادی سینتالیس۴۷ کروڑ مغربی ایشیا مین جسمین
بدہ مذہب کی عملداری ہی رقبہ پچپن۵۵ لاکھہ میل اور آبادی پچاس۵۰ کروڑ شمالی ایشیا جسمین روس

حکومت کرتا ہے سترھ لاکھ تینتیس ہزار میل اور آبادی ایک کروڑ اسی لاکھ ہے سب کل رقبہ ایک کروڑ بہتر لاکھ تینتیس ہزار مربع میل اور آبادی ایک ارب دو کروڑ +

تمام ایشیا مین برٹش انڈیا اور سیلون میں نظم و نسق خوب ہے سیبیریا مین روسی عملداری مین اچھا بندوبست ہے - وسط ایشیا مین خوقند - بخارا خیوا مین روسیون کے اہتمام سے انتظام ہوتا جاتا ہے - کیمبوڈیا کے جزیرہ نما مین فرانسیسی بھی عمل دخل کرتے جاتے ہین چین کی عملداری مین گو بعض بڑی خوبیان ہیں مگر بحیثیت مجموعی وہ نیم وحشی ہی ہے - جاپان نے تمام اپنے آئین قوانین تعلیم و تہذیب مین اہل یورپ کا چربہ اوتارا ہے مگر ابھی یہ امر تحقیق کے درجہ پر نہین پہنچا ہے کہ وہ اپنے سارے کامون مین اس تقلید کے اندر کامیاب ہو ویلو ایران اور ٹرکی ایشیا مین کسی قدیمی قوانین آئین کی ترمیم نہین ہوئی عرب مین سب سے نرالا انتظام ہے وہ اپنے قدیمی انتظام جو قبیلو کا ہے رکھتے ہین +

سلطان روم کی فرمان روائی ایشیا مین

عرب مین اور اس حصہ میں جو جنوب مغرب مین دریائے دجلہ کے واقع ہے ان سب مین سلطان روم فرمانروا ہے - اسکی سرحد پر روس اور ایران کی عملداری ہے ان سلطنتون سے اسکا ڈانڈا اسیلنی کوہ ارارات کے قریب ملتا ہے - اسکے تینون طرف پانی ہے مصر کی طرف خشکی - اوسکے چار حصے ہین ایک عرب دوم ایشیا مائنر سوم شام چہارم فلسطین (پیلسٹائن) ایشیا کوچک جسکا یہ نام ایشیا سے چھوٹے ہونے کے سبب سے رکھا گیا ہے اسکو اہل یونان انٹی اولیا کہتے تھے اسکی سرحدین ہمیشہ متغیر ہوتی رہی ہیں +

اب ٹرکی نظم و نسق کی کیفیت ایشیا مین یہ ہے کہ وہ شخصی سلطنت ہے مگر شرع اسلام کی پابندی رسم و رواج کا پاس و آداب سلطنت کو مطلق العنان نہیں ہونے دیتا سوائے اسکے سلطان کے بیجا ارادون کا مزاحم وزیر اعظم سلطنت اور دیوان بھی ہوتا ہے گو دیوان کے تمام ارکین کو سلطان خود مقرر کرتا ہے - ان ارکان سلطنت کے لئے کوئی مدت ملازمت پہلے سے نہین متعین ہوتی اس لئے

اس مین طمع و حرص ایسی دست درازیان کرتی ہیکہ اونکا روکنا مشکل ہوتا ہی ۱۸۶۴ء مین انتظام
ملکی اور مالی کے لئے ملک کی تقسیم ولایتون میں اور سنجقون مین ہوئی - ولایت کو ایسا سمجھو جیسی یہان
کمشنری کی قسمت ہوتی ہی اور سنجک ایسا جیسے کہ ضلع ولایت کا نام جو بڑا شہر اس مین ہوتا ہی
اوسپر رکھا گیا - اسمین والی حکمران مقرر ہوا انمین جو اعلی درجہ کا والی ہوتا اوسکو مشیر یا پاشا کہتے
ہین سنجک (یعنے ضلع) مین جو حاکم مقرر ہوتا اوسکو قیماقان کہتے ہیں - ان اول درجہ کے حاکم کو
متصرف یا درجہ دوم کا پاشا کہتے پھر اونکے ماتحت قضائین ہین یعنے ضلعے کے حصے انمین جو
حاکم مقرر ہوتا اوسکو مدیر کہتے - اگرچہ برائے نام رعایا اُسکو اپنی طرف سے مقرر کرتی تھی - مگر
درحقیقت وہ والی ولایت کی طرف سے مقرر ہوتا تھا - ایک قاضی کا بھی عہدہ ہوتا ہی جو ذی اختیار
اور صاحب اعتبار آدمیون کی طرف سے ایک سال کے لئے مقرر ہوتا ہے - اسکے تقرر مین مدبر
کو بڑا دخل ہوتا ہے - اور بہت سے عہدے ہیں مگر کسی عہدہ کے واسطے امتحان اور لیاقت کی شرط
نہین ہی بلکہ عہدہ کا پانا سفارش اور رشوت پر موقوف ہی +

قاضی وہان بمنزلہ مجسٹریٹ اور پولس افسر کے اور محتسب وہان بمنزلہ میونسپلٹی کے افسر کے ہوتے ہین
خراج وہان وہ یکی کے قدیمی انتظام کے موافق لیا جاتا ہی مگر جتنا روپیہ رعایا سے وصول ہوتا ہی
[illegible] خزانہ مین نہین جاتا بہت اہلکارون مین اُڑجاتا ہی - عدالت فوجداری اور دیوانی کے
قوانین نہایت انصاف پر مبنی ہیں - مگر انکی تعمیل ایسے ملازمون کے ہاتھہ مین دی جاتی ہی کہ انصاف
و عدالت مین [illegible] خرابیان پیدا ہوتی ہیں عدالتون کا بڑا جزو اعظم رشوت ہی - گو ترک اپنی ذات
سے [illegible] دار سچے ایماندار منصف ہوتے ہین مگر کچھہ انتظام عدالتون کا ایسا ہوتا ہی - کہ اگر
کوئی فرشتہ بھی اسمین حاکم بنے تو شیطان ہو جاتا ہی - بالجبر اسکو بد اخلاقی اپنے مین پیدا کرنی
پڑتی ہے عیسائی جو وہان رہتے ہین انکی شہادت تمام عدالت کی کچہریون مین لیجاتی ہی
مگر اسکی وقعت ایسی نہین سمجھی جاتی جیسے کہ مسلمان کی شہادت کی - اسی کی بڑی شکایت اونکو
ہے - اگر یہ دور ہو جائے تو شاید پھر کوئی اور شکایت نہیں ہے سلطان فقط معاملات دنیا کے انتظام
واسطے بادشاہ نہین سمجھا جاتا - بلکہ وہ معاملات دین کے واسطے بھی خلیفہ گنا جاتا ہے - اسلئے

تمام قوانین اور آئین سلطنت کی بنا قرآن شریف پر رکھی جاتی ہے۔ اور ساری ضرورتون مین اسی کی طرف رجوع کرنی پڑتی ہے مسلمانون کا مذہب تمام اور مذہبون سے مستثنی اس باب مین ہے کہ اس نے کوئی تخصیص کسی فریق کے ساتھہ مرشد و ہادی دین ہونے کے نہین مقرر کی۔ ہر مسلمان مولوی ہوسکتا ہے۔ اور وہ قرآن شریف کے احکام اور مسائل کو مسلمانون مین بیان کرسکتا ہی۔ قرآن مین فقط احکام دین ہی نہین ہین بلکہ اس مین دنیا کے معاملات کے باب مین بھی احکام ہین اس لئے اُن مولویون اور عالمون کو دنیا کے معاملات و مقدمات مین فیصلے کرنے مین بھی مداخلت ہوتی ہے بس اس سبب سے شیخ الاسلام جو تمام عالمون اور مولویون کا امام و پیشوا ہے سلطان کے بعد دنیا کے معاملات مین اختیار رکھتا ہے اور دین کے معاملات مین اوسکا اقتدار سلطان سے بھی بڑھا ہوا ہے تعلیم جو اس زمانہ کے موافق ہونی چاہئے اسکے بڑے حارج اور مزاحم یہہ مولوی ہین ۱۸۴۵ء مین تعلیم کی ترمیم ہوکر دنیاوی تعلیم کی تجویز ہوئی اور اوسکے واسطے ایک نئی یونی ورسٹی قسطنطنیہ مین قایم ہوئی۔ اور ابتدائے تعلیم کے واسطے احکام جاری ہوئے کہ سب کو بالجبر دی جائے۔ مگر ان عالمون کا اثر عوام کے دلون پر ایسا تھا کہ اونھون نے اس انتظام تعلیم کو چلنے نہین دیا۔ اور صرف تعلیم عوام کو قرآن شریف کے پڑہنے اور حساب چند قوانین سیکھنے پر محصور کردیا غرض مسجدون اور مدرسون مین ہزارون طالب علم پڑھتے ہین۔ مگر کوئی گروہ ایسا کہ جن مین اصل تعلیم کے جوہر نمودار ہون وہ نہین دکھائی دیتا۔ بس یہی صورت تعلیم کی ٹرکی ایشیا مین ہے عرب اس سے بھی مستثنے ہی جو کچھہ تعلیم اسمین ہو وہ دینی ہے اور کچھہ نہین۔

ایشیائے ٹرکی مین غیر مذہب والون کے ساتھہ رعایتین اور حسن سلوک مسلمانون کا بڑھتا جاتا ہے +

ٹرکی ایشیا اور عرب کی آبادی اور رقبہ کی یہ کیفیت ہے +

نام	رقبہ	آبادی
ایشی اولیا ایشیا مائنر	۲۲۰۰۰۰	۱۰۸۵۹۱۲۴

نام	رقبہ	آبادی
آرمینیا / کردستان } ٹرکی	۳۰۰۰۰	۶۷۴۶۰۸
	۵۰۰۰۰	۱۵۰۵۸۷
میسوپوٹانیہ (الجزیرہ)	۲۲۰۰۰۰	۹۳۴۳۳
شام یعنے سریا	۱۰۸۰۰۰	۲۳۰۹۸۳۷
فلسطین یا پیلسٹائن	۱۲۰۰۰	۷۰۰۰۰۰
ٹرکی عرب	۳۰۰۰۰۰	۱۶۱۴۸۵۷
آزاد عرب	۵۰۰۰۰۰	۳۴۰۰۰۰۰
میزان	۱۴۴۰۰۰۰	۲۷۰۵۵۳۴۶

ان صوبون مین ترک - عرب - شامی - کرد - سرکیشین - یورک ترکمان
لینزی متولی مسلمان رہتے ہین اور ۳۶۱۰۰۰ عیسائی بھی آباد ہین بعض و قومین یہودی اور
سندری بصری بھی جنکی تعداد ۲۶۰۰۰۰ ہے آباد ہین تمام ملک ۲۶ ولاتیون اور ۸۷ سنجک مین
تقسیم ہین - اونمین یہ ولاتین مشہور ہین سقوترہ - قنیہ - ارض روم - بغداد - دمشق مین ۱۸۷۸ء
مین روس و روم کی لڑائی کے سبب سے بطوم وغیرہ روسیون کے پاس اور جزیرہ سائی پرس
انگریزون کے پاس اور قطور شاہ ایران کے پاس ترکون کی عملداری سے نکل کر آگئے ہین
قصبے و شہر جنمین چار ہزار آدمیون سے زیادہ آباد ہین ساٹھہ تعداد مین ہین انمین سے یہ مشہور ہین +
سمرنا - اسمین ڈیڑہ لاکھہ آدمی رہتے ہین - دمشق اسمین ایک لاکھہ تیس ہزار قیصریہ ساٹھہ ہزار
مسقط مین ساٹھہ ہزار - ارض روم مین پچپن ہزار - مکہ معظمہ مین پینتالیس ہزار - دیار بکر
مین پینتالیس ہزار - عرفہ چالیس ہزار - جدہ تیس ہزار - عدن مین تیس ہزار - اور شلیم مین
اٹھائیس ہزار - قنیہ مین پچیس ہزار - حدیدہ مین پچیس ہزار - مدینہ منورہ مین بیس ہزار
طائف مین آٹھہ ہزار - مخا مین سات ہزار - ینبوع مین چھہ ہزار - بصرہ مین چھہ ہزار
بایزید مین پانچ ہزار +

سلطنت ایران

۱۸۷۲ء مین جو بلوچستان اور افغانستان کا سرحدی کمیشن مقرر ہوا تھا اسنے اور روس
اور ٹرکی کے ساتھہ صلحنامون نے بالفعل ایران کی یہ سرحدین مقرر کی ہین شمال مین روس
کی عملداری ہے۔ روس و ایران کا سرحدی کمیشن ۱۸۸۱ء مین مقرر ہوا تھا۔ اوسنے ابھی اسطرف
کی سرحد کا فیصلہ نہین کیا۔ اور مغرب کی طرف سرحد ٹرکی ایشیا کی عملداری سے ملی ہوئی ہے
جنوب مغرب اور جنوب مین خلیج فارس و بحر عرب ہی۔ مشرق کی سرحد افغانستان اور بلوچستان
سے ملی ہوئی ہے غرض ایران کی سرحدین مشرق و مغرب و شمال مین ایسی عملداریون سے
ملی ہوئی ہین کہ ہر وقت وہان معرکہ جنگ برپا ہو سکتا ہی۔ وزیر کرمان نے اپنا لقب امیر بلوچستان
رکھا ہے اور اوسنے اپنے علاقہ مین دو بڑے ضلعے بام پیر اور مغربی مکران شامل کر لئے
ہین جو حقیقت مین ایران کی سلطنت سے متعلق ہین ان اضلاع کی علحدگی نے ایران کی
سلطنت کو ایک منحرف کی شکل سے مثلث کی شکل بنا دیا ہے۔ تمام پہاڑ اور میدان سلطنت
ایران کی ملکر ایسی شکل اپنی بناتے ہین کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ بڑھی پر بلی بیٹھی ہوئی ہے
یہ مشابہت اس سبب سے بھی خوب مناسبت رکھتی ہے کہ ایران کی بلیان بڑی مشہور ہین
کل رقبہ اسکا چھ لاکھ دس ہزار مربع میل ہے۔ اور پچاس لاکھ اور کروڑ کے درمیان آبادی ہے
باوجودیکہ ایران کی سلطنت مین نو سو میل ساحل بحر واقع ہے مگر اس مین جزیرے نہین ہین
صرف ایک جزیرہ ہے اور جزائر قشم جو ہین وہ سلطان عمان کے پاس ہین اشردہ ایک
چھوٹا سا جزیرہ تھا وہ روسیون نے لے لیا ہے +

ایران مین ہمیشہ سے سلطنت شخصی چلی آتی ہے وہان بادشاہ کا لقب شہنشاہ ہے
آج کل ناصر الدین شاہ جو ترک قوم کا قاچاہی شاہ ہے قریب سوا دو کروڑ روپیہ کے تمام
ملک کی آمدنی ہے۔ یہ آمدنی سلطنت کے خرچ کو کافی ہوتی ہے۔ آب ہوا اور زمین کی برائیون
سے رعایا کی برائیان اور رعایا کی برائیون سے انتظام کی برائیان پیدا ہوتی ہین یہ برائیونکا

ایک دور چلا جاتا ہے۔ ملک مین ریگستان وکوہستان بہت ہی۔ قاعدہ ہے کہ جب بایت اڑکر
دیوار سے ٹکراتی ہے تو وہ اونچی ہوتی جاتی ہے یہانتک کہ وہ دیوار کے اوپر اڑنے لگتی ہے
اور پھر اوسکے تودے میدان مین لگنے شروع ہوتے ہیں اور وہ بلندی مین بڑھتے چلے
جاتے ہین یہانتک کہ اوس دیوار کے نشان باقی نہین رہتے ہیں میدان مین فقط ریگستان
ہی ریگستان نظر آتا ہے۔ اس طرح شہر کے شہر ریت کے تلے دب جاتے ہیں۔ پس جب ملک
کی یہ صورت ہو کہ ریت یون اڑتی ہو اور پہاڑ اس سے اٹھتے ہون اور پھر آئے دن اپنے ہین
فساد رہین چارون طرف سے دشمنون کے حملے ہوتے رہیں تو سلطنت کا کیون نہ زوال ہو آخر
صدی مین ان سببون سے یہ سلطنت وسعت مین بہت کم ہو گئی ہے۔ اور قوت مین ضعیف۔
نادر شاہ کے زمانہ سے اس ملک کو زوال آنا شروع ہوا ہے جس شان وشکوہ کی یہ سلطنت
دنیا مین تھی اسکے سارے نشان لڑائیون نے مٹا دیے ہیں۔ بادشاہان سلف کی عمارات
عالیشان کا نام ونشان باقی نہین رہا۔ نہ انکے وہ بڑے بڑے شہر ہین۔ نہ میوہ دار باغ ہین
غرض سارے ملک پر ایک ویرانی برستی ہے شاہ ایران جو آج کل ہے وہ نہایت مدبر دانا ہے اوس نے
اپنی سلطنت کی صورت بنا رکھی ہے۔ ایک لاکھ سپاہی جسمین سے ایک تہائی مسلح رہتی ہے
باقی مسلح نہین رہتی کھیتی کا کام کرتی ہے مگر وہ ایک ساعت کے اندر ضرورت کی حالت مین
جمع ہو سکتی ہے۔ اونکے ہتیار بندوق وطپنچے پرانی وضع کے فرانسیسی انگریزی ہین ۱۸۸۱ع
مین سو توپین بھی انہین ملکون کی بنی ہوئی آگئی ہین۔ افسر مطلق جاہل ہین اور نہ قواعد دان
ہین۔ سپاہیون کی وردی اکثر دریدہ اور بوسیدہ ایسی رہتی ہے کہ وہ محافظ ملک نہین معلوم
ہوتے بلکہ مفلسون کی سی صورت ہوتی ہے مگر اسمین کچھہ نہ کچھہ خرابی ہوتی ہے کبھی کبھی
تنخواہ چڑھ جاتی ہے۔ گو انکے لباس اور ہتیارون کی حالت اچھی نہ ہو مگر سپاہیون کی
صورت پر بہادری اور بشرہ پر دلاوری برستی ہے وہ اس دریدہ بوسیدہ وردی مین پہلوانانہ
شان دکھا دیتے ہین سخت جفاکش ترکمان کرد۔ آذربائیجان کی لودی قومین ہیں کردستان
اور بختیار کے کوہستانی آدمی اکثر سپاہی ہوتے ہین۔ ایران کے برابر دنیا مین کہین اور

جوانمرد سپاہی نہین مل سکتے - اگر یہ قومین اہل یورپ کی قواعد سیکھین اور اسلحہ جنگ فرنگستانی
انکے ہاتھہ مین ہون تو ایک سپاہ بے مثل و نظیر تیار ہو سلطنت ایران مین پہلے زیادہ تر
تعلیم فقط مذہبی ہوتی تھی - مگر اسکی اب ترقی ہوئی ہے کہ ۱۸۵۱ع مین اصفہان مین
بڑے بڑے مدرسے قائم ہوئے ہین جس مین شرقی و مغربی زبانین اور علوم و فنون و ہنر
سکھائے جاتے ہین - ایران کا پہلے اصفہان اور اب طہران دار السلطنت ہے سارا ملک
بتفصیل ذیل ان اضلاع مین جنکو مملکت وہان کہتے ہین تقسیم ہوا ہے -

	نام	رقبہ	آبادی
شمال مین	استرآباد	۱۰۰۰۰	۱۵۰۰۰۰
	مازندران	۸۰۰۰	۲۵۰۰۰۰
	گیلان	۶۰۰۰	۳۰۰۰۰
	آذربائیجان	۳۵۰۰۰	۱۳۰۰۰۰
جنوب مین	عراق عجم	۱۱۵۰۰۰	۱۰۰۰۰۰
	اردلان	۶۰۰۰	۵۰۰۰
	خجستان	۳۰۰۰۰	۶۰۰۰۰۰
	لورستان	۳۰۰۰۰	۳۰۰۰۰۰
	فارستان	۶۰۰۰۰	۱۲۰۰۰۰۰
جنوب	لارستان	۲۰۰۰	۸۸۰۰۰
	کرمان مع کوہستان	۱۵۰۰۰۰	۷۰۰۰۰۰
	مکران مع سیستان	۱۴۰۰۰	۸۶۰۰۰۰
		۶۱۰۰۰۰	۶۹۹۸۰۰۰

ایران مین اکثر مسلمان شیعہ مذہب کے رہتے ہین اونکی تعداد کا تخمینہ ستر سٹھہ لاکھہ ستر ہزار ہوا ہے
اسکے سوا ایک لاکھہ چھہتر ہزار عیسائی رہتے ہین ۵۳ ہزار اور مذہب کے یہودی وغیرہ رہتے ہین علی الٰہی بھی

نصیری بھی بعض جگہہ ہین وہ مسلمان نہین سمجھے جاتے بہت سے عرب یہان ابکہ شیعہ ہوگئے
اصل باشندی یہان کے آتش پرست بہت تھوڑے چالیس پچاس ہزار رہتے ہونگے۔
خاکستری رنگ کی کلاہ انکی علامت ہے سات ہزار باشندون سے زیادہ جن شہرون و قصبون ہیں
آدمی رہتے ہین ان مین سے مشہور یہ ہین۔ تبریز آبادی ایک لاکھہ بیس ہزار۔ طہران آبادی
ایک لاکھہ۔ اصفہان آبادی ساٹھہ ہزار۔ مشہد آبادی ساٹھہ ہزار۔ کرمان شاہ تیس ہزار۔ شیراز
تیس ہزار۔ قزوین بتیس ہزار۔ شوستر پچیس ہزار۔ رشت پچیس ہزار۔ بوشہر پچیس ہزار۔ کرمان پچیس ہزار
استر آباد بیس ہزار۔ کاشان بیس ہزار۔ قم بیس ہزار۔ بندر عباس ہزار۔ نیشاپور آٹھہ ہزار۔ کل آمدنی
ملک سواد و کروڑ روپیہ اور خرچ دو کروڑ قرض کچھہ نہیں ۱۸۸۰ء مین ڈاکخانون کا انتظام ہوا
ہے۔ ۹۰ ڈاکخانے ہین جنمین تین لاکھہ اسی ہزار خط سالانہ روانہ ہوتے ہین۔ چالیس ہزار روپیہ
سالانہ کی آمدنی ان ڈاکخانون کی ہے۔ ۷۶ دفتر تار برقی کے ہین۔ اسکی لین ۴۱۴۰ میل
طول میں ہے۔ ۵۵۰۰ میل تار لگا ہوا ہے۔ اور پچاس ہزار پیام اس تار پر آتے جاتے ہین +

افغانستان اور بلوچستان

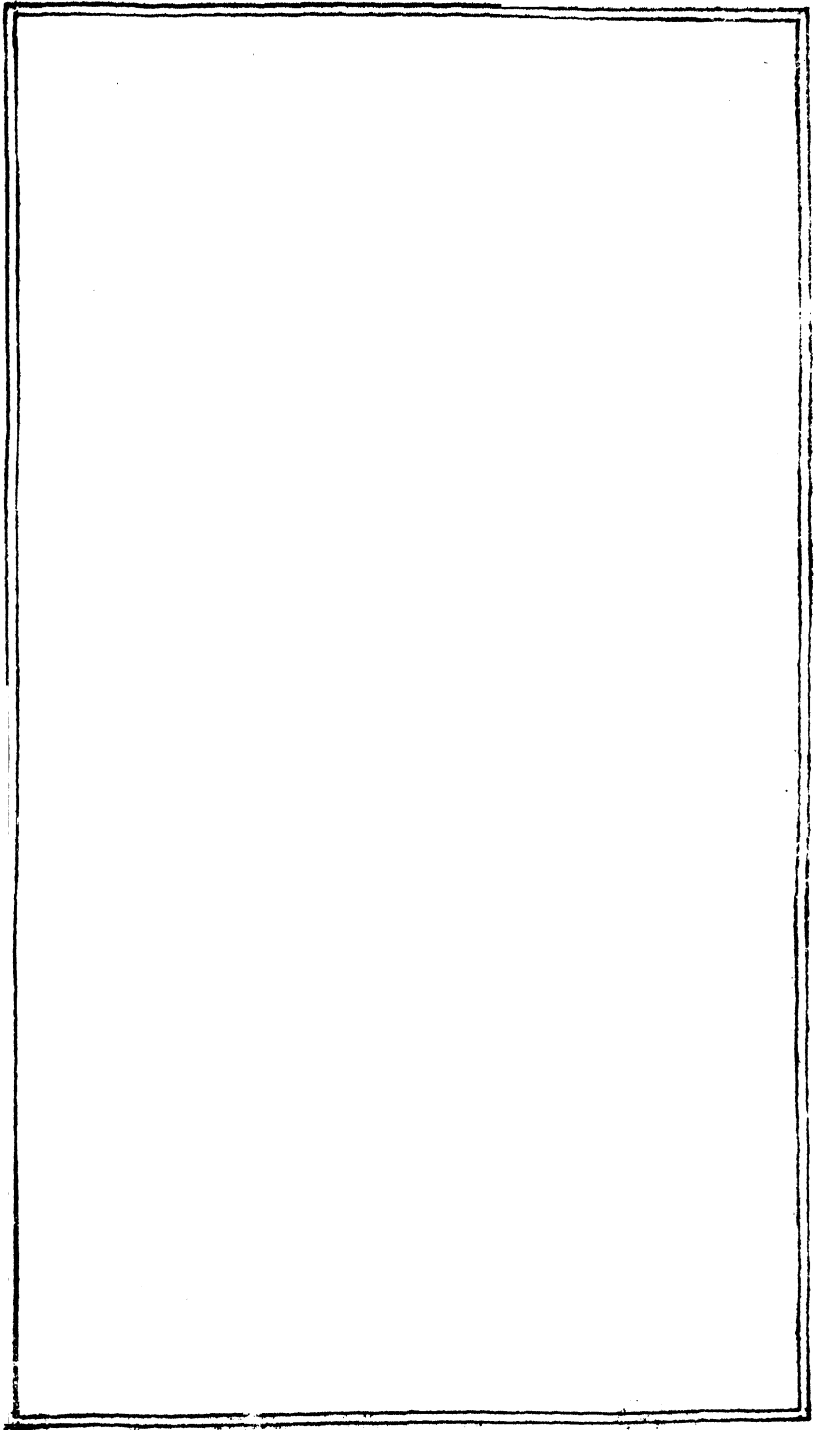
بلوچستان کا رقبہ ایک لاکھہ ستر ہزار میل کا ہے۔ ان کو خانات قلات کہتے ہین اور افغانستان
کا رقبہ دو لاکھہ بتیس ہزار۔ ۱۸۷۳ء مین امیر کابل کو ایک لاکھہ رقبہ ستر ہزار مربع میل کا سلطنت
ایران سے مل گیا ہے اسکو افغانی ترکستان کہتے ہین غرض اب افغانستان کی سلطنت کا
رقبہ تین لاکھہ مربع میل رہا ہے اور اوسکی آبادی کا تخمینہ پچاس ساٹھہ لاکھہ آدمیونکے درمیان کیا
جاتا ہے۔ کابل اور قلات کے درمیان جو سرحد ہے وہ اچھی طرح مقرر نہین۔ مگر ان دو سلطنتون
کی حدود جو برٹش گورنمنٹ کی سلطنت سے ملحق ہین وہ بہت اچھی طرح مقرر ہیں۔ غرض ان دو
سلطنتونکا رقبہ ملکر چار لاکھہ ستر ہزار میل کا ہوگا جسکی آبادی تقریبًا پینسٹھہ لاکھہ آدمیونکی ہوگی +
افغانستان مین جو قومین رہتی ہین جنگجوئی ان کی طبیعت مین ہے۔ وہ نہایت مضبوط
اور توانا زندہ دل ہوتے ہین ہمیشہ اپنے ہمسایہ سے لڑتے رہتے ہین اور زیادہ تر خونریزی آپس کی

کرتے ہین کہ وہ اپنے خیل کو آزاد رکھنا چاہتے ہیں انہیں پونده کے خیل ایسے بھی ہیں کہ وہ
دنگہ وفساد نہین کرتے زراعت تجارت کرتے ہین باوجودیکہ انکو اور ہمسایگی قومین ستاتی
ہین موسم گرما میں وہ اپنے خیمے قلات غلزی اور غزنین کے میدانون مین لگاتے ہین اور
امیر کو کچھہ خراج دیکر وہان مویشی کے چرانے کا استحقاق حاصل کرتے ہین - اور عورتون اور بچون
کی بڑی حفاظت کرکے خود ثمرقند - بخارا - ہرات - کابل مین تجارت کرنے چلے جاتے ہین
جاڑے مین وہ ہندوستان مین ملتان - لاہور - بنارس وغیرہ مین جاتے ہیں - وہ اونی
ریشمی کپڑے گھوڑے - زعفران مشک میوے اور اور چیزین بیچتے ہین - پھر اپریل مین
قندھار اور غزنین کو چلے جاتے ہین +

بلوچستان مین فرمان روا بلوچی نہیں ہیں بلکہ برہو قوم کے آدمی سلطنت کرتے ہیں
وہی اس ملک کے اصلی باشندے ہین - وہان یہ نام بلوچستان کا کوئی نہیں جانتا - یہ نام انکے ملک کا
باہر والے آدمیون نے رکھہ لیا ہے - برہو سنت جماعت ہین - بلوچ شیعہ اکثر وہ کھیتی کرتے ہین - امیر
دوست محمد خان کا جب سے انتقال ہوا ہے آپسکے عناد وفساد کے سبب سے امیر کابل ملک کا انتظام
سواے اسکے کہ زمین کا خراج وصول کرلے اور کچھہ نہیں کرسکتا - وہان اپنی جان و مال کی
حفاظت ہر کوئی خود کرسکتا ہے گورنمنٹ کی طرف سے اسکا انتظام نہین ہے - امیر شیر علی خان نے
جو انتظام کیا تھا سو وہ بھی اب جاتا رہا امیر عبدالرحمن خان جو بالفعل امیر ہے وہ انتظام کرتا ہے
مگر اسکو لڑائیوں سے فرصت نہین ہوتی -

بلوچستان مین ایک امیر ہوتا ہے اوسکے ماتحت بہت سے جاگیردار رئیس ہین مگر ان مین
ایسے تعلقات رہتے ہیں کہ جس سے ملک کے امن و امان پر اطمینان نہین ہوسکتا - افغانستان اور
بلوچستان مین یہ بڑے بڑے صوبے ہین - واغستان - بدخشان - قندز - بلخ - اندخوئی - شبرغان
اکچہ - سیرپل - میمنہ - غزنین - کافرستان - چترال - سوات +

مشہور شہر کابل جسمین چھہتر ہزار آدمی رہتے ہین - قندھار جسمین ساٹھہ ہزار آدمی ہرات میں
پچاس ہزار آدمی - مزار شریف مین پچیس ہزار آدمی بستے ہیں +



بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد دہم

اگرچہ میرا ارادہ تھا کہ جلد دہم کو پہلے نو جلدون کا ضمیمہ بنا کے بہت سے مفید مضامین لکھون مگر تاریخ اس قدر بڑھ گئی کہ ان سب مضامین لکھنے کی گنجایش نہین ہی چند ضروری مضامین تحریر کرتا ہون

(۱) ہندوستان اور ہندوؤن کو مسلمانون کی سلطنت سے فائدہ پہنچا یا نقصان ہوا۔

یہ مقدمہ ایسا ہی کہ اسکو کوئی مسلمان یا ہندو انصاف سے بے تعصب فیصلہ کرے نہایت مشکل ہے اسلئے ہم اُس فیصلہ کو لکھتے ہین جو اس مقدمہ کا جیمس مل صاحب نے اپنی بےمثیل تاریخ برٹش انڈیا کے باب پنجم مین لکھا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ مورخ نہ ہندو ہے نہ مسلمان ہے کہ مسلمانون کا یا ہندوؤن کا طرفدار ہوگا۔ بلکہ وہ عیسائی ہی اور عالی دماغ ایسا ہے کہ اسکی برابر مشکل ہے کہ کوئی ہندو یا مسلمان فیصلہ کر سکے۔ وہ لکھتے ہین کہ مسلمانون کی تہذیب و شائستگی کا تحقیق کرنا تاریخ کا واقعہ عظیم ہے اسکا تحقیق کرنا اسلئے ضروری ہی کہ جس سے معلوم ہو کہ مسلمانون کی سلطنت و غلبہ سے ہندوؤن کا تنزل ہوا یا ترقی ہوئی ۔ یہ تحقیق ثابت ہو گیا ہے کہ ایشیا کے مغربی حصہ مین جو قومین آباد تھین یعنی ایرانی اور عرب اور نیز ترک ۔ بنسبت ان قومون کے جو اس سے پرے مشرق مین رہتی تھین (ہندو) دماغی قابلیتون مین بڑھی ہوئی تھین ۔ کیونکہ یہ جاہل سوسائٹی کی بیہودہ اور مزخرفات مین کم مبتلا تھین اور شائستگی کے بلند تر درجہ کو پہنچ چکی تھین۔

یہ بات ثابت ہو چکی ہی اور غالباً آیندہ اسکی تردید بھی زیادہ نہ کیجاویگی۔ اس تحقیق سے بڑا مقصد اس بات کا ثابت کرنا ہے کہ وہ قومین جنہون نے ہندوستان پر حقیقت مین

حملہ کیا اور جو ہندوستان کے اسی بڑے حصہ ملک کے باشندوں پر حکمران رہے وہ بہ اعتبار شائستگی کے اس درجہ تک پہنچ چکی تھیں جس پر ایرانی اور عرب اپنی تہذیب کے معراج کے زمانہ میں پہنچ چکے تھے۔

مسلمان جنہوں نے ہندوستان میں اپنی حکومت قائم کی وہ زیادہ تر اس بڑے ملک کے مغربی حصہ سے آئے تھے۔ جو کہ وسیع سلطنت ایران کی حدود میں واقع تھا۔

اس زمانہ میں جبکہ مسلمانوں کی حکومت کو ہندوستان میں قائم کرنے والے مسلمان پیدا ہوئے۔ ایران کے مشرقی صوبجات بلخ اور ماوراء النہر اور اسکے مضافات تہذیب یافتہ ہونے کے اعتبار سے ایران کے سب شہروں پر فضیلت رکھتے تھے بلخ کی فارسی زبان نہایت ہی فصیح اور پاکیزہ زبان سمجھی جاتی تھی اور مسلمانوں کے عقیدہ کے موافق خدا تعالیٰ اپنے عرش کے کروبی فرشتوں سے اس بلخ کی زبان میں نرم اور دھیمی آواز سے باتیں کرتا ہے۔ فارسی کے علم ادب میں جو نامور گذرے ہیں وہ اکثر بلخ ہی کے رہنے والے تھے ان میں صرف تین شخصوں کا ذکر کرنا ہم کافی سمجھتے ہیں۔ محمد ابن عمر خاوند شاہ جسکو اہل یورپ خوند کے نام سے زیادہ جانتے ہیں۔ اس شخص نے ایک مکمل تاریخ لکھی ہے۔ اہل یورپ کو ایران کی تاریخ زیادہ تر اسی تاریخ کے ذریعہ سے معلوم ہوئی ہے۔ رشید یہ ایک نامور شاعر گذرا ہے۔ انوری ایک نامی شاعر اور علم نجوم کا بڑا ماہر ہوا ہے چنگیز خان کے جانشینوں کے عہد حکومت میں بلخ ایسی ترقی پر تھا کہ قبۃ الاسلام کہلاتا تھا۔

بخارا مشرق میں بہت بڑا دارالعلوم تھا۔ یہاں کے مشہور معروف دارالعلوم میں تحصیل علم کی غرض سے دور دراز ملکوں سے طالب العلم آتے تھے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ مغلوں کی زبان میں لفظ بخارا کے معنی ایک عالم آدمی کے ہیں۔ ان نامور فاضلوں میں سے جنکی وجہ سے بخارا کی درسگاہوں کی شہرت تھی ایک شخص تھا جو اس وقت دنیا کے بڑے فاضلوں میں شمار کیا جاتا تھا یہ شخص شیخ بوعلی سینا تھا۔ اسکی تصانیف سو سے زیادہ ہیں ۴۲۸ھ سنہ میں ۵۸ سال کی عمر میں اس نے وفات پائی کچھ بڑی عمر نہ پائی۔

جبکہ مغلون نے مغربی ملکون کی طرف بڑھنا شروع کیا تو وہ کوئی وحشی قوم نہ تھے۔ یہ بات
بخوبی ثابت ہو چکی ہے کہ ان مین تحریر کا رواج تھا۔ ان کے حروف ابجی آ۔ ب۔ ت۔
الگ تھے۔ چینی حروف کی طرح وہ مشکل نہ تھے۔ بلکہ رومی حرفون کی طرح نہایت سہل اور عمارہ تھی
مغل ملکر کام کرنے کی قابلیت رکھتے تھے جس کی وجہ سے اُنہون نے فتوحات کین اور چین ایران
اور بعد ازان ماوراءالنہر پر اُنہون نے نہایت ہی ذہانت اور عقلمندی سے باقاعدہ حکومت کی
اور اسسے ثابت ہوتا ہے کہ کس حد تک یہی دانش کے لحاظ سے مغلون نے اپنے آپ کو ایشیا کی
نہایت مہذب اور روشن ضمیر قومون کے درجہ تک پہنچا دیا تھا۔ ان ملکون پر چنگیز خان کے جانشینون
نے جس دانائی اور لیاقت سے حکومت کی شاید پھر کسی بادشاہ کو نصیب نہوئی ہوگی اپنے
فتوحات کے زمانہ مین تہذیب کے میدان مین قدم بڑھانے کے لئے مغل ایسے آمادہ رہتے تھے
کہ جب وہ چین اور ایران کے تہذیب یافتہ لوگون مین پہنچے تو اُنہون نے حیرت انگیز عجلت سے
اپنے آپ کو اُن کی مثل کر لیا اور تھوڑے عرصہ کے بعد وہ وہان سے اصلی باشندون سے
کچھ کم تہذیب یافتہ ہونے کی وجہ سے نہین بلکہ اپنے آداب اخلاق اور خصائص کی وجہ
ممیز ہوگئے ایران و ماوراءالنہر مین علوم کے سیکھنے مین انکی مستعدی مشہور تھی۔ خاص کر
اُنہون نے علم نجوم۔ علم جغرافیہ و علم ہندسہ کو بہت ترقی دی۔ خاص سمرقند مین جو چنگیز خان
کے بیٹے اور اس کے جانشینون کا پایہ تخت تھا ایک بڑا مشہور درسگاہ تھا جسکی نسبت
ایک یونیورسل ہسٹری کے مورخ نے لکھا ہے کہ یہ دارالعلوم مسلمانون کی درسگاہون
مین سب پر تفوق رکھتا ہے اور جہان قریب کے ملکون سے مسلمان پڑھنے آتے ہین ابوالفدا
مسلمانون کے اعلےٰ تہذیب کے دو ثبوت دیتا ہے۔ ایک تو یہ کہ اسکی زندگی مین پختہ
سڑکین بنی لگی تھین دوسرے شہرون مین پانی سیسہ کے نلون کے ذریعہ سے لایا جاتا تھا۔
سمرقند کا کاغذ جو ریشم سے بنایا جاتا تھا ایشیا مین نہایت نفیس کاغذ خیال کیا جاتا
تھا۔ اور ایشیا کے تمام ملکون مین اسکی بڑی مانگ رہتی تھی۔
سلطان محمود غزنوی جسنے کہ ہندوستان مین مسلمانون کی حکومت کی بنیاد ڈالی

ایشیا میں سب سے بڑا بادشاہ ہوا ہے اسکے دربار میں فاضلوں کا ہجوم رہتا تھا۔ ایشیا کے ملک الشعراء فردوسی نے اسکی دار الحکومت میں اپنی کتابیں تصنیف کیں اور سلطان کے سایۂ عاطفت میں پلا۔ سلطان محمود اور اسکے ارکین نے غزنی میں وہ وہ عالیشان عمارتیں تعمیر کرائیں کہ ایشیا میں غزنی اول درجہ کا خوبصورت شہر ہوگیا۔ سلطان نے اسمیں ایک یونیورسٹی بھی قائم کی جسکے لئے رقم کثیر وقف کی اور غزنی کو ایشیا میں علوم و فنون کا مرکز بنا دیا۔

محمود غزنوی نے اپنے تخت کے گرد بڑے بڑے عالموں اور فاضلوں کو جو کہ اسوقت کی تہذیب پیدا کر سکتے تھے جمع کیا تھا یہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ ہندوا اسکے عہد حکومت میں ایسے لوگوں کے ماتحت تھے جو شائستگی میں ہندوں سے کم ہوں اور نہ یہ بات محمود کے جانشینوں کی نسبت کہی جا سکتی ہی۔ اگرچہ ذاتی لیاقتوں میں تو وہ محمود کے ہم پلہ نہ تھے تاہم اُنہوں نے اور انکے تمام ارکین نے ایران کے علوم و فنون میں تعلیم پائی تھی چنانچہ ایسا ہی حال خاندان غوری کے بادشاہوں کا تھا وہ اور سردار جو انکی خدمت میں رہتے تھے علم و تربیت کے لحاظ سے حقیقت میں ایرانی ہی تھے۔ اس بات کا کوئی انکار نہیں کریگا کہ خاندان مغلیہ جو کہ ہندوستان میں مسلمانوں کا آخر حکمران خاندان تھا ہندوستان کے فتح کرنے سے پہلے ایران اور ما وراء النہر میں کافی عرصہ تک رہ چکا تھا اور اسنے وہاں کی تہذیب اسنے سیکھ لی تھی۔ ان کی زبان ایران کی زبان تھی انکا قانون اور مذہب ایران کا قانون اور مذہب تھا وہ ایران ہی کا لٹریچر پڑھتے تھے اور جبکہ وہ ہندوستان پر قابض ہوئے تو وہ ایران کے علوم و فنون سے بخوبی فائدہ اٹھا چکے تھے۔

اب سوال یہ ہے کہ جب ایسی طرز حکومت کی جگہ جسکا نظم و نسق ہندوں کے طریقہ تمدن کے موافق ہوتا تھا وہ طریقہ سلطنت قائم ہوا جسکا انتظام ایران کے اعلیٰ تہذیب اور اصولوں کے مطابق ہوتا ہو تو ہندوں کو فائدہ پہنچا یا نقصان؟ صرف اسوجہ سے مسلمانوں کی حکومت سے نفرت کرنا کہ مسلمان ہندوں سے

غیر تھے۔ یا یہ کہ انکا مذہب اسلام ہے۔ حکومت کی اور خوبیون کو نظر انداز کر جانا تعصب کی بات ہے اور عقل کے خلاف ہے۔ مغلون نے ہندوستان پر اس طرح حکومت نہین کی کہ ہندوستان کو کوئی غیر ملک خیال کیا ہو اور اسکو اپنے ملک یا وطن کی ترقی اور بہبودی کا ذریعہ قرار دیا ہو۔ بلکہ انھون نے ہندوستان کو اپنا وطن اور اپنا ملک سمجھا۔ جسکی وجہ سے مغلیہ حکومت کا ہندوستان سے اتنا قریب تعلق ہو گیا جتنا کہ شخصی حکومت مین پادشاہ کا اپنی رعایا کے ساتھ ہونا ممکن ہے۔ ہندوؤن کے ساتھ مغلون کا برتاؤ ایسا نہ تھا جیسا کہ غیر قومون سے ہوتا ہے بلکہ ایسا جیسا کہ اپنے ہموطنون کے ساتھ ہوتا ہے

جس وقت کوئی محقق ان سب باتون پر غور کریگا تو اس کو اس بات مین بحث کرنے کی گنجایش نہین رہیگی کہ ہندوؤن کے ہاتھ سے مسلمانون کے ہاتھ مین ہندوستان حکومت جانے سے ہندوستان کو فائدہ ہوا اور بہت بڑا فائدہ پہنچا۔ اس بات کا کافی ثبوت بغیر تفصیلی حالات کے لکھنے کے ہمکو یہ تحقیق ہو سکتا ہے کہ جیسی ہندوؤن کی حکومت خرابیون اور برائیون سے بھری ہوئی تھی ایسی مسلمانون کی حکومت مین انکی برابر برائیان نہ تھین۔

ہندوؤن کی تہذیب کا حال زیادہ تر نامعلوم اور پوشیدہ ہے۔ برخلاف اسکے ایران کی تہذیب کا علم اہل یورپ کے تعلیم یافتون پر بخوبی ظاہر ہے۔

مسلمانون اور ہندوؤن کا مقابلہ ان چند عنوانون سے معلوم ہوگا۔

(۱) رعایا کی تقسیم اور تفریق۔

اس اہم کام کو مسلمانون نے جس خوش اسلوبی سے انجام دیا تھا وہ بیان سے باہر ہے مسلمانون مین ذات کے جھگڑے نہ تھے۔ جتنی رسوم کہ تلون مزاجی اور خودغرضی کی وجہ سے جاری کی گئی ہین۔ ان سب سے زیادہ انسان کی ترقی کے مانع ذاتون کی تفریق ہے جمہوری سلطنتون کی مانند مسلمانون کی

خود مختار شخصی حکومت مین کل انسانون کیساتھ یکسان برتاؤ کیا جاتا تھا۔ امرا و شرفاء
کی کوئی خاص جماعت نہ تھی۔ بلکہ صرف منصب اور سرکاری عہدہ کے موافق لوگون کی عزت
ہوتی تھی۔ عہدے کسی خاندان کے ساتھ مخصوص نہ تھے بلکہ ہر روز ادنیٰ درجہ کے لوگ ترقی
کرکے اعلیٰ عہدون پر پہنچتے تھے۔ ہر ایک کی قدر و منزلت اسکی ذاتی لیاقت اور قابلیت
کی وجہ سے ہوتی تھی۔ نہ کہ صرف اسکے باپ کی ثروت و امارت کی وجہ سے۔

(۲) طرز سلطنت مسلمانون کی طرز سلطنت کی خوبیان جو ہندوؤن کے
طریقہ حکمرانی سے ممتاز ہین وہ یہ ہین۔

مسلمان بادشاہ انتظام سلطنت کے واسطے عہدہ دار مقرر کرتے تھے مثلاً
بخشی وزیر امیرالامراء وغیرہ وغیرہ۔ ہندو راجاؤن کے وقت مین عجب بے ترتیبی
اور ابتری تھی۔ راجہ برہمنون کی جماعت کے وسیلہ سے حکومت کرتا تھا۔ جو راج
کے اختیارات کو مجوزہ قانون کے مطابق عمل مین نہین لاتے تھے۔ بلکہ جو شخص سازش
کرکے یا شہرت کی وجہ سے عروج پا جاتا تھا سو کرتا تھا اس زمانہ مین یہ دستور
تھا کہ بعض لوگ قوت حاصل کر لیتے تھے اور اور لوگ ہر بات مین انکی فرمانبرداری
کرتے تھے ایسے لوگ وزارت یا پیشواؤن کا رتبہ جیسے کہ مرہٹون مین ہوئے
حاصل کر لیتے تھے۔ جس صورت مین یہ برہمنون کی جماعت باضابطہ مقرر نہین
کیجاتی راجہ ایک وزیر منتخب کر لیتا ہے جسکو راج سے کل اختیارات حاصل
ہوتے ہین اور وہ اختیارات کو ضرورت کے موافق عمل مین لاتا ہے اور رسم و رواج
یا کسی خاص قاعدہ کا پابند نہین ہوتا۔

اگر بادشاہ مطلق العنان ہو اور سلطنت کا انتظام اچھی طرح نہ کرے تو جو
بدنظمیان پیدا ہوتی ہین انکے انسداد کے لئے صرف تین چیزین ہین اول مذہب
دوسرے بغاوت کا اندیشہ۔ تیسرے اخلاقی حالت تا دل جب یہ کہین کہ بادشاہ
کی مرضی کا مخالف مذہب ہے تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ پیشوایان دین

بادشاہ کی مخالفت کرتے ہین۔ کیونکہ جسطرح ملکی تدبیرین بغیر مدبران سلطنت کے چل
نہین سکتین اسی طرح مذہب بھی بغیر پیشوایان مذہب کے کچھ کام نہین کرسکتا۔ مذہب
کے پیشوا صرف اس حالت مین راجہ کی مخالفت کرسکتے ہین جس صورت مین لوگون مین
انکا رسوخ ہوا ور انکے اختیارات اتنے بڑھے ہوئے ہون کہ بادشاہ ان کو
ناراض کرنے سے ڈرتا ہو۔ راجاؤن کی سختیون سے رعایا کو پیشوایان مذہب اسوقت
بچا سکتے ہین۔ جبکہ بادشاہ ملکی اختیارات مین انکو اپنا مصلاح کار بنائین جس صورت مین
کہ راجہ پیشوایان دین کو اپنا صلاح کار بنا لیتے ہین اور انکے ظلم کرنے سے پیشوایان دین کو
بھی فائدہ پہنچتا ہے تو وہ ان راجاؤن کو ناجائز حرکتون سے روکتے نہین بلکہ انکو
اور ترغیب دیتے ہین۔ ہندوؤن کے طرز سلطنت مین پیشوایان دین اور راجاؤن کے
اختیارات ایک دوسرے سے وابستہ تھے۔ کہ راجہ تو برائے نام ہوتے تھے۔
حقیقت مین پیشوایان دین راج کرتے تھے۔ جب کہ راجاؤن کی سختیون سے انکو
فائدہ پہنچتا تھا تو انکو کیا غرض تھی کہ وہ راجاؤن کو برائیون سے روکتے۔
چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ہندو راجاؤن کو بدنظمیون سے مذہب نے کبھی نہین روکا
مسلمانون کی طرز حکومت مین مذہب اور سلطنت مین ایسا قریب کا تعلق نہین
تھا۔ یہ بالکل درست ہے کہ ایک زمانہ مین خلیفہ ملک اور دین دونون کے بادشاہ
ہوتے تھے لیکن اکثر حالتون مین مسلمان بادشاہون کے عہد مین سوائے چند باتون
کے جو رواج پر منحصر تھین علماء دین کو بہت کم ملکی اختیارات حاصل تھے۔ لیکن وہ
رعایا کی حالت کو بہتر نہین کرسکتی تھی۔ مسلمانون کی حکومت مین پیشوایان مذہب کو
کبھی کافی رسوخ پیدا نہین ہوا۔ اور نہ ظاہر مین انہون نے اپنا میلان خاطر اس
طرف ظاہر کیا کہ بادشاہ کی طرف سے جو سختیان رعایا پر ہوتی ہین انکا انسداد
ہو اس بات مین مسلمان ہندوؤن کی مذہبی جماعت سے اختلاف رکھتے ہین اور
یہ بہت بڑا فرق ہے کہ مسلمانون کی پیشوایان مذہب ان لوگون سے کم ہوئے

نہین ہوتے جو اختیارات کے بل پر رعایا پر ظلم کرتے ہین مسلمانون کے پیشوایان
مذہب کو خود ان لوگون سے پناہ نہین ہوتی۔

(۳) ایشیائی طرز حکومت مین بغاوت کا اصول رعایا کے حق مین اکثر مفید ثابت
ہوا ہے اگر رعیت کو ہر قسم کی خوشی اور آسایش میسر ہوسکتی ہے تو صرف اسی ذریعہ
سے ہو سکتی ہے جس صورت مین پادشاہون اور اُسکے ارکین کی آرزؤن خواہشون
اور تلون مزاجی کی کوئی حد نہ ہو تو حکام بالا دست کی بیشمار خواہشون آرزؤن اور
تلون مزاجی کی وجہ سے رعیت پر جو تباہی اور مصیبت آتی ہے۔ رعایا کو اس سے
پناہ دینے والی کوئی چیز ایسی نہین ہے جیسا کہ اسکے باغی ہونے کا ڈر۔ لیکن جس صورت
مین آدمیون کے پاس کوئی چیز نہو جسکے جاتے رہنے کا انکو اندیشہ ہو تو رعیت کو
بغاوت پر آمادہ کر دینا کوئی دشوار بات نہین ہے۔ ایشیائی پادشاہون کو
اس بات کا تجربہ ہے کہ اگر رعیت پر ایک خاص حد سے زیادہ ظلم کیا جائے تو وہ
غدر کر دیتی ہے اور ظلم کرنے والون کو پامال کر ڈالتی ہے اور ایسی حالت مین اُسکو
سرگروہ کی بھی ضرورت نہین ہوتی۔ یہ خیال ہمیشہ حاکمون کے پیش نظر رہتا ہے
اور انکو اعتدال کے ساتھ حکومت کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ اگر ایشیائی خود مختار
حکومت مین کچھ خوبیان پائی جاتی ہین تو صرف اسی وجہ سے ہین لیکن ہندوستان
مین بغاوت کا خوف بالکل جاتا رہا تھا۔ کیونکہ ہندؤن کو لڑائی کی طرف سے نفرت تھی
اور مصیبت کے وقت مین انکا صبر اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ وہ دنیا کی سب قومون سے
بڑھی ہوئی تھی۔ البتہ ہندوستان کی مسلمان رعایا کی جرأت اور دلیری اور بہادری
نے ہندوستان کے پادشاہون کو لیاقت اور دانائی سے حکومت کرنے کی
تحریک کی تھی۔

سوم جو تہذیب ہندؤن اور مسلمانون مین پائی جاتی ہے اس سے کہین بڑھ کر
تہذیب اسبات کے لئے درکار ہے کہ محض نیکی اور اخلاق کی وجہ سے

پادشاہ بخشیون سی باز رہین جسقدر انسان لوگون کی تعریف سے خوش ہوتا ہی اور انکے برا کہنی سے برا رنجیدہ دل ہوتا ہے اسی قدر اخلاق اسکے بیجا اختیارات کو روکتا ہے۔ چنانچہ ہندو اور مسلمان بادشاہون پر اخلاق کا عمدہ اثر نہین ہوا تھا۔ اگر کچھ اثر پایا بھی تھا تو مسلمانون مین تھا۔ مسلمان فاتحان ہند کے اوضاع و اطوار مین ایسی انسانیت اور دلیری اور کام کی قابلیت پائی جاتی تھی کہ مسلمانون مین خودمختار حکومت اس قابل نفرت اور وحشیانہ عیاشی کے درجہ کو نہین پہنچ سکتی تھی جیسے کہ ہندوؤن کی سلطنت کا اس درجہ کو پہنچنا آسان تھا۔

اگرچہ وحشت کے آثار مسلمان قومون مین بھی پائے جاتے تھے جیسا کہ ایشیا کے تمام باشندون مین لیکن ساتھ ہی مسلمانون مین فہم اور فراست تھی برخلاف اسکے ہندوستان کے اصلی باشندون مین وحشی قومون کے علاوہ کام کرنے کی عقل سب قومون سے کم ہے جس قوم مین کام کرنے کی قابلیت ہوتی ہے اسکا اثر طرز حکومت پر اور بادشاہون کے دماغ پر ضرور ہوتا ہے چنانچہ ذیل مین تیمور کے آئین سے یہ بات ثابت ہی کہ مغلون نے ہندوستان مین آنے سے پہلے حکمرانی کی عمدہ عمدہ طریقے ایجاد کئے تھے وہ لکھتا ہی کہ

مینے ایک قاضی مقرر کیا جو کہ نہایت عالی خاندان او مقدس آدمی تھا۔ تاکہ وہ دین دار آدمیون کے چال چلن کو دیکھتا رہے اور اس وقت کے آداب اور اخلاق کو درست کرے اور مذہبی امور کے واسطے لوگ معین کرے اور ہر ایک شہر اور قریہ مین تیز فہم اور زیرک قاضی و مفتی مقرر کرے اور محتسب مقرر ہون جو تجارت اور اوزان وغیرہ اور پیمانون کے نگران رہین ایک قاضی فوج کے واسطے اور دوسرا قاضی رعیت کے واسطے مینے مقرر کیا اور ہر ایک صوبہ اور شہر مین مینے شارع بھیجا تاکہ وہ لوگون کو برائیون سے باز رکھے اور انکو راہ راست پر لائے مینے حکم دیا کہ ہر ایک شہر اور قصبہ مین ایک مسجد۔ درسگاہ۔ خانقاہ۔ غربا اور محتاجون کے لئے خیرات خانہ اور مریضون کے لئے شفاخانہ بنایا جائے اور طبیب نوکر رکھا جائے جو شفاخانہ مین ہر دم موجود رہے ہر ایک مین سرکاری مکان اور عمارتین بنائی جائین۔ اور نگران مقرر کئے جائین تاکہ وہ مزروعہ زمینون اور زمینداروں کی خبرگیری کرین۔

مینے حکم دیا کہ معابد اور خانقاہین تعمیر کی جائین اور شاہراہ پر مسافرون کے ٹھیرنے کے واسطے سرائین بنائی جائین اور دریاؤن پر پل تعمیر کرائے جائین۔
مینے حکم دیا کہ شکستہ پلون کی مرمت کی جائے اور دریا ندی نالون پر پل بنائے جائین اور سڑکون پر ایک ایک منزل کے فاصلہ پر کاروان سرائے تعمیر کرائین۔ اور محافظ اور چوکیدار سڑکون پر تعینات ہون۔ ہر ایک کاروان سرائے مین آدمی رہین اور سڑکون کی حفاظت اُن کے سپرد کی جائے اور اگر سڑک پر غافل مسافرون کی کوئی چیز چوری جائے تو ان چوکیدارون سے بازپرس ہو۔
مینے حکم دیا کہ صدر اور مفتی وقتاً فوقتاً میرے مملکت کے دینی امور میرے سامنے پیش کرین اور مینے ایک قاضی مقرر کیا تاکہ تمام ملکی نزاع کے مقدمات جو کہ میری سپاہ اور رعایا کے درمیان ہون وہ میرے پاس بھیجتا رہے۔
حکومت کے نہایت ضروری مقاصد مین سے چار منتخب مقصد تھے جنکے پورا کرنے مین شاہان مغل نے بہت کوشش کی۔ اوّل عدل گستری کی۔ دوم انہون نے لوگون کو تعلیم اور تربیت دی تیسرے سفر کرنے مین آسانی کردی۔ چوتھے جو کچھ انکے ملک مین واقع ہوتا تھا اس کے شے باخبر رہتے تھے۔ اس بات کا ہمارے پاس کافی ثبوت ہے کہ ان مقصدون کو خاطرخواہ تو وہ پورا نہین کرسکے لیکن جسوقت سے یہ مقصد ضروری ثابت ہوگئے اس وقت سے طرز حکومت کے علم و فن مین بہت کچھ ترقی ہوگئی اور جب سے انکے حاصل کرنے مین سرگرمی سے کوشش کی گئی تو اور بھی زیادہ کامیابی ہوئی۔
تیمور کی طرز حکومت کے بارہ اصولون کا انتخاب حسب ذیل ہے
نہایت ذی عقل۔ فہمیدہ۔ ہوشیار۔ محتاط۔ تجربہ کار۔ دوراندیش لوگون کو اپنا مشیر اور صلاح کار بنایا۔
سپاہ اور رعیت کو ایک نظر سے دیکھا اور ان دونو مین ایسا بندوبست کیا کہ ایک دوسرے پر ظلم تعدی نہین کرسکتا تھا۔
دوراندیش و عاقل لوگون مین سے چند آدمی منتخب کیے۔ جو کہ مجھے معتبر معلوم ہوئے

اور جنکو مینے اہل لائق سمجھا کہ سلطنت کے کامون مین اُن سے صلاح لیجاوے اور ان سے مین سلطنت کے
راز کہہ سکون انکو مینے اپنا رازدار بنایا۔ درست ہے اہم اور پوشیدہ کام مینے اُن پر ظاہر کیے
وزیرا ور منشیون ور محررون کے ذریعہ سے مینے دربار عام کا انتظام اور انصرام کیا۔ مینے
اونکو ایسی سلطنت کا آئینہ بنا دیا تھا کہ انھون نے سلطنت کے تمام کاروبار دکھائے۔ اور
رعیت اور لشکر کی ضرورتون سے مجھے آگاہ کیا۔ انھون نے شاہی خزانہ کو دولت و مال سے
رکھا۔ اور رعیت کی بہبودی مین اور ہر چیز اُن کے واسطے افراط سے مہیا کی۔ جہان جہان
ملک مین بدنظمی تھی نہایت مناسب اور بہترین طریقہ سے انھون نے اسکا انسداد کیا۔ سلطنت کی
آمدنی اور خرچ کو انھون نے درست رکھا اور ملک کی آبادی بڑھانے مین انھون نے سعی کی۔
حاذق طبیبون اور تجربہ کار معالجون اور نجومیون اور مہندسون کو جو سلطنت کی رعیت کے
واسطے ضروری ہین مینے اپنے گرد جمع کیا۔ طبیبون اور جراحون سے مینے بیمارون کو تندرست
کرایا۔ نجومیون کی مدد سے ستارون کا ملک پر نیک و بد اثر اور سیارون کی رفتار اور
گردش ۔ مینے دریافت کی۔ مہندسون اور معمارون کی مدد سے مینے باغ لگوائے۔
اور عالیشان عمارتین تعمیر کرائین۔

علم تاریخ کے جاننے والے اور واقف کار لوگ میری پاس موجود رہتے تھے۔ وہ انبیا
و پیغمبرون اور شاہان سلف کا حال سنایا کرتے تھے اور مین ان واقعات کو غور سے سنا
کرتا تھا جنکی وجہ سے لوگ پادشاہی کے رتبہ تک پہنچے یا جو اُن کی سلطنت کی تباہی کا باعث
ہوئے۔ زمانہ قدیم کے بادشاہون کے تاریخی حالات سے اور روایتون اور انکے اخلاق اور
چال و چلن سے میرا تجربہ بڑھا اور میرے علم کی توسیع ہوئی۔ ان لوگون کی زبانی مینے
روئے زمین کے مختلف مقامات کی کیفیت اور وہان کی روایتین سنین اور مینے معلوم کیا
کہ سلطنتین کہان واقع ہین۔

ہر ایک ملک کے مسافرون اور سیاحون کو مینے تحریک دی تا کہ وہ تمام قومون کی حرکات
اور کاروبار سے مجھکو اطلاع دین۔ سوداگرون اور کاروان سرائے کے سردارون کو مینے

ہر ایک ملک اور مملکت کی طرف روانہ کیا تاکہ ختن ۔ چین ۔ ماچین ۔ ہندوستان ۔ عرب کے شہروں سے مصر ۔ شام ۔ روم اور عیسائیون کے ملکوں سے ہر قسم کے قیمتی اسباب تجارت اور نادر روزگار اشیاء لاوین اور ہر ملک کی حالت اور وہان کے باشندون کی عادات اور اخلاق سے مطلع کرین اور غور سے دیکھین کہ ہر ملک کے بادشاہ کا برتاؤ اسکی رعیت کے ساتھ کیسا ہے اور مجھ سے آکر کہین ۔

یہ باتین جو حکومت کے قابل غور اور ضروری مقاصد مین لکھی ہوئی تھین صاف بتلاتی ہین کہ تیمور کے وقت مین لوگ عقل و دانش مین وحشی قومون سے بہت بڑھے ہوئے تھے ۔

ناقص طریقہ حکمرانی مین رعیت کی خوشی زیادہ تر مالگذاری کے جمع کرنے کے طریقہ پر منحصر ہوتی ہے اسکے واسطے حسب ذیل قانون جاری کیا ۔ یہ قوانین انتظام کرنے کے اعلٰے درجہ کی قابلیت ظاہر کرتے ہین ۔

مینے حکم دیا کہ مقررہ محصول اور راہداری سے زیادہ لوگون سے ہرگز امیر نہ لینے پاوین ۔

مینے حکم دیا کہ ہر ایک صوبہ مین جو بادشاہ کی طرف سے بطور جاگیر کے امراء کو دیا گیا ہو وہ عہدہ دار اسکے نگران مقرر ہون ۔ ان مین سے ایک کو مالگذاری کا معائنہ کرے ۔ اور رعایا کے حقوق کی نگہبانی کرے تاکہ کہین ایسا نہ ہو کہ رعیت تباہ ہو جاوے یا جاگیردار انپر ظلم کرین اور تمام رقوم جو صوبہ سے جمع کی جاوین انکا حساب لکھے ۔ دوسرا عامل اخراجات کا رجسٹر اپنے پاس رکھے اور مالگذاری کے روپیہ کو سپاہیون پر صرف کرے ۔

مینے حکم دیا کہ ہر ایک جاگیردار کے پاس جاگیر تین سال تک رہے اس کے بعد صوبہ کا معائنہ کیا جاوے ۔ اگر وہان کے باشندے جاگیردار سے خوش ہون اور ملک مین ترقی ہو اور آبادی بڑھ گئی ہو تو پھر اسی کو جاگیر واپس دیدی جائے ۔ لیکن اگر صوبہ کی حالت اسکے خلاف پاوین تو جاگیر سرکار کو واپس کر دی جائے اور تین سال تک جاگیردار کو جاگیر کی آمدنی نہ دی جائے ۔

تیسنے حکم دیا کہ اگر ضرورت پڑے تو رعایا کو دھمکا کر محصول جمع کریں لیکن انپر ظلم و جبر
نہ کریں اور تازیانے نہ لگائیں۔ وہ حاکم جسکا رعب لوگ اتنا بھی نہ مانیں جتنا کہ کوڑے سے
ڈرتے ہیں حکومت کرنے کے لائق نہیں ہے۔
تیسنے حکم دیا کہ مالگذاری اور محصول اس طرح جمع کیا جاوے کہ رعایا کی تباہی کا باعث
نہ ہووے اور ملک غیر آباد نہ ہو جاوے۔
زرخیز اور شاداب میوؤں کی پیداوار کا ایک ثلث سرکار میں داخل کیا جاتا تھا اور
یہی آمدنی کا ذریعہ تھا۔
تیسنے حکم دیا کہ جو شخص ویران زمین میں کاشت کاری کرے یا نہر لادے یا باغ لگاوے
یا غیر مزروعہ زمین پر زراعت کرے اس سے پہلے سال کچھ نہ لیا جائے دوسرے سال جو وہ
خوشی سے دیوے لیلو تیسرے سال سے قانون کے مطابق اس پر جمع مقرر کرو۔
تیسنے حکم دیا کہ اگر غریبوں پر امیر ظلم کریں اور انکے مال و متاع کو نقصان پہنچائیں تو ظالم
امیروں سے نقصان کے برابر رقم لیکر مظلوم غریبوں کو دو تا کہ انکی پھر پہلی سی حالت ہو جاوے
تیسنے حکم دیا کہ ہر ایک ملک میں وزیر مقرر ہوں ایک وزیر رعایا کے واسطے ہو اس کو یہ
خدمت سپرد کی جائے۔ کہ وہ مالگذاری اور راہداری کا باقاعدہ حساب لکھے کہ رعیت
نے کیا اور کتنی رقمیں کس مد میں اور کس بات کی دیں وہ ان سب کا نقشہ تیار رکھے۔ دوسرا
وزیر فوج میں مقرر ہو جو حساب لکھے کہ سپاہ کو کتنا روپیہ دیا گیا ہے اور ان کو کتنا روپیہ
اور دینا باقی ہے۔ تیسرے وزیر کو متفرق کام دئے ہیں جنکے بیان کرنے کی یہاں گنجائش
نہیں ہے۔
یہ سب باتیں بتاتی ہیں کہ مغل جب کہ وہ پہلی ہی دفعہ ہندوستان میں آئے علم سیاست
مدن خوب جانتے تھے اور انکے آنے سے ہندوستان کو بڑا فائدہ پہنچا۔ خاندان مغلیہ کے
بڑے بادشاہوں کے عہد میں مثلاً اکبر کے زمانہ میں سلطنت کے اختیارات بٹے ہوئے تھے
اور ایسی لیاقت سے حکومت کی جاتی تھی جو علم اور تہذیب کے اعتبار سے اس مشہور زمانہ

شایان تھی۔
اگرچہ شخصی حکومت مین بہت سی چیزون کا انحصار بادشاہ کی صفات پر ہوتا ہے لیکن اگر حکمرانی کا عمدہ طریقہ ایک دفعہ بخوبی رواج پا جاتا تھا تو تھوڑے عرصہ تک تو اسکا اثر ضروری رہتا تھا اور اکثر وہ قاعدہ ہمیشہ کے لئے جاری ہو جاتا تھا۔
(۳) **قانون**۔ ہندوٗن کا قانون ایسے لوگون نے بنایا تھا جنکی دماغی قوت ایسی ضعیف تھی کہ اسسے زیادہ اور ضعیف نہین ہو سکتی۔ قانون کا بڑا نتیجہ عظیم یہ ہے کہ ملک کو فائدہ پہنچے۔ لیکن دنیا مین جتنے قوانین آجتک بنائے گئے ہین۔ ان سب مین بدتر ہندوٗن کا قانون ہے جس سے بہت ہی کم ملک کو فائدہ پہنچ سکتا ہے اور قانون کی علت غائی ملک کی نفع رسانی کی مفقود ہے اگر مفروضہ بہترین قانون سے مسلمانون کے ان قوانین کا مقابلہ کیا جائے جنکو انھون نے ہندوستان مین جاری کیا تو بہت سے نقص ہین گے۔ لیکن اسکا کسی ملک کے موجودہ نظم قوانین سے مقابلہ کرو۔ مثلاً قوانین روم یا قوانین انگلستان سے تو وہ خوبیون مین ایسا کمتر نہین ہوگا جیسا کہ ان قوانین کی نظمون سے جاننے والے جاہل آدمیون کے تعریف پر غش ہونے والے یقین کرتے ہین۔ مسلمانون کے قوانین لکھنے مین ہم انگریزی قوانین کا بھی ذکر کرینگے۔ تاکہ لوگ دونون قومون کے قانون سے واقف ہو جائین اور یہ اس وجہ سے اور بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان مین مسلمانون کا قانون منسوخ ہو کر انگریزی قانون جاری ہوا ہے۔

خاص ہدایتین ہونگین۔

اول قوانین دیوانی ہین جنمین فوجداری کا قانون شامل نہین ہے۔ وہ حقوق شامل ہین جو قوم کے ہر فرد کو قوم کی بہبودی کے واسطے حاصل ہونے چاہئین۔ یا یون کہو کہ قانون دیوانی ان اختیارات پر مشتمل ہے جو قوم کی ترقی کے واسطے ہر شخص کو آدمیون اور اشیاء پر حاصل ہونے چاہئین۔ یہ اختیارات حقوق کے قائم کرنے کے لئے ضرور ہین اور عام تجربہ سے خوب معلوم ہوا ہے کہ اس باب مین مہذب قومین ایک دوسرے سے اتفاق کرتی چلی آئی ہین۔ البتہ حقوق کے استحکام کے واسطے انھون نے مختلف طریقے اختیار

کئے ہین۔

سب سے عمدہ اور بہتر ذریعہ جسکے بغیر لوگون کے حقوق کی حفاظت ناممکن ہی یہ ہے کہ لفظ حق کی صحیح اور درست تعریف کی جائے۔ حقوق کی درست اور ٹھیک ٹھیک تعریف کرنے کے اعتبار سے رومی اور انگریزی اور مسلمانون کے قانون ایکسے ہین۔ تعریفات کا درست ہونا گویا قانون کو کمال کے درجہ تک پہنچا دینا ہے اور یہ بات اس وقت حاصل ہوتی ہے جب کہ قوم تہذیب کے اعلے درجہ تک پہنچ گئی ہو۔ تعریفات کے واسطے اول تو تمام مختلف واقعات کے تجربہ پر عبور ضرور ہے۔ دوسرے انسان کا دماغ اتنا مشاق نہین ہے کہ تمام واقعات کو ترتیب دے سکے اور بغیر عمدہ ترتیب کے صحیح تعریف کرنا ناممکن ہی۔ تیسرے رسوم کا منسوخ کرنا بہت دشوار ہے مقنن رسوم کی ناپائداری سے خوش ہوتا ہے اور وہ کوشش کرتا ہے کہ کہین رسوم ترقی نہ پکڑ جائے اور اختیارات کی وجہ سے وہ اپنی کوششون مین کامیاب ہوتا۔

زمانہ حال تک یورپ کے کسی ملک مین بھی قانون مال قلمبند نہین کیا جاتا تھا یعنی لوگون کے حقوق کی کیفیت مقررہ الفاظ مین نہین بتائی جاتی تھی۔ تمام قانون باقی تھا۔ بہت سے لوگ تو یہ بھی نہین جانتے تھے کہ لفظ حق کیا چیز ہے جج کے پاس اسکی رہبری کے لئے کوئی مقررہ تعریف نہین ہوتی تھی وہ ہر موقع پر حسب ضرورت نئی نئی تعریف گھڑ لیتا تھا۔ یہ بیشمار تعریفات جو مختلف ججون نے بے شمار موقعون پر کی تھین۔ ایک دوسرے سے کم و بیش مختلف تھین لگر تعریفات مین کچھ صحت و درستی تھی تو صرف اس وجہ سے کہ فیصل شدہ مقدمات سے ایک جامع تنقیح لیا تھا اور جج ہر موقع پر تغیر و تبدل ان فیصلون کی حد کے اندر کرتا تھا۔ کیونکہ جو شخص بے انصافی کرنے کی غرض سے مقررہ حد سے تجاوز کرتا تھا اسکو لوگ برا سمجھتے تھے۔ چند سال ہوئے کہ جرمن کی بعض ریاستون نے کوشش کی تھی کہ ضابطہ قوانین بنائین اور خاص عبارت مین لکھ کر قانون کو مستقل کر دین۔ یہ کوشش صرف تھوڑے ہی لوگون کی

طرف سے تھی اور اسمین زیادہ کامیابی حاصل نہین ہوئی شہنشاہ نپولین پہلا شخص تھا جسنے
قانون کی تدوین کرکے رعیت کو بے حد فائدہ پہنچایا۔ اگر ہم نکتہ چینی کرین تو نپولین کے
ضابطہ قانون مین بہت سے نقص نکال سکتے ہین لیکن باوجود ان سب باتون کے
فرانسیسیون کو بہ اعتبار قانون کے سب قومون پر تفوق حاصل تھا۔ انگلینڈ کا من لا
(رسم و رواج) عام قانون جسمین دیوانی اور فوجداری دونون شامل ہین صرف
زبانی تھا۔ قانون جو سٹیچوٹ لا (آئین پارلیمنٹ) کے نام سے مشہور تھا
وہ فضول لفظون سے مملو تھا۔ اسمین عجیب بے ترتیب فقرے ایسے مہمل و ذومعنی ہین
کہ مقنن کہتے ہین کہ عام قانون جسمین تغیر و تبادل ہمیشہ ہوتا ہے اس سے زیادہ
قابل اعتبار ہے۔ صاحب ممدوح نے بہت کچھ اس قانون کے بابت لکھا ہے اور
یورپ و مسلمان و ہندوؤن کے قوانین کے مقابلہ کرکے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مسلمانون
کے قوانین عیسائیون کے قوانین سے تہذیب مین بعض برابر بعض کم تھے مگر مسلمانون کے
قوانین دیوانی اور فوجداری ہندوؤن کے قوانین سے بدرجہا بہتر تھے۔

(۴) ٹیکس محصول لگانے مین مسلمانون نے وہی طریقہ اختیار کیا جو ہندوؤن کے عہد حکومت
مین تھا۔ پیداوار کا ایک خاص حصہ بادشاہ کو دیا جاتا تھا اور یہی سلطنت کی
آمدنی کا ذریعہ تھا۔ اکبر بادشاہ نے مالگذاری جمع کرنے کے عمدہ طریقے مقرر کئے۔ مالگذاری
و بندوبست کے قانون کو ایسی ترقی دی جو دوسرے بادشاہ کے عہد مین کبھی نصیب
نہین ہوئی تھی۔ جو کچھ کہ ہمکو ہندوؤن کی طرز حکومت کی بابت معلوم ہی اور جس لیاقت
سے مسلمانون نے سلطنت کے کام کو انجام دیا اس سے ہم یہ نتیجہ بخوبی نکال سکتے
ہین کہ مغلون کے آنے سے ہندوستان مین بہت ترقی ہوئی۔ یہ بات کہ مسلمانون نے
مالگذاری کے کام مین اکثر ہندوؤن سے کام لیا اور ہندوؤن کی مدد سے انھون نے
اصلاحیں کیں اس خیال سے متناقض نہین ہی کہ مسلمانون کے عہد مین مالگذاری کا کام
ہندوؤن کے زمانہ سے بہتر کیا گیا تھا۔ چونکہ پیداوار کا ایک خاص حصہ لیا جاتا تھا علاوہ

مالگذاری کے مفصل حالات سے آگاہ ہونا دشوار اور مشکل تھا اور اسکے واسطے رعایا کے اخلاق اور زبان سے واقف ہونا ضروری تھا اور یہ واقفیت صرف ہندؤن ہی کو ہوسکتی تھی۔

ہندو اس کام مین مدد دینے کے تو قابل تھے لیکن انمین اتنی قابلیت نہ تھی کہ خود کر سکین۔ مالگذاری جمع کرنیکا وہ طریقہ جو اکبر کے وقت مین اختیار کیا گیا تھا تاکہ مالگذاری کی بد انتظامیون کا انسداد کیا جائے اور رعایا پر ظلم ہونے نہ پائے اور تحصیل مین غبن نہ ہو۔ جسوقت تک کہ مغلیہ حکومت مین کچھ بھی قوت رہی بے کم و کاست۔ وہی طریقہ چلا آتا تھا لیکن جب ملک کئی حصون مین تقسیم ہو گیا اور ہر ایک صوبہ خود مختار بن بیٹھا اور وہان کے حاکم صوبہ کی بدنظمیون کا انسداد نہ کر سکے تو وہ طریقہ ٹوٹ گیا

(۵) مذہب۔ اسپر ہم بحث نہین کرتے۔

(۶) اخلاق و اوضاع مسلمانون کے۔ اخلاق و اوضاع ہندؤن کے اخلاق سے بہتر تھے۔ ہندیون کا اخلاق زیادہ تر ذات کی ظالمانہ و نہ بون پابندی پر مبنی تھا لیکن جو اخلاق مسلمانون کے اخلاق کی طرح نوع انسان کی مساوات و اخوت پر مبنی تھا وہ اس اخلاق سے جو سرتاپا بادشاہ کی بھلائی پر مبنی ہو ایسا فرق رکھتا ہے۔ جسکی شکل سے کوئی قیمت مقرر ہو سکتی ہے۔ ہندؤن کا اخلاق مذہبی رسوم کے ادا کرنے پر مشتمل تھا۔ یہ رسمین آزار رسان و بیہودہ تھین۔ ہر ایک ہندو کی زندگانی کا بڑا حصہ بیہودہ رسمون کے ادا کرنے مین صرف ہوتا ہے یا ہونا چاہیئے مسلمانون کا مذہب تمام مہذب قومون مین سب سے زیادہ رسمون سے مبرا اور منزہ ہے۔

انسان کی زندگی کا بڑا حصہ لطیف اور لذیذ پکوانے اور کھانے مین صرف ہوتا ہے ہندو و مسلمانون کی خوراک مین فرق تھا مسلمان گوشت خوار تھے۔ ہندو گوشت خوار نہ تھے ان کی غذا نباتات تھی۔ ان غذاؤن کے فرق سے بھی انکے درمیان فرق تھا شراب وغیرہ ہندو و مسلمانون مین ممنوع تھی۔

مسلمانون کی طرز گفتگو بہ نسبت ہندؤن کے ملائم و دلاویز کم ہوتی ہے انگریزی

حکام انکو پسند نہین کرتے کیونکہ وہ انکو محض بتا تابعدار بنا کر رکھنا چاہتے ہین۔ اصل بات یہ ہی کہ ہندو خواجہ سراؤن کی طرح غلامانہ صفات مین بڑھے ہوئے ہین۔ انگریزی حکام سرکاری کام اور خانگی امور مین دیکھتے ہین کہ انکے عیش و رحفاظت اور خود بینی مین ہندو سب قومون سے کم محمل ور مانع ہوتے ہین۔ اگرچہ مسلمان ہندو جیسے نرم نہین مگر ایکے ساتھ ہی وہ مردانہ وار اور طاقت ور ہین وہ زیادہ تر ہمارے نیم مہذب بزرگون سے ملتے جلتے ہین جو کہ برتاؤ مین تو ایسے نرم نہ تھے لیکن ہندؤن کے مقابلہ مین اعلیٰ درجہ کی تہذیب سیکھنے کی قابلیت رکھتے تھے۔

ہم دیکھ چکے ہین کہ ہندؤن کا چال و چلن بہت خراب ہوتا ہے مسلمان ان سے کسی قدر بہتر ہین۔ ظاہرداری۔ دروغگوئی۔ بیوفائی۔ اور دوسرون کی دلآزاری کی طرف سے بے پروائی اور زرپرستی مین ہندو اور مسلمان دونون کی ایک سی حالت ہے مسلمانون کے پاس جب دولت آتی ہی تو وہ فضول خرچ اور عیاش ہو جاتے ہین۔ ہندو ہمیشہ کنجوس اور محتاط ہوتے ہین۔

(۷) **ارٹ صناعی وغیرہ**۔ یہ بات سب لوگ بخوبی جانتے ہین کہ مسلمان فاتحین ایران کے فنون کو اپنے ساتھ ہندوستان مین لائے۔

عمارت اور زیور اور کپڑے کے بنانے مین ہندؤن کی بہت تعریف کی جاتی ہے پہلے دونو چیزون مین مسلمانون سے ہندو بہت کم لیاقت رکھتے تھے۔ مسلمانون کی بعض عمارتین تو یورپ کے بہترین عمارتون کے نمونہ کی برابری کرتی ہین محراب بنانیکی ترکیب سے ہندو بالکل ناواقف تھے اگر ہندؤن سے مسلمان کسی چیز مین کمی ہوئی تھے تو کپڑا بنانا تھا یہ بات فیصلہ طلب ہے کہ آیا فارس کے ریشمی کپڑے اور مخمل بھی صناعی کے ایسے حیرت انگیز نمونے تھے جیسے ہندؤن کی ململ۔ رنگون اور بلون کے بنانے مین جسمین کہ سخت محنت اور ہنر درکار ہے مسلمانون کے حملہ سے پہلے ہندو وحشی قومون سے کچھ یون ہی سے بہتر تھے۔ تیمور کے قوانین کے انتخاب مین حسن کا اوپر ذکر آیا ہے ہم دیکھ چکے ہین کہ مغلون کو ہندوستان فتح کرنے سے پہلے ہی

ان چیزون کا شوق تھا۔

علم موسیقی اور نقاشی اور سنگ تراشی مین مسلمان چینی اور ہندو ترقی کے میدان مین برابر تھے۔ نقاشی کے واسطے ان تمام قومون کا مذاق اور قابلیت ایک دوسرے سے ایسی ملتی جلتی تھی کہ حیرت ہوتی تھی۔ علم موسیقی مین ہندو ایسے ہی گھٹے ہوئے ہین جیسے سنگ تراشی مین فارس کے لوگ ہندو اور چینیون سے بڑھے ہوئے ہین۔

فن جنگ خواہ ان فنون مین شامل ہوسکے یا نہ ہوسکے اور انسانی قابلیتون مین سے کتنی ہی قابلیتین اسکے لئے درکار ہون مسلمان جیسا کہ امید کیجاسکتی ہی بوجہ ذہین اور عقلمند ہونیکے بنسبت ہندوؤن کے لڑائی کے فن سے بہتر واقف تھے جبکہ کوئی قوم جو تعداد مین قلیل ہو اپنے سے بڑی جماعت پر غالب آجائے اور اُنکو اپنا تابع رکھے تو اس صورت مین یہ نتیجہ نکالنا بالکل درست ہے (بشرطیکہ قلیل التعداد فریق کو کوئی خاص فائدہ حاصل نہو) کہ بمقابلہ مفتوح کے فاتحین فن جنگ کو بہتر جانتے ہین جو باتین ہم ان دونو قومون کی بابت جانتے ہین وہ ہمارے اس نتیجہ کی تصدیق کرتی ہین۔

(۸) **علم ادب**۔ یہ بات ثابت کرنی ناممکن ہی کہ ہندو علم مین مسلمانون سے بڑھے ہوئے تھے۔ غالباً اس بات مین کوئی بحث نہین کریگا کہ ہر قسم کا علم مسلمان حملہ آورون مین ہندوؤن سے زیادہ تھا۔ علوم ہندسہ اور شاعری مین ہندوؤن کی بہت تعریف کیجاتی ہی۔

علوم ہندسہ مین زیادہ تر تعجب اسکی فرضی قدامت پر کیا جاتا ہے نہ کہ اسکی ترقی پر وہ خواہ کتنا ہی قدیم ہو۔ یہ بات بخوبی ثابت ہی کہ مسلمانون مین بھی یورپ کا علم ریاضی اتنا موجود تھا جتنا کہ ہندو جانتے تھے اس موقعہ پر صرف اتنا ہی ثابت کردینا کافی ہے۔

جو لوگ ہندوؤن کی نظم کی بہت تعریف کرتے ہین اور تعریف کرانی چاہتے ہین یہ بات تسلیم کرتے ہین کہ فارسی نظم ہندو نظم سے بہتر ہے۔ ہندوؤن کی مشہور نظم مہابھارت کا شاہنامہ سے مقابلہ کرلو۔ شاہنامہ مین غیر حقیقی اور ناممکن باتین اس کثرت سے نہین پائی جاتین جیسا کہ مہابھارت مین ہین واقعات بعید از عقل نہین ہین اور افسانے صنعتون سے مملو ہین۔

لیکن جس علم مین کہ مسلمان ہندوؤن سے بہت بڑھے ہوئے ہین وہ علم تاریخ ہی ہے اسکا تمام
علم تجربہ پر مبنی ہی اور تاریخ کی خوبی اس بات مین ہی کہ زمانہ ماضی کے واقعات کو اس طرح قلمبند
کیا جائے۔ کہ لوگ آنیوالے زمانے مین اس سے سبق سیکھین۔ علم تاریخ سے ہندو بالکل بے بہرہ تھے
ہندوستان کے مسلمانون نے ایشیا کے سب ملکون سے زیادہ علم تاریخ کو کمال کے درجہ تک پہنچا
دیا تھا تاریخ فرشتہ اور غلام حسین کے تذکرہ سیر المتاخرین ایسی سلیس عبارت مین ہین اور ایسے معنی
خیز ہین کہ فارسی زبان مین وہ اپنی نظیر آپ ہی ہین۔ یہ بات بھی قابل غور ہی کہ تاریخ کے
علاوہ فارسی کی بہترین نظم شاہنامہ بھی ہندوستان کے مسلمان فاتحین کے عہد مین لکھی گئی

(۲) دہلی مین مسلمان بادشاہون کے پایۂ تخت کا بدلنا اور انکی عمارات کا بننا۔

جمنا کے بائین کنارہ اور وہاٹ تغلق آباد و مہرولی و چندراوان کے درمیان ایک قطعہ
زمین ۵۸ مربع میل ہے جس سے زیادہ دلچسپ کوئی اور قطعہ زمین کہین روے زمین پر مورخون کے مطالعہ
کے لئے انقلابات و عمارات کے مشاہدہ کرنے کے واسطے موجود نہین ہے۔ اسی مین تیرہ شہر
ہندو راجاؤن او مسلمان بادشاہون کے دارالسلطنت بنے اور بگڑے انمین سے ایک آدھ
ہی سلامت ہی۔ باقی سب کے سب اپنے کھنڈرون یا حکایتون سے یاد دلاتے ہین بعض کے کھنڈر اپنی خاموش
زبان سے پکار رہے ہین

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ   آثار پدید است صنادید عجم را

بعض کے کھنڈر بھی نہین ہین جو اپنی گنگی زبان سے انگلیون کے اشارون سے کچھ بتلائین۔
صرف انکی روایتین اور حکایتین باقی ہین۔ فرنگستانی محققین کی یہ رائے ہی کہ حضرت عیسیٰ
سے پندرہ سو برس پہلے راجہ یدھشٹر نے پانڈو کی سلطنت عظیم قائم کی اور جمنا کے بائین کنارہ
پر شہر اندرپست یا اندرپت آباد کیا جو بعض اوقات اسکا پایۂ تخت رہا۔ یہ شمالی ہندوستان
کا دوسرا دارالسلطنت تھا۔
اندرپستھ کی تاریخ اگر کچھ صحیح مل سکتی ہی تو وہ اندرپت مہاتما یا مہابھارت مین ہی۔ اندرپستھ
نام ظاہرا اندر کے نام پر رکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ کوئی اسکی وجہ تسمیہ یہ کہتا ہے کہ

اندر نے یہان پرستھ کیا تھا۔ اسلیئے یہ نام رکھا گیا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ پرستھ کے معنی کھلے
میدان کے ہین اس لیئے اس شہر کا نام اندرپرستھ یعنی اندر کا کھلا میدان رکھا گیا۔ اسکو اندر کھیڑا
بھی کہتے ہین۔ اس شہر کی بنیاد ۱۴۵۰ برس پہلے حضرت عیسیٰ سے بتائی جاتی ہی۔ یہ صحیح
نہین معلوم ہوتا کہ شمالی ہندوستان مین گنگا کے کنارہ پر ہستناپور دوسرا دارالسلطنت
پانڈو کا بنا۔ یدھشٹر کے خاندان مین بیس پیڑھی تک راج نسلاً بعد نسلٍ چلا آیا اور حضرت عیسیٰ
سے پیشتر پندرہ صدی سے ساتوین صدی تک اندرپرست پانڈو کی راجدھانی رہا۔
جب اس خاندان کی سیناپت ولیسار دلنے یہ راج چھین لیا تو اسکے خاندان کے چودہ راجاؤن کا
پشت بہ پشت راج دھائی پانچسو برس تک رہا۔ بعد اسکے گپتا کے خاندان مین راج آیا جسنے اپنی
راجدھانی پالی پوتھرا کو مقرر کیا اسلیئے اندرپرستھ شمالی ہندوستان کا دارالسلطنت نہ رہا۔
میری دلی دوست بڑے عالم پنڈت لشیشر ناتھ سرگ باشی نے نہایت تحقیق سے یہ ثابت کیا ہی
کہ یہ شہر موضع دلھلیہ سے موضع ببراری تک پھیلتا تھا۔ ابتک اس شہر کی دو یادگارین موجود ہین
ایک جمنا کا گھاٹ نگم بودھ دوسری نیلی چھتری جہان یدھشٹر نے ہوم کرکے ایک مندر
بنایا تھا جسکی وہ یادگار رہی۔ اندرپرست کی جگھ دہلی قائم ہوئی بکرماجیت راجہ اجین نے اندرپرستھ
کو فتح کرکے اپنے راج مین ملایا اس شہر کو کہتے ہین کہ تواریخ مین سے کسی نے حضرت عیسیٰ سے
۹۱۶ برس پیشتر آباد کیا اور اسکا نام دہلی اسلیئے رکھا کہ اسکی زمین ڈھیلی ہی۔ یہان کی زمین
ایسی پولی ہی کہ اسمین میخین نہین گڑ سکتین بعض یہ کہتے ہین کہ قنوج کے راجہ دیلو کا نائب السلطنت
سروپت تھا جسنے اندرپستھ کی جگھ جو ویران ہوگیا اس شہر کو آباد کیا اور اپنے راجہ کے
نام پر اسکا نام دہلی رکھا مگر اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ راجہ دیلو ۳۲۸ برس پہلے حضرت
عیسیٰ سے ہوا ہے جسکو راجہ پورس نے مغلوب کیا ہی اور اس وقت دلی راجہ کنایون پاس
اس سے بہت پہلے دلی آباد ہو چکی تھی غرض کسی راجہ نے جسکا نام دیلو تھا اس شہر کو آباد
کیا ہے گو تمام نسل کے راجہ دھرم راج یا دھرم دھرنی نے اپنا راج دلی مین جمایا اس کی
آخری راجہ کو قنوج کے راجہ نے مغلوب کیا اور بعد اسکے کئی خاندانون کے راج بدلے

تونوار بنس کا راج قائم ہوا ۷۳۶ء میں اننگ پال نے دلی کو سنہ ۱۰۵۲ء میں اور اسکے جانشینون میں سے اننگ پال دوم نے اس شہر کو دوبارہ بسایا۔ ان خاندانون کی انقلابات میں ۲۹۲ برس تک دلی کو دار السلطنت ہونے کا شرف نہ حاصل رہا۔ یہ وہ زمانہ ہے جو اجین کے راجہ فتح کرنے اور اننگ پال کے دلی دوبارہ آباد کرنے کے درمیان گذرا ہے۔

۱۱۵۱ء میں چوہانون نے توار کے راجاؤن کو شکست دیکر اپنا راج قائم کیا اور انکا آخری راجہ پرتھی راج عرف رائے پتھورا شمال ہندوستان میں سب راجاؤن کا راجہ بنا اُسنے ایک قلعہ بنایا جسکا نام اب رائے پتھورا کا قلعہ لیا جاتا ہے۔ یہ قلعہ سنہ ۱۱۸۰ یا ۱۱۸۶ء میں اس غرض سے بنایا گیا تھا کہ شہر کو شمالی ہندوستان کے مسلمانون کی حملہ آوری سے بچائے اس قلعہ کے بعض حصّے اب بھی موجود ہین۔

۱۱۹۱ء میں مسلمانون نے دلی کو فتح کرلیا اور انکا پہلا بادشاہ قطب الدین ایبک یہان تخت نشین ہوا۔ شمالی ہندوستان سے ہندوؤن کا راج کالعدم ہوا۔

قطب الدین کے بعد جو آٹھ بادشاہ (۱) آرام شاہ (۲) شمس الدین التمش (۳) رکن الدین فیروز شاہ (۴) سلطان رضیہ بیگم (۵) معز الدین بہرام شاہ (۶) علاء الدین مسعود شاہ (۷) ناصر الدین محمود (۸) غیاث الدین بلبن ہوئے انھونکے قلعہ رائے پتھورا ہی میں اپنا دار السلطنت قائم رکھا اور انمین عمارات ذیل بنوائین۔

(۱) قصر سفید ۱۲۰۵ء میں رائے پتھورا کی وفات سے سولہ برس بعد قطب الدین ایبک نے بنوایا اسکا ذکر تاریخ کی جلد اول میں دیکھو۔ اب اس قصر کا کوئی نشان باقی نہین رہا۔

(۲) کوشک فیروزی اسکو شمس الدین التمش نے بنایا۔

(۳) قصر سبز یہ ناصر الدین محمود کے زمانہ مین بنایا گیا۔

(۴) چبوترہ ناصرہ ۔ ناصر الدین محمود نے بنایا۔

(۵) مسجد قوت الاسلام۔ قطب الدین ایبک نے رائے پتھورا کے مندر کی جگہ بنوائی ان سنگلات کا ذکر اپنے محل پہ میں نے جلد اول مین بیان کیا ہے ۶۸۵ ۱۲۸۶ سنہ مین سونین

بادشاہ کیقباد نے جو نامور بلبن کا پوتا تھا موضع کیلوکھیری مین قلعہ بنانا شروع کیا۔ اس نے
جمنا کے کنارہ پر باغ لگایا غرض اس گاؤن کو جو پہلے سے بھی مشہور تھا ایک خوبصورت
شہر بنا دیا۔ ۶۸۶ھ ۱۲۸۶ء مین کیقباد نے جو قلعہ بنانا شروع کیا تھا سلطان جلال الدین خلجی
نے اسکی تعمیر کو پورا کیا تھوڑے دنون بعد اس کیلوکھیری کو نیا شہر اور قلعہ رای پتھورا کو
پرانا شہر کہنے لگے۔

جلال الدین خلجی نے کوشک لال بنوایا جسکا اب کچھ نشان نہین ہے۔ جلال الدین کے
بعد اسکا بھتیجا علاء الدین جانشین ہوا۔ وہ کچھ دنون قلعہ رای پتھورا مین رہا۔ بعد اس کے
اسنے موضع سیری مین ایک قلعہ بنایا جو دہلی کی سلطنت کا پایۂ تخت بنا۔

علاء الدین خلجی کے پسر خورد مبارک شاہ کا اور اسکے قاتل خسرو خان کا دار السلطنت
سیری رہا۔ اس قلعہ کی قصر ہزار ستون بڑی عمدہ عمارت تھی۔ بعد اسکے خسرو خان کو
غیاث الدین تغلق شاہ مار کر بادشاہ ہوا۔ اس نے سیری سے تغلق آباد مین دار السلطنت
منتقل کیا۔ ۷۲۱ھ ۱۳۲۱ء مین اس شہر اور قلعہ کی تعمیر شروع ہوئی اور ۷۲۳ھ ۱۳۲۳ء مین ختم ہوئی۔ ابتک
اس قلعہ کو شکستہ حالی کی صورت مین جو باہر سے دیکھا ہے تو اسکی شوکت ہیبت
دل مین ہیبت پیدا کرتی ہے اور اندر جاکر اسکی ویرانی دیکھنے سے عجب عبرت ہوتی ہے
اب گوجر اسمین بستے ہین مثل مشہور ہے کہ یا بسے گوجر یا رہے اوجڑ۔ سلطان غیاث الدین
تغلق کے بیٹے محمد شاہ عادل نے عادل آباد یا محمد آباد بسایا۔ جو تغلق آباد سے تھوڑے
فاصلہ پر تھا۔ اس مین دو قلعے ہین جو قلعہ تغلق آباد کے نمونے پر بنائے گئے ہین اور
کچھ تھوڑے دنون کے بعد اسنے قلعہ رای پتھورا اور سیری دونو کو ملا کر ایک حصار
اسکے گرد بنایا اور اسکا نام جہان پناہ رکھا اسکے جانشین فیروز شاہ تغلق نے
اس دار السلطنت کو چھوڑ کر شہر فیروز آباد بسایا۔ یہ شہر ۷۵۵ھ ۱۳۵۴ء مین بسایا گیا ہے۔
پرانی دہلی کی عمارات کو مسمار کرکے انکا مصالح اس شہر کی عمارت مین لگایا گیا ہے اور
عمارت کا مفصل حال تاریخ جلد دویم مین لکھا گیا ہے۔ امیر تیمور کے حملے نے پٹھانون کی

سلطنت کا خاتمہ کیا اور سیدون کی سلطنت کا عہد آیا ۱۴۱۴ء مین اول سید و نکے اول بادشاہ
خضر خان نے خضر آباد جمنا کے کنارہ پر بسایا۔ خضر خان کی قبر ۱۴۲۱ء مین بیٹے سید
مبارک شاہ نے بنوائی۔ جسکو خضر کی گمٹی کہتے ہین اسی بادشاہ نے ۱۴۳۳ء مین جمنا کے
کنارہ پر ایک شہر مبارک آباد بنانا چاہا مگر وہ پورا نہ ہوا تھا کہ اسکے اندر وہ شہید ہوا اور شہر
مبارک آباد سے نام مبارک آباد ہوا۔ سیدون کے بعد لودیون کے خاندان کی سلطنت
شروع ہوئی۔ بہلول لودی نے آگرہ کو اپنا دار السلطنت مقرر کیا اور دہلی کو چھوڑا۔
ہمایون نے اسکے بیٹے کو شکست دی اور ہندوستان سے نکالے جانے سے پہلے شہر
دین پناہ کی عمارات کو شروع کیا اسکے پاس ایک گانون اندرپت ابتک اندرپرستھ
کو یاد دلا رہا ہے یہان ایک چھوٹا سا قلعہ ہے جسکا نام پرانا قلعہ مشہور ہے
ہمایون نے اس قلعہ کی مرمت کی اور اسکا نام دین پناہ رکھا۔ یہان کے دہائی
اس قلعہ کے بعض حصہ کو پانڈو کے عہد کا بتاتے ہین۔ اس دین پناہ کا حال تذکرۂ ہمایون
جلد سوم مین بیان ہوا۔ جب شیر شاہ نے ہمایون کو ہندوستان سے نکالا اور دہلی پر اسکا
قبضہ ہوا تو اسنے بھی شیر گڈھ آباد کیا جسکو دہلی شیر شاہی کہتے ہین شیر شاہ نے دین پناہ کے
حصار کو پورا کیا اور اسی کا نام شیر گڈھ رکھا جسکا بیان اپنی محل پر رزم نامہ شیر شاہی مین
مینے لکھا ہے۔ شیر شاہ کے بیٹے سلیم شاہ نے قلعہ سلیم گڈھ جمنا کے اندر بنایا پھر ہمایون نے
خاندان سور سے سلطنت چھین لی اور دین پناہ مین وہ مر گیا۔ اسکا بیٹا اکبر اور پوتا
جہانگیر اکبر آباد مین رہے اسکے پڑپوتے شاہجہان نے شاہجہان آباد کیا۔ جسکا حال ظفر نامہ
شاہجہان مین مینے مفصل لکھا ہے۔ یہ شہر ۱۸۵۷ء تک دار السلطنت رہا۔ پھر اس کو
انگریزون نے فتح کر لیا۔ جب سے وہ دار السلطنت نہین رہا۔ مگر اب بھی وہ ہندوستان
کے اعلے درجہ کے شہرون مین شمار ہوتا ہے مسلمان بادشاہون مین سے اکثر بادشاہون
کو اپنے نام و نمود کے لئے ایک نیا دار السلطنت بنانے کا خیال رہا اسلئے پایۂ تخت نے
اپنے مقامات بدلے۔

(۳۴) **سکون کا بیان** ۔ مسلمانون مین بادشاہ ہونے کے لئے ضرور ہے
کہ خطبہ مین انکا نام پڑھا جاوے اور انکے نام کا سکہ جاری کیا جائے۔ یہ سکہ اور خطبہ
بادشاہی کا قطعی ثبوت ہے یہان سکون کا بیان فقط اس سبب سے کرتا ہون کہ انکی قیمت
معلوم ہو جاے۔ کہ کیا تھی جسکی بہت ضرورت تاریخ مین ارقام تخمینون مین پڑتی ہے۔ ہم
اس قیمت کے بتلانے کے لئے سونے چاندی تانبے کے سکون کے وزن لکھتے ہین جس سے
انکی اصلی قیمت آپ ہی معلوم ہو جاے گی۔ یہ سکے میرے پاس موجود نہین ہین کہ
مین انکو کانٹے مین ہندوستانی اوزان سے تولکر بتلاؤن مگر میرے پاس طامس ایڈورڈ
صاحب کی کتاب موجود ہے جسمین صاحب ممدوح نے ان سکون کو تول کر انکا وزن
گرین مین لکھا ہے اور اس گرین کے وزن بتلانے کے لئے بتلاتا ہون کہ قیصر ہند کا
روپیہ جو یہان ہندوستان مین مروج ہے اسکا وزن ایک سو اسی گرین ہے یعنی
ایک تولہ بتولہ کے یعنی ۹۶ رتی کے ۱۸۰ گرین ہوئے اسی سے معلوم ہوا کہ ایک ماشہ
مین ۱۵ گرین ہوتے ہین یعنی آدھی رتی کے قریب ایک گرین ہوتا ہے یہی مہر کا وزن ہے
تانبے کے ادھنے سکے کا وزن ۲۰۰ گرین یعنی ۱۳ ۱/۳ ماشہ اور پاؤ آنہ یعنی پیسہ کا
وزن ۱۰۰ گرین یعنی ۶ ۲/۳ ماشے اس بیان سے سکون کا وزن گرین مین جو ہم لکھتے
ہین تم سمجھکر ہر بادشاہ کے عہد کی چاندی سونے تانبے کے سکون کی قیمت کا حساب
کر لیا کرو۔ خاندان تیمور کی سلطنت تک اول سے چالیس بادشاہ مختلف خاندان غوری۔
خلجی۔ تغلق۔ سادات۔ لودھی۔ سور افغان کے ہوئے ہین۔ انہون نے ۵۸۹ھ ۱۱۹۳ع سے
۹۶۲ھ ۱۵۵۵ع تک ساڑھے تین سو برس کے قریب سلطنت کی اور انکے سونے چاندی تانبے کے
سکون کے وزن گرین ذیل مین لکھے جاتے ہین جنکی قیمت کا حساب کرکے بادشاہون
عہد مین اجناس کی اور اسکے اور بخششون اور انعامون وغیرہ کی قیمتون کو سمجھ سکتے ہین
مثلاً کسی بادشاہ کے خزانہ مین لاکھ روپیے کے جواہر لکھے ہین تو اسکے چاندی کے سکے
کے وزن سے اپنے روپیے رائج الوقت کی قیمت پر حساب کرکے اس [illegible] کی

فہرست سے سمجھ سکتی ہیں

(۱) معزالدین بن سام اول خاندان سلاطین کا بانی ہے اسکے سونے کے سکوں کا وزن یہ تھا ۹۶ و ۱۲۱ و ۲۳ گرین چاندی کے سکے ۶۶ و ۴۷ و ۱۳۳ و ۴۶ و ۱۰۸ ½ گرین و چاندی و تانبے کے مخلوط سکے ۹۴ و ۴۸ و ۳۲ و ۵۵ گرین مخلوط سکے سے سب جگہ یہ سمجھو کہ وہ چاندی اور تانبے کے مرکب کرنے سے بنائیں ہیں۔

(۲) قطب الدین ایبک کے عہد میں اوپر کے سکے جاری رہے۔

(۳) آرام شاہ کے عہد میں سونے و چاندی و مخلوط پہلے سکے جاری رہے اور تانبے کا سکہ ۴۵ گرین کا اس بادشاہ کے نام جاری ہوا۔

(۴) شمس الدین التمش سونے کا سکہ ۱۷۰ گرین چاندی کے سکے ۴۵، ۴۵ و ۱۵ و ۱۵۰، ۱۶۸ گرین تانبے کے سکے ۴۵ و ۴۴ و ۴۸ و ۴۰ گرین و مخلوط سکے ۵۰ و ۴۶ و ۳۵ و ۲۵ و ۹ و ۳۸ گرین۔

(۵) رکن الدین شاہ کے مخلوط سکے ۵۱ گرین (۶) سلطان رضیہ بیگم چاندی کے سکے ۱۶۵ و ۱۶۷ و ۴۷ و ۴۹

(۷) معزالدین بہرام شاہ۔ چاندی کا سکہ ۱۶۷ گرین مخلوط سکے ۵۶ گرین۔

(۸) علاء الدین مسعود شاہ چاندی کے سکے ۱۶۷، ۵ گرین۔ و تانبے کے سکے ۵۶ و ۹۴ ½ مخلوط سکے ۵۲ و ۱۴۔

(۹) ناصر الدین محمود۔ تانبے کے سکے ۴۵ و مخلوط سکے ۵۱ و ۱۲۵۔

(۱۰) غیاث الدین بلبن تغلق سونے کا سکہ ۱۶۳ و چاندی کا سکہ ۱۶۷، ۵ و تانبے کا سکہ ۴۷ ½ و ۶۷ گرین و مخلوط ۲۶ گرین۔

(۱۱) معزالدین کیقباد۔ چاندی کا سکہ ۱۶۸ گرین مخلوط سکہ ۵۲ گرین و ۹۲ گرین۔

(۱۲) جلال الدین فیروز خلجی چاندی کا سکہ ۱۶۸ و مخلوط سکے ۵۲ و ۹۲ گرین۔

(۱۳) رکن الدین ابراہیم — چاندی کا سکہ ۱۶۸ و تانبے کا سکہ ۵۹ و ۳۸ و مخلوط ۵۲۔

(۱۴) علاء الدین محمد شاہ سونے کا سکہ ۱۶۹، ۶ گرین و چاندی کا ۱۶۸ گرین و تانبے کا سکہ ۶۴ و ۵۵ و مخلوط ۵۵، ۷۰۔

(۱۵) شہاب الدین عمر۔ مخلوط سکے ۵۴ و ۵۵ گرین۔

(۱۶) مبارک شاہ سونے کا سکہ ۱۶۹ و ۱۶۹ گرین و مخلوط ۵۵ گرین۔

(۱۷) خسرو خان مخلوط ۵۵ و ۵۵۔

(۱۸) غیاث الدین تغلق سونے کا سکہ ۱۷۲ و ۱۷۴ چاندی کا سکہ ۱۷۰ و ۱۷۰ و تانبے کا سکہ ۵۴ و ۱۳۲ و ۱۰۳ و ۵۴ و (۱۹) محمد بن تغلق سونے کے سکے ۱۹۸ و ۲۰۱ و ۱۲۷ و ۱۷۰ و ۹۹ و ۵۴ و ۱۶۹ چاندی کے سکے ۱۴۰ و ۱۷۸ و ۵۶ و ۵۲ و تانبے کے سکے ۵۳ و ۱۳۶ و ۳۰ و ۱۰ و ۶۸ پیتل کے سکے ۱۳۲ و ۱۱۲ و ۷۲ و ۵۵ و مخلوط ۱۴۰ و ۲۵۔

(۲۰) فیروز شاہ تغلق سونے کا سکہ ۱۷۰ گرین۔ مخلوط ۱۴۱ گرین و ۵۴ گرین و ۴۸ گرین ۱۴۰ و ۱۷۴ گرین تانبے کا سکہ ۵۵ گرین و ۱۰۲ گرین اس بادشاہ کے حال میں سکوں کی پوری تفصیل لکھی ہے بعض سکے ایسے بھی ہیں کہ انمیں دو نام فیروز شاہ و فتح خان کے لکھے ہیں سونے کا سکہ ۱۶۸ گرین مخلوط ۱۳۸ گرین اور ایسے سکے بھی ہیں جنمیں دو نام فیروز اور بیٹے ظفر کا نام لکھا ہے سونے کا سکہ ۱۶۸ گرین چاندی کا سکہ ۱۴۰ گرین مخلوط ۱۳۶ گرین ۱۰۸ گرین تانبے کا ۸۰ گرین۔

(۲۱) غیاث الدین تغلق شاہ دوم مخلوط ۱۳۶ گرین ۱۴۳ گرین و ۸۰ گرین و ۵۰ گرین ۴۸ گرین

(۲۲) ابوبکر شاہ بن ظفر خان مخلوط ۱۴۰ گرین۔ ۷۴ گرین و تانبے کا ۱۴۴ گرین ۵۰ و ۵۰ گرین و ۱۴۰ گرین و ۵۸ گرین۔

(۲۳) محمد شاہ فیروز شاہ سیم قلب ۱۴۲ گرین و تانبے کا ۷۴ گرین سونے کا سکہ ۱۷۰ مخلوط ۱۴۰ گرین و تانبے کا ۶۸ و ۶۶ گرین ۳۰ گرین و ۲۵ گرین۔

(۲۴) ناصر الدین محمد۔ مخلوط ۱۴۲ گرین تانبے کا ۱۴۳ گرین و ۶۷ و ۳۰ گرین۔

(۲۵) محمود بن محمد سیم قلب ۱۴۱ گرین تانبا ۱۴۰ گرین و ۶۶ گرین و ۳۴ گرین۔

(۲۶) نصرت شاہ تانبا۔ ۱۴۳ گرین و ۷۵ گرین و ۶۷ گرین۔

(۲۷) دولت خان لودہی ۔ ادر

(۲۸) خضر خان نے کوئی سکہ اپنے نام کا نہین جاری کیا۔

(۲۹) مبارک شاہ دوم چاندی کا سکہ ۱۷۰ گرین مخلوط ۱۷۲ گرین ۱۴۵ و ۸۳ گرین و ۴۰ گرین

(۳۰) محمد شاہ مخلوط ۱۷۲ گرین تانبا ۱۳۶ گرین و ۳۳ ½ گرین۔

(۳۱) عالم شاہ۔ تانبا ۱۴۳ گرین و ۷۶ گرین و ۴۶ گرین۔

(۳۲) بہلول شاہ۔ تانبا ۱۴۶ گرین اوسط وزن ۱۴۰ گرین چاندی ۱۳۹ و ۱۴۵۔

(۳۳) سکندر شاہ لودی۔ تانبا ۱۳۹ گرین و ۱۴۵ گرین۔

(۳۴) ابراہیم سکندر شاہ۔ تانبا ۱۴۸ گرین و ۲۴ و ۱۰۰ گرین و ۱۲۰ گرین۔

(۳۵) ہمایون۔ سونا ۱۸ و ۱۰ و ۱۳ گرین چاندی ۱۷ گرین۔

(۳۶) شیر شاہ۔ سونا ۱۶۵ و ۱۶۷ چاندی ۱۷۶ گرین۔ تانبا ۳۲۹ گرین۔

(۳۷) اسلام شاہ۔ چاندی ۱۴۸ گرین تانبا ۱۸۷ و ۲۲۷ گرین و ۳۱۵ گرین۔

(۳۸) محمد عادل شاہ۔ چاندی۔ ۱۷۴ گرین۔

(۳۹) ابراہیم سور۔ چاندی ۱۷۵ گرین۔

(۴۰) سکندر شاہ کے بعد ہمایون پھر فرمان روا ہوا تانبا ۱۷۵ گرین۔

اکبر کے سکون کا مفصل حال اقبال نامہ اکبری مین پڑھو۔ سکون کی اصلاح و درستی سب طرح سے شیر شاہ کے زمانہ سے شروع ہوئی۔ اُسنے سکون مین جو پہلے سے عیب و نقص چلے آتے تھے دور کئے۔ اول سب سے بڑی بُرائی سکون کی یہ دور کی کہ سب ٹکسالون مین مخلوط دھاتون کا سکہ بننا بالکل موقوف کر دیا۔ ظاہر ہے کہ جب سکے مین وہ دھات جنمین سے ایک بیش قیمت دوسرا کم قیمت ہو۔ کیسی بیچ بیپار مین دشواریان پیدا کرتا ہے اور ٹکسالون کے اہلکارون کے ہاتھ مین دغا بازی کا کیسا اوزار دیتا ہے۔ یہ تحقیق نہین معلوم کہ شیر شاہ کے زمانہ مین سونے چاندی کے سکون مین مبادلہ کیا نسبت رکھتا تھا مگر تخمینا یہ تحقیق ہوا ہے کہ ۹۲۵ھ مین انکی قیمتون مین میلان اور انکی نسبت تھی سونے کے سکے کو چاندی کے سکے سے نسبت ۹۴ اور آگی تھی۔ آئین اکبری سے سکون کی

تحقیقات کو ہم نے اقبال نامہ اکبری مین لکھا ہے۔ ٹنکہ اور جیتل وغیرہ سکّون کا بیان ہمایون شاہ کی تاریخ مین ہوا ہے + فقط

انتباہ

اوّل کل کتاب مین چار قسم کے سنون کا حوالہ دیا گیا ہے (۱) ہجری (۲) عیسوی (۳) جلوس (۴) سمبت - زیادہ تر سنہ کے اوپر ہجری اور نیچے عیسوی لکھے گئے ہین سن ہجری سے سنہ عیسوی چہہ سو برس کے قریب بڑا ہے اسلئے اونکے ساتہہ ھ و ع کا اشارہ نہین کیا گیا۔ بغیر ان کے فقط سنون کے چھوٹے بڑے ہونے سے پڑھنے والے انکو سمجھ سکتے ہین سن جلوسی اکثر چالیس پچاس برس سے زیادہ نہین ہوتا۔ وہ سن ہجری سے بہت ہی چھوٹا ہوتا ہے اسلئے بغیر اسکے کہ جلوس کا لفظ اوسکے ساتہہ لکھا جائے وہ خود بخود سمجھا جائیگا

دوم خطوط قوسی (   ) کے درمیان جو نام یا لفظ یا عبارت لکھی گئی ہے اوسکی یہ صورتین ہین (۱) ایک مورخ کے بیان مین دوسرے مورخ کا بیان ان خطون کے اندر زیادہ کیا گیا ہے (۲) فارسی کتابون مین نامون کی املا مین بہت اختلاف ہوتا ہے پس ان اختلافون کو ان خطوط مین لکھہ دیا ہے (۳) کسی لفظ کے معنی بھی لکھے ہین +

سوم ہندوستان کے مختلف حصون مین بعض الفاظ کی املا مین اختلاف ہے اور سررشتۂ تعلیم نے اون کے کچھہ قواعد مقرر کئے ہین مثلاً یورپ مین یائے معروف کے اوپر ہمزہ نہین لکھتے وہ اس سے کو ہی بجائے ہمزہ سمجھتے ہین مثلاً ہوئے وکئے کو ہوے وکیے لکھینگے ایسا ہی نون غنہ کا بعض الفاظ مین حال ہے کوئی ہنسنا لکھتا ہے کوئی ہسنا۔ ایسی ہی ھ ہے جو الفاظ کے آخر مین ہوتی ہے اوسکی جگہ الف بھی لکھتے ہین جیسے بنگالہ کی جگہ بنگالا لکھینگے اور ان ہی کی جگہ انہین اور جون ہی کی جگہ جونہی اور بعض اور الفاظ اسی قسم کے ہین۔

میرے قلم کو ان الفاظ مین نون لکھنے کی عادت پڑ گئی ہے خواہ وہ غلط ہو یا صحیح تلفظ پر زیادہ خیال رہتا ہے +

چہارم مین نے ہر جلد کے ساتھ غلط نامہ لکھ دیا ہے مگر اکثر لفظون کی غلطیون کو
یہ سمجھ کر چھوڑ دیا ہے کہ سہو عاقلان پیروی نقط نکنند + یا نخوانند یا غلط نکنند
بہتر ہوگا کہ پڑھنے سے پہلے غلط نامہ کے موافق کتاب کو صحیح کر لین۔

پنجم۔ نام خواہ مقامون کے ہون یا آدمیون کے اون کی املا مین فارسی کتابون
مین بڑا اختلاف ہے۔ مین نے اونکو اسلیئے مختلف طرح لکھا ہے ۔ حروف ثقیلہ کا تلفظ
مسلمانون کے زبان سے پہلے زمانہ مین نہین ہوتا تھا اسلیئے وہ ڈ کی جگہ د اور ڑ کی ر
اور علیٰ ہذا القیاس لکھتے تھے ۔ مین نے اس بات پر خیال رکھا ہے۔
زمانۂ سابق و حال کے مسلمانون کے تلفظ مین بڑا فرق ہوگیا ہے ۔ مین اس
تلفظ کا بھی نامون کے لکھنے مین پابند رہا ہون فقط

اشتہار

قیمت عمر جلد ہشتم بادشاہنامہ عالمگیری صفحہ ۵۲ محصول ۲/

یہ بادشاہنامہ عالمگیری کتب مفصلہ ذیل سے تالیف کیا گیا ہے

(۱) عالمگیر نامہ از تصنیف منشی محمد کاظم بن محمد امین –

(۲) مآثر عالمگیری از تصنیف محمد ساقی مستعد خان –

(۳) فتوحات عالمگیری جسکو واقعات عالمگیری یا ظفر نامہ عالمگیری بھی کہتے ہین از تصنیف محمد معصوم

یہ تینون عالمگیر نامے عہد نولیس مورخون کی تصنیف سے ہین اور اُن مین صرف عالمگیر ہی کا حال لکھا ہے –

(۴) منتخب اللغات جو تاریخ خافی خان کے نام سے مشہور ہے –

(۵) وقایع نعمت خان عالی –

(۶) جنگ نامہ نعمت خان عالی –

(۷) آداب عالمگیری –

(۸) رقعات عالمگیری –

(۹) مرہٹون کا حال جو خود مرہٹون نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے +

(۱۰) سیاحت نامہ ڈاکٹر برنیر –

انکے سواء اور بہت سی چھوٹی موٹی فارسی اور انگریزی ہندوستان کی تواریخ مین سے اس بادشاہ کا حال انتخاب کیا گیا ہے – اورنگ زیب کی سلطنت کی نسبت جو اہل الرائے یورپ نے تحریر کیا ہے اوسکو بھی نقل کیا ہے –

المشتہر

محمد عطاء اللہ مالک شمس المطابع جہلیون کا کوٹھہ +



اشتہار

تاریخ ہندوستان

قیمت سہر — ہندؤن کا عہد — محصول ۰ر

صفحے ۱۱۰

اس تاریخ مین معتبر کتابون سے حالات لکھے گئے ہین - قدیمی جغرافیہ و نقشہ ہند - ہندوستان کی قومین اور اونکی زبانین - آریا قومون کا حملہ اور ویدون کا بیان - ہندوستان کو آریا کا فتح کرنا مہابھارت و رامائن کا حال اور اون سے جو تاریخی حالات معلوم ہوتے - برہمنون کا اختیار برہمنا اور منو کے قوانین - ہنود کی حکمت نظری - بدہ مذہب کا حال - اور اوسکی ترقی کا حال بدا ریوش اور سکندر کا حملہ باختر و تاتاریون کا حال - ہندوستانیون کا حال جو یونانیون نے لکہا ہے بدہ کے زمانہ کا حال اور موریا بنس مگدھکا اور اونکے جانشینون کا سبدہ مذہب والون کا زوال اور برہمنون کا بحال ہونا - دکھن کی قدیمی تاریخ - سنسکرت کا علم ادب +

محمد عطاء اللہ مالک شمس المطابع

دہلی جیبون کا کوچہ